



یہ کتاب مفت دی جاتی ہے اور اصل یہ ہے کہ چراغِ دہلی  
محض گزن گزٹ ہی کے خرایدار کو دینے کے لئے چھاپی  
گئی ہے ❖

ایک سال کے عرصہ میں میں نے یہ کتاب تصنیف  
یا تالیف بھی کی اور اسی عرصہ میں چھپوا بھی دی اصل  
میں اتنا تھوڑا زمانہ ایسی کتاب کی بہم وجوہ تیاری  
کے لئے بہت کم تھا مگر اللہ نے محض اپنے فضل سے پورا  
کر دیا جس کا لاکھ لاکھ شکر کیا جاتا ہے ❖

میرزا حسرت

دفتر گزن گزٹ دہلی

جستجو میں تو لگا ہوا ہوں شاید اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں  
 میں نے یقیناً اس کتاب کے لئے مواد جمع کرنے میں بڑی عرق  
 ریزی کی ہے اور خدا جانتا ہے کہ امید سے زیادہ میرا اس میں وہیم  
 خرچ ہوا ہے۔ اگر تصویریں اور نقشے نہ بنائے جاتے تو شاید اتنا  
 خرچ نہ بیٹھتا۔ میں نے کئی ہزار روپے لگا کے یہ کتاب تیار  
 کی ہے تاکہ بلا قیمت خریدارانِ کرزن گزٹ کو تقسیم کروں۔  
 آپ میرا جگر تو دیکھئے میں کس دریا دلی اور جرات سے ایسی ایسی  
 ضخیم کتابیں انعام میں دیتا ہوں جو آج تک کسی مالک اخبار نے  
 نہیں دیں۔ میری غرض اس سے یہی ہے کہ کرزن گزٹ کی اشاعت  
 ہو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اسکی اشاعت سے مسلمانوں کو ایک  
 حد تک بہت کچھ فائدہ پہنچے گا۔

میں اپنے ناظرین سے داد نہیں چاہتا میری غرض صرف یہ ہے  
 کہ جو صاحب اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھیں اور اسکی  
 پسند بھی آجائے تو وہ اپنا یہ فرض سمجھ لیں کہ صرف دو خریدار اخبار  
 کرزن گزٹ دہلی کے غرض دریدہ اگر دیں کیونکہ ہر خریدار اخبار کو

## آخری التماس

تصاویر اور نقشوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ ہنر کے نوابوں اور راجاؤں کی جتنی تصویریں مل سکیں وہ سب درج کر دی ہیں۔ تصویریں اگرچہ فوٹو کی نہیں ہیں مگر انہی عہد کی اور صحت میں فوٹو کے برابر ہیں۔ جتنے روسا کی تصاویر بنی ہیں میں خوشی سے کہہ سکتا ہوں کہ انکی اصلی صورتوں میں اور ان تصویروں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے بنانے والے کی کارگیری ہے کہ اس نے مثل فوٹوؤں کے تصویریں کھینچی ہیں۔

مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ کل رئیسوں کی تصویریں ہم نہ پہنچ سکیں۔ یوں تصویریں ملیں تو سبکی لیکن اصل صورت سے بہت بہت کم پائی جاتی تھی اس لئے میں نے ان تصاویر کو داخل کتاب نہیں کیا۔

میرا ارادہ تھا کہ ہر رئیس کے ساتھ اسکی ریاست کی کیفیت بھی درج کرتا مگر افسوس سے اس کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ کسی ریاست کے پورے حالات آمد و خرچ وغیرہ کی بابت ہمیں مل سکے ہیں





ہرمائی لسن راجہ کیورتھلہ



ہرمائی نسیم راجہ فرید کوٹ



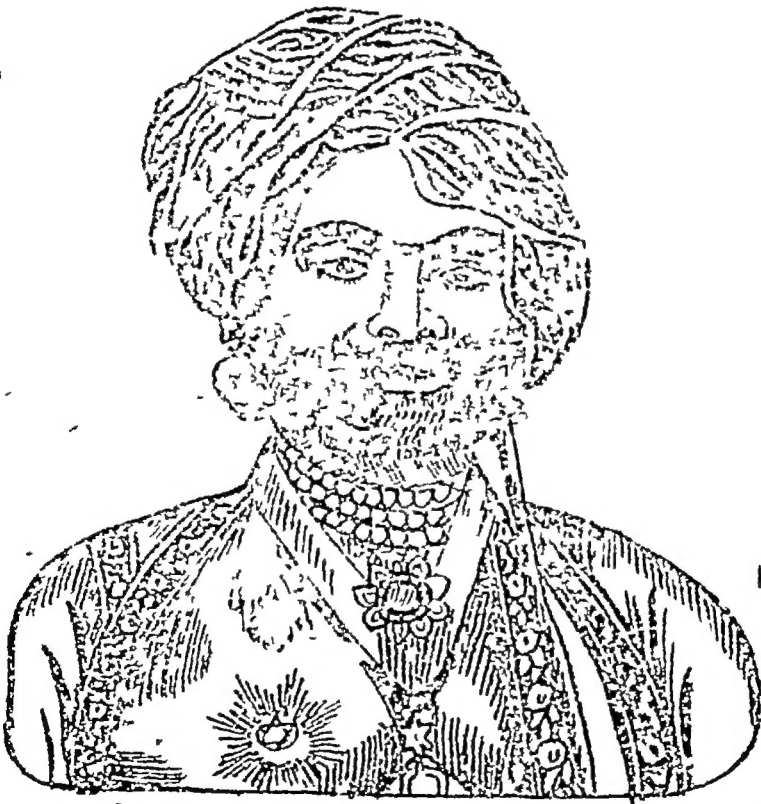
حالتین ہیر مالی نس فوا بضا حب مالیر کوٹہ



نیرمالی نیشن راجہ اندور



هنرمانی و نسیم راجه بوندی



نرمائی نس نوالہ جونا گڑھ



ہریانائی زمین راجہ جودہ پور راجپوتانہ



پرنسپل بیسٹن صاحب ایدہ پرنسپل حاکم

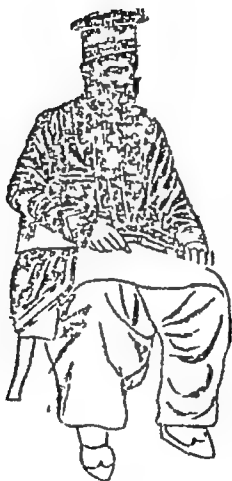




بزرگوارن قسطنطنیه را در راه روم



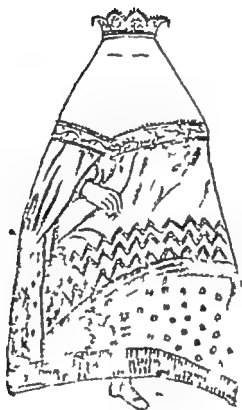
کتابخانه شخصی راجا اور



نیروائس نواب تیرچہ



میرزا جعفر قزوینی



برائی نسیم صا کھوپال



خزانه‌ای نیکوکارانه و بی‌پایان



ہرمائی نسیم راجہ بنارس



مرآتیس مہاراجہ و صوبہ





در این اثر، احمد امین



نیرمانی نسی زامہ اورچہ



برای نسیان راجه مورخ اڑیسہ



نیرمانی نسیم راج کوچ بیار



نیرائی نسہا راجہ بیالہ



مٹاکر آرمیری سنگھ ورنہ چپ آف پلووا



ہزارائی نس ہمارا جہلی بھیرا



نیرنگش نواب صاحب امپور





نیرنگی نسیم راجه اود سبور



ہرٹائی سنسٹا کر صاحب آف بھاؤنگر



نیرنگی نس جبار جہ قرولی



پرنانی شکر او پندت بنشینو اچیف ای مجبور



تھا کر صاحب پانی مانا



نیرمانس میا راج کشن گرام



سردار رنجیت سنگھ صاحب خالصہ اسٹیٹ



ہزارمئیں چہاراجہ سرکیرقی شاہ - کے - سی - ایس - آئی





نیرامس چهاراچہ جتوں و کشمیر



علی گڑھ خفیہ نظام جمید آباد پٹنا



مہاراجہ کوہا پور



ہرنائی نسہا راجہ بڑودہ - گیکوڑ



هزرتی شہنشاہ تارا اور نکور



مہاراجہ فیروز

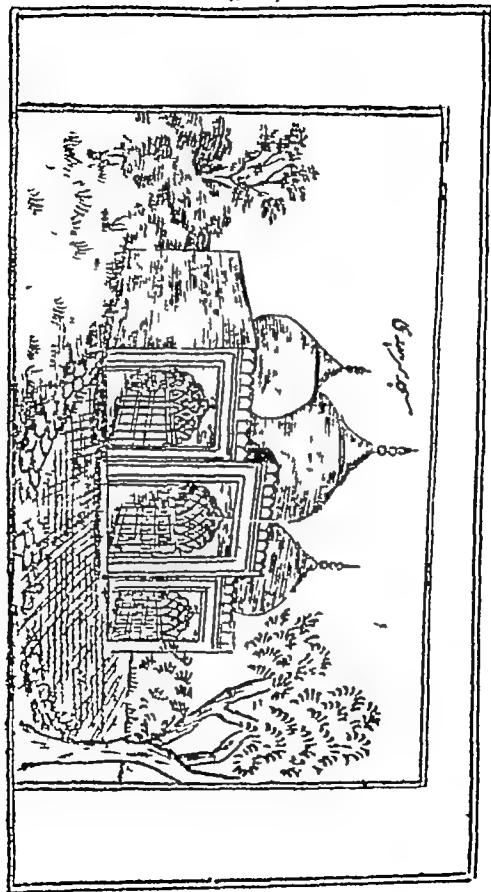


سہارا جہ گوالیار

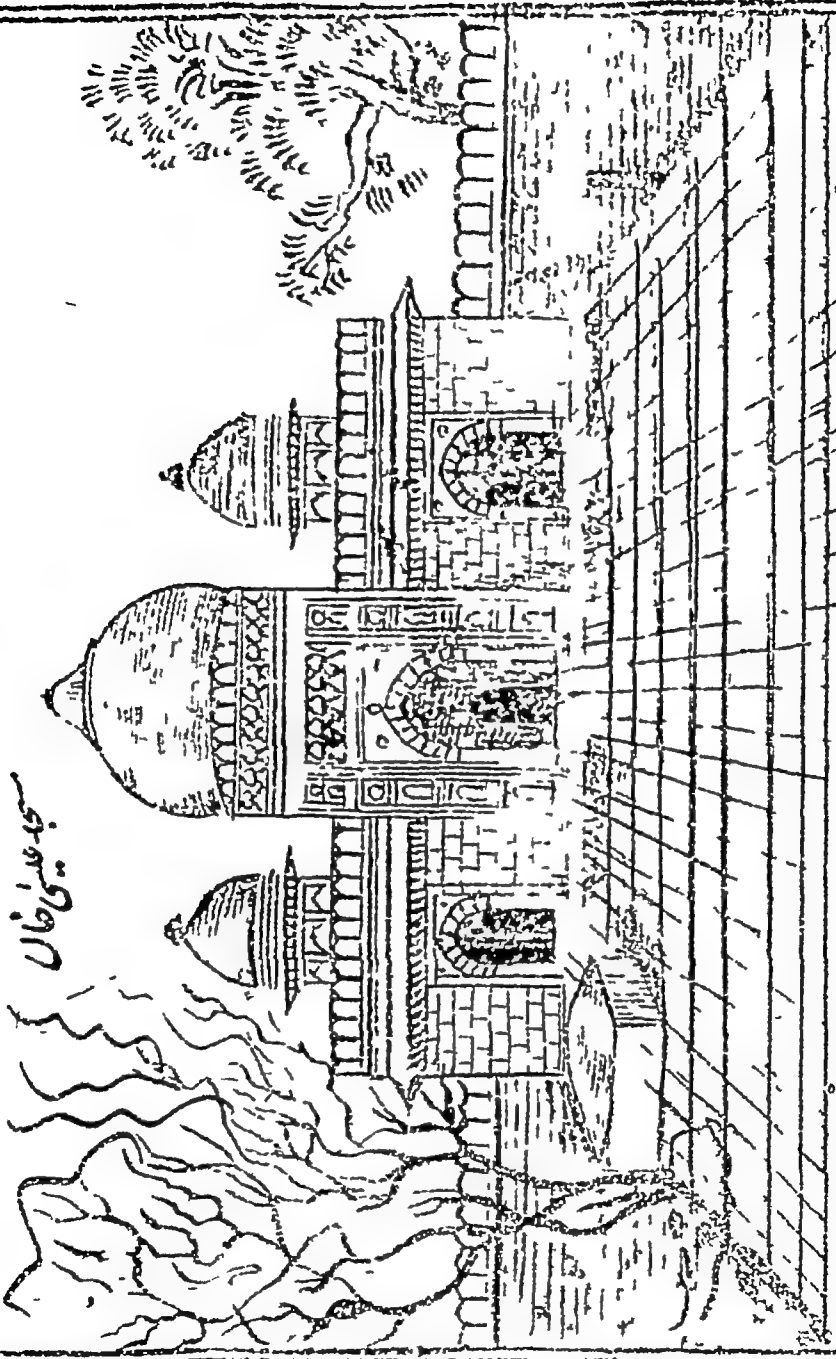


میرزا محمد علی

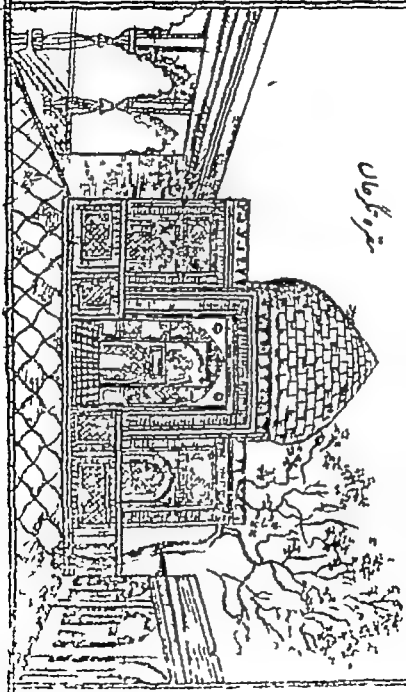


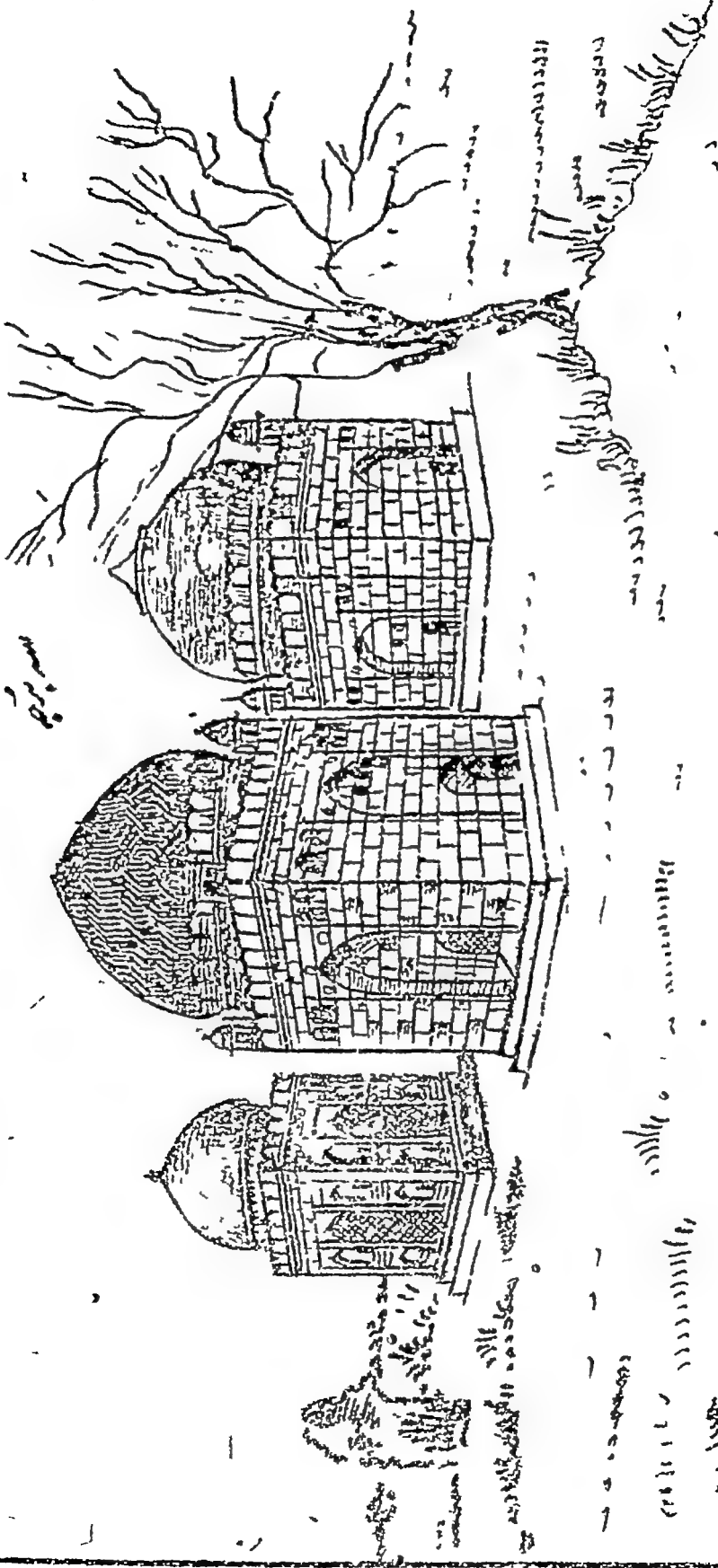


سجد علی خاں

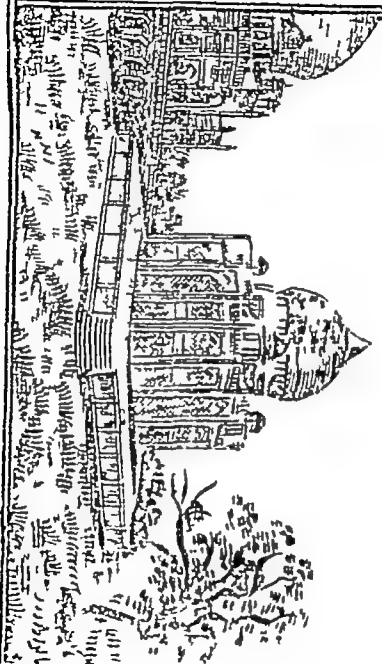


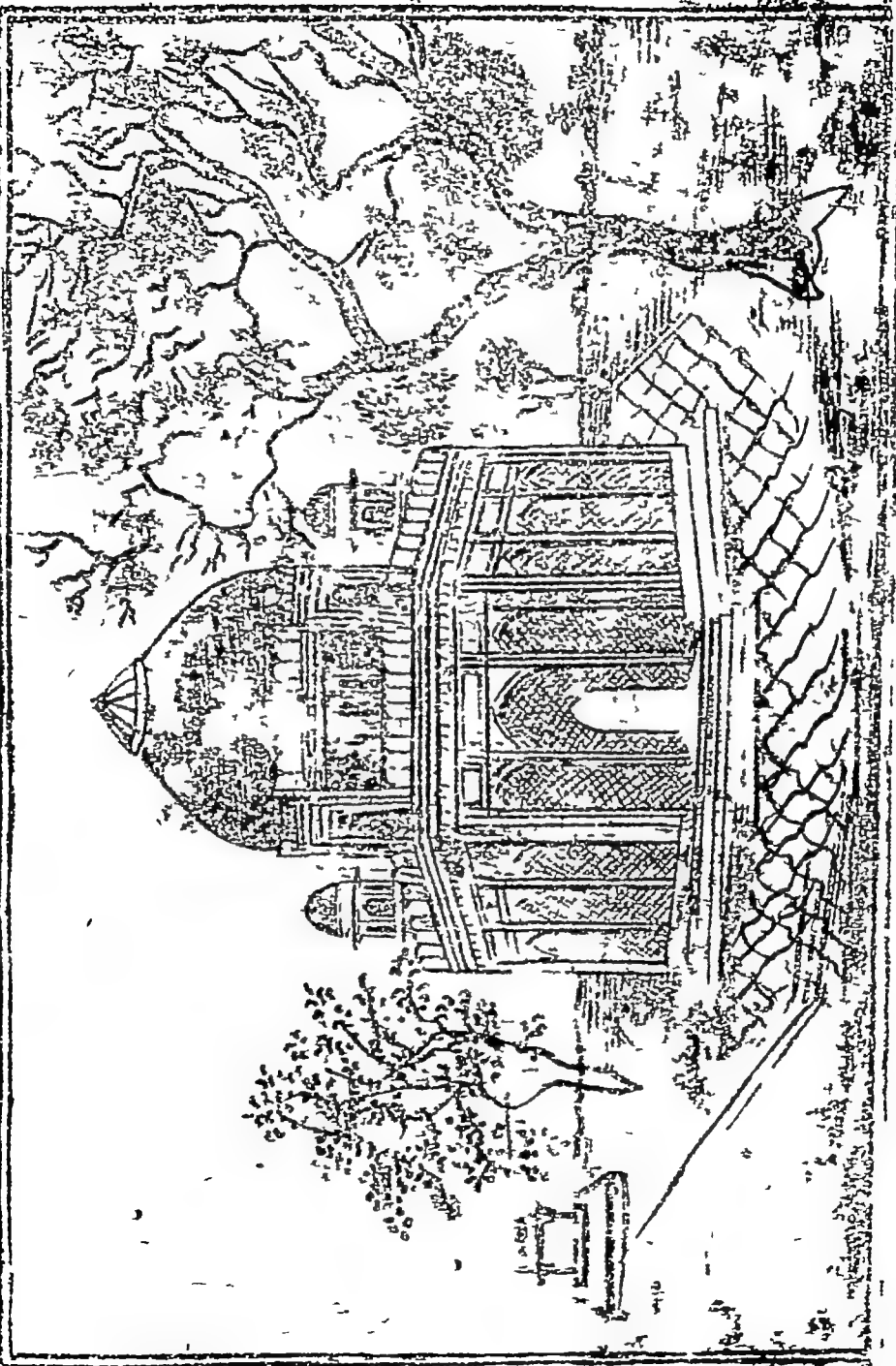
نورنگر



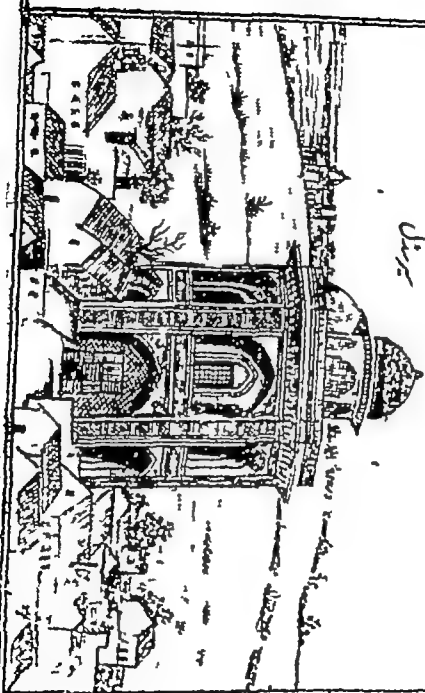


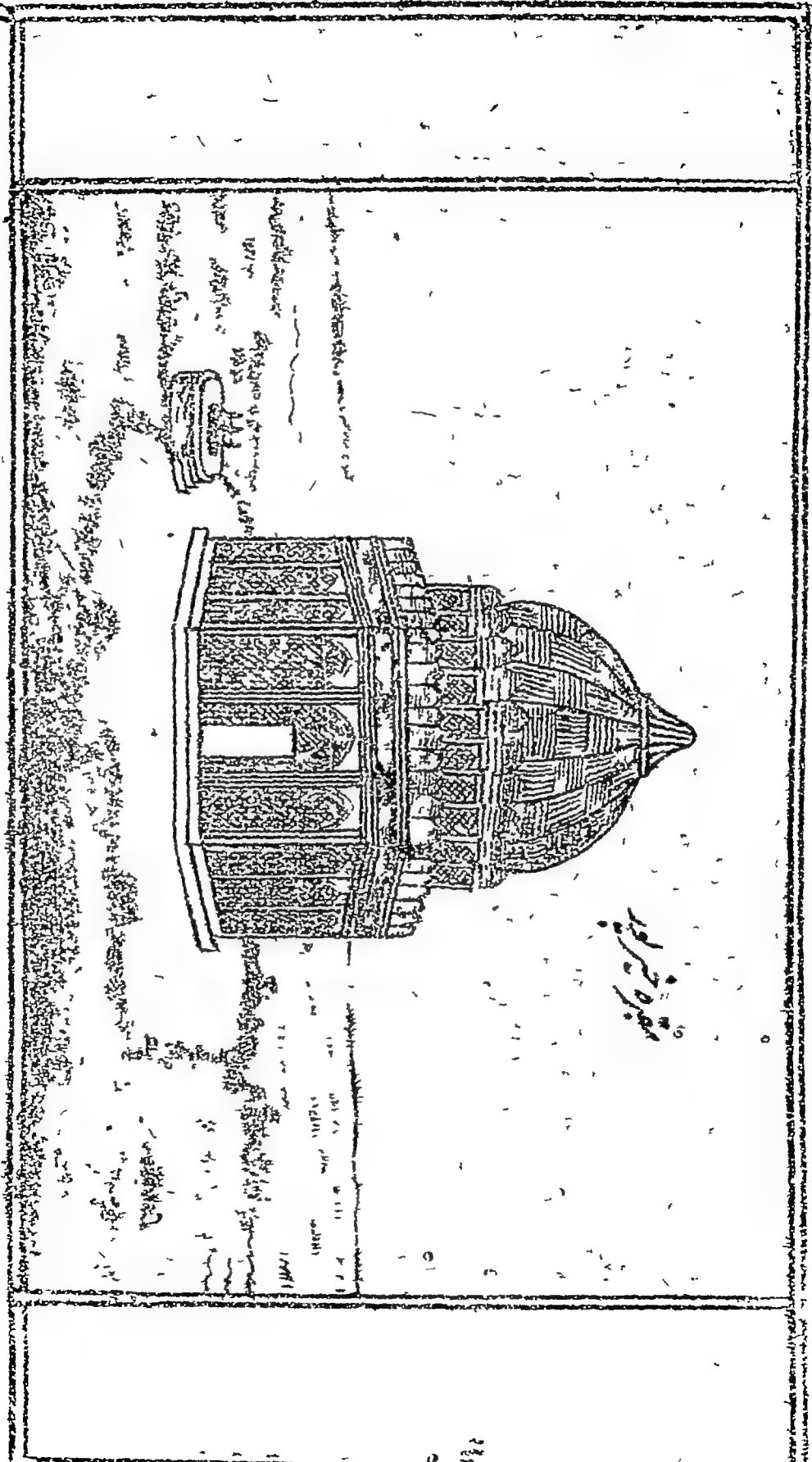
مجله ادبیات





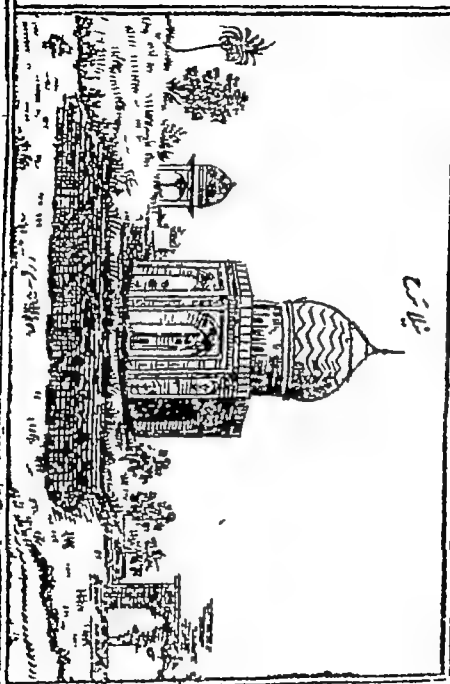
Urf







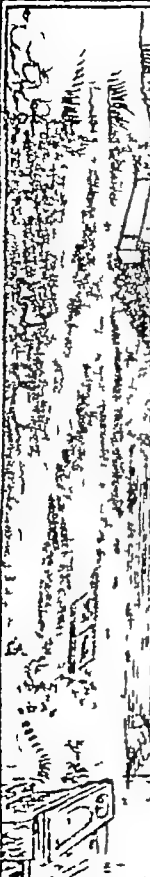
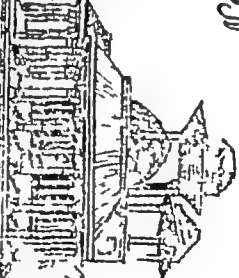
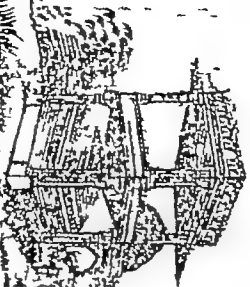
خانہ



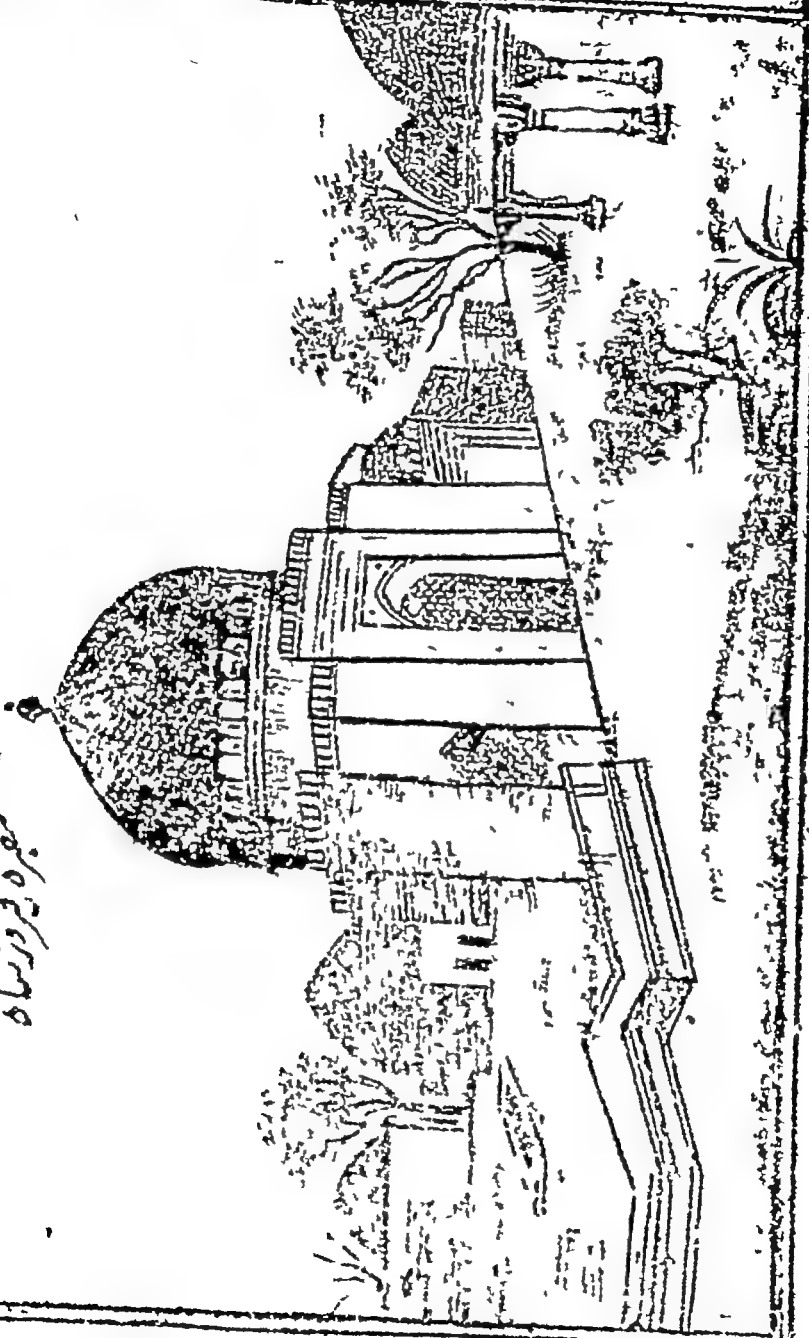
১০৭



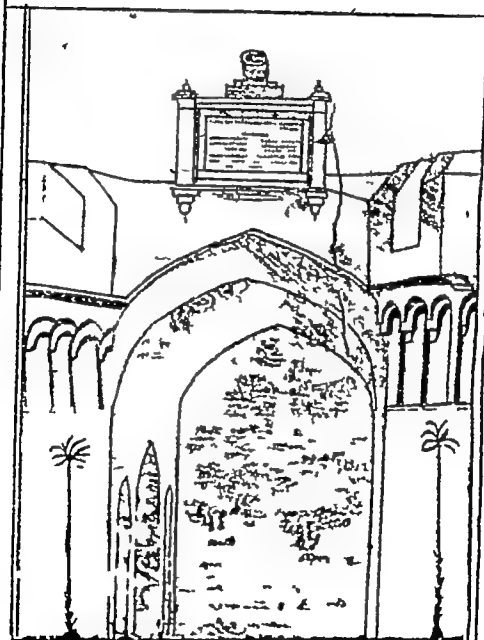
سار



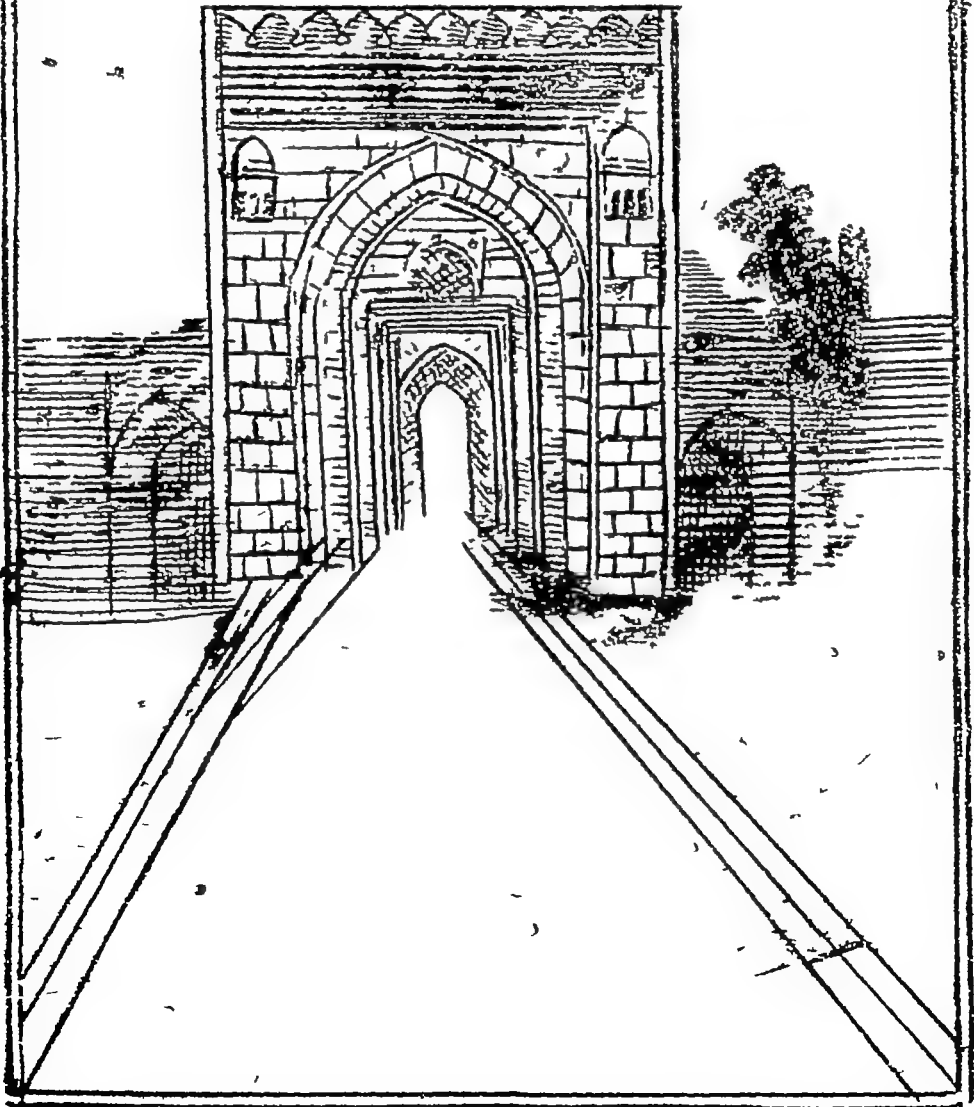
مقبره فیروزشاه



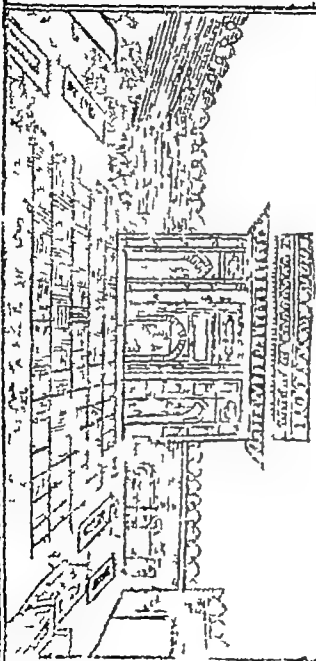
# دخوانه پرا ناسیگرین



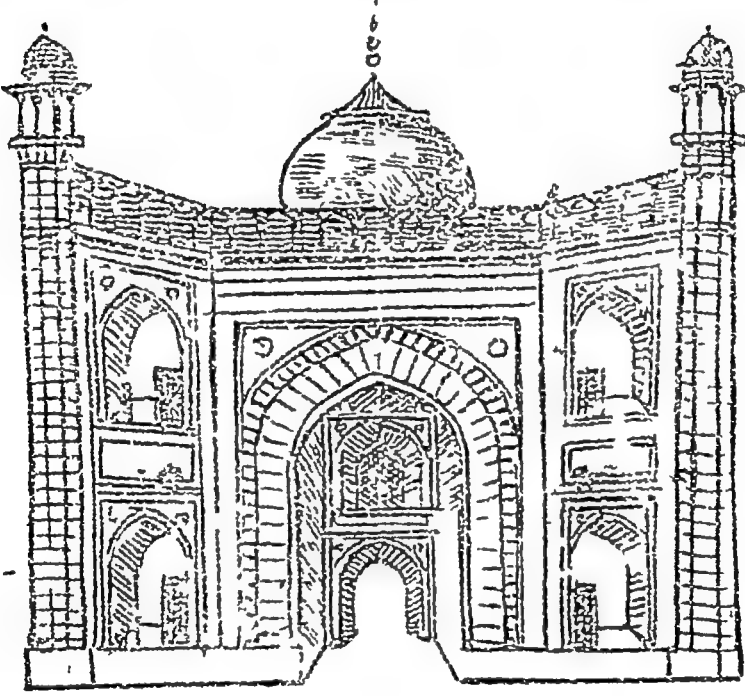
دروازه عرب میراے



د کابل د کابل

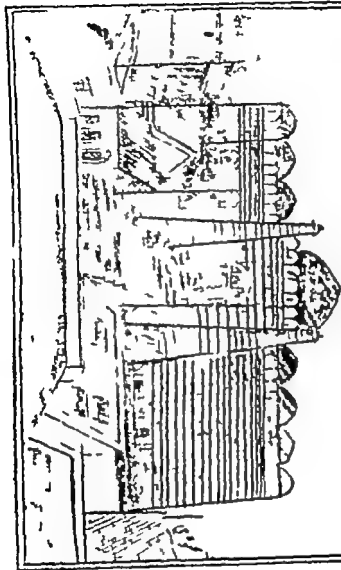


در آئینه عربی سرا

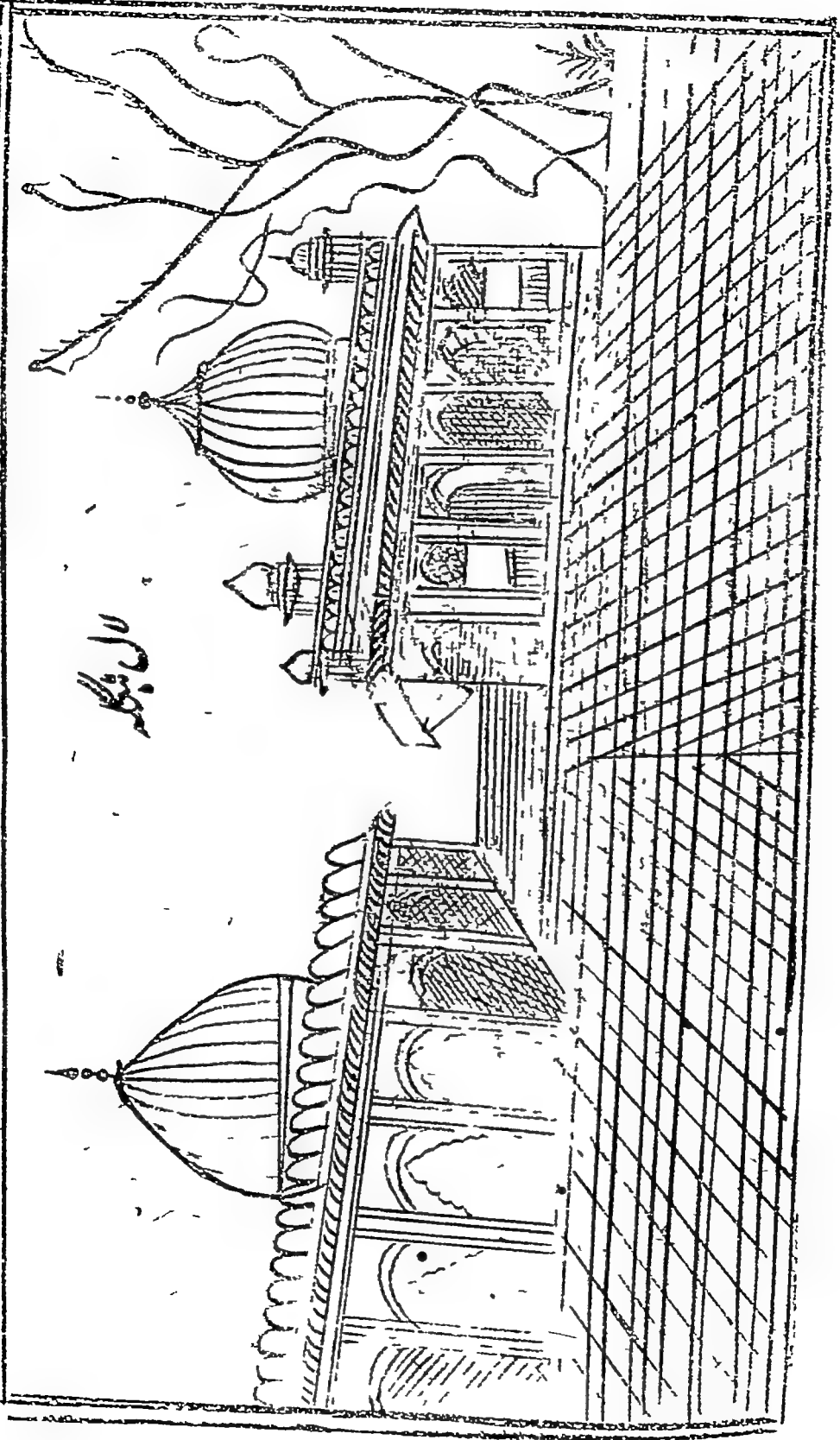




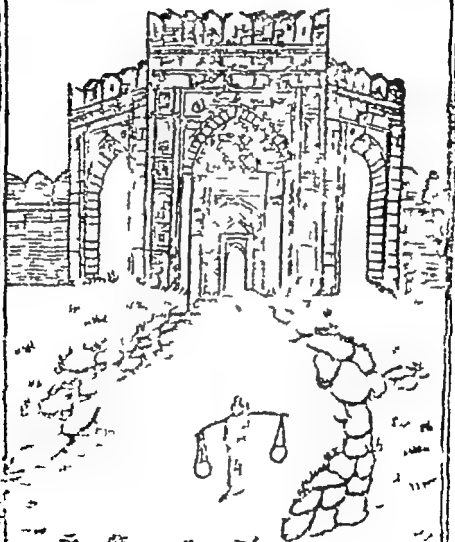
## کلاں مسجد



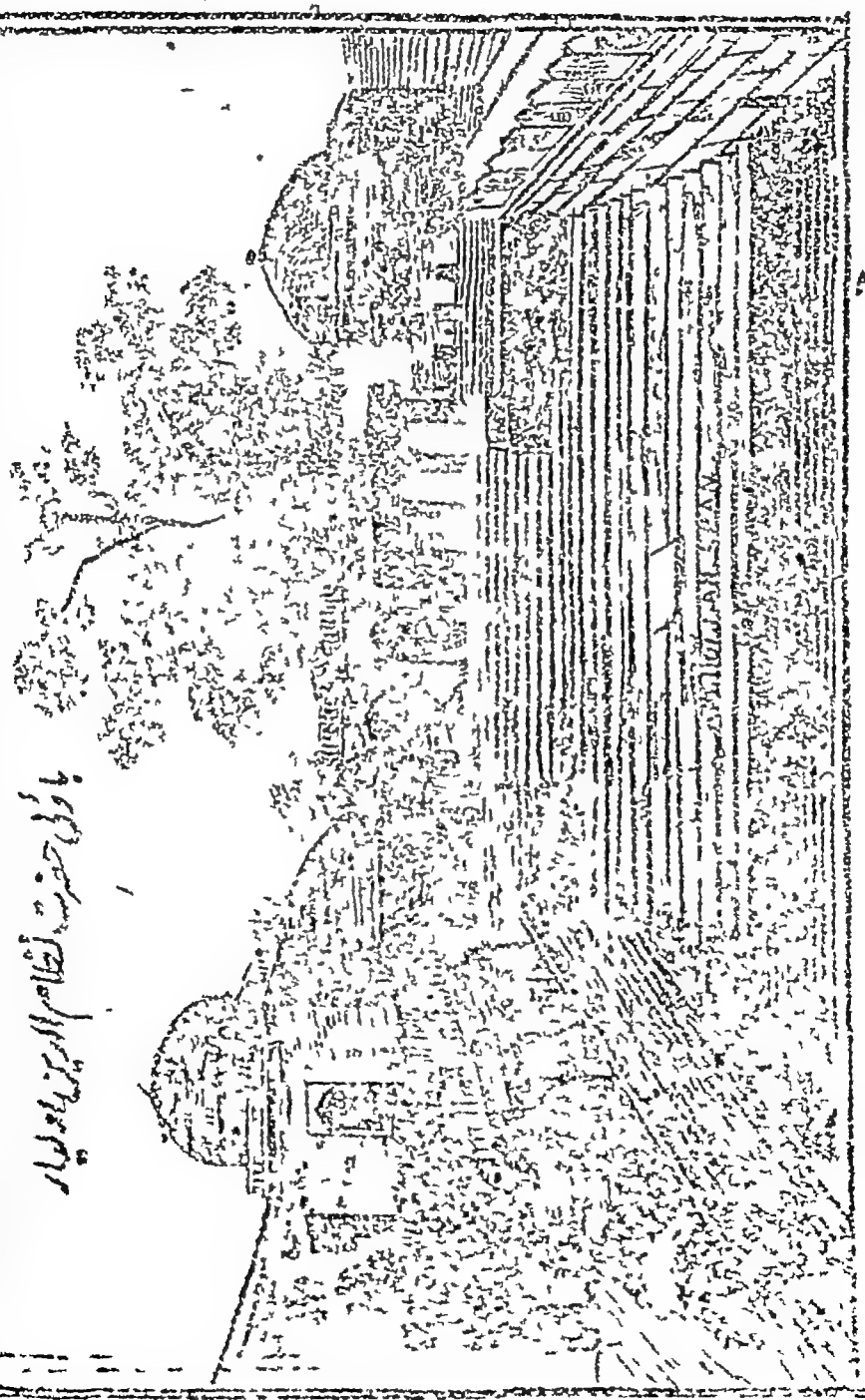
سال جنگ

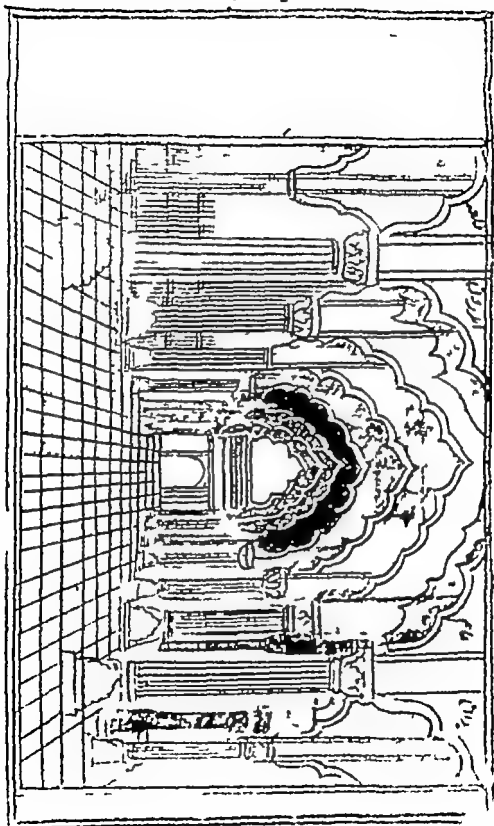


دروازه عرب سرا

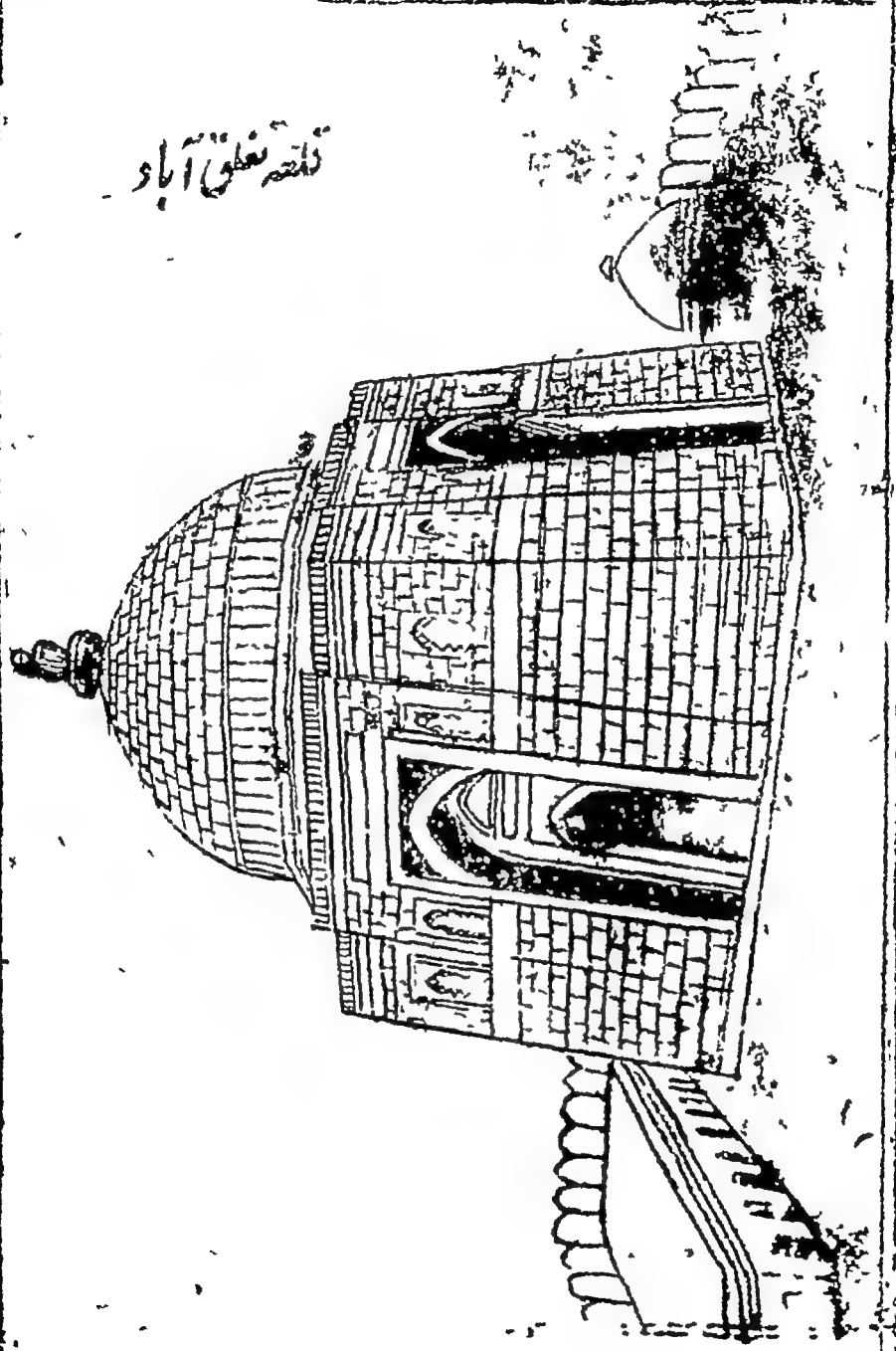


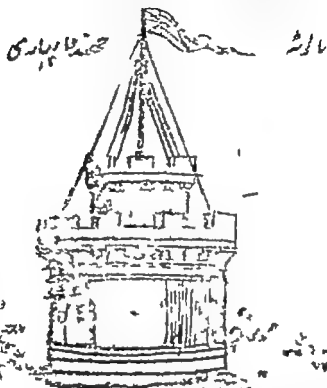
باغی حضرت نظام الدین چغتای



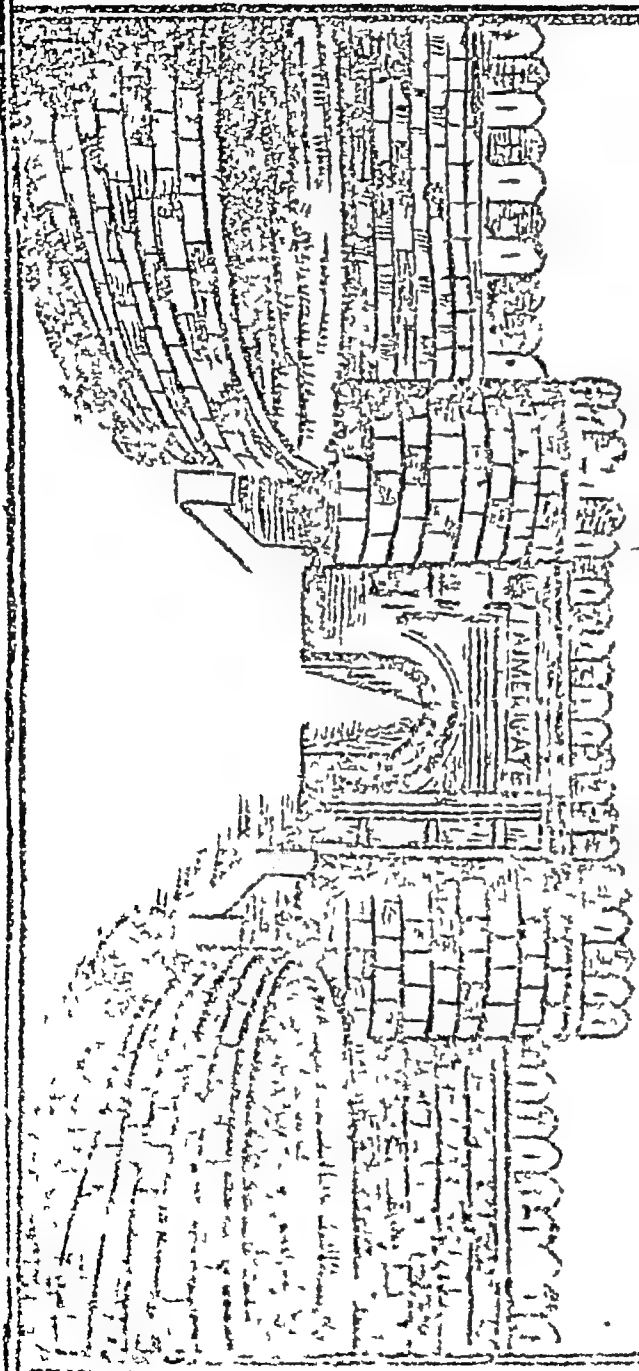


قلعه تعلوق آباد



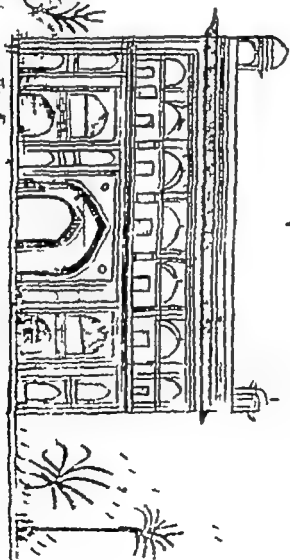


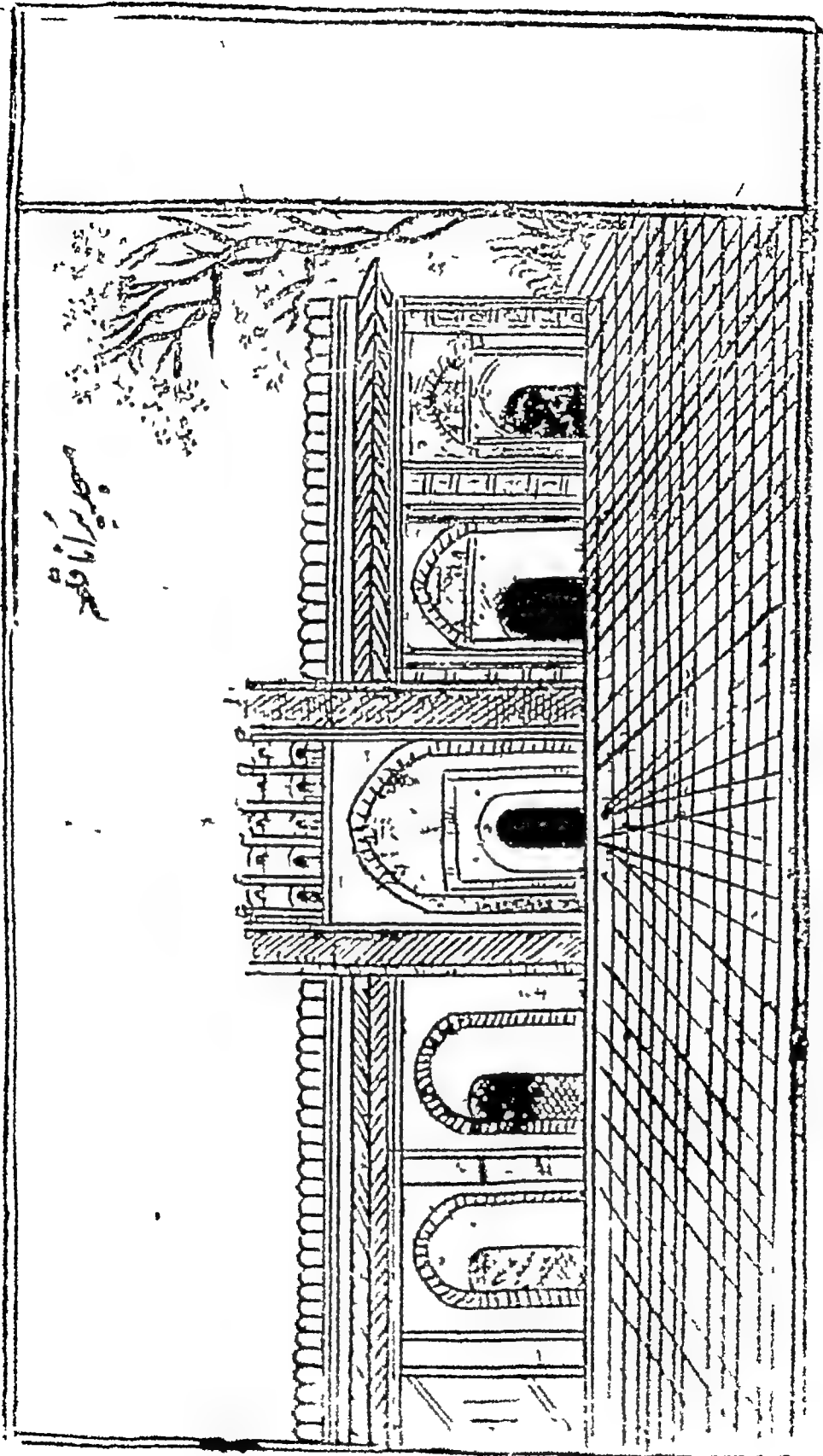
٥١٥٣٥١



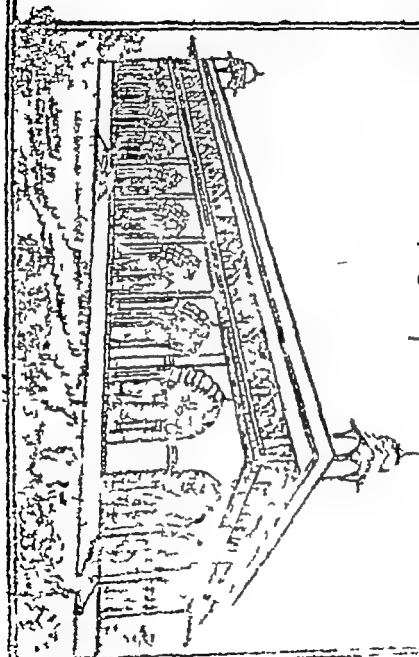


تعارفہ اندرون قلعہ



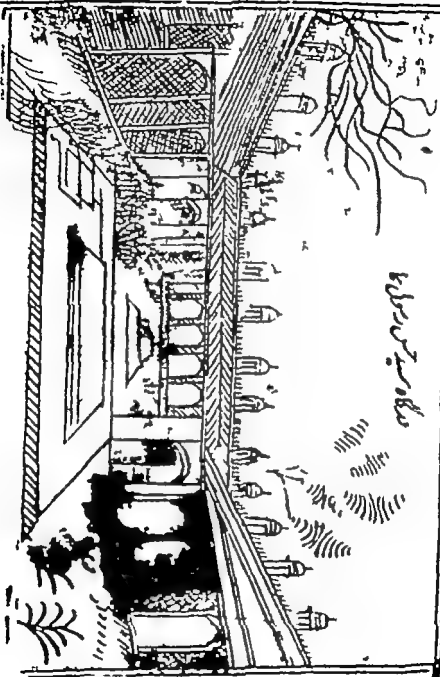


دیوان عام اندرون قلعه

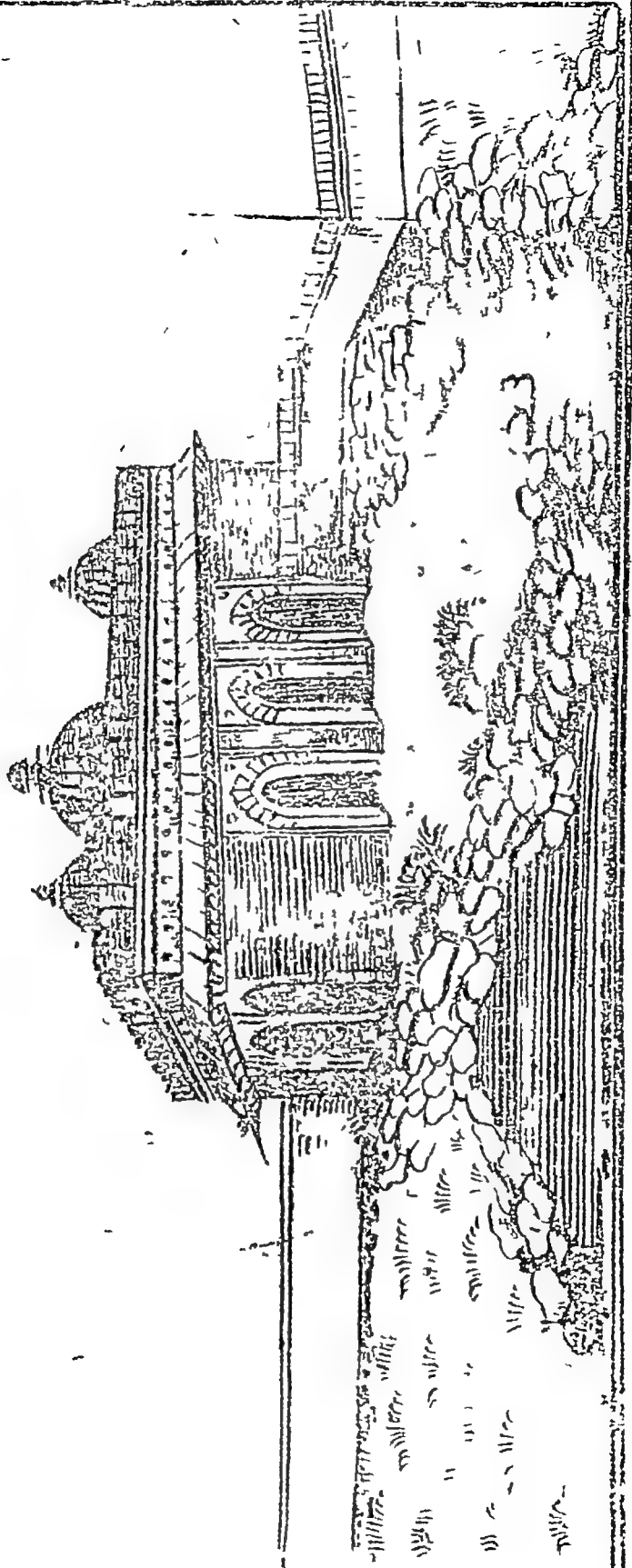




نگاره سینه‌سازان



مقبره سلطان بیگلر لودی



لغتہ بہت پہلے سے عمل اور کثرت حاصل ہوئی



۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

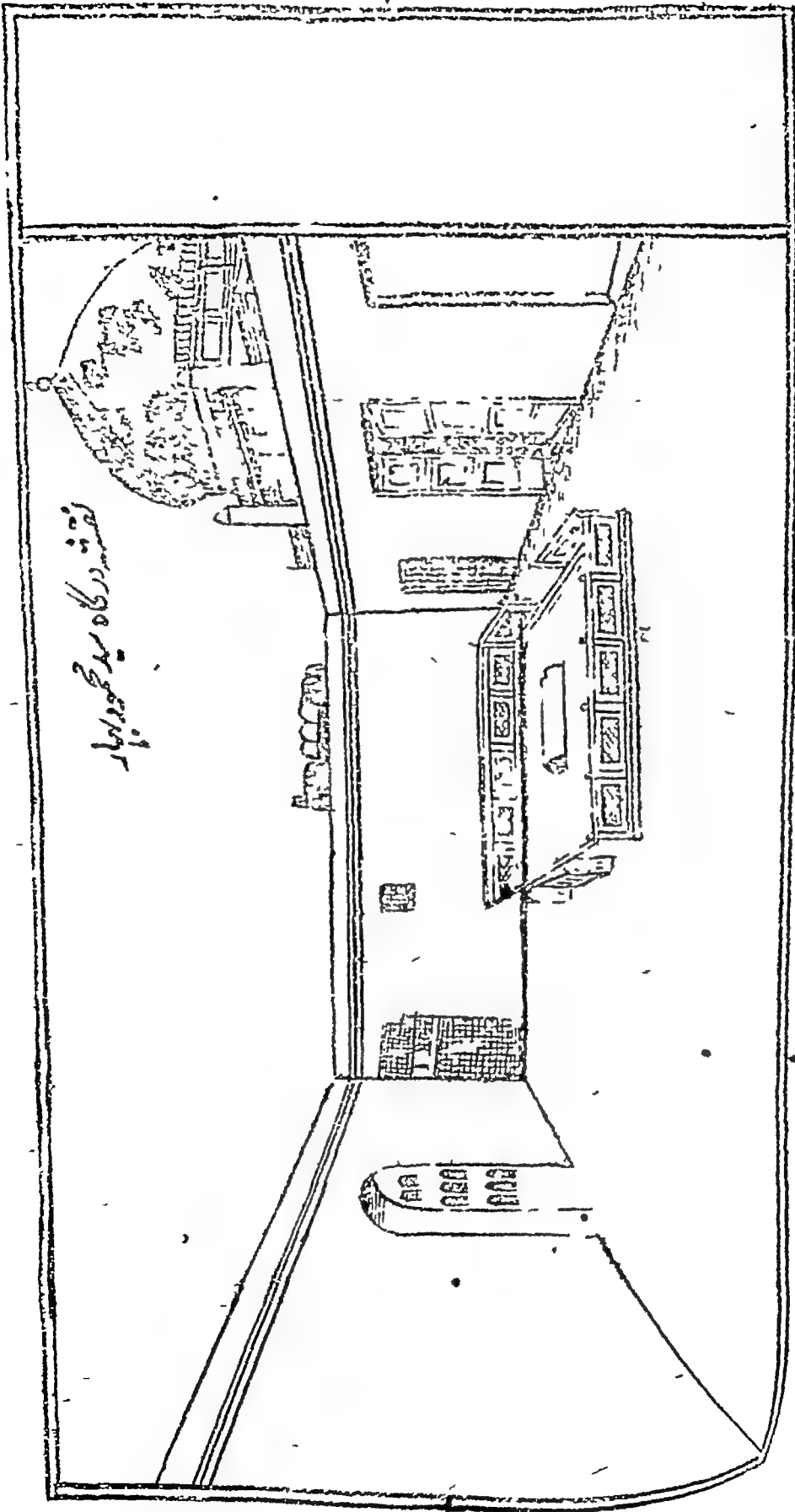
۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

۱۱۱۱۱۱۱۱

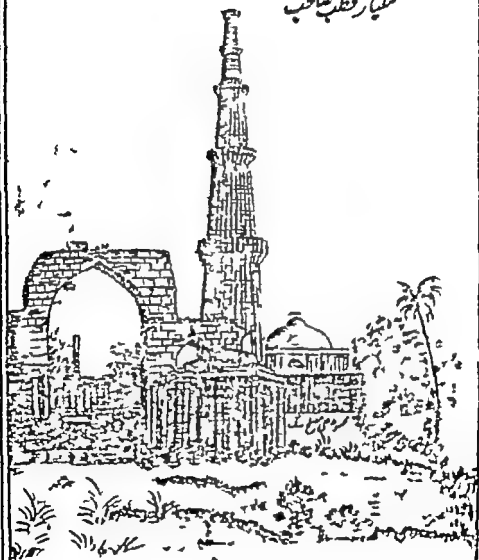
۱۱۱۱۱۱۱۱

نقشه درگاه سید محمد باقر

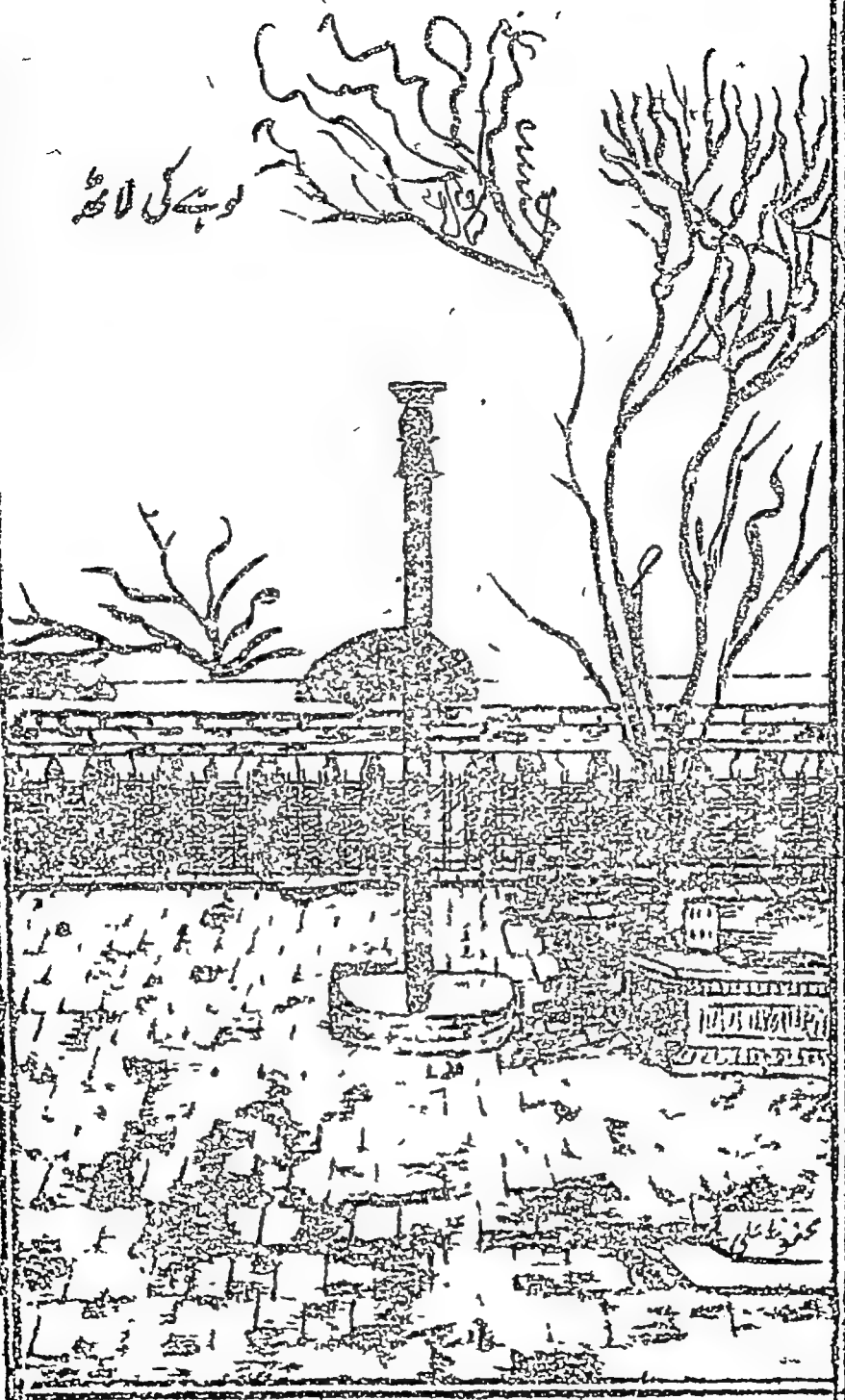




## میدار قطب صاحب

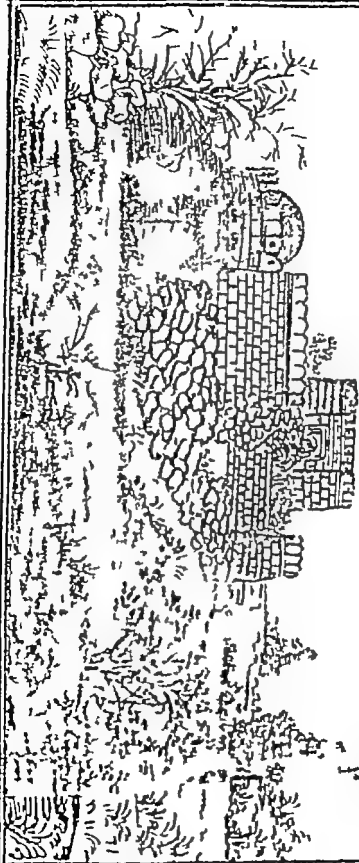


وہی کی لکھ

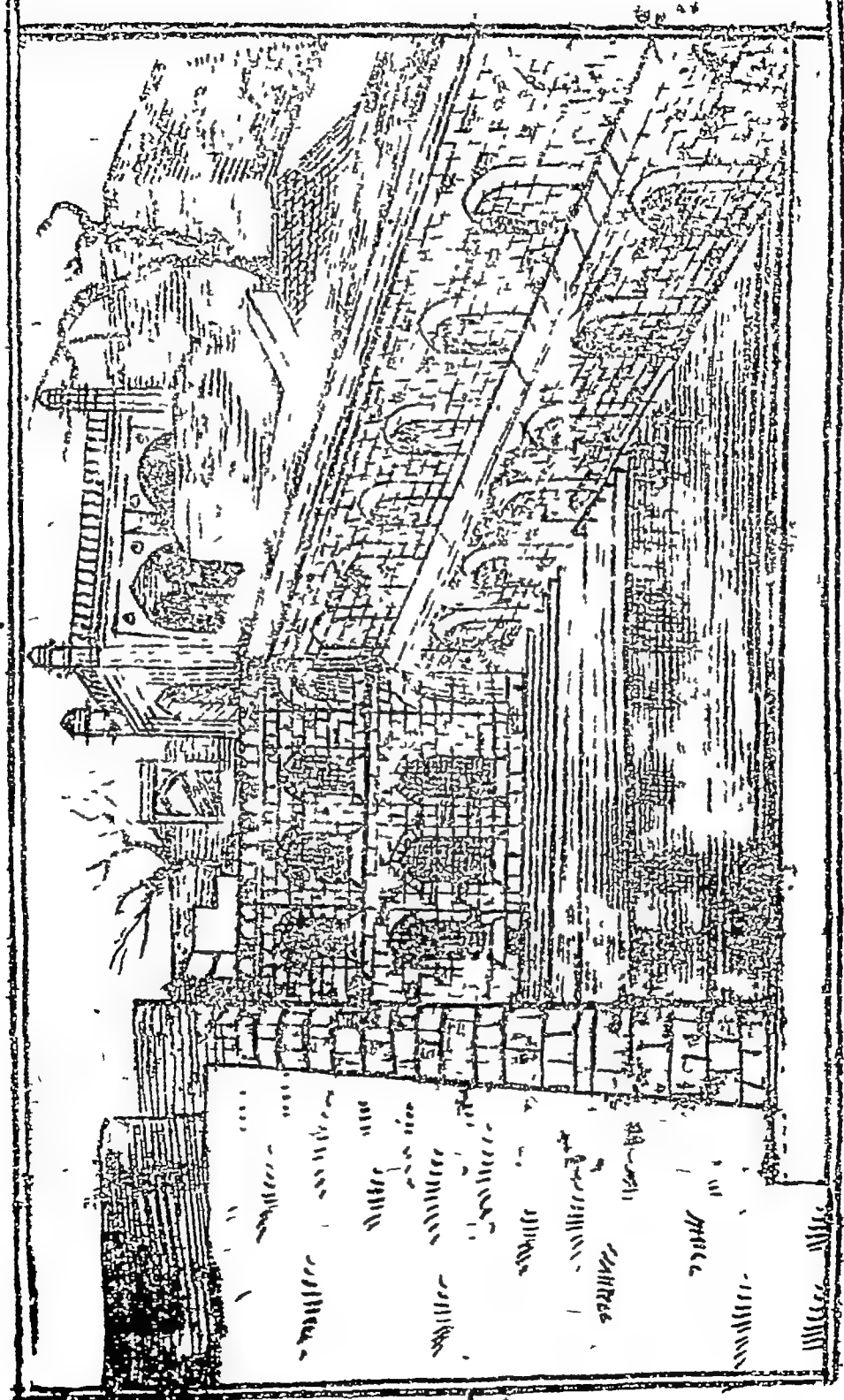


محمود خان

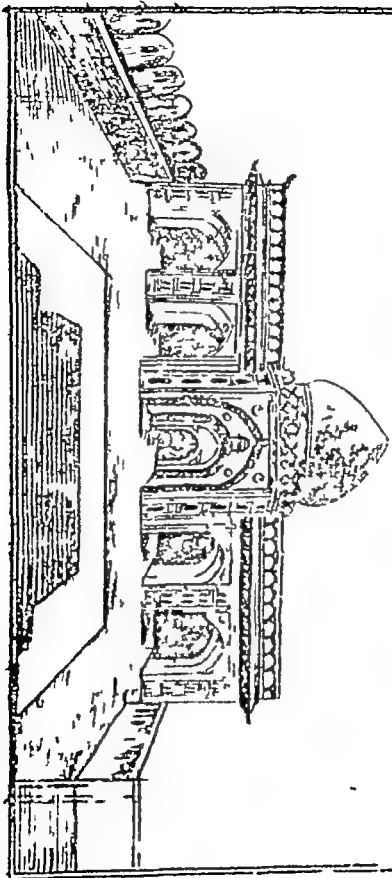
کشته مدیحه نزل



باب في خواص قطب الدين صاحب



455



ہاتھ لگا کر انہیں تو بہت خوشی سے چوم کر دیتا۔  
 یہ جلد تو یہاں تک پوری ہو گئی۔ اور اس پر کچھ گھٹانا بڑھانا  
 نہیں رہا۔ ہاں

### ناموران ہندوستان

کے حالات اور قصا ویر کی دوسری کتاب تیار کر لی ہے۔ بہت سی  
 نامور اصحاب نے اپنے اپنے فرائض اور حالات پیر پاس بھیج دیے ہیں جنکو پیر نے  
 ترتیب دیکھا ہے مگر میں اور ناموران ہندوستان کے فرائض اور حالات جمع  
 کرنے میں اور بھی ایک بار کوشش کروں گا اگر میں کامیاب ہوں گا تو یہ ایک  
 عجیب کتاب ہوگی۔ بہر حال "ناموران ہندوستان" کی کتاب  
 بھی جلد ہی شروع ہو گئی ہے۔ جو انشاء اللہ "چنانچہ دہلی" کی طرح نہایت  
 خوش اسلوبی سے ختم ہو جائے گی اور بعد ازاں شاہ قین کی خدمت  
 بھیج دی جائے گی۔

وَالسَّلَامُ

میرزا اجڑت

## حکایت کتاب

مجھ سے جہاں تک ہو سکا میں نے اس کتاب کی تریسہ بیسویں ایسی طرف  
 کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا یہ کام جو ایک سال کے عرصہ میں بھلا برا انجام  
 کو پہنچا کیا حقیقت میں کئی سال کا تھا علاوہ اور البواب کے رفقات و اصناف  
 کی کا ایک باب ہے جو ایک ست چاہتا ہے اور آسان نہیں ہے کہ چند منہ میں  
 کوئی اس کی تکمیل کرے۔ اس میں جو کتابیں اور جس تحقیق سے لکھی گئی ہیں سب کو ناظر کتاب  
 خود جانچ لگنا ہائی ہے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ یہ وقت  
 و بارشہنشاہی کو مانگو میں زیادہ طول نہیں دیا کیونکہ لاکھوں آدمی اس  
 موجود ہیں جنہوں نے اس کو دیکھا ہے اور ان کے گے تو وہ زیادہ لچھے پتہ ماں  
 وہ لوگ جو نہیں آئے لکھا شوق اور کرا جاتا تھا اور اس بات کو میرے خیال  
 میں اس قدر لکھنا کافی ہو گا۔ میں نے سرکاری کاغذات کا زیادہ خلاصہ  
 کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری سیاست زیادہ معترض معاملہ میں اور  
 کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔ جس نے بعض عمارتوں کی  
 اور بعض رئیسوں کی اخیر کتاب میں تصویریں بھی دی ہیں اور میں فوسا  
 کرتا ہوں کہ جنہیں اسپرل گورنمنٹ۔ گورنمنٹ۔ لیفٹننٹ گورنر اور لوٹ  
 گورنمنٹ وغیرہ نے دیکھا ان کی تصاویر نہ لیسکا۔ اگر مجھے تصویریں

# فہرست کتب ایف گاڈون۔

۲ اسکواڈرن ماؤنٹڈ  
 ۵ کینیاں تھس ماؤنٹڈ  
 تفصیل کیسپ

- ۳ اسکواڈرن رسالہ نمبر ۳ بنگال۔ میر پٹو دہلی۔  
 پرنسٹن کشتن سفر مینا بنگال۔ روڑکی۔  
 ۲ ایضاً سفر مینا مدراس۔ بنگلور  
 فولڈ لٹرس کشتن سفر مینا بنگال۔ روڑکی  
 ۲ خاص ماؤنٹڈ کینیا بنگال رسالہ نمبر ۴۔ سکندر آباد  
 ۲ ایضاً ایضاً رسالہ نمبر ۵۔ لکھنؤ  
 ۲ ایضاً ایضاً رسالہ نمبر ۶۔ بنگلور  
 ۲ ایضاً ایضاً رسالہ نمبر ۲ مدراس۔ سکندر آباد  
 ۱ ایضاً ایضاً رسالہ نمبر ۳ " بنگلور  
 نمبر ۴ ٹوپ خانہ ہسپتال۔ میرٹھ  
 جر نیلی ہسپتال انگریزی ۲۰۰ بستر۔ دہلی  
 جر نیلی ہسپتال ہندوستانی ۲۰۰ بستر۔ دہلی  
 چارڈیو۔





## پیدل پلٹن

الوس	الوس پلٹن -	چار کپیاں -
نہرت یور	نہرت یور - پلٹن	چار کپیاں -
چمید	چمید پلٹن	چار کپیاں -
کیور تھلہ	کیور تھلہ پلٹن	چار کپیاں -
سول	کشمیر پلٹن -	چار کپیاں -
ماکھ	ماکھ پلٹن -	چار کپیاں -
پٹیا لہ	پٹیا لہ پلٹن -	چار کپیاں -

## سفر مینا

مالیر کوٹہ	سرمیا -	مالیر کوٹہ
ہاں	سرمینا -	سرمینا -
راوی پٹی	سکشن ۳۱ ہمدستان تپ حاحہ ہستال -	سکشن ۳۱ ہمدستان تپ حاحہ ہستال -
راولپنڈی	سکشن ۳۲ ہمدستان تپ حاحہ ہستال	سکشن ۳۲ ہمدستان تپ حاحہ ہستال
راولپنڈی	ایضاً	ایضاً
میامیر	ایضاً	ایضاً
اگرہ	ایضاً	ایضاً
اگرہ	ایضاً	ایضاً
	ایضاً	ایضاً

## والنٹیر

معائنہ کرل اسے گرسٹ

نمبر ۳ بنگال سفرینا -	پشاور
بلوچ سکن بنگال سفرینا	روڈکی
بلوچ سکن ایضاً	راولپنڈی
سکن ڈی فہرا ٹوپ خانہ اسپتالی -	میرٹھ
سکن اسے - نمبر ۱ ایضاً	سکندر آباد
سکن سی - نمبر ۱۵ ایضاً	میانمیر
سکن ۱ - نمبر ۲۹ ہندوستانی ٹوپ خانہ اسپتالی -	پشاور
سکن سی - نمبر ۱۲ ایضاً ایضاً	راولپنڈی

ٹوپ خانہ  
کشیر باتری جموں  
رسالہ

روا سکواڈرن	الور
ایضاً	بھوپال
ایضاً	گوالیار
ایضاً	حیدر آباد
ایضاً	جودھپور
ایضاً	بنگلور
ایضاً	پٹنہ

نتر سوار - چار کمپنیاں - بیکانیر شتر سوار - بیکانیر رزپ -

کس۔ اے نمبر ۸ توپ جاہ ہسپتال :- ایالہ  
 کس۔ اے نمبر ۱۵ توپ جاہ ہسپتال میا کمر  
 کس۔ لی۔ نمبر ۲۲ توپ جاہ ہسپتال ہمدوستالی - امالہ

### تروپ

رگڑ حرن۔ حی۔ ایچ۔ ہمدوستالی میو کس

نمبر ۸ رصی - سیالکوٹ

ایک اسکوڈرن نمبر ۱ ایچات رسالہ - مہون -

ایک اسکوڈرن نمبر ۲ ایچات رسالہ - یتاور

ایک اسکوڈرن نمبر ۳ ایچات رصی - کامیور

ایک اسکوڈرن نمبر ۴ ایچات رصی - الہ آباد

اول رگڑ ۴۸ نمبر ۵۵ ماتری توپ جاہ - مانجی

دویرن { نمبر ۶۷ ماتری توپ جاہ - خاندہ

نوحاہ { نمبر ۶۹ ماتری توپ جاہ - مٹاں -

نمبر ۲۲ کسلی توپ جاہ - ۶ پوٹ مد - روتکی

نمبر ۵ ایچا ۶ ایچا - روتکی

نمبر ۷ ایچا ۳۱ ماتری - محاسی

نمبر ۱۲ ایچا ۳۳ ماتری - سکندریہ

نمبر ۹ ایچا ۵ توپ ماتری - روتکی

نمبر ۱ ایچا ۵ توپ ماتری - راولپنڈی

سکشن اسے نمبر ۴۴ ہندوستانی ہسپتال - بریلی

کرنی - اسے - اسے پیرسن برگڈ نمبر ۱۰

نمبر ۱ یارک پیر لال گوتی سیتا پور و بنارس

نمبر ۱ اسٹف فورڈ تھمالنی

نمبر ۴ کالی پائٹن - ایلیچ پور

نمبر ۲۴ اس پائٹن سکندر آباد

سکشن سی - نمبر ۱۲ توپ خانہ ہسپتال - لکھنؤ

سکشن سی نمبر ۲۲ توپ خانہ ہسپتال - اگرہ

سکشن اسے نمبر ۴۴ ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال - سکندر آباد

سکشن سی - نمبر ۴۴ توپ خانہ ہسپتال ہندوستانی - سکندر آباد

۳۹ برگڈ نمبر ۴۴ - باتری توپ خانہ - سیانمیر

توپ خانہ نمبر ۴۴ باتری توپ خانہ - فیروز پور

نمبر ۵۴ باتری توپ خانہ - سیانمیر

نمبر ۴۴ مائونٹین باتری توپ خانہ - انبالہ

کوئٹہ مائونٹین باتری - ایبٹ آباد

سنگھل انڈیا یا بنارس توپ خانہ - اگر گونا

۴۴ پنجاب پائٹن پانیر - انبالہ

نمبر ۴۴ کمپنی بنگال سفر مینا - روڑکی

نمبر ۴۴ کمپنی بنگال سفر مینا - کرکی

سکشن اسے سر ۵۹ ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال - آگرہ

ڈویژنل سرورم پیدل حیدر

سجورٹل ڈی۔ ریسہ یک دیدہ برگڈ لکٹر

برگڈ حریل - ایچ۔ اے۔ الٹ

سرا علیہ برگڈ لال کرتی - عتال -

سر ۲ نورڈر لال کرتی - سریلی

سر ۲ پنجاب کالی ٹیٹن - میانمیر

نمبر ۳۸ ڈوگر اس - میرپور

سکشن لے۔ سر ۹ توپ خانہ ہسپتال - سریلی

سکشن لی۔ سر ۱۵ توپ خانہ ہسپتال - میانمیر

سکشن لی رسی۔ سر ۳۴ ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال - میانمیر

کرنل بی ڈب برگڈ لکٹر

سر ۳ رائل برگڈ لال کرتی - میرٹھ

سر ۲ کچہ۔ آر۔ آر۔ کور۔ راولپنڈی -

۲-۱ گورکھا

دیرہ دکن

۳۶-۱ گردال لیسنڈل ڈی

سکشن اسے کمپلویوب خانہ ہسپتال - میرٹھ

سکشن ڈی سر توپ خانہ ہسپتال - راولپنڈی

سکشن سی۔ سر ۳۲ ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال - میرٹھ

ملٹن نمبر ۱۳۳ راجپوت بریلی

سکشن بی - نمبر ۱۱ توپ خانہ ہسپتال لکھنؤ

سکشن ڈی نمبر ۳۲ ہندوستانی توپخانہ ہسپتال میرٹھ

سکشن بی نمبر ۴۸ توپ خانہ ہندوستانی ہسپتال بریلی

سکشن بی نمبر ۵۵ ہندوستانی توپخانہ ہسپتال - بریلی

### تقسیم افواج

۳۴۸ برگڈ توپ خانہ ۲۴ نمبر باتری توپ خانہ میرٹھ

۳۴۷ نمبر باتری توپ خانہ اگرہ

۲۵ نمبر باتری توپ خانہ میرٹھ

کوٹہ

نمبر ۷ مارنٹن باتری

ایبٹ آباد

پٹا وراوٹن باتری

مردان

۴ اسکوارڈن رسالہ گارڈ

۴ اسکوارڈن نمبر ۵ رسالہ پنجاب کوٹہ

اگرہ

رسالہ نمبر ۱۱ راجپوت

روڑکی

نمبر ۱ کپتی بنگال سفرمینا

چکدرہ

نمبر ۲ کپتی مدراس سفرمینا

میرٹھ

سکشن سی - نمبر ۱ توپ خانہ ہسپتال

سکشن آے نمبر ۳۱ ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال میرٹھ

ایبٹ آباد

ایضاً

سکشن آے نمبر ۴

- ۱ ڈبل کیسی سکہ پلٹس سر ۴ - مولی -
- ۱ ڈبل کیسی پچاب سر ۲ - دتھیل -
- ۱ ڈبل کیسی پچاب سر ۳ - کوٹاٹ -
- ۱ ڈبل کیسی کالی پلٹس - مرداں -
- سر ۲ پچاب کالی پلٹس - جہلم -
- سکس ۱ اے سر ۵ توپ عام ہسپتال - پتاور -
- سکس ۱ بی - ڈی سر ۳ ہمدوستانی توپچاہ ہسپتال راولپنڈی
- کرل سی - ایچ - ڈس - دے اکس
- نعل کوہتی سر ۲ ہائی لیڈ سیا لکوٹ
- نعل کوہتی سر ۲ ستر لیڈ مورقہ ولیم
- کالی پلٹس پچاب سر ۱ ڈیرہ اسماعیل خان
- کالی پلٹس ملوچی سر ۲ کراچی
- سکس ۱ اے سر ۲ توپچاہ ہسپتال راولپنڈی
- سکس ۱ اے سر ۲ توپچاہ ہسپتال کلکتہ
- سکس ۱ بی سر ۳ ہمدوستانی توپ عام ہسپتال راولپنڈی
- سکس ۱ اے سر ۳ ہمدوستانی توپچاہ ہسپتال کراچی
- سر ۱ نعل گرتی رائل
- ۱ پلٹس گورکھ المورہ
- پلٹس سر ۲ عام - میرٹھ -

سکشن بی نمبر ۲۹ - ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال پشاور

سکشن اے نمبر ۳۸ - ہندوستانی توپ خانہ ہسپتال میانمیر

گھوڑ چڑھی فوج کے دو ڈویژن تھے

ڈویژن اول ڈویژن دوم

دسی باتری توپ خانہ - اہبالہ آئی باتری توپ خانہ - اہبالہ

رجین نمبر ۱۵ میرٹھ رجین نمبر ۹ سیالکوٹ

رجین نمبر ۹ جالندر رجین نمبر ۸ بریلی

رسالہ نمبر بیٹی نصیر آباد بیج رجین نمبر ۱۹ اہبالہ

سکشن بی نمبر ۱ توپخانہ ہسپتال میرٹھ سکشن بی نمبر ۳ توپخانہ ہسپتال راولپنڈی

سکشن اے نمبر ۴ توپخانہ ہسپتال سو سکشن اے نمبر ۶۶ ہندوستانی توپخانہ بریلی

۲ کمپنی انگریزی - سیالکوٹ

سکشن ۱ ۲ کمپنی انگریزی - اہبالہ

۲ کمپنی ہندوستانی - فتحگڑھ

سکشن اے نمبر ۱۱ توپخانہ ہسپتال - پونا - سکشن اے نمبر ۳۵ توپخانہ ہندوستانی ہسپتال میرٹھ

پیدل فوج اول ڈویژن -

برگڈ جرنل سرزے ووف مری صاحب -

برگڈ جرنل ایف - ایچ پلوڈن صاحب -

لعل کورٹی نمبر ۱ بورڈ پشاور

لعل کورٹی نمبر ۲ - اہبالہ



کیتاں - او۔ سرپن صاحب (مہیم صاحبہ جو ہیں)

کشمیر

اور تھوڑے سے کئی جہاں

یہ سروس صاحب اسسٹنٹ ریڈیٹ ویم صاحبہ - ریڈیسی سروس

یہ اسٹوڈنٹ اور صاحب پبلیکل ایجنٹ گلگت -

یہ کیسی صاحب کنسٹرکٹریسٹ - ویم صاحبہ

سٹرولڈی ملد صاحب انجیر ریاست - ویم صاحبہ -

اسٹریجیہ ڈ صاحب اکاؤنٹنٹ جنرل -

یہ سروس تھریٹ صاحب گلگت ساہاں رسد - ویم صاحبہ -

مندرجہ ذیل فوجین دربارہ دہلی کی موقع پر طلب کی گئی تھیں

اسٹنٹ جنرل سروس کے کما سرتھے اند آئے اسسٹنٹ ورڈ کالرس

مرگنٹ جنرل باغری افواج دین وایس رائے کی محافظت یرتھے -

ایچ ماتری توب عامہ میرٹھ

رمن عا۔ راولپنڈی

رمن عا۔ میانمیر

رمن عا۔ اسالہ

لینٹ سکھ عا۔ پشاور

سکس سی - ۳ - توب عامہ ہسپتال راولپنڈی -

سکس سی - ۸ - توب عامہ ہسپتال اسالہ -

- ۲ چیف انجینئر صاحب - (مہم میم صاحب)
- ۱ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل درجہ اول - مہم میم صاحب -
- ۲ ایضاً ایضاً درجہ دوم - مہم میم صاحب -
- ۱ کرنل ڈبلوک مصاحب ہذا کلسی والیرائے -
- ۲ رزیڈنٹ مغربی راجپوتانہ ریاست ٹائے - مہم میم صاحب -
- ۲ رزیڈنٹ صاحب اودیپور - مہم میم صاحب -
- ۱ رزیڈنٹ صاحب جے پور -
- ۱ اے - ایل - پی - ٹکر صاحب بہادری - آئی - ای - کمنڈر - اجیر مارواڑ -
- ۲ سرسمنٹ جیکب صاحب کے - سی - آئی - ای - مہم میم صاحب جے پور سے
- ۲ کپتان - اے - بنرین صاحب پرنسٹن راجپوتانہ سکریٹری کٹی ربارہلی مہم میم صاحب
- ۲ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب الور مہم میم صاحب -
- ۲ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب شرقی راجپوتانہ ریاست ٹائے - مہم میم صاحب -
- ۲ اکر کیٹو صاحب انجینئر منظم کمپ - مہم میم صاحب -
- ۱ پولیٹیکل افسر صاحب مسٹر اوورڈ -
- ۱ اسسٹنٹ جنرل پرنسٹن ٹاگی وڈ کیتی - متھینہ مصاحب -
- ۲ ایجنٹ بی بی بڑودہ و سنٹرل انڈیا ریلوے - مہم میم صاحب -
- ۲ نجی دوست ولایت سے - میزان ۳۳

برٹ ۵۹۹

میم صاحب میڈ - مس صاحب بریڈی - کپتان کاریگی - مہم صاحب کاریگی

لغٹ کرل فلرٹ صاحب - مہتم شعاہ - لوحیتان  
 کپتان ڈیو صاحب - اسٹنٹ لولیکل ایجنٹ ایریزاب  
 سنٹرل انڈیا

صاحبان تروا	سیم صاحبان
سٹریٹری صاحب -	سیم صاحبہ بیلی -
کپتان وڈ ہیم -	مس صاحبہ بیلی -
سٹریٹری صاحب -	سیم صاحبہ وندہم -
کرل ویر صاحب -	آنریبل سیم صاحبہ گنگ -
سیکرٹریک مہیڈ صاحب -	سیم صاحبہ بیگ مہیڈ -
کپتان نویرو صاحب -	سیم صاحبہ پارنس -
کپتان مدرس صاحب -	سیم صاحبہ ایس ایف بیلی -
سیکرٹریک صاحب -	مس صاحبہ گنگ -
کپتان اسپین صاحب -	سیم صاحبہ میولی -
ایک اسرقتیہ کام -	سیم صاحبہ ڈلو - اسی - بیلی -
لغٹ - ایل - بیلی صاحب -	آریمل - ایل - لغٹ -
سٹریٹریک - اسی - بیلی صاحب -	مس صاحبہ مکری -
	مس صاحبہ دورڈ -

### راجیو مانہ

۲ جیف ڈیکل اسر صاحب - مہتم سیم صاحبہ -

سیجر کو گن صاحب - سیجر کمانڈنگ کورگ و میسور رالیفل و لنیٹر -  
 کرنل یات صاحب و میم صاحبہ - ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان

## نچی مہمان

سیجر ایف - ایچ لاٹ صاحب و میم صاحبہ - رسالہ نمبر ۵ پنجاب  
 لفٹنٹ کرنل اسلمی صاحب - لاٹ الفنسٹرمی  
 لفٹنٹ کرنل سنڈیس صاحب - باڈی گارڈ توپخانہ  
 لفٹنٹ کرنل ٹرینچ گسٹنی صاحب - سابق گارڈ توپخانہ  
 کپتان زنتی و میم صاحبہ - سابق نمبر ۵ رحبن  
 لفٹنٹ کرنل تھامپس و میم صاحبہ - سابق نمبر ۶ رحبن  
 مس بادرو دختر سر ایچ بادرو  
 وزیر گھو

## مہمان

جرنل سر آر - ونڈی ہارٹ صاحب - جرنل افسر کمان ضلع کوئٹہ  
 سیجر کموین صاحب و میم صاحبہ - گمشدہ مال بلوچستان -  
 لفٹنٹ کرنل کیلی صاحب و میم صاحبہ - اسٹنٹ ایجنٹ ضلع کوئٹہ  
 سیجر شور صاحب - پولیٹیکل ایجنٹ کوہاٹ  
 کپتان وز صاحب - پولیٹیکل ایجنٹ جنوبی بلوچستان -  
 کپتان اے - ایل جیکب صاحب - اسٹنٹ ایجنٹ درجہ اول گورنر جنرل بلوچستان  
 کپتان اے - اسٹنٹ ایجنٹ درجہ دوم گورنر جنرل بلوچستان

سٹرائپل - ایم - کروئیں صاحب سکڈ اسٹنٹ ریڈیٹ -

کیتان - ایچ - کے مار صاحب یرسن اسٹنٹ ریڈیٹ -

سیجر جریل و وڈکاؤس صاحب - سی - لی - ایم - جی -

رگید جریل - جی - ایچرڈوس صاحب سی - لی - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای

کیتان وٹاٹکس - مٹراے - ڈی - مار صاحب -

## میم صاحبان (۸)

میم صاحب مار صاحب - میم صاحبہ ستر -

میم صاحبہ و وڈکاؤس - میم صاحبہ رچرڈوس -

میم صاحبہ اے - مار - میم صاحبہ ٹانگیس

میم صاحبہ گیرٹ - میم صاحبہ جی - اسٹنٹ -

سٹراے - سی - ہکس صاحب عمر پوئیں کیتن -

## میسور

رگڈیر جریل سر جیس و وڈ میری صاحبہ میم صاحبہ وٹس صاحبہ -

سٹرائپل ڈیڈوس صاحبہ - آئی - سی - ایس کٹر کورک میم صاحبہ -

سٹرائپل - ای - ای - مکی صاحبہ آئی - سی - ایس کلکٹر سٹریٹ میم صاحبہ -

سٹریٹ - ای - ایس رول صاحبہ آئی - سی - ایس وٹس اسٹنٹ ریڈیٹ -

کیتان اسٹیڈر لگ صاحبہ آئی - ایم - ایس ریڈیسی سر جیس میم صاحبہ

سکڈ اسٹنٹ ڈی - ای - رارٹکس صاحبہ مرگا لکال وٹس - کرل - انریس لک

سٹرائپٹ صاحبہ میم صاحبہ -

سٹر۔ ایچ۔ بی۔ سڈ جان صاحب پرنسپل اسٹنٹ  
 سٹر۔ اے۔ ایچ۔ گرینڈ صاحب سکرٹری۔ ویم صاحب۔  
 سٹر۔ آر۔ گلینسی صاحب۔ اسٹنٹ سکرٹری۔  
 سٹر۔ سی۔ بن بری صاحب۔ جوڈیشل کمنٹر۔ ویم صاحب۔  
 سٹر۔ ایم۔ اودی یار صاحب۔ کمنٹر۔ ویم صاحب۔  
 سٹر۔ سی۔ ہاسٹنگس صاحب انپیکٹر جنرل پولیس۔ ویم صاحب۔  
 کرنل اسکاٹ شرف صاحب سکرٹری بارگ ماسٹری۔  
 میجر سیکس صاحب ڈپٹی کلک افسر مالک مغربی و شمالی سرحدی۔  
 میجر جنرل اگرٹن صاحب سی۔ بی۔ اے۔ ڈی۔ سی وغیرہ ویم صاحب۔  
 کپتان نان صاحب۔ میجر شارب صاحب توپخانہ ویم صاحب۔  
 لفٹنٹ جمبرس صاحب توپ خانہ۔

### حیدر آباد

سٹر۔ ایے الیٹ صاحب قائم مقام کمنٹر حیدر آباد آسا بن ضلع۔  
 سٹر۔ آر۔ دے۔ امیر صاحب قائم مقام جوڈیشل کمنٹر حیدر آباد آسا بن ضلع۔  
 لفٹنٹ کرنل ڈبلو ہاسٹنگس صاحب انپیکٹر جنرل پولیس جیل وغیرہ حیدر آباد آسا بن ضلع۔  
 سٹر۔ ایچ۔ گاڈون اسٹن صاحب ڈپٹی کمنٹر حیدر آباد آسا بن ضلع۔  
 لفٹنٹ کرنل آر۔ ورن گیرٹ صاحب ڈپٹی کمنٹر حیدر آباد آسا بن ضلع۔  
 لفٹنٹ کرنل ای۔ سی۔ ایم۔ ہاسٹنگس صاحب سکرٹری رزیڈنٹ۔  
 لفٹنٹ کرنل جی۔ ایچ۔ ڈی۔ گلمے صاحب سی۔ آئی۔ ای رزیڈنسی سرجن حیدر آباد

- ۴ شرفا کس اسٹریٹ دے۔ کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ
  - ۵ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۶ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ قائم مقام کٹر۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۷ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۸ کونسل سوریسی۔ آئی۔ ایم۔ ایس صاحب۔ بہتم شعاخانہ و دو میم صاحبہ۔
  - ۹ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۰ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ جیف سکریٹری۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۱ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۲ لکھنؤ کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ سول سرجن۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۳ آریمل۔ ایل۔ ایم۔ سٹاکس سکریٹری۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۴ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۵ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۶ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۷ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۸ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
  - ۱۹ شرفا کراڈ ڈک کٹر صاحب۔ ویک میم صاحبہ۔
- مالک مغربی و شمالی سرحدی  
المرحوم صاحبان

یہ صاحبہ دس سالہ۔ بیوی۔ بیوی۔ بیوی۔ بیوی۔ بیوی۔ بیوی۔

جرنل افسر کمانڈنگ ضلع آسام (معا ایک افسر ڈپٹی اسسٹنٹ اجینٹ جرنل)  
 سکریٹری چیف کشتہ - جرنل ڈپارٹمنٹ (معا ایک میم صاحبہ)  
 سکریٹری چیف کشتہ بارگ ماسٹری (معا دو میم صاحبہ)  
 پرنسپل ڈیکل افسر وینٹری کشتہ صاحب (معا ایک میم صاحبہ)  
 ڈائریکٹر صاحب محکمہ زمین و کاشت (معا ایک میم صاحبہ)  
 انسپکٹر جرنل پولیس -

ڈائریکٹر پولیس اسٹیشن صاحب (معا ایک میم صاحبہ)  
 ایجنٹ آسام بنگال ریوے -

ایک ڈیکل افسر چیف کشتہ پرنسپل اسسٹنٹ -

عہدہ داران غیر ملازمین

آئریبل سٹریٹ - بوکنگم - سی - آئی - ای (معا ایک میم صاحبہ)  
 کرنل ڈی - ایم - لس دین صاحب -

سٹریٹ - ایچ - ہولڈر (معا ایک میم صاحبہ)

آئریبل سٹریٹ آر - ایچ ہینڈرسن - سٹریٹرو میم صاحبہ

سنٹرل پرووینس

دفتر نمٹ انگریزی عہدہ داران

سٹریٹ صاحب سی - ایس - آئی - جوڈیشل کشتہ (معا دو میم صاحبہ)

سٹریٹ صاحب کشتہ صاحب (ویک میم صاحبہ)

سٹریٹری - کشتہ صاحب (ویک میم صاحبہ)



آریمل۔ سی۔ سی۔ جی۔ می صاحب سی۔ ایس۔ آئی جیف سکریٹری ویم صاحب۔

آریمل گروور صاحب چیف انجینئر ویم صاحب۔

آریمل۔ سی۔ لے سکروٹی صاحب ویم صاحب۔

سی۔ سی۔ بیچاس صاحب چیرمین۔ ویم صاحب۔

ڈپلو۔ ایچ۔ اے سمیٹ رے لیڈس صاحب بہادر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔

ریسیدنٹ۔ رگول۔ میونسپلٹی ویم صاحب۔

ایچ۔ پی ٹوڈیلر صاحب بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای کتسر ویم صاحب۔

سرجنٹ اسکاٹ صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای سپرنٹنڈنٹ چھوٹے تال ریاستہائے

آریمل مسٹر تھرکل وارنٹ صاحب جیف ج ویم صاحب۔

رے۔ ٹی۔ ڈن گیٹ صاحب بہادر۔ آئی۔ سی۔ ایس سکریٹری ویم صاحب

ایف اٹلے صاحب بہادر مسروری مائنس کپتی ویم صاحب

آریمل مسٹر ڈپلو۔ ٹی۔ مال کتسر بیگو۔

معلج افسر

سیوڈیوس صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔

کرنیل میلی صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایسیکٹر جنرل نوٹیس ویم صاحب

کمانڈر مالید صاحب۔ ویم صاحب۔

سیوڈارکس صاحب ڈپٹی ایسیکٹر جنرل نوٹیس۔

آسام عہدہ داران

کتسر آسام۔ ضلع دہلی۔

سی۔ سی۔ ایک تجارت صاحب ای۔ ایم۔ ایس۔ انسپکٹر جنرل قید خانہ جات

اگر۔ ایچ بریری سن صاحب بہادر۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔

ٹی۔ سی۔ لیوس صاحب بہادر۔ ڈائریکٹر عام ہدایات۔

زے۔ زے۔ مک لین صاحب بہادر۔ سینئر ڈسٹرکٹ جج۔

زے۔ ڈبلو۔ ایور صاحب بہادر سینئر کنسٹرکٹو محکمہ جنگلات۔

آزیمیل سٹریٹس ٹکس صاحب۔ چنچلر۔ الہ آباد یونیورسٹی۔

آزیمیل سٹریٹس ٹکس صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ممبر لوکل بحلیٹو کونسل۔

آزیمیل سٹریٹس ٹکس صاحب پریسڈنٹ اپر انڈیا محکمہ تجارت و ممبر  
ایجلیٹو کونسل۔

رائٹ ریورینڈ کلیک خورو۔ لیبھوپ لکھنؤ

موسٹ ریورینڈ چارلس صاحب ہنٹائی۔ او۔ سی۔ ایچ لیبھوپ اگرہ۔

میزان ۶۵۔ (سہ آن کی سیم صاحبہ کے)

برہما

ہر آنر فٹ جرنل۔ لیڈی فریر۔ مس بس خورد۔

جرائیوٹ سکرٹری۔ صاحب۔ مہمان۔

آزیمیل ڈی۔ نارن صاحب۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فائنیٹیشنل و سیم صاحبہ

آزیمیل۔ زے۔ لودس صاحب گورنمنٹ اڈوکیٹ و سیم صاحبہ

آزیمیل۔ زے۔ جی۔ فرینڈ جے صاحب و سیم صاحبہ۔

آزیمیل سنگھ صاحب۔ کے۔ ایس۔ ایم۔

## ممالک متحدہ

آریمل سرحال اسٹینلی صاحب کے رہی۔ زے۔ بی جیف جسٹ ہائی کورٹ  
ممالک معری و تمانی۔

آریمل سٹراچ۔ ایف بلیر سپی صاحب ج ہائی کورٹ ممالک معری و تمانی۔

آریمل سٹریپی۔ سی نرہی صاحب ج ہائی کورٹ۔ ممالک معری و تمانی۔

آریمل سٹریڈ ملو آر کرکٹ صاحب ج ہائی کورٹ۔ ممالک معری و تمانی۔

آریمل سٹریڈ آر۔ ایس اگ میں صاحب ج ہائی کورٹ۔ ممالک معری و تمانی۔

آر اسکوت صاحب بہادر جوڈنل کٹر آودہ

آریمل سٹریڈ ڈی۔ ٹی مارش صاحب سی۔ ایس۔ آئی ہمر اعلیٰ محکمہ مال۔

رے ہویر صاحب سادر قائم مقام۔ ہمر خورد محکمہ مال۔

آریمل سٹریڈ ملو۔ ایچ۔ ایل ایسی صاحب قائم مقام جیف سکرٹری گورنمنٹ

آریمل سٹریڈ۔ ایس۔ میٹس ہاسٹیل۔ سکرٹری گورنمنٹ۔

جوڈنل سکرٹری گورنمنٹ۔

ڈلو۔ ایچ ہائیڈرل صاحب بہادر۔ قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ محکمہ تعمیرات

وجیف انکمیر۔

ایچ۔ مارش صاحب بہادر سی آئی۔ اسی قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ محکمہ

انبار وجیف انکمیر۔

رے۔ بی۔ ہاس صاحب سادر۔ کٹر لکھو۔

کرل سی۔ ایچ۔ جوڈنل آئی۔ ایم ایس صاحب قائم مقام سکرٹری جنرل ہسپتال۔

- ۳ آنریبل مسٹر ریڈ صاحب معہ میم صاحبہ دوس بیڈن -
- ۳۷ آنریبل مسٹر ٹوبہ صاحب معہ میم صاحبہ دوس صاحبہ - فائیشیل کشرز -
- ۱ ٹائٹل پور ریڈ صاحب لارڈ بسپ لاپور - بسپ
- ۲ مسٹر اندرس جلدز صاحب و میم صاحبہ - کشران
- ۴ سٹراے - اینڈرسن صاحب و میم صاحبہ و دوس صاحبان -
- ۲ مسٹر سل کاگ صاحب و میم صاحبہ - راولپنڈی -
- ۲ مسٹر ریڈ صاحب و میم صاحبہ - ملتان -
- ۴ آنریبل کرنل مانٹ گری صاحب و میم صاحبہ و دوس صاحبان -
- ۱ سٹراے - ڈین صاحب چیف سکرٹری - سکریٹریان
- ۱ سٹراے - ایچ - ڈی اک صاحب -
- ۴ سٹریٹی فاکس صاحب و میم صاحب -
- ۲ کرنل تھورن صاحب و میم صاحبہ - چیف انجنیر -
- ۲ مسٹر برون صاحب و میم صاحبہ - انسپکٹر جنرل پولیس -
- ۲ لفٹنٹ کرنل مکنلی صاحب و میم صاحبہ - انسپکٹر جنرل سول ہسپتال -
- ۳ لفٹنٹ کرنل بیٹ صاحب و میم صاحبہ و دوس مرنی - انسپکٹر جنرل جیل
- ۲ مسٹر ہیل صاحب و میم صاحبہ - ڈائریکٹر عیالات پولیس -
- ۲ آنریبل مسٹر ولن صاحب و میم صاحبہ - کشر بندوبست -
- ۲ مسٹر کیمبل صاحب و میم صاحبہ - اکاؤنٹنٹ جنرل -
- نئی بہان ۱۹ - میزان ۶۰ -

## بنگال

جیپ جسٹس بنگال۔

دو مع ہائی کورٹ۔

دو معر محکمہ مال

ایک کٹر۔

سرل انسپکٹران وجہ داراں۔

ادو وکیت حرنل۔

الیکٹر حرنل پونس۔

الیکٹر حرنل قید عا۔ حات۔

سائز کٹر ہایا ت عام۔

الیکٹر حرنل سول ہستیاں۔

جیریں کلکتہ در مار۔

ماج سکرٹری گورنمنٹ۔

یادری کلکتہ۔

الیکٹر حرنل جسٹری۔

پریسیڈنٹ محکمہ تجارت۔

پریسیڈنٹ محکمہ ہندوستانی کاشتکاروں کے

پریسیڈنٹ محکمہ ہندوستانی کان۔

پریسیڈنٹ محکمہ ہندوستانی چاہ۔

پریسیڈنٹ محکمہ سوداگری۔

سکرٹری بنگال سک۔

کٹر پونس کلکتہ۔

ایجنٹ ایٹ انڈیا ریوے۔

ایجنٹ بنگال ماگبور ریوے

ایجنٹ ایٹ بنگال ریاست ریوے

دو معر سوداگر کلکتہ۔

جد مہاں جی۔

آرمل سٹریٹ۔ ای۔ جی۔ سکرٹری اسٹنٹ گمدر کونسل۔

ڈپو۔ بی کارڈن ہمار سکرٹری ہر کیس۔

ڈپو۔ ایم۔ کالوں سہا۔ سر سٹریٹ لا۔ یو لیس کیس۔

## پنجاب

آرمیل سٹریٹ۔ ڈپو۔ اولکارک ۱۔ جیپ کورٹ۔

آنریبل سٹرنس ٹیٹ صاحب معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹریس - ڈبلیو اوڈگرنی - سی - آئی - ای - چیف سکریٹری گورنمنٹ

معہ سیم صاحبہ - آنریبل سٹرنس - سے پولن صاحب

اے - ایم - ٹی جیکسن صاحب بہادر معہ سیم صاحبہ -

ڈبلیو ٹی - میری سن صاحب بہادر معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹرنس ڈبلیو سی - ہوگیس صاحب - سی - آئی - ای - جمبر لچیلیٹو کونسل

معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹرنس ڈی - یک آئی ور صاحب جمبر لچیلیٹو کونسل معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹرنس ڈی - ایم - ہوگیس صاحب جمبر لچیلیٹو کونسل معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹرنس ڈی - ایچ - ایف - اسٹن صاحب معہ سیم صاحبہ -

آنریبل سٹرنس ایف - ایس - لیلی صاحب سی - ایس - آئی - کمشنر مشرقی ڈویژن

معہ سیم صاحبہ -

آر - ایم - کینڈی صاحب بہادر - کمشنر جنوبی ڈویژن - معہ سیم صاحبہ -

اے - ڈی - ننگ ہینڈ صاحب بہادر کمشنر سنٹرل ڈویژن معہ سیم صاحبہ -

رڈیٹ صاحب عدن -

آنریبل سٹرنس گریوز صاحب - جمبر لچیلیٹو کونسل -

آنریبل سٹرنس جسٹس صاحب کنڈے -

رائٹ ریورینڈ جمیس مک آرکھر صاحب ڈی - ڈی - لچیلیٹو پٹی -

سٹرنس مویر صاحب مکتی - با - ہ - ہان ولایت سے

ایچ۔ پی۔ مہس صاحب بہادر۔ کاستھکار۔

آریمل ریورینڈ ولیم مہس صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ وائس چیمپلر یونیورسٹی۔

یسوین ہم رخصت صاحب مدراس ریوے۔

اے کے۔ میپ صاحب بہادر۔ آئی۔ سی۔ ایس { ہتھم مہاس کیپ

لنٹن کرنل آر۔ ایف۔ فارم نی صاحب ۲۵

صاحبان گورنر ویسٹ مہاسان و عہدہ داران ۱۳

ہماں ولایت سے  
میلان ۱۳۵۱

ان میں ۳۴ مرد اور ۱۷ عورت ہیں۔

بھبی

ہراکلسی گورنر صاحب و ہم صاحبہ۔ مارتنہ کوٹ

لنٹن کرنل و چیرڈاؤں صاحب سکرٹری ٹری۔

افٹ کرنل اے۔ ای۔ رے کوئی آ۔ اے۔ ایم۔ سی۔ سرس ہراکلسی گورنر

کپتان آریمل۔ سی۔ ایف۔ گریوٹی صاحبہ صاحبہ۔

کپتان زے۔ جی گریگ صاحبہ۔ صاحبہ۔

کپتان اسلون اسٹیلی صاحبہ۔ صاحبہ۔

یسو زے۔ ایچ یارڈ کمانڈ میٹ صاحب ہراکلسی گورنر ماڈی گارڈ۔

آریمل سٹریٹس مہس صاحبہ سی۔ ایس آئی مہس کوٹ۔

آریمل سٹریٹس۔ ایم۔ ایچ فلٹ صاحب مہس کوٹ۔ مہس صاحبہ۔

آریمل سٹریٹس صاحبہ مہس صاحبہ۔ مہس صاحبہ۔

رائے بہادر سیٹھ امید مل صاحب - سیٹھ پنچند صاحب -

رائے بہادر سیٹھ چپا مل صاحب -

رائے بہادر سنگھ صاحب - سی - آئی - ای - استمرار دار - سودہ - اجیر  
اصحاب انگریزی جنگو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا

دراس

آنریبل سٹریٹج - ایم ونٹر باہم - سی - ایس - آئی - مہیم صاحبہ -

آنریبل سٹریٹجس تھامسن مہیم صاحبہ -

آنریبل سرسی از نڈ وائٹ - چیف جسٹس - لیڈی وائٹ صاحب

رائٹ ریورینڈ بسوپ دراس - مہیم صاحبہ وائٹ ہیڈ

آنریبل سٹریٹج گریل اسٹوکس - آئی - سی - ایس - چیف سکریٹری -

آنریبل سٹریٹج - اے پنچل سن صاحب سی - آئی - ای - جمہور کلان محکمہ مال

مہیم صاحبہ -

آنریبل سٹریٹج - ایس - خولیں - جہتم محکمہ مال -

سرمن جنرل ڈیو اڈنچلر - سی - ایس - آئی -

آنریبل سٹریٹج - ایچ اسٹورٹ - ڈائریکٹر دیات عام -

ایچ - اے - اسٹورٹ صاحب بہادر - آئی - سی - ایس - انسپکٹر جنرل پولیس

ڈبلو - بی - ڈی - وٹن صاحب بہادر چیف انجینئر سکریٹری محکمہ تعمیرات

آنریبل سر جارج آر بہت ناٹ صاحب سوداگر خزانچی و جمہور کونسل بحلیہ

آنریبل مسٹر اے - زے - یارک صاحب سوداگر و جمہور بحلیہ کونسل -



## میسور

سٹریسی - سٹی راؤ بہادر صاحب - محل مند -

سٹرایم - اے - عمارت رائے بہادر صاحب اسٹینٹ کٹر سالتی

## بنگلور

سٹراکٹرایس سوامی مودی رائے بہادر صاحب رئیس معرر بنگلور

سٹرائس والی مودی رائے مہر نیپیل کٹر سالتی -

## بلوچستان

ورڈاں اصحاب کی جمعیت تارگرمیتہ بدھو کٹے کٹے تھے درمار کے واسطے بلوچستان سے

شہر	ہندوستانی ریاسیس			اصلاح برکش		کیسیت
	سردار	مہرری	سارگرمیتہ	مہرری	شاگردیتہ	
کوہاٹ	-	۲۹	۳۵۸	-	-	-
لس بیلہ	-	-	۲	-	-	-
کپرن	۱	-	۱۲	-	-	-
کونڈا بیس	-	-	-	-	-	-
تہل موتیائی	-	-	-	-	-	-
رکوب	-	-	-	-	-	-
یگیس	-	-	-	-	-	-
میرال	۱	۲۹	۲۹	۲۵	-	-

اجمیر مارواڑ

نواب سر محمد اکرم خاں صاحب امہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔

راجہ جہانزادہ خاں صاحب کے۔ سی۔ بی۔ لکھنؤ

ارباب حسین خاں صاحب۔ خان بہادر۔ محمد

کرنیل نواب محمد اسلام خاں صاحب۔ وزیر زادہ سردار بہادر سی۔ آئی۔ ای

خوشدل خاں صاحب۔ کوٹاٹ

خان بہادر ابراہیم خاں صاحب۔

دوست محمد خاں صاحب۔ خان بہادر۔ خلیل۔

خواجہ محمد خاں صاحب۔ خان بہادر۔

نواب رعب نواز خاں صاحب۔ علی زئی۔

راجہ شیر احمد خاں صاحب۔ گہک کر

محمد حسین خاں صاحب۔ گڑھی جیب اللہ۔

عرب محمد اعظم خان صاحب۔ امین اللہ خان صاحب اور اقی زئی

رسالدار محمد امیر خان صاحب۔ اسماعیل زئی۔ محمد خان صاحب۔ تورو

### حیدر آباد

نواب محمد سلام اللہ خاں صاحب۔ کنور میری ہر بنی راؤ جی صاحب

راؤ بہادر۔ دئی۔ وی۔ صاحب۔ بھگوت۔

خان بہادر خواجہ بدیع الدین صاحب۔ قاضی۔ ملک پور

سُرچی۔ ایس صاحب۔ کپور دی۔

خان بہادر عبد الباقی خان صاحب۔ بھگوت راؤ۔ شکر راؤ صاحب

راجہ ملونت راو صاحب محکومتی - آئری اسٹیشن کٹر دجیدار - میر  
 راجہ بچہ بہادر - راجہ دار - راجہ گہ - راجہ گہ  
 ہاکر مردان شاہ صاحب - جاگیر دار - ہری - جند وارہ  
 سراج سنگھ صاحب دیو - آئری اسٹیشن کٹر دجیدار کھار - راجہ  
 نعل چتر سنگھ صاحب راجہ نند انوار گڈہ - آئری محکمہ - رائے پور  
 راؤ بہادر راجہ ہاریاوک صاحب - راجہ دار آئری محکمہ - رائے پور  
 نٹھاکر گوراج سنگھ صاحب - راجہ دار نندیا - لاسید  
 رائے بہادر لال راجہ سنگھ صاحب راجہ دار بریلی - سلیپور  
 راؤ بہادر کالی ناتھ صاحب کیوٹیا کر - ڈویژنل ج - ایضا  
 سید ہدی حسین صاحب بیر بٹ لا سیرا کر کٹوبیک اکثر اسٹیشن  
 کسر - سلیپور -  
 آر - مٹا صاحب - اجمیر درہ اعلیٰ ماڈل اسٹری - سلیپور  
**مالک شرقی و مغربی سرحدی**  
 ہندوستانی معریں شہار  
 لہاب الداد مال صاحب مددئی - ڈیرہ اسمیل خان  
 سردار سلطان خان صاحب - سی - آئی - ای - کوٹ  
 مال صاحب - ٹبرئی کٹیک  
 نواب مالک عبد اللہ مال صاحب علی ری - ڈیرہ اسمیل خان  
 لہاب ملام قاسم مال صاحب - ٹک

رائے بہادر کتور چندر صاحب - آنریری مجسٹریٹ - ناگپور  
 رائے بہادر پرن کرشنا صاحب بوس سی - آئی - ای - ناگپور  
 غلام مصطفیٰ صاحب - آنریری مجسٹریٹ و وائس پریسیڈنٹ میونسپل آرڈی - وردھا  
 رائے بہادر گنگشا بابو صاحب - زمیندار پاسکھرہ - جتنا  
 رائے بہادر چندی پرشاد صاحب آنریری مجسٹریٹ و زمیندار - جتنا  
 رائے بہادر لکھنیا بہان صاحب - زمیندار کپٹھا - بہنڈارہ  
 مادھو رائے بھان صاحب - زمیندار ام کھول و آنریری مجسٹریٹ - بہنڈارہ  
 رائے صاحب رنگ رائے - پریسیڈنٹ کونسل - ضلع بہنڈارہ  
 رگھوناتھ بابا صاحب - زمیندار - جیل پور  
 راجہ اجیت سنگھ صاحب - زمیندار - جیل پور  
 راجہ وشنو ناتھ سنگھ صاحب - تعلقہ دار - جیل پور  
 راجہ گوکل داس صاحب سیٹھ - زمیندار و مالک پنک - جیلپور  
 رائے بہادر بہاری لعل صاحب زمیندار و آنریری مجسٹریٹ - جیلپور  
 رائے صاحب وکنت رائے - آنریری مجسٹریٹ - سنگھ  
 رائے بہادر ٹھاکر مہاراج سنگھ صاحب - آنریری مجسٹریٹ و زمیندار - سنگھ  
 مولوی منظور السلام صاحب - آنریری مجسٹریٹ و زمیندار - موک  
 دیوان محمد علی جاں صاحب - زمیندار - دسیولی  
 راجہ کرشنا صاحب - زمیندار - ہوشنگ آباد  
 رائے صاحب نرنج سنگھ صاحب - آنریری مجسٹریٹ و زمیندار - ایضا

(۲) سری موت نامک چندا صاحب سزا - خود مختار

(۳) سری سری گوہر داد پو صاحب سزا - ہودا دہی کوی سریتا سزا -

(۴) ساحر برابست چندا سر دا گوری پور - گولی یارا

(۵) مانو ستوجید را صاحب چٹاید ہیالی - ایل - دائیں جیریا

(۱) مانو کمائی کور چندا صاحب - ایم - اے - لی - ایل - کوچار

(۱) راہ گرس چندا را رائی صاحب - زمیندار

(۲) مولوی علی احمد خاں صاحب - حاص زمیندار ضلع کا

(۳) مولوی محمد بخت خاں صاحب - زمیندار سہل بہت

(۴) مانو میکہ ناما تہ صاحب سزا - ایضاً

(۱) مانو لیوں سے صاحب - عین پاتہ اکثر اسٹٹ کٹر حاضی چٹیا

(۲) یو گور سنگھ صاحب - حلیل القہ ہے سیم پہاڑیوں پر

(۳) یو کنہی سنگھ صاحب - بیانی سے اور قادر سیم ہے

(۴) مانو درگا حوں صاحب سیں - لی - اے - بی - ایل - سہٹ

رائے مادہ پوب چندا در دلائی صاحب بہادر - ایل - ایل - مکروب

سائے دلال چندا در دین صاحب بہادر لی سٹیل - سہٹ

سارو بہادر گہوئی را صاحب - مانگور

راہو اعظم شاہ صاحب - مانگور

گنکا ہر را ز صاحب حب لوہی سی آئی اسی - آمری میٹریٹ بریڈرٹ

نامک میو سبل - مانگور

سونگ - نی صاحب - اے - ٹی - ایم -

سونگ شیوی تھا صاحب - اے - ٹی - ایم -

سونگ تن بلا صاحب - ٹی - ڈی - ایم -

سونگ شاوی - پی - کے - ایس - ایم صاحب سابق اکثر اسسٹنٹ کمشنر

لیکن بون صاحب کے - ایس - ایم - میوک - مستم ریاست ماتحت ہوم ہسائی -

سونگ پو صاحب - اے - ٹی - ایم میوزا - ہما سونگ لیکن -

### آسام (ج)

سری جت مل بہوج صاحب بروا -

رائے چنی لعل صاحب سراوگی بہادر

سری جت صاحب کشور پور گوہن جورہت -

سری جت کالی پرشاو صاحب چالی -

سری سری داتا دیو انیانی او ہیکز گو سوامی {  
سری سری نایدیو کار گو سوامی - لیکن پت  
یہ شریف خاندانوں  
میں خیال کئے جاتے ہیں

رائے جگن ناتھ صاحب - بارو بہادر - بی - اے - جورہت -

ایو سواما چرن صاحب موترادی - اہل -

سری جت بہوانی چرن صاحب سرا -

سری جت تندی ناتھ صاحب سمروا -

منشی رحمت علی صاحب

(۱) رائے صاحب بہون رامداس صاحب -

کم روپ

عنان

اسحاق محمد حال صاحب -

جنگ

مولاداد حال صاحب

ایضا

امیر علی حال صاحب -

دیرہ غازی خان

سر دار تیغیا خان صاحب - گھمڑی -

سرہا (ج)

سوگ نویں چاہے - ٹی - ایم - میوک -

سوگ ش صاحب گیا - ٹی - ڈی - ایم - اکثر اسٹٹ کسٹر

سوگ ادگ لال صاحب - کے - ایس - ایم - ایضا

آریمل یو یو صاحب - کے - ایس - ایم -

سوگ ساں صاحب - پی - ٹی - ڈی - ایم - اکثر اسٹٹ کسٹر

سوگ ہور صاحب - ٹی - ڈی - ایم - میوک

یو - پی - گیا تھو صاحب - کے - ایس - ایم -

سوگ تھا صاحب - ڈو - وی - آے - ٹی - ایم -

سوگ ش - گیروی صاحب - آے - ٹی - ایم - میوک -

سوگ س من صاحب -

سوگ کت صاحب - کے - ایس - ایم - اکثر اسٹٹ کسٹر

سوگ تودی یو صاحب - آے - ٹی - ایم - اکثر اسٹٹ کسٹر

سوگ رٹن صاحب - کے - ایس - ایم - میوک -

سوگ تہو - ٹاؤ - یو - ٹی - ڈی - ایم - صاحب -

شاہ پور

ملک خدا بخش صاحب - تیوانہ -

خان بہادر ملک حکیم خاں صاحب - نون یا اس کا بیعتی محمد حیات خاں - شاہ پور

شاہ پور

ملک خاں محمد خاں صاحب - تیوانہ -

## قسمت ملتان

ملتان

محمد دوم حسین بخش صاحب -

آنریبل نواب سر امام بخش خان صاحب مزاری - کے - سی - آئی - ای - ڈیرہ غازی خان

سردار بہرام خاں صاحب خلف الرشید آنریبل نواب سر امام بخش خان صاحب

ڈیرہ غازی خان

مزاری کے - سی - آئی - ای -

لطف حسین خاں صاحب عرف میان شاہ نواز خاں سرائی - ڈیرہ غازی خان

خان بہادر محمد عبداللہ خاں صاحب - سی - آئی - ای - عیسیٰ ضیل - میان والی

ایضاً

ملک یار محمد خاں صاحب - کالا باغ -

ڈیرہ غازی خان

سردار بہادر خان خوشا صاحب -

ایضاً

سردار بہرام خاں صاحب - دریں حق -

ایضاً

سردار حلیب خاں صاحب - گورچنی -

ایضاً

سردار محمد حسین خاں صاحب - بوزورد کلاں -

ایضاً

سردار نوزنگ خاں صاحب - پیشوا فرقہ سوری بوند کے -

ایضاً

سردار فضل علی خاں صاحب - کسراپن -

ایضاً

سردار سور خاں صاحب - طہی بوند کے پیشوا -

مظفر گڑھ

خان بہادر شریف اللہ خاں صاحب - خان گدھ -



رجب پال سنگھ صاحب - سرگوالی - سیالکوٹ  
 سردار دیال سنگھ صاحب - رجب پال - سیالکوٹ  
 دیوال پری سنگھ صاحب - عقل گڑھ - گوجرانوالہ  
 رائے بہادر سودی حکم سنگھ صاحب - دیوان بہادر - لاہور  
 سردار بہادر ارجن سنگھ صاحب - جیپال - امرتسر  
 عاں بہادر بیان علام وید جان صاحب - گورداسپور  
 سٹریٹ گوپال صاحب (مہر سچا بھلیٹو کولس) - لاہور  
 قسمت راو لپنڈی

آریل سرالو کہیم سنگھ صاحب - میدی کے - سی - آئی - ای - راو لپنڈی  
 ملک عمر حیات عاں صاحب - تھوانہ - شاہ پور  
 ملک علام محمد عاں صاحب - حودہرا - راو لپنڈی  
 راہ علی بہادر عاں صاحب - گجرات  
 سردار ٹیک سنگھ صاحب - جیلپی - راو لپنڈی  
 ملک محمد امین عاں صاحب - شمس آباد - راو لپنڈی  
 رام کریم دادوئی صاحب - گلگر - راو لپنڈی  
 سودی تیر سنگھ صاحب - ہرن پورہ - جہلم  
 محمد حیات عاں صاحب - احمد آباد - جہلم  
 سرہن مہی - ایف - کادورہ - کے - سی - آئی - ای - راہ لپنڈی  
 ملک سارہ عاں صاحب - جہاں آباد - ساہیوڑ

سودیرام نراین سنگه - اتمه پدر -  
 بیدی سبحان سنگه صاحب -  
 سردار بدن سنگه صاحب - الوه -  
 محمد ظاهر صاحب -  
 سردار بلونت سنگه صاحب - بیر -  
 رانا لهن سنگه صاحب - ناسوال -  
 صوبه دار سردار البیل سنگه - لودهرن -  
 صوبه دار سردار سری سنگه - لودهرن -  
 قسمت لاهور  
 سردار بخش سنگه صاحب سندن والیه -  
 سردار امر او سنگه صاحب - جیتیا -  
 انواب فتح علی خان صاحب - تریباش -  
 سردار بیاد نادر سنگه صاحب -  
 کھا کر زمین چند صاحب -  
 بجائی گور بخش سنگه صاحب -  
 دیوان ندرناٹھ صاحب - ایم - اے -  
 سردار سروپ سنگه صاحب - الوه -  
 سردار بلونت سنگه - احمید - بیلاک -  
 سردار آرو سنگه صاحب - نوشیرونگلی -  
 امرتسر

ہوشیار پور  
 ہوشیار پور  
 لودھیانہ  
 لودھیانہ  
 لودھیانہ  
 ہوشیار پور  
 لودھیانہ  
 لودھیانہ  
 امرتسر  
 امرتسر  
 لاہور  
 لاہور  
 گورداسپور  
 امرتسر  
 لاہور  
 لاہور  
 گوجرانوالہ  
 امرتسر

میان اورو سگبہ صاحب سراد میان یزدوان سگبہ - ضلع انار  
 میان گورد میں سگبہ صاحب - رام گڈھ - ضلع انار  
 میان سگبہ درتس سگبہ صاحب - رام گڈھ کجولی - ضلع انار  
 خان صاحب محمد عالم حان صاحب - کوٹہ بہانگ - ضلع ایوانہ  
 سردار کش سنگھ صاحب - تہل تہنگ - ضلع کرمال  
 سردار حسن میر سگبہ صاحب - تہل تہنگ - ضلع کرمال  
 سردار بہادر خواں سگبہ صاحب - مہرولی - ضلع کرمال  
 سردار پرتاب سگبہ صاحب - ایس - بی - میں پور - ضلع ایوانہ  
 سردار گودت سگبہ صاحب - صاحبزادہ سردار رام سگبہ تمام گڈھ - ضلع کرمال  
 قسمت جالندہر

رام جی چند سری صاحب - بیجو ۳۷ دگرس - مساعراؤں - کانگرا  
 رام جی سگبہ صاحب - کانگرا  
 رام چند چند - لودوں - کانگرا  
 گورد سرپر رام سگبہ صاحب - کے - سی - آئی - ای - کیورتہلہ - جالندہر  
 سردار پرتاب سگبہ صاحب - ابوالیہ - جالندہر  
 سردار چرن جیت سگبہ صاحب - ابوالیہ - جالندہر  
 رام نام پال - کٹلر - کانگرا  
 گورد پرتاب سگبہ صاحب - کرتار پور - جالندہر  
 رام رگناتہ صاحب - جیوان - ہوشیار پور

پولیس انسپکٹر -

افسر محکمہ تعلیم -

اسسٹنٹ ڈاکٹر -

انجنیر محکمہ آبپاشی -

انجنیر محکمہ سڑک وغیرہ -

منصف - اددہ

ایضاً اگرہ

### پنجاب (ج)

ضلع دہلی

مرزا محمد کیوان شاہ صاحب عرف سر پا جاہ -

سردار جیون سنگھ صاحب شاد - سی - ایس - آئی - ضلع انبالہ

نواب ابراہیم علی خاں صاحب - کنبجورہ - ضلع کرنال -

نواب بہادر عظمت علی خاں صاحب - منڈال - ضلع کرنال

خان بہادر مولوی سید ضیاء الدین خاں صاحب شمس العلماء - ایل ایل ڈی ضلع علی

برخوردار میر محمد باقر علی خاں صاحب - سی - آئی - اسی - ضلع انبالہ

سردار دیواند سنگھ صاحب - سالولی - ضلع انبالہ

سردار پرتاب سنگھ صاحب - سالولی - ضلع انبالہ

سردار نرائن سنگھ صاحب - مانگ پھرا - ضلع انبالہ

سردار بہادر ہرنام سنگھ صاحب - ضلع انبالہ

دہلی

سید احمد صاحب امام جامع مسجد -

مولوی محمد سمیع اللہ صاحب - سی - ایم - جی -

مہاراجہ پدیا یادت تھیش چندا پیا پاتھا صاحب - سی - آئی - ای -

یڈت ہیئت رام صاحب - سی - آئی - ای -

شیخ مایوطہ عبدالکریم خان صاحب خان بہادر - سی - آئی - ای -

مستی عبدالکریم خان صاحب - سی - آئی - ای - سی - وی - ا -

نواب محسن الملک صاحب آریری سکریٹری - ایم - اے - او - کارنل، ملنگ پور

رائے کرشنا ساد بہادر صاحب - آریری محشریٹ و عمر میونسپل بورڈ میٹری -

الوسوم لعل صاحب - چیرمین - میونسپل بورڈ - حصہ آباد -

سلیمان قندمر محمد حسین علی صاحب بہادر (خانہاں شاہی آفیسر)

نواب مہدی حسین خان صاحب بہادر (الوصاحب) دکن

### عہدہ داران سرکاری

گورنمنٹ سنگھ صاحب - ڈسٹرکٹ جج قانون عدالت سول -

یڈت رام استکرمہ صاحب - محشریٹ و کلکٹر قانونی عدالت سول

۱ جج عدالت حقیقہ اور دھ

۱ ایسا آگرہ

۱ ڈپٹی کلکٹر اور دھ

۱ ایسا آگرہ

۱ اقامت جج اور دھ

۱ ایسا آگرہ

راجہ شمیم سنگھ صاحب - تاج پور

راجہ کرشنا کپور صاحب - سمیرام

راجہ رام پرتاب سنگھ صاحب - مین پوری -

راجہ بلونت سنگھ صاحب - سی - آئی - ای - آوا -

راجہ کپورسل کشور پرشاد مل صاحب بہادر - منجھولی -

راجہ رام سنگھ صاحب - بستی -

راجہ محمد سلامت شاہ صاحب - اعظم گڑھ

راجہ صاحب - مرسان - راجہ رنبھیر سنگھ صاحب - دہرہ

آنریمبل نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علیخان صاحب - پہاسو -

نواب یوسف علی خان صاحب -

نواب اسد اللہ خان صاحب خان بہادر وائس چیرمین میونسپل بورڈ میرٹھ

نواب احمد شاہ صاحب - سردھنہ

راجہ اودے راج سنگھ صاحب - کانسی پور

راجہ بہو بندر بہادر سنگھ صاحب - کن ٹنٹ

راجہ ٹھاکر پرشاد نراین صاحب - دیولہ ہلدی -

راجہ رام پرتاب سنگھ صاحب - مانڈا

راجہ رام سنگھ صاحب - رامپور

راجہ نرپت سنگھ صاحب - اسوتر -

راجہ سرور سنگھ صاحب بہادر - کھیرٹھ

لواب مماحب - دکن - لواب صاحب - بوگرا -

لواب سید امیر حسین صاحب - سی - آئی - آئی -

ہری دتاری لوموگک چٹاگلک صاحب - احاطہ بہار

ممالک متوسط (ج)

تعلقہ داراں اودھ

بہارہ بگوتی پیر سادگیہ صاحب - ملوام پور

بہارہ سریرتاب راین سنگھ صاحب - کے - سی - آئی - آئی - احوذیا -

راما بہوراج سنگھ صاحب - بٹکری (حورگاؤں)

راجہ گل موہن سنگھ صاحب - سی - آئی - آئی - اترایانہ ایور -

راجہ رام پال سنگھ صاحب - کالا ککر

راجہ رام پال سنگھ صاحب - کوری سدھولی -

امیرالدولہ سید الملک مختارگلک راجہ شرمچہ امیر حسین خاں صاحب

خان بہادر کے - سی - آئی - آئی - محمد آماد

امیرمل راجہ تصدق رسول خاں صاحب - سی - ایس - آئی - جہانگیر آماد

راجہ پرتاب بہادر سنگھ صاحب - کالایرتاب گڈوہ

راجہ محبوب اندراکرم سنگھ صاحب - سی - آئی - آئی - بیگ پور

معززین صوبہ آگرہ

راجہ منج سنگھ صاحب - یوایاں -

بجہ کشاداس بہادر صاحب - سی - ایس - آئی -

مہاراجہ صاحب بہادر فیہ پور۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ وینا جپور۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ درگا چرن۔ لا

مہاراجہ صاحب بہادر۔ سریا کنتا آچاریہ

مہاراجہ صاحب بہادر۔ ستیم پور۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ بنے لی۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ خامیرا۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ تھر پور۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ نصیر پور۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ دیگا پٹیا۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ کنتا ناتھ دی۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ سرسندرمون تھوری۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ پیارے موہن کرجی۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ مان بہاری کپور۔ بردوان۔

مہاراجہ صاحب بہادر۔ بی نے کرشنا۔

مہاراجہ صاحب کنور۔ بردوان۔

پرنس کنور صاحب۔ رگدر۔

صاحبزادہ محمد نجیب شاہ صاحب۔

نواب صاحب بہادر۔ مرشد آباد



آریہ ل سر دار گیت راؤ وادوہ۔ اراؤ ویکر صاحب۔ صلح ماسک

اسد راؤ حامد سہ راؤ عوف مالا صاحب راسی۔ یو

سی۔ آئی۔ ای۔ یا سی۔ ایس۔ آئی

کھاس جی عاس جی صاحب دستور۔ عسی

حال ہادر بیجو جی کارس جی صاحب حرساں۔ عسی

نور جی مالک جی صاحب دیدیا۔ عسی

حال ہادر مال جی جیر جی رستم جی صاحب دیولو۔ عمن

ایڈل جی صاحب ڈنٹا۔ کراچی

حال ہادر سردار محمد یعقوب شیخ اسماعیل صاحب۔ حیدر آباد سندھ

دروں جی گور جی صاحب تارا ایور والہ۔ احمد آباد

بنگال (ح)

بھلیٹو کوسل کے دوسر

ہمارا صاحب ہادر سر عتدیر و سونہ۔ بنگلہ۔

ہمارا صاحب ہادر ہر راس ودا کرتا۔

ہمارا صاحب۔ نادیا۔

ہمارا صاحب۔ سہرا۔

ہمارا صاحب۔ درنگ۔

ہمارا صاحب۔ مھٹا ناگیو۔

ہمارا صاحب۔ میں سنگھ۔

- آزیمیل ستر ابراهیم رخصت النور صاحب - بیٹی
- آدم جی پیر بجائی صاحب - بیٹی
- آزیمیل ستر حبش نراین گنیش چندا و اگر صاحب - بیٹی
- لی جی بھوانی داس بار بہا یا صاحب - بیٹی
- گوردین داس خطن مکن جی صاحب - بیٹی
- وٹی داس دامور کھا کر سہائے صاحب - بیٹی
- گوردین داس گوکل داس تیج پالی صاحب - بیٹی
- آزیمیل ستر ایس - ایم موسس صاحب - بیٹی
- ایچ ایچ میر محمد حسین علیخان صاحب - سی - آئی - ای - حیدر آباد
- ایچ ایچ میر نور محمد خاں صاحب - حیدر آباد
- میر رستم خاں صاحب - ضلع سکر
- آزیمیل میرالہ بخش خاں صاحب - حیدر آباد
- شمس العلماء پیر میاں شاہ مردان شاہ صاحب - ضلع شکار پور
- مالک صفدر خاں صاحب بالالا خاں - ضلع کراچی
- جام بہو خاں صاحب - ضلع شکار پور
- تھل رام کہیم چند صاحب - سی - آئی - ای - کراچی
- دویر واکہ بخش خاں صاحب - ضلع شکار پور
- دورو علی مراد صاحب - اپر سندھ ضلع زائیسٹر
- خان بہادر تھانہ خان صاحب - ضلع لاریکانا

در چند ویب چند صاحب - سی - آئی - ای - ستولا لودری

### حرقه شمالی

لس گو یا جیا یا عرف آ یا صاحب - دیسی صلح میل گاند -

انہم گودا لہا ویرا ہو صاحب - سیر سٹرایٹ لا - ایضا

راجندر اراؤتس وس راؤ عرف مالا صاحب - سوت ہرسل - ایضا

و مالک دہدی راج بی والکو صاحب - صلح کولاما -

آریمل سٹروس - جی آماپی لوخیری - لی - اے ایل ایل بی - می

آریمل راؤ بہادر اچیت لکر دیسی - سنگلی - ایس - ایم - سی - تھرئی

مستید می - مار سرون جی مماحب - تانا - می

فصل کھائی و سرام صاحب - سی - آئی - ای - ایضا

مستید می - جی جی کھائی صاحب (سیر سٹرایٹ) ایضا

ہر کتداس مارو تم واس صاحب - می

ہر رافس مرآغا - سلطان محمد تاد - آغا مان صاحب - سی - آئی - ای - می

آریمل سٹریڈر در شاہ مردان جی ہتا صاحب - سی - آئی - ای - می

آریمل سرنال جید کرشنا بہاؤ دیدی کار صاحب - می

ڈاکٹر علم جی مہیکاتی - ماری میں صاحب - می

سٹریٹس جی ڈستایٹ صاحب - می

سٹریٹس مالک جی چیت صاحب (Siddh) می

آریمل سٹریڈر ندی - سی - ای - می

دیوان بہادر۔ سی۔ راجندر اور صاحب۔ وکیل ہیکورٹ۔  
 دیوان بہادر۔ پی۔ راجہ اتنا سواولی یار ایورگل۔ سی۔ آئی۔ ای۔ عجمک آبپاشی۔  
 ایم۔ آر۔ رائے۔ اسے السوامی تہا۔ ایورگل۔ خلیج تن جوہرا۔

نام  
 بیٹی (ج) شمالی ڈویشن سکونت  
 میر سلفر حسین خاں صاحب۔ سورت سکونت

راؤ بہادر حمایت لعل دیورج رام صاحب۔ احمد آباد  
 آنریبل راؤ بہادر جینی لعل ولی لعل صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ پھر منج  
 بچے داس دھار داس صاحب ویسا۔ خیر  
 رائے بہادر کند رائے منی رائے صاحب۔ سورت

کھا کر صاحب۔ آٹلیا۔ ضلع احمد آباد  
 خان بہادر نور جی پٹم جی صاحب وکیل۔ سی۔ آئی۔ ای۔ احمد آباد  
 راؤ بہادر راجندر صاحب ترسباک آچار یہ تھانہ

آنریبل سٹرگوکل داس خان داس صاحب۔ پیرک بے۔ ایل ایل بی بی بی  
 گنگا دھر پچھن سوامی صاحب۔ ستارہ ڈسٹرکٹ (سنٹرل دیو پترن)  
 لنگا جوری راؤ راجندر راؤ صاحب۔ پنکاری۔ کھولا پور

خان صاحب دیاسیاں النور خاں۔ ضلع خاندیس

آنریبل سٹرہری سیتا رام صاحب۔ ڈکٹ۔ بی۔ اے ایل ایل بی۔ بیٹی

آنریبل سٹر جی کے گوکل صاحب۔ بی۔ اے۔ بیٹی

رام کرشنا گوپال بندر کر صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ڈی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ بیٹی

ساجد دین کاتانگیری صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ رحیدار ضلع بیلور۔  
 رحیدار صاحب دیرہ کوٹہ۔ ضلع گھام۔  
 رام پراکیدی صاحب۔ رحیدار ضلع گھام۔  
 رحیدار۔ آشیابدم صاحب۔ ضلع ٹی ٹی دیلی۔  
 رحیدار سداسہ صاحب۔ ضلع گھام۔  
 رام کلی کوٹہ وساناگدا صاحب۔ رحیدار ضلع گھام۔  
 آریمل دیوال بہادر۔ ایس سری لاسار کھوایاں گراہد گل۔ سی۔ آئی۔ ای۔  
 رام سر صاحب۔ ایس رام سدھی سودا ہیار۔ سی۔ آئی۔ ای۔  
 آریمل جلیگم موغانی یار صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ رائے بہادر عمر لیٹیو کونسل۔  
 آریمل نوات محمد صاحب بہادر عمر لیٹیو کونسل۔  
 ایم۔ آر۔ رائے۔ سی۔ سکران یار لہور گل۔ گندھت بیٹڈ۔ مر اس۔  
 آریمل۔ جی۔ سری لہور ساراؤ۔ عمر لیٹیو کونسل۔  
 آریمل برہو نیلور۔ عمر لیٹیو کونسل۔  
 آریمل۔ بی۔ اتما سہا پڑتی۔ بیٹی۔ عمر لیٹیو کونسل۔  
 آریمل رائے بہادر۔ پل احمد اجرو۔ ایوڈ گل۔ سی۔ آئی۔ ای۔ عمر داسیرائے  
 لیٹیو کونسل۔  
 رام صاحب دیو دیوا۔ راجہ گارو۔ گرنگودی۔ ضلع مالابار  
 ایم۔ آر۔ رائے۔ سی۔ آر میٹھی رلیا آیار لہور گل۔ حج تہر۔ عدالت دیوالی۔  
 ستر ایس رام ایلم۔ میر سٹریٹ لا۔ حریل مہلانات۔

## ممالک مشرق وسطیٰ (ب)

راجہ صاحب - سربراہ کوٹلی  
راجہ صاحب - رائے گڑھ  
راجہ صاحب - ہرا - سی - آئی - ای -  
راجہ صاحب - خیرا گڑھ  
راجہ صاحب - مکرئی  
راجہ صاحب - سینور

## ممالک مشرق وسطیٰ (ب)

مہتر صاحب - چتران  
خان صاحب - نواب گائی  
نواب صاحب - دیر

## بلوچستان (ب)

جام صاحب - لاس بیلا -

## سنٹرل انڈیا (ب)

راما صاحب - بڑوان  
راما صاحب - علی پور - سی - ایس - آئی -  
شاکر صاحب - پیلووہ

## راجپوتانہ (ب)

پنپ صاحب - شاہپورہ  
راجپوتانہ (ب)  
شاکر صاحب - لاوا  
(ج) روسا پنا خطاب دیگر مغزین جنگو کل گورنمنٹ نے مدعو کیا تھا

## مدراں (ج)

محمد مخدوم صاحب - کے - سی - آئی - ای - خان بہادر - پرنس ارکوٹ -  
ہمارا راجہ رنگاراؤ صاحب - کے - سی - آئی - ای - راجہ بوبی بی - زمیندار ضلع وزیر گیتا -  
ہمارا راجہ صاحب - پیپور - زمیندار - ضلع وزیر گیتا -

## بنگال (ب)

ہرٹس راجہ صاحب - ہر راج  
ممالک متحدہ (ب)

ہرٹس راجہ صاحب ہٹیڑی (گڈھوال)

## پنجاب (ب)

راجہ صاحب - مالگڈھ (ہندو) راجہ صاحب - کوہل -

راجہ صاحب - چما سردار صاحب - کلپا

نواب صاحب - نواب - نواب صاحب - دوہار

حلف الرتید نواب صاحب - مالیر کوٹہ

## سرہا (ب)

### ریاستہائے جنوبی شان

کنکیہ صاحب - کے - ایس - ایم - سالوا - موگٹی -

سالگ صاحب - کے - ایس - ایم - سالوا - چمگ میو -

ساکیاواں کیااں ٹالینگ صاحب - کے - ایس - ایم - سالوا - کینگ ٹالگ

بکیتی صاحب - کے - ایس - ایم - سالوا - سوگ پاں -

سالوا صاحب - ٹ - ڈی - ایم - میورا - کسترا داسی -

### ریاستہائے شمالی شان

سالوگ صاحب - کے - ایس - ایم - سالوا - حوت مسوی -

لی - ایس گیری صاحب ہاں - سی آئی ای متیم ریاست محمدیم صاحب کے -

ہرنائنس مہاراجہ صاحب - قرولی - ہرنائنس مہاراجہ صاحب - کشنگٹھ  
 ہرنائنس مہاراجہ صاحب - کوٹہ - ہرنائنس مہاراجہ صاحب - سرودی -  
 ہرنائنس نواب صاحب - ٹونک - ہرنائنس مہاراجہ صاحب - اودیپور -

ہرودہ

ہرنائنس لیکوڑ صاحب - ہرودہ

کشیر

ہرنائنس مہاراجہ صاحب - کشیر -

(ب) رؤساء باختیار جنکو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا تھا

مدراس (ب)

ہرنائنس مہاراجہ صاحب پودو کوٹ

بیمبئی (ب)

فہرست رؤساء بمبئی پریسیڈنسی جنکو ہرنائنس گورنمنٹی نے مدعو کیا تھا

نقد ادائیگی

۴ توپ

باندرا -

نقد ادائیگی

۱۱ توپ

کیجے -

۸ توپ

جونا گڑھ -

۹ توپ

جنمیرا -

۱۱ توپ

پربندر -

۱۱ توپ

بھاؤنگر -

۱۱ توپ

گوندل -

۱۱ توپ

سوروی -

۱۵ توپ

ایدر -

۵ توپ

پلیٹنا -

۱۱ توپ

راج پیللا -

۹ توپ

لمبیدی -

ہرنائنس جناب صاحب شہرہ قلعہ زرنہ (۱۲ توپ)

۹ توپ

بارک یا -



صاحبان انگریز حکومت کو کل گورنمنٹ نے مدعو کیا۔

نام احاطہ یا مقام

سلسلہ  
شمار

میراں

عورت

مرد

۵۱

۱۷

۳۴

دراس

۱

۵۵

۱۴

۴۱

لٹنی

۲

۳۶

۰

۳۶

نگال

۳

۴۹

۲۰

۲۹

مالک متحدہ

۴

۴۱

۲۲

۱۹

یحات

۵

۳۸

۱۶

۲۲

رہا

۶

۲۶

۹

۱۷

آسام

۷

۴۱

۲۲

۱۹

مالک متوسط

۸

۲۱

۱۲

۱۱

مالک عربی دہلی

۹

۲۲

۸

۱۴

حیدر آباد

۱۰

۱۴

۶

۸

میور

۱۱

۲۶

۱

۱۶

لوچستان

۱۲

۲۵

۱۳

۱۲

متوسط ہندوستان

۱۳

۳۴

۱۶

۲۱

راجپوتانہ

۱۴

۱۲

۸

۴

شودہ

۱۵

۱۱

۴

۷

کننیر

۱۶

-

-

-

امیر ماردا

۱۷

نمبر شمار	نام احاطہ یا مقام	تعداد روس با احتساب معززین جنکو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا	تعداد عہداران دیگر معززین جنکو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا
۱	مراس	۴	۲
۲	لمبئی	۹	۲
۳	بنگال	۲۹	۳۰
۴	مالک متحدہ	۴۲	۳۳
۵	پنجاب	۰	۸۶
۶	برہما	۰	۳
۷	آسام	۶	۲۱
۸	مالک متوسط	۰	۳۴
۹	مالک مغربی و شمالی	۲۰	۰
۱۰	حیدر آباد	۲	۵
۱۱	میور	۰	۴
۱۲	بلوچستان	۳۰ + ۴۵	۰
۱۳	متوسط ہندوستان	۰	۰
۱۴	راجپوتانہ	۰	۰
۱۵	برہودہ	۰	۰
۱۶	کشمیر	۰	۰
۱۷	اجمیر بلوچ	۰	۴

نمبر تعداد	نام اعلیٰ یا مقام	تعداد درجہ	تعداد درجہ	تعداد درجہ
۱	مدراں	۲	۲	۱
۲	منشی	۳	۳	۱۴
۳	شنگل	۳	۳	۱
۴	ممالک متحدہ	۲	۲	۱
۵	سیاح	۷	۷	۷
۶	رہا	۰	۰	۰
۷	آسام	۱	۱	۰
۸	ممالک متوسط	۰	۰	۱
۹	ممالک مغربی و شمالی			۳
۱۰	حیدر آباد	۱	۱	۰
۱۱	میور	۱	۱	۰
۱۲	ملوچستان	۱	۱	۱
۱۳	متوسط ہندوستان	۱۵	۱۴	۴
۱۴	راجپوتانہ	۱۵	۱۳	۲
۱۵	شروہ	۱	۱	۰
۱۶	کشمیر	۱	۱	۰
۱۷	امیر ماروار			۰

کہ کسی ایک بیخیر حکومت کی عظمت تسلیم نہ کر لیجائے۔ اور وہ حکومت صرف پرستش کروں کی بدولت ممکن ہے۔

اب میں اُن آرائے کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہوں اور میں صدقِ دل سے اُمید کرتا ہوں کہ یہ بڑا جمع سالہا سال تک یادگار رہے گا۔ کہ اسکی بدولت ہندوستانی رعایا اور شاہنشاہ ہند کے باہمی تعلقات بہت زیادہ مضبوط ہو گئے۔ چچے توقع یہی کہ اس موقع کی یاد ہمیشہ ہمارے سامنے خوشی اور خوشحالی لاتی رہے گی۔ اور شاہ اہدور و مقیم کا زمانہ سلطنت جو خاض برکتوں کے ساتھ شروع ہوا ہندوستان کی تاریخ اور رعایا کے دلوں میں محبت سے یاد کیا جائیگا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند دو جہاں کے فضل و کرم سے شاہ موصوف کی حکومت اور طاقت سالہا سال تک قائم رہے۔ انکی رعایا کی ترقی روز بروز زیادہ ہو حکام بالا کا انتظام دانائی اور نیکی پر مبنی ہو اور اس سلطنت کی مضبوطی اور فائدہ مندی ابد الابد تک قائم رہے۔ خدا شاہنشاہ ہندوستان کی عمر دراز کرے۔

**مندرجہ ذیل صحابہ بارہیلی میں مدعو کئے گئے تھے**

(الف) روسا و با اختیار جنکو ہر اسٹیشن پر اپنے براہ راست مدعو کیا تھا۔

(ب) روسا و با اختیار جنکو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا۔

(ج) روسا و با خطاب و دیگر ہندوستانی رئیس جنکو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا۔

(د) صاحبانِ انگریز جن کو لوکل گورنمنٹ نے مدعو کیا۔

نوٹ۔ (الف) (ب) (ج) و اے پرنسپل کمیپ میں مقیم تھے اور (د) والے

سٹرل کمیپ میں۔

لرنا مالی اردقت کام میں ہوتا ہے اگر موجودہ حالت قائم رہی اور جو ہم معقول خواہش  
کی سب سے زیادہ کر سکتے ہیں کہ ضرور قائم رہے گی تو گویا بدوستان کی مالی حالت میں ترقی  
عمل میں آئی ہے اور عجب یقین ہے کہ ہر غرضی کے ابتدائی سالوں میں ہم لائل رعایا کے  
ساتھ ہمدی اور دیا می کا سلوک کر سکیں گے۔

یہاں ضرورت نہیں ہے کہ میں اُن ہر مایوں اور رعایتوں کا تفصیل ذکر  
کروں۔ جس کا موجودہ وقت سے تعلق ہے مگر وہ کسی دوسری جگہ مدہج ہیں۔ البتہ  
استدراک دیا ضروری ہے کہ فوج کے اس طرح آہل اندیش سناں کا ریس سے تعلق نہیں  
ان کا یہ نام درمیا۔ اور وہ بھی اندیش آری آف دی کنگ (مادشاہ کی ہمدستان  
فوج) کے متعلق بھی مائیں گے۔

اے رعایا، شاہراہ گال ہمد۔ جب ہم ہمدستان کے مستقل پر لڑا کرتے  
ہیں تو میرے کہ نہبہ کے روٹس امیدوں کا ایک وسیع میدان ہیں دکھائی دیتا ہے  
ہمدستان کے متعلق کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ خواہ وہ آمادی یا ہوا یا تعلیم کا یا  
کام یا مسائل کا کہ جسے ہمدستان ملک نے اچھی طرح سمجھا نہیں لیا۔ اور بعض مسائل اب  
ہم سے سلسلے حل ہر ہم میں اگر خطابہ اور ہمدستان توفیقہ اوجا ہمدستان  
مستقل اس قائم رکھ سکتی ہیں۔ اگر ہمدستان میں اور دیسیوں میں اتحاد ہے اور اگر ہم  
تھا طرہ وار ہیں تو کوئی حیرتیں جو ہمدستان کی ترقی کو روک سکے لائق ہمدستان  
کے مستقل مسائل یا مسئلہ کا مستقل ہو گا مگر وہ اسی ترقی پذیر محنت و ہمدستان ترقی اور  
بڑھے دے تول اور آزام اور وقت کے لئے حامی ہر اچھے تعمیر اور میرے ملک کا ملک  
کے مقام و ہمدستان ہمدستان ملک یا ہمدستان کہ یہ محقق کسی وقوع حیرتیں ہو سکتا مسک

اور انکی بھڑوی کا وہی خیال مابعد دولت و اقبال کو رہے گا۔

”ہندو نذر عالم و عالمیاں میری رہنمائی کرے گا تاکہ میں اپنی رعایا اور ملک کو سرسبز کرنے میں کامیابی حاصل کروں“

اب شاہزادگان و رئیسان والا تبار۔ وای رعایائے ہند یہ الفاظ میں ملک معظم کے جو آپ کے آگے اسوقت بیان کئے گئے ہیں۔ ان الفاظ میں ایک خاص اثر جو بنی تمام افسر متاثر ہیں۔ مثل میرے اور میرے محبتوں کے جو براہ راست ہنر جی کے گورنمنٹ کے آئے ہیں۔ یہ الفاظ انتظامی معاملات میں مثل رہنما کے کام دیتے ہیں ہندوستان کا انتظام فیاضی اور نرمی سے کرنیکا خیال اسقدر کبھی عروج پر نہ تھا۔ جتنا اسوقت پایا جاتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے زیادہ تکلیف اٹھائی ہے زیادہ سختی ہو۔ اور جنہوں نے عمدہ کام کیا ہو وہ عمدہ استحقاق رکھتے ہیں۔ شاہزادگان ہندوستان نے گزشتہ جنگوں میں اپنے سپاہی اور تلواریں ہماری نذر کیں اور ایسا ہی دیگر ضروریات مثلاً قحط وغیرہ کے موقع پر بھی فیاضی اور بہادری کا ثبوت دیا۔ جو کچھ ان کے پاس تھا انہیں اس سے زیادہ دینا محال ہے اور جو حفاظت ان کی موجودہ حالت میں ہے اس سے زیادہ یقینی بنانا غیر ممکن ہے۔ تاہم یہ تجویز خوشی کی منظر ہے کہ گورنمنٹ عالمیہ ان قرضوں پر جو دیسی ریاستوں کو گزشتہ قحطوں کے موقع پر دیئے گئے تھے ان کو کسی سود نہیں لگی اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ لوگ جن سے ایسا فیاضی کا سلوک کیا گیا ہے اسے بخوشی منظور کریں گے۔

ہندوستان کے دیگر یقین اور جماعتوں میں بھی (ہم امید کرتے ہیں) بہت جلد شاہی عنایات کا اعلان کیا جائیگا۔ ہالی ساں کے وسط میں اعلان کرنا یا نیچے پتے

کہ دو باددولت واقفال کی تاجپوشی کا ایک دربار دہلی میں منعقد کریں تاکہ کل  
ہندوستان رئیسوں - سرداروں - رعایا - اور میری گورنمنٹ کے حکام کو اس شاندار  
عہدے میں شریک ہوئے کا موقع ملے۔

دو میرے ملک اور تخت سے جو کچھ وہ دوا داراہ پیش آئے ہیں اس سے میں  
بہت شائرم ہوں اور مجھے بڑا خیال ہے۔ کئی سال کے عرصہ میں انکی دوا داری اور جو  
حقیدت کے حالات پہ درپے میرے سے میں آئے ہیں اور میری ہندوستانی افواج نے  
مختلف جنگوں میں عفو و مہمانت حاصل کی ہیں وہ میں ہر گز حجاز کرنا نہ ہوں۔

مجھے امید تھی کہ میرا پیارا بیٹا تہرانہ دہلیس اور سرسرا دہلیس ہندوستان  
عائیں گے اور اس تاجپوشی کے دربار میں شریک ہوں گے۔ میرے دل میں اس امر  
کی بہت بڑی خواہش تھی کہ ایسا ہو اور جو دہلیس اور دہلیس ہی جانتے تھے اور  
میں اس سے زیادہ خوش ہوتا اگر حوضا نا اور تاجپوشی کی کل رعیتیں ایسے ہاتھ سے ادا  
کرتا مگر ان میں سے کوئی بات ہو سکی۔ اس نے میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تاکہ میرے  
عہدے تاجپوشی میں شاہی عہد ان کے قائم مقام بن کے شریک ہوں۔

جب سے میں اپنی والدہ کو مرگوش و کوشور یہ امیر میں اب اڈیا کے تخت  
نشین ہوا ہوں میری دلی خواہش ہی رہی ہے کہ میں ان ہی اصول پر حکومت کروں  
ہیں اصول پر میری مہر باد ہر ماں نے حکومت کر کے اپنی رعایا کے قلوب کو اپنے ہاتھ  
میں بلیا تھا اور جو عہد عرب احترام رعایا یہی ہر ماں فیض ہند کا کیا وہ سحر جیہ  
حکومت کا عہد تھا۔ میں میرا ان ہی اصول کی تجدید کر کے بیان کرتا ہوں کہ میری رعایا  
کے وہی حقوق بحال رہیں گے جو اسے پہلے سے حاصل ہیں۔ وہی آزادی قائم رہے گی

اس وقت موجود ہے۔ کل رعایا کے قائم مقاموں کا جمع ہونا۔ یا کسی رئیس کا ہونا  
گو یا رعایا کا خود موجود ہونا ہے۔

سب میں ایک ہی جوش اور جذبہ ہے اور سب ایک ہی تخت کے آگے کھڑے  
ہوئے ہیں۔ اگر کوئی یہ دریافت کرے آخر کونسی بات نے انھیں یہاں لاکے جمع کر دیا  
ہے۔ تو جواب یہی دیا جائیگا کہ وفادارانہ خیال اور تخت انگلستان کی محبت نے  
اور اس بھروسہ نے جو وہ شہنشاہ ہند پر رکھتے ہیں۔ یہ بھروسہ اور جوش محبت کچھ  
یوں ہی تقلیدی نہیں پیدا ہو گیا ہے بلکہ بے درپے کے تجربوں کے بعد یہ بات پیدا ہوئی  
ہے۔ اس کی اور نئے وجہ یہ ہے کہ ملک معظم کی گورنمنٹ نے روزمرہ کے حملوں اور  
طوائف اللوکی سے انھیں آزادی دیدی۔ اور انھیں وہ حقوق عنایت کئے جن کے  
وہ مستحق تھے۔

عام طور پر امن و انصاف کی ڈنڈی پٹ لگئی اور کل آدمیوں کو ترقی کرنے  
اور عزت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ یہی اصول ہیں جن سے تمام سلطنت پر حکومت کی  
جاتی ہے اور تمام آدمیوں کے دلوں پر قبضہ ہو گیا ہے اور یہ اسی کا پڑاؤ ہے کہ آپ  
اس وقت مختلف دیار و اصعار کے لوگوں کا مجمعلاحظ فرما رہے ہیں۔ اب میرا فرض  
ہے کہ میں آپ کے آگے۔

## فرمان شاہی

پڑھوں (اور وہ یہ ہے) مابعد ولٹ و اقبال اپنی وفادار رعایا کو اپنی اس تاجپوشی کے  
موقع پر مبارکباد دیتے ہیں۔ رئیسان ہند میں صرف چند رئیس لندن کے جلسہ تاجپوشی  
میں شریک ہوئے تھے اس لئے میں نے اپنے ویرائے و گورنر جنرل ہند کو ہدایت کی



ساتھ ہی اہل ہند کی وفاداری گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ تخت انگلستان  
 الٹا رہے۔ جس طرح ہندوستان پہلی روایتوں میں ایسی دو قسم کی تہذیبیں  
 اسی طرح ہندوستان آج ایسی وفاداری پر مبنی ہیں جس میں مغرب کی دوسری  
 اور یہی بنیادیں ٹھیک لگتی ہیں۔ ایک عام سمجھتی پائی جاتی ہے اور کل زمینوں اور ہندو  
 کے حکمرانوں نے اسے کو ایک ہی شاہ کے سیر کر دیا ہے اور اسی پر مبنی کیا جاتا ہے۔  
 کیا دنیا میں کہیں اور بھی اس قسم کا نظریہ پایا جاتا ہے جو ہم اس وقت پہلی  
 سے دیکھ رہے ہیں۔ گو مجھے شبہ نہیں ہے کہ اس کا نظریہ تمام دسا میں نہیں ہے لیکن  
 میں نے اس سے نہیں کہا چاہتا۔ مجھے تو صرف یہ کہتا ہے کہ کس حوت و حوت سے  
 لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ سمجھتا ہوں اس وقت مختلف ریاستوں کے حکمران  
 موجود ہیں مگر دنیا کی کل آبادی ساٹھ ملین سے کم نہیں ہے اور جنگی عملداری کی  
 حد دو لاکھ ۵۵ درجہ طول بلد تک چلی گئی ہے۔ وہ شاہ ایدہ دھڑ ہتھم سے محض ایسی  
 وفاداری اور اطاعت کا اظہار کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

ہم ان کے اس وفادار حوت کی شری حوت کرتے ہیں جس سے وہ دہلی آئے  
 اور جیلر حوت کر کے ملاوہ انھوں نے وعدہ مسامتہ کی تکلیف رواشت کی۔  
 اور اس وقت میں صحت مقرر کرتا ہوں کہ خود اس ہی کی راہ سے تہشاہ ہند کی مسامتہ  
 کے اعزاء سوں گاجووی امراد سپہا سیاں موجود ہیں یہ ہندوستان کی دہلی کو  
 مسامتہ ہند میں سے نکالے گئے ہیں۔ جس میں بہت بڑا معاملہ ہے کہ وہ شاہ  
 ایدہ دھڑ کی فوج میں اس وقت نظر کرے۔ مسامتہ معلوم ہوتی ہے کہ یہاں محکمہ حکمران  
 اند لوگوں کے تمام تمام جمع ہیں تو گویا تمام دنیا کی آبادی کا انھوں نے حق یہاں

دربار میں شریک ہوں اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیں یہ کل رئیس اور امراء  
 ستون سلطنت ہیں۔ یورپی اور ہندوستان کے شہنشاہ ہند کی سلطنت کا کس  
 جانکاہی سے اور اپنا فرض منصبی سمجھ کے انتظام کرتے ہیں۔ فوجیں کس بہادری سے  
 اپنی حدود کی حفاظت کے لئے کمر بستہ رہتی ہیں جو اس وقت صرف بہتہ موجود ہیں۔  
 لاکھوں آدمی محض مجلس تاجپوشی کی خوشی میں حصہ لینے کے لئے کس طرح چاروں طرف  
 سے اُٹھ چلے آتے ہیں۔

ملک معظّم نے بحیثیت ویرائے ہند نیچے حکم دیا کہ میں ایک دربار تاجپوشی  
 منعقد کروں تاکہ اہل ہند کو اپنے جوش عقیدت اور وفاداری کے اظہار کا موقع  
 ملے۔ اور بڑی بات یہ ہوئی کہ ملک معظّم نے اپنے کے بھائی کو اس جلسہ میں شرکت کی  
 غرض سے روانہ کر دیا۔ چھبیس سال ہوئے ہیں کہ یہی جلسہ تاجپوشی اسی شہنشاہی  
 شہر میں اسی جگہ پر منعقد ہوا تھا۔ اور اس وقت ملکہ آنجنانی نے خطاب قیصر ہند  
 اختیار کیا تھا۔ اس دربار کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ملکہ آنجنانی کی محبت سب کے دلوں  
 میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ اور ایک ہی تلج کے ماتحت ہونیکا خیال سب کا مضبوط ہو گیا  
 تھا اور عام طور پر ایک بچہ ہی قائم ہو گئی تھی آج جب کہ صدی گزر گئی بہ نسبت مسرت  
 کے اب ہند کی سلطنت اور بھی متحد ہے اور وہ شاہ جس کے جلسہ تاجپوشی کے دربار  
 میں آج ہم شریک ہوئے ہیں اہل ہند گادہ اسی طرح پیارا ہے کیونکہ انھوں نے اسے  
 خود دیکھا ہے اور اسکی آواز سنی ہے۔ وہ آج اس تخت پر جلوہ افروز ہوا ہے جو نہ صرف  
 شاندار ہے بلکہ زبردست پائدار ہے۔ لوگ خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہیں لیکن میں تو یہ  
 کہتا ہوں کہ ہندوستان کی سلطنت اس تخت کی پائداری کا بہت بڑا اصول ہے اور

اس پر حضور و لیسارئے۔ رعایا لپا رہا سہتا ہے ہندو مع لیسے روسا اور  
 اہلکاروں کے مائیس کے اندر چلے گئے اور حیدروں کو دیکھتے اور اُن کی تعریف کرتے  
 رہے۔ ساڑھے مارہ کے حضور و لیسارئے تشریف لیگئے اس وقت وہ دوسرے  
 سربراہ تاشائی کہ جس کے پاس ٹکٹ معائنہ رسم افتتاح تھے امدد اعلیٰ ہو کر مائیس  
 دیکھے گئے۔ اس بہت قیمت مجموعہ میں ہندوستان کے یا ملک دست معانوں نے کیا کیا  
 تحفہ ای کارگیری کے دکھائے تھے۔

## لاڈکرن بہادر کی اسپچ دربارین اور فرسان شاہی

مکم صوری کو دربار ہوا اور گریا ادا اس دربار کی یادگار صرف افسانوں  
 اور لہراں کتابوں میں رہ جائے گی۔ دربار کی تاں و شوکت میں شک نہیں۔  
 و لیسارئے بہادر کی اسپچ ایسی بے نظیر فصاحت و بلاغت۔ رعایا میان اور ترتیب  
 و اوقات میں ایسی ہے جو کہ اس عالیتاں و دربار کے شایاں ہے۔ ملک معظّم شاہ بنگال  
 و شاہ ہند نے ایک میام بھیجا تھا جو بڑھا گیا اور جس میں محنت اور بہرہ روی رعایا  
 کی گئی تھی جو و لیسارئے سلوک سبایا۔

## ۱۴۰۰

لاڈکرن بہادر نے یہ روایا۔ و بھیا۔ یا ج جیے کا عزم ہوا کہ و شاہ بنگال  
 تہستانہ بہادر ڈرو مقم نے ایسے سربراہ تاشائی بکھا جو چند ہندی و ایال ملک  
 اسوقت اپنی جوتی قسمی سے وہاں حاضر تھے۔ آج ملک معظّم نے اپنے الطاف حسد و  
 نام سدہستان کے رئیسوں۔ چہراؤں اور اُمرا کو یہ موقع دیا کہ وہ اس عالیتاں

لکڑی۔ باقی دانت۔ ریشم۔ قالین۔ اور دھاتوں کی قسم کی ایسی عمدہ فرشتہ کاری ہو جیسی کہ آپ یہاں دیکھیں گے۔ یاد رکھئے کہ یہ نمائش ہوا بازار نہیں ہے جہاں ہر قسم کی سستی چیزیں بھی مل سکیں۔ چونکہ آجکل ہندوستان میں مذاق خراب ہو رہا ہے جسے زمانہ گزشتہ کے بہترین نمونے جمع کئے ہیں جو مستعار کارکن (مجموعہ) میں پائے جائیں گے۔ یہ ہندوستان کے والیان ریاست کی فیاضی سے بھی حاصل ہوئے ہیں بعض ان میں سے ہندوستان کے عجائب خانوں سے اکٹھے ہوئے ہیں اور بعض کننگٹن (انگلستان) کے ہندوستانی عجائب خانہ سے بھی منگوائے گئے ہیں۔ ہندوستان کا آرٹ غیر مالک کے خیالات مستعار لینے سے ترقی نہیں کر سکا بلکہ یہاں کے کاریگروں کے اپنے اصلی خیالات سے۔

اس زمانہ میں سستی چیزیں عمدہ چیز سے بہتر سمجھتے ہیں اور خوبصورت کو مضبوط سے۔ اسی وجہ سے پورانی حرفتیں اور دستکاریاں ہمیشہ کے لئے معدوم ہو رہی ہیں کوئی قومی آرٹ قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک کہ قومی ضرورت کو پورا نہ کرے۔ یقین ہے کہ یہ نمائش ایک ایکٹ ٹیس (سیتی اشیاء) کا کام دیگی۔ اسکے کھولنے سے مقصود دکھانا ہے کہ ہندوستان ابھی کچھ کر سکتا ہے۔ ابھی یہاں کے دستکار کیا کچھ عجائبات تیار کر سکتے ہیں۔ ہمیں کلکتہ یا بمبئی کے یورپین دوکانوں کی طرف بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے ہندوستان کی بہت سی دوکانوں اور گھروں میں ایسی آرٹسٹکٹ اور کاریگری کی چیزیں مل سکتی ہیں جو اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ میں نے انہی غرض سے یہ نمائش کھولی ہے اور امید ہے کہ یہ پیڑ پائنگ (محب وطن) مقصد کو پورا کرے گی۔ کہ جس کے لئے اسے قائم کیا گیا ہے اور میں اس وقت اسے ختم کر دینے کا اعلان کرتا ہوں۔

تاجپوشی کی رسم عمل میں آئے والی بھی اور جس میں کہ تمام ہندوستان کے والیان  
ریاست اور رؤساء عظام اور ہر فرد کے ترناؤں سے ہونے والے تھے تو مجھے  
حیال ہوا کہ اب وقت ہے کہ ہندوستان کی حرفوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے یا  
اُس کے روال کے روکنے کی تدبیر کی جائے۔ میں نے ڈاکٹر وائٹس کو مدد کے لئے طلب  
کیا اور آپ لوگ اس مکان کے اہل جو کچھ دیکھو گے وہ سب ڈاکٹر وائٹس اور اُس کے  
ہاٹسٹر ہی برادری کی کوسٹوں کا بیٹہ ہے کہ جنہوں نے ہندوستان میں ہندوستان  
کے ہر حصہ میں سفر کر کے یہ دستکاری کے نمونے منتخب کئے یا اپنے نمونے کا پیکر  
کو دیکر انکی نقلیں موافق اور جہاں جہاں روپیہ کی ضرورت تھی حرقہ کے بہترین  
نمونے ہندوستانی دستکاری کے راہم کئے میں نے اس مائتس کے لئے تین شرائط  
تقدم کر دی تھیں۔

اول یہ کہ صرف آرٹس کی مائتس ہوگی۔ اس میں جوئی میداندار کو دخل نہیں  
دیا جائے گا۔ کیونکہ اس قسم کی ایک بڑی مائتس کلکتہ میں ہے (جو محاسب گاہ کلکتہ  
کی طرف اشارہ تھا)

دوسری شرط یہ تھی کہ اُس میں ہندو میں ایم ہندو میں طریقہ کی کوئی چیز ہو  
جسے کہ سنت اورین اور چکمار کا وہ کے کھلوے وغیرہ۔ ہندوستان کے ایسے  
آرٹس بہت عمدہ ہیں۔

تیسری شرط یہ تھی کہ صرف سب سے اچھی چیزوں کو اس مائتس میں جگہ دیا جائے  
مرد و صورت نمسا اور زانی ہوں ہندوستانی دستکاری کی اچھی چیزیں بہوں جو سب سے  
فکری ہیں یا تار میں سالی بھی جاتی ہیں۔

عمرام کے لئے بھی یہ ریل نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اس کا انتظام کہتان ایچ۔ اے۔ ایل لیپر۔ آر۔ اے کے سپرد تھا۔ بڑی ریل کا اسٹیشن بھی سنٹرل کپ کے قریب بنایا تھا عام وودوور کے شہروں سے جو مال و اسباب آتا تھا وہ اس ریل کے ذریعہ سے کپ میں پہنچتا تھا۔ کثرت کی وجہ سے تاخیر تو لا بد ہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صدر اسٹیشن ریل میں گنجائش کم تھی اور اگرچہ فردی ترسیم کر کے جگہ نکالی گئی تھی مگر پھر بھی گنجائش اس قدر نہ ہوئی کہ ایسے بڑے کام کے اسباب کے لئے کافی ہوتی تاہم دوبار کے اسٹیشن سے مسافروں اور تجارت کو بہت آسائش اور کفایت رہی۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ کسی موقع پر ریلوے اسٹیشن دہلی جوائنٹین ریلوے کا مرکز ہو گئی ہے بہت وسیع ہو جائیگا۔

## افتتاح نمائش پروسیس کی اسٹیج

ہمارے وزیٹروں سے بہت لوگ یقین کریں گے کہ سوائے درختوں کے تمام اشیاء جو ہم یہاں دیکھ رہے ہیں یہ صرف گزشتہ آٹھ مہینوں میں تیار ہوئی ہیں ابریل گزشتہ میں جب نمائش گاہ کی تیاری کا حکم دینے یہاں آیا تھا تو اشیاء موجودہ یعنی اس عمارت وغیرہ کا یہاں نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور اب بھی ہر چند کہ یہ مکانات وغیرہ بہت جلد یہاں سے محو ہو جائیں گے۔ مگر اس نمائش سے جو اثر پیدا ہو گا یقین ہے کہ وہ جلد فراموش نہیں ہو گا۔

ہمیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس نمائش کو فنونِ نصیب کے قیام کو نہ کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ میں نے اس ملک میں پہنچ کر شروع ہی سے اس ملک کی صنعت و حرفت پر غور کرنا شروع کیا۔ اور جب دوبار دہلی کا فیصلہ ہو چکا کہ جس میں شہنشاہ معظم کی

ہوسے کے کب ہر قسم کے دوائی امراض سے محفوظ رہے اور اگر احتیاط نہ کی جاتی تو کم از کم سبب کا ڈنڈ تو ضرور تھا۔ جولائی ۱۹۱۷ء میں جبکہ کب کا کام شروع ہوا آخر تک طاعون کے صرف دس وقوعے ہوئے جس میں سے نو باہر کے تھے مگر عدد کی انتظام کی وجہ سے بیماری جگہ۔ پکڑ سکی۔

عمار تون۔ شکر کوں اور جو تروہ کی تیاری اور ترسانی کا کام رائے بہادر سنگھ نام کی ریبرگرالی تھا۔ قلعہ میں رقی روتسی کا ٹھیکہ اور سلو وکپی نے اور سٹرل کب میں رقی روتسی کا ٹھیکہ کلرن وکپی نے لیا تھا۔ جاہا کیوں میں جس قدر رقی ہندے ٹکائے گئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ رقی روتسی کی وجہ سے رات دن معلوم ہوتی تھی اور سنا تو قال وید تھا۔ انتظام یہ کیا گیا تھا کہ حبیبہ کھر کے عرصہ میں روتسی میں کسی قسم کا خرچ واقع ہو سکا۔

دربار کے لئے سولہ خاص ڈاکھلا اور بیمار لیٹرنگ قائم کئے گئے تھے۔ رائے بہادر دولت رام سی آئی۔ آئی اور پوسٹ اسٹرمرل کی مگرانی میں یہ کام جو جس اصولی انجام کو پہنچا۔ حکمران میں بھی گیارہ مگر کھلے تھے۔ اس کے انفرسٹرادر لیس تھے شے شے کیوں میں ٹیلوں ٹکائے گئے تھے اس سے عوام کو بہت آسائش رہا۔ مشرورس کی خوش انتظامی کی وجہ سے حرایم کا السداد خوب ہوا اور تجارت میں کسی قسم کی بقاء نہ تھی وسیع انگلی ہوئے یا تھی۔ مشروری رولن اسپیکٹرمرل دوس سال ہی اس کے بھی مستعمل قرار دیئے گئے تھے۔

کتبیری اور سودی اور مارہ سے میکسٹرل کب اور جو تروہ دربار تک لائٹ ریلوے پھائی گئی اور عام اسٹیشن نام کئے گئے تھے۔ علاوہ سرکاری عمارتوں کے





و ایسی بڑی سلطنت کے مقابلہ میں اپنی قوت صرف کرنے آئے تھے۔

ریویو کے وقت وحی قوت کے اظہار پر حواشر پیدا ہوا وہ بھی کم قابل لحاظ نہ تھا اور بے ستہبہ اس سے قوتہائے خارجہ کے قائم مقامان پر حواس موقع پر سر جو تھے حاصل ہوا۔ روسا کے مجمع عام میں ایسے رسالوں کی سرداری کرنے کے شوق میں حواشر ہوا اس کا اظہار شکل ہو۔ جو لکھی روسا نے ایبیریل سردس ٹریس امدادی روح میں ظاہر کی قابل تذکرہ ہے اور اس میں ترقی کی بہت کچھ امید ہے۔ بلوچستان کے رئیسوں نے اس مات کا بہت کچھ خیال کیا کہ ان میں وحی ماقادگی کے لحاظ سے بہت کچھ نقص ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ اثرات موثر حوت کے فارسی کتابت سے تھے ملکہ حیرت انگیز حوادث تھے جس کے دست حق نگاہ تھے اور جو ماقادہ قوت اور عام اطمینان اور عمدہ حکومت بلکطرف اور سامان دستی دوسری حاسب میں سے یہ کل کا رونا سمایت سردی سگنی تھی حاضر کو تیار اور قابل دید نظارہ کے سوا اہل دماغ کے بعد عرصہ تک یاد میں گئے۔

وایسر نے ایک اور پہلو بھی سوچا تھا جس سے دربار میں بہایت مفید ہو سکتا اور جس کے اثرات دور دور پڑتے ہیں۔ ریویو سے کتاب کی اور خط و کتابت کے دیگر وسایل سے ہندوستان کے مختلف مقامات اور دور دور کے علاقہ ایک ہو گئے تھے۔ بیشتر کسی موقع پر اس تدریس و امیر اور مختلف فرقوں اور مذہبوں کے قائم مقامان ایک گٹھ یا ایک م یا ایک مکتہ کے لئے کسی ایک جگہ جمع ہو کر ایک دربارے کی محبت سے مسعد ہوئے تھے۔ تملی حلوں اور سرکاری مشعلوں میں

بہنے دربار کے واقعات زیادہ مفصل لکھ کر ناظرین کی سمجھ خراشی کرنی مناسب نہیں سمجھی صرف اسی قدر واقعات مندرج کئے ہیں جو رُوسا و حکام سے متعلق تھے اور جہاں تک اس رسم سے اُن کا تعلق پایا۔ یہ موقع ایک معمولی دربار سے بالکل جدا تھا۔ یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ دربار شہنشاہی ہے اور بادشاہ کے حکم سے اپنے عہد سلطنت میں بادشہ بڑے واقعہ کی شہرت دینے کے لئے منعقد ہوا ہے۔ چنانچہ یہ بادشاہ کی تحریر ہی تھی جس پر اس قدر تحسین و آفرین ہوئی۔ بادشاہ کے نام کے ساتھ اس کا رعب ظاہر ہوتا تھا اور اس بادشاہ کے بھائی کے استقبالیہ کے وقت ایسا رعب و جروت نمایاں تھا۔ جو شخص دربار کے موقع پر موجود تھا اس کا یقین تھا کہ برطانیہ اعظم و ہندوستان کے اتحاد میں نہایت زبردست قوت تخت کی عزت و محبت کی وجہ سے ہے۔

اگر اس رسم کا فوری اثر ہندوستان کے اُن شاہزادوں یا رئیسوں پر پایا ہی تھا جو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر نظر ہیں یا اُن پر جو حال میں اس حکومت کے تابع ہوئے ہیں یا ان پر جنہیں اس سلطنت سے اس قدر دلی تعلق نہیں ہے تو یہ بات قابلِ لحاظ ہے۔ سفیر افغانستان نے دربار کے وقت یہ دریافت کیا کہ کیا قوت ہائے خارجہ کے قائم مقام موجود ہیں اور کیا کہ یہ مجمع جو مجمع حشر کے مشابہ ہے اگرچہ بغیر قوت و زور کے جمع ہو سکتا تھا مگر اس موقع پر محض وفاداری و محبت کی وجہ سے کہ ہر مذہب و ملت کے آدمی یہاں موجود ہیں اور مخالفت کا خیال ان کے نزدیک ایک سُبکائی کی بات ہے۔ یہی خیالات وزیر اعظم نیپال نے ظاہر کئے ہیں اور گلگت کے فرقوں کے قائم مقامان اس دن کا خیال کر کے ہنسے جسن

اس نے کہا "جو مکہ میں یہ مسجد کی قبول جہات ادا کر چکا ہوں مجھے اب مرے  
 میں باک نہیں۔ میں گرد کی نصیحت پر عمل کر چکا ہوں ایسی تلوار سے سلطنت کی مدد  
 کر چکا ہوں اور اب میں نے غلبہ خود مادشاہ کی اطاعت کا اقرار کیا ہے۔"  
 حکیم ہوبال نے جو چہرہ بے نقاب دے دے دیگر رئیسوں کے دنیاں بیٹھی سوئی  
 تھیں ایک تحریری نوٹس میں کیا اول اس دربار اور عید کے ایک دن واقعہ  
 سویکا مسلمانوں کے عقیدے کے موافق مذکرہ کر کے گورنمنٹ کو مطلع یقین دلایا۔  
 اس بار بھی واقعہ پر حقیقت چیرا دیں دیکھ ملح سلطنت رطانیہ اعظم۔ عربی  
 مایہ کو کو دیا اپنی رعایا یا اپنے ریاست کے عورتوں کی واداداری۔ اطاعت  
 و محبت کا ملکہ ہمدستان کے کل مسلمانوں کی واداداری اور اطاعت کا یقین  
 دلاتی ہوں

یوں تو ہر ایک اسپریم میں اس قسم کے بہت سے جے ہیں مگر ہمارے سر دیہہ فردی  
 معلوم ہونے وہ مدح کر دیئے۔ مگر نظام حسد آباد کی اس ادارے کالت لسان اور  
 ماطریں کے سامنے جتن کئے دیتے ہیں جو مدح لے دے ہمارے وائیں ماکر ایسے ملک  
 میں دیا اور وہ یہ ہے۔ میرے لئے اس سے زیادہ اور حوتی کا موقع اور کوئی ہو سکتا  
 تھا کہ میں تہشاہ ہند کی نامہوشی میں شریک ہو جاؤں کی میا صی ہدیہ قائم رکھوں  
 اور مجھے تل اپنے ہر رگوں کے لطیف سادگی اور استقامت و سیما بیانہ تحسیر  
 و تفریز ایسی تاریخی دوستی واداداری ظاہر کرنے کا موقع ملا میں اس سفر کو  
 حاکم اس دے سے ہمارے خیال کرتا ہوں کہ میں نے ہمعصر بیٹوں اور بڑے بڑے  
 امروں سے انعامات کی

یہ بات ہر جگہ مشہور ہے کہ ایشیائی تخت پر اس وقت وہ قوت حکمران ہے جو  
تین ہر ایشیائیوں کی دانائی، آرزو اور شوق کا مجموعہ ہے اور اس بڑے  
مجموعہ میں ہر منفس یہ بات سمجھ گیا ہے کہ اُن کے اتحاد پر اُن کی قوت مبنی ہے  
جیسا کہ ایک بے تعلق دربار کے تماشائی نے لکھا ہے "میں آج تک یہ نہ سمجھا تھا  
کہ ایشیائیوں کی قسمت اب تک مثل سابق کے ہندوستان کے ہاتھ میں ہے۔"

میرا یہ بھی خیال ہے کہ دربار نے صرف قوت ہی کا سبق نہیں دیا بلکہ فرض ہی بتائی  
کوئی سرکاری ملازم یا رئیس با اختیار یا با خیال تماشائی ایسا نہ ہو گا جس نے کسی  
کسی وقت یہ خیال نہ کیا ہو کہ اس بڑے نتیجہ خیال میں ذمہ داری اور فخر ضرور  
اور اس عزت یا سلامتی یا موقع کے عوض میں جو سلطنت نے اس کو دیا وہ کچھ نہ  
کچھ ضرور منوں ہے۔"

تخت کی وفاداری اور بندگی اور سلطنت کی قوت پر ہر دوسرے کے خیالات  
کی تصدیق جس کے اہلی ذرے وہ اپنے کو سمجھتے تھے خود رئیسوں کی تقریروں سے  
ہوتی ہے جو انہوں نے ولیسر اسے اردو لیک آف کناسٹا کے اوپر مبارکباد دیتے اور  
تاج شاہی کی اطاعت کا اقرار کرتے ہوئے کیے۔ بعض صورتوں میں لیک رئیس  
نے ایک مختصر اسپچ دو بارہا دیا ہے مگر وقت کا رعب اُن پر ایسا چھایا ہوا تھا  
کہ اس کی ترتیبی گوئی نے سادگی اختیار کر لی تھی اور اس سے اس کی اس ظاہری  
و باطنی خوشی کا اظہار تھا جو اسے سلطنت کے مشغلوں اور سرت میں شریک  
ہونے اور بادشاہ وقت کو مبارکباد کا موقع حاصل کرنے سے ہوئی تھی۔ عمر راہ  
نابھ نے جو چند الفاظ کہے کیا اُن سے زیادہ فصیح الفاظ اور بھی ہو سکتے ہیں۔

حاصل کرنے کا موقع دیا جائے۔ اور اس سے اثر کیا اثر ملے گا جان گئے تھے کہ اس حکیم  
 بادشاہت میں وہ کل ایک ہیں اور ایک غیر جس اور اگر اسرار کے مستند ہو جائیں  
 ہیں ملک سار گار اور عظیم سلطنت کے رو یک مساوی درجہ کے ہیں۔ نصیحت  
 نصیب اور غیر اطمینانی کے خیالات ان کے دلوں سے جلتے رہتے تھے اور عرب  
 صوں کے عربی ستیجوں سے لیکر چین کے سرحد پر میکا ملک کے تان کے ریٹوں تک  
 سب و فاداری کے واحد دریا میں ڈولے ہوئے تھے کیا اُسمیں کچھ بات نہ تھی؟  
 کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ بادشاہ اپنی تخت نشینی پر ایسے محمود رئیسوں سے صاف  
 اور عزت کا وعدہ کرے اور اُسے مطیع ہے کے وعدہ لے۔ کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ  
 سلطنت یہ حال لیں کہ سلطنت کا مسئلہ کیا ہے؟ اگر ہم ان آدمیوں کو حور مار کے قتل  
 کر دہلی نہ آسکے مگر انھوں نے ایسے ایسے سہروں و فتنوں میں اس موقع پر اظہار  
 مسرت کیا حساب میں رکھیں تو کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اس نے عرب سے عرب  
 اور مردہ دل آدمیوں میں اُسگ پیدا کر دی اور اعلیٰ خیالی کی روشنی سے بھیا  
 ہونے کا خیال اُن کے دل میں ڈالا اور اُس پوشیدہ قانون کا حاشہ ہے جو قوموں  
 کی ترقی اور انسانی تقدیر کا ریگولیشن ہے؟ میرا یہ یقین ہے کہ کسی تاریخی واقعے سے  
 رعایا کو جس دگر بردہ چل رہی ہے اُس سے اُس سے زیادہ حولی کے ساتھ ہیں بتایا  
 حودہ کی رہنمائی کے سبب اس نہ مارے سجاد ہی ہے اور ہندوستانی حکومت کو کئی  
 یختانی خالی اور دیبا میں اُسکے اطلاقی اور مادی قوت کا سکھنا دیا۔ یہ بات نہ چھو گئی  
 انفسر کی اور اہل جوچکی ہے کہ کتاب اور مادہ تادہ ہو چکے ہیں مگر اس یختانی  
 اور حب الوطنی کے غالب اہلما سے حواثر پیدا ہوا وہ انکف مدہ سے اور قائم رہے گا

اطمینان کیا۔ اس رسم کے بعد جو غالباً دربار کا نہایت مختصر حصہ تھا دربار ختم ہوئی یہی  
اُسی شام کو وائسرائے نے اپنے کپ میں بڑے بڑے سرکاری مہانوں کو دعوت  
دی اور بادشاہ اور شاہنشاہ ڈیوک آف کناٹ کی جام صحت کی تجویز پیش کی جو نہایت  
جوش کے ساتھ سب نے قبول کی وائسرائے نے اُس موقع پر اسپیشل ڈی آفیسر کو  
آف کناٹ نے اس کا جواب دیا۔

وائسرائے اور ڈیوک اور ڈیوڈ آف کناٹ اجنوری ۱۹۰۶ء ہفتہ کے روز دہلی  
سے اسی اعزاز کے ساتھ جس طرح آئے تھے رخصت ہوئے۔

اس قابل یاد رسم یا سلسلہ رسوم کا جو ہندوستان میں انگریزی حکومت میں یا شاہ  
کسی اور عہد میں نہیں ہوئی اس طرح خاتمہ ہوا۔ دربار ہونی کا خیال اور کل انتظامات کا  
بندوبست اور ہزاروں ضروری امور کی نگرانی خود وائسرائے نے اپنے ہاتھ میں لے  
رکھی تھی اور وہ خود اُس کے انجام دہی کے ذمہ دار تھے اسی سبب دربار کے پیشتر کے نو  
مہینوں میں کم از کم چار مرتبہ دہلی آئے جو بالیسی اس تجویز میں درپردہ تھی اور جس سے  
تجیل پر آمادہ کیا ہم اُس سے بہتر بیان نہیں کر سکتے جیسا وائسرائے نے ۲۵ مارچ ۱۹۰۶ء  
کے جٹ ڈیسپٹ میں اپنے ہی لفظوں میں ادا کیا ہے جو الفاظ حسب ذیل ہیں

”میرا یقین ہے ہم سب کے نزدیک یہ دربار محض نظارہ یا جلو  
نہ تھا بلکہ تاریخ انسان کا ایک نکتہ اور سلطنت کی کتاب فقہ کا ایک باب تھا۔ اس  
سے غما کیا تھا غرض سے یہ تھی کہ تاج برطانیہ کے اشیائی حکومت کے کل رئیس  
درجہ بالا کو خیال دلایا جائے کہ اب وہ ایک نئی اور شخصی حکومت کے ماتحت ہیں اور  
انہیں اس عظیم انسان اور قابل یاد واقعہ پر خوشی منانے اور شاہی اعتماد اور مبارک با

درامی چوتڑہ کی طرف رخسار ہوئے اور حالت ہی ایسی مستحکم ہو چڑھ گئے۔  
 حضور شاہزادہ ڈیوک و شاہزادے دُجراؤف کناٹ ایک علیحدہ علوس کے ساتھ  
 بیتر سے دہاں بیچم یکے سے دوسرے کے پہنچنے کے بعد لقیب معہ ایسے بغیر چوٹی  
 کے گھوٹے پر سوار آگے بڑھا اور حکم حضور دیر رائے مادر ملکہ اعلان پڑھا  
 جس میں حضور شاہزادہ ہندو اقبال کی تاحیوتی کا ذکر تھا۔ اعلان کے ختم ہونے  
 پر قومی راگ کے ساتھ شاہی جہڑ اکھلا اور ایک سو ایک حرب ثوبت شاہی  
 سلامی کی چوٹیں اس کے بعد دیر رائے اسی مجمع کے سامنے حوالہ رستاں  
 شوکت طاقتہ اس سلطنت کے سب سے تہا اقدس پڑھا اور حسب الہدایت فرمان  
 شاہی حملہ رعا یا ہند کو تسلیم اقتسام الی لیس یہ حاضرین جلسہ فوج اور تماشاویں  
 نے جس جیر بادشاہ کی تاحیوتی کی شہرت میں دیں۔ بعد ازاں روٹا اہمیتہ دیر رائے  
 اور ڈیوک اوف کناٹ کے سامنے میں ہوئے یہ کارستانی عہدہ دلتالی تحت نشینی  
 درباروں کی دراصل معزز دستور العمل ہے دیر رائے نے ڈالیاں زیارت کے ساتھ  
 ہمیں کی احسا کو خاص کر یہ وہ سمجھائی کہ وہ میا ایسا عرض خود ادا کر سکیں اور خود  
 دروٹا بادشاہ کے قائم مقام اور اس کے راد و ربر کو ایسی برائی سے اس معزز موقع پر اپنے  
 حلق کے سعادت سارگما اور ایسی ولی مسرت کا اظہار ایسی دعا دہی اور اطاعت کا  
 ترمیم دیں روٹا سارگما دیتہ وقت اس تدبیر کی بھی تحمیل کی کل دس ایک بعد یہ  
 آگے بڑھے جس کے ہمراہ ان کے صاحبزادے اور سب سے چھوٹے بھائی حنوع و حنوع  
 کے ساتھ تحت نشینی کی سارگما و بادشاہ کو دی اور اس شے اور قابل یاد موقع  
 پر حور و سارگما یا سارگما اس واقع کے اظہار کیلئے مسعد ہو اتھا اپنی موجودگی پر اظہار

اور بجائے تکلیف کے آرام وہ ثابت ہوئی۔ دسمبر کے آخری ہفتہ میں اگرچہ راتیں زیادہ کھنڈی تھیں تاہم ویسا ہی دن گرم ہو جاتا تھا اور سرکاری اشتغال کا یہ بندہ بڑی مصروفیت و عہدگی سے گزرا۔

ابتدائی کارروائیوں کے بیان کے بعد جو دربار سے پیشتر عمل میں آئیں اب ہم خاص دربار کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس یادگار مجمع کے خوشنما منظر کا مفصل ذکر کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں معلوم ہوتی صرف مختصر بیان کر دینا کافی ہے۔ رسالوں کے ایسی لمبی قطاروں میں سلطنت کے مختلف قوموں کے ہجوم سے وسیع میدانوں کو بٹا ہونے ایسی تہیہ میں کثیر مجمع کا جیسے روساؤں و گورنروں و مقبوضات و ممالک غیر کے قائم مقام و حلیل القدر حکام و ایس کی وائیں طرف بیٹھے تھے اور غدر کے سوراؤں کے چھوٹے سے بیڈ سے جو سماں بند تھا اسکا حال مفصل اخبارات میں شائع ہو چکا ہے منظر بھی عجب و تعجب تھا کہ کجا دہلی کی سرزمین اور کجا مختلف صورتیں ایک طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو عدن کے ریاستوں کے شیخ و عرب مکلف لباس زیب تن کئے ہیں اور کسی طرف ہندوستانی سرحد کے بلوچ و ہقان و رئیس و زمین لباس میں نظر آتے ہیں کہیں نیپال و سکھ و مسقط کے و پتھریا یا قائم مقامان ہیں اور کہیں ساتویں اور میکانگ شان کے رئیس خوشنما کپڑوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر اعد کی قدرت و انگریزی حکومت کی شان نظر آتی تھی۔ مسلمانوں کی عید الفطر بھی اتفاق سے اسی دن آکر پڑی تھی۔ انکو دربار میں شرکت کا موقع دینے کی غرض سے دربار کا وقت دو پہر کو قرار پایا تھا۔ وقت مقررہ پر حضور و لیسراٹے اپنے باڈی گارڈ اور شاہی پھیرالٹن کے جلو کے ساتھ اپنے خود گاہ سے گاڑی میں سوار ہوئے



کل انتظامات ریہنگرائی سٹرل اور ایکر کٹو کیٹی تھے۔ اول الذکر دی اختیار سی اور آج  
 احکامات کے احکام دیہی ایگر کٹو کیٹی یا سرکار محکمہ متعلقہ کے سر دہی۔ پولیس انتظام  
 ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیر دہا رتی روشنی کا محکمہ وحی تعمیرات کے اور بار بار  
 وحی محکمہ کے اور رسومات کا فورس ڈیپارٹمنٹ کے۔

دھار کے وقت اس انتظام قائم رہے اور جو حقیقت حرایم کیوں میں ہوں اُسکے  
 اسد اوکاسید ہا سادہا صابطہ ستانے کے یہ سہجاک کی قانونی کوسل نے  
 جیوٹا ساقیوں موسومہ دہلی دھار پولس پکٹ سٹینڈ اور تیار کیا۔

یہاں گورنمنٹ نے اس معاملہ میں بہت یاد دہادی اسے ہی کٹر خط  
 صحت کو کیوں کی صفائی اور صفائی صحت کے بلے اور اسپیکر حرایم پولس کو  
 پولس کے انتظامات کے لیے اور حقیقت محیر کو علامات آگے سانی اور سٹر کوئی  
 نگرانی کے لینے اور کیا علاوہ اس میں کے ہر کپ میں خاص بھسیاں قائم کی گئی  
 تھیں۔ سٹرل کپ میں ایک اور باقی کل صوبہ دار مجموعہ کپ میں ایک ایک خاص  
 محسٹ و ایگر کٹو سیرٹی اور سٹرل صحت و پیک اور سٹرلٹ ریلوی کے  
 نظم و نسق کے لیے ایک ریلوی اور سٹرلٹ سٹاٹس کیوں میں ٹامیوں کا اشارہ ہی  
 رہتا تھا کہ مختلف رسومات کے متعلق تفصیل دیکھیں اور میٹروں کا اس ساقا کریں  
 ان مختلف ایجنٹوں کی صحت و حالتانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی وسیع سیر سٹاٹ  
 میں جو عاری طور سے سوقت دہلی میں اکٹھی ہوئی تھی ایک سی سگیں دیکھیں  
 ہوا۔ ان تھک کارروائیوں کے ساتھ ساتھ موسم ہی صحت جو شکار ہمارا ش  
 صرف ایک رات ہوئی اور ہرگز ہوئی ہی تو اس قدر کہ اسی سے حال دیکھی گئی

یہ بات بہت جلد مسجد میں آگتی ہے اسقدر کثیر خیمہ زنی میں کیا کچھ تیاری کرنی پڑی  
 ہوگی۔ ہزاروں خیمہ جا بجا سے جمع کیے گئے تھے کمپوں کی سر زمین ہموار کی گئی تھی  
 اور چالیس میل جدید سڑک بنائی گئی تھی۔ ۲ ۱/۲ فٹ پٹری کی لائٹ یلوی ساٹ میل  
 تک تعمیر کی گئی تھی جو کشمیر پیر واڑہ سے سنٹرل کمپ اور دربار کے چبوترے تک  
 بنائی گئی تھی۔ شروع ہوئی تاریخ سے اقدام ملک ایک لاکھ دو ہزار اٹھانوہ سو  
 راسمین بیٹے اور آٹھ سو چاس سیزن ٹکٹ والے اس تعداد کے علاوہ تھے بڑی  
 لین ہی بہاری بہاری اسباب کمپ میں بچانے کی غرض سے پہلا دی گئی تھی ذرا  
 ابے سانی میں بھی ترقی دی گئی تھی ۲ ۱/۲ حوض ۵ کمپوں جدید تعمیر کئے گئے اور  
 علی زمین میں چھائے گئے تھے اور دو ہزار چار سو پچتر آدمی محکمہ حفظان صحت میں اور  
 رکھے گئے تھے مخصوص تار گہر ٹیلیفون اور ڈاکخانے انیز اکیسے گئے تھے اور سنٹرل  
 کمپ قلعہ و شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں بجلی کی روشنی کی گئی تھی پودوں کے گیسے  
 بارکوں میں ہوا اور روشنی کیلئے روشندان بنائے گئے تھے۔ رسد رسانی کا انتظام کچھ توجہ کے  
 طور پر ہوا اور کچھ محکمہ رسد رسانی کے ذریعہ سے۔ دربار کے لیے ایک عاضی تقریاً سنہری  
 چبوترہ اس نقشہ کے مطابق تیار کیا گیا تھا جو دائرے اور سرسوں جیکب نے بنایا  
 تھا یہ عمارت اگرچہ محض دربار کی ضرورت سے تیار ہوئی تھی تاہم مصاحبین کا ریوڑ  
 فوجی کرب بھی اسی مقام پر ہوئے تھے۔ اسکی ساخت باطل مغلوں کی طرز پر تھی اور  
 دہلی اور آگرہ کے عمارات کی نقل تھی جبکہ تو وہی تھی جہاں لائٹس نے شہرء امین  
 چبوترہ بنایا تھا مگر شکل و جسامت میں یہ عمارت اس سے باطل مختلف تھی اس میں پشترے  
 ٹکٹے یعنی ۱۶۰ تماشاخیوں کے لیے گنجائش رکھی گئی تھی۔

عطا کیا اور دیگر رسا کو حوالات کے جلسہ تاجوشی میں سر یک تھے طلانی تھے عطا  
کیے اور حضور رائے نے حسب الحکم حضور تہستان ہندو اخص کو خطاب کیا  
مرحمت کیا۔

سرکاری کام تو جو ہے وہ تھے ہی عوام کو کسی طرح کے متعلقہ حاصل تھے دوسری  
حوری کو تہن میں روشی ہوئی اور تہن لای جیوٹی۔ اور ۵۰ حصہ کو تہن لای  
کے کرت ہوئے اور شیترا ام میں شیترا کیل کو دتل پور وٹ مال دعوہ ہوئے ہیں  
دائیں رائے نے اعانت ہی دیئے اس سر میں برعائنا یو لوکا کیل کسی رسا میں  
ہو گا اگر جیہ دور درار کی یاڑی یا سب ہاے بہر اور ناگروسی پور میں یہ کیل اب ہی جو  
ہیں اور اگر یوں لے اہی سے یہ کیل سکے اور نہیں بھیل کی۔ جوجی ما حاکا نے  
و اے وقت دہلی میں کوئی دو ہزار تھے اُن سب سے لکر ایک ساتھ باجایا  
حوال دید تھا۔

تحقیقات سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ تہن کی آبادی کے علاوہ حوالات کی مردم  
تعداد کی رو سے دو لاکھ آٹھ ہزار ہے ایک لاکھ تہن ہر رسا سے کسی طرح کم آدمی رسا  
کی وجہ سے دہلی۔ آئے ہو گئے مشتمل کے مدار تہنری کے وقت صرف ۶۰  
آدمی دہلی میں آئے تھے سرکار یہاں اور حکام حوالات گئے تھے یا در مار کے قور  
بر دہلی میں تھے انکی ہر کی تحصیل آمد و وجہ کیا گئی رو سار ما اختیار میں لہا کو لادے گئے تھے  
میں سے سوائے مہوٹی جھوٹی رئیس حسب دستور قلائے ہیں گئے جیہ رئیس  
ذہناری کے ادینہ سے آئے انکی حاصر جی معاف کر دی گئی بحال اس امر کے نص  
مستق میںوں کو قور سالہ دسرا کی وجہ سے متواتر جرح ہی جیہ اٹھانے ٹرے

اپنے اپنے رئیسوں یا ریاست کے دیگر عزیزوں کی ماتحتی میں سلام کے مقام سے گزرتی جاتی تھیں۔ جو کیفیت ہر عمر کے یعنی صغیر سن راہ بنیال سے لیکر ضعیف العمر رئیس ناہتھ تک روسا کو دیکھنے سے حاصل ہوئی وہ رئیسوں اور عوام دونوں کو عرصہ تک یاد رہے گی اور ان فوجی بندشوں کو جسکی وجہ سے ہندوستانی سلطنت کے مختلف موکل یکذات ہیں مضبوط کو نیکا خیال پیدا کر گئی۔

لارڈ الٹن کے عشاء دعاے شاہی جشن میں ہندوستانی رئیسوں کے ہمراہ نیکا ریویو فوجی ریویو سے پہلے ہوا تھا اس موقع پر ہم اہمیوں کے ریویو کے لئے ایک صبح علیحدہ قرار پائی تھی۔ اور یہ رسم جو رجنوری کو ہوئی اس پندر وارے کل کرتوں سے نیکا وہ دلچسپ و خوشنما تھی۔ کوئی چالیس ریاستوں سے امدادی فوج آئی تھی اور قدیم زمانہ کے اسلحہ کے نمائش میں جو اس وقت بالکل غیر مستعمل ہیں بڑی جانفشانی سے کام لیا گیا تھا۔

مختلف کمپوں کے بچہ پھیلاؤ اور روزمرہ اور ساعت دار مشغلوں کی کثرت کی وجہ سے دلیرائے کو جو اس وقت دہلی میں موجود تھے نہ تو انھیں ملاقات کا موقع دیکے اور نہ خود باز عید ملاقات کر سکے۔ مگر ان ممتاز اشخاص سے ملاقات کے لئے ایک خاص طلبہ قرار دیا گیا تھا۔ دلیرائے نے اپنے ہندوستانی مہمانوں کو دو دعوتیں دی تھیں۔ ایک قدیم باغ میں ۱۲ جنوری کی صبح کو جس میں ماسوار روسا کے حکام و دیگر اشخاص تھے اور دوسرے ۱۹ جنوری کی شام کو اپنے کیمپ میں نیکا روسا کو۔

آخری موقع پر خلعت دیہی کا جلسہ تھا جس میں حضور شاہزادہ و لوک ان کناٹ نے حیثیت حضور نظام حیدر آباد کو خطاب جی۔ سی۔ بی اور مہاراجہ کو لہا پور کو خطاب جی۔ سی۔ دی

اس جلسہ میں گیارہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آئی۔ پندرہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ای۔ و  
 جودہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ و سولہ کے۔ سی۔ آئی۔ آئی۔ واکتا لیس کپتین سی۔ سائین ای  
 کے اور ایک سو دس سی۔ آئی۔ ای۔ کے تھے۔ اس سے بڑا جلسہ اس قسم کا پہلے کسی ہندوستان  
 میں نہیں ہوا۔ اس موقع پر کوئی جو بہتر ہدیہ خطاب یا پستیر کے خطابوں میں حاصل ہوئے  
 اس لوگو کو بے اعزاز دینے لگے ان میں ہر گھاری۔ گوپس۔ سیرج (اعلیٰ شاخ) و باجہ تسلیم  
 اندر سرور و سرور ہی دھڑی دھڑاؤ نکور کھرٹس دھڑیکے خاں دہراؤ لکے میر بہتر خراج تھے  
 پلجہ حودی کی ہرات کو قلعہ میں (سیٹ مال) درسلطت کا لاج (خواجہ کا اس ملک  
 میں ملکا طہ سحر حاضر رہا اور متیل احاطہ کے نظیر نہیں ہے۔

نیتروالیاں ریاست اور کوئی چار ہزار سے زیادہ اور انخاص موجود تھے۔  
 جو تھی حودی کو اتوار کے دن ملکوں کے ساتھ دارالسلطنت کے یاودی اور شب  
 بحال سے مارٹر اٹی۔ حصہ دہرے و حصہ دہرے دہرے دہرے دہرے دہرے دہرے  
 انگریز اور انگریز رسالے جو اس وقت دہلی میں موجود تھے مار میں متربیک تھے۔

آٹھ سو روپے کی کیونٹ فٹ عمارت کے سطح میدان میں کل فوج کا گرامر تریو ہوا۔ کوئی  
 جو تیس ہزار ہررت کے رسالے جو یہ علم کا ٹھکانہ تھا اس وقت موجود تھے۔ تار یوں کیلئے  
 پتھر کی جوتے ہزاروں گارڈیوں گورڈوں اور تیل کی بیلیں حصہ دہرے دہرے دہرے دہرے دہرے  
 کسات دگلاٹ ڈاکٹ ہسی کے اس قیاس کا سو سا مشہور کی طرف لگایا گئے دیکر روز ہوئے  
 اور جو دریا پاس کر رہے تھے انکا سلام یہ تھے یہ ریور ہر طرح ہایت کامیابی کے ساتھ  
 ہر اس سے بہت ہی مگر جو وقت موجود تھیں جس اترا شاہی رستہ سان و شوکت کی دریا  
 بنے سنہ سالہ ال ایکایہ دگر ایڈر و حیدر امام و پٹار سرور کی امدادی فوجیں

واقعات کا سلسلہ قائم رکھنے کیلئے ویسے کرتے۔ ہندو مسمبر کو قدسہ باغ میں  
ہندوستانی دستکاری کی نمائش کا افتتاح کیا۔ نمائشی چیزیں ایک عالیشان عمارت  
میں ترتیب سے رکھی گئی تھیں جو خاندان مغلیہ کی طرز پر بنائی گئی تھی۔ نمائش کی نگرانی و  
ترتیب کا کام سر حاجی داس کے سپرد کیا گیا تھا۔ قدیم زمانہ کی دستکاری کو ریاستوں  
کے خزانوں سے عوام کے دیکھنے کے لئے منگائے گئے تھے جو موجودہ زمانہ کے بھی۔ پتھر سینگ  
لکڑی۔ سوت و اون کی دستکاریوں کے پہلو پہلو قدیم و حال کی کاریگریوں کا مقابلہ کرتے  
اور زندہ صناعتوں میں ترقی کی روح پھونکنے کے لئے باقاعدہ راستہ کئے گئے تھے۔ اس  
نمائش کے قائم کرنا سبب سیر آنے اپنی اسپر میں ظاہر کیا جو جم آگے درج کریں گے۔ روسا و گورنمنٹ  
کی اولوالعزمی قابل تحسین ہو کہ دستکار کو ترقی دینے کے خیال سے انہوں نے عہدہ عہدہ چیز و غیرہ معقول انجام  
ہی دیے تاکہ لوگوں کو اپنی ملکی حرفت پر توجہ کرنا خیال قوی ہو جائے اکثر اہل حرفہ ہندوستانی ملازمین  
نمائش دیکھنے کی امداد دیکھی تھی اور عوام کو اس کے ایک خاص حظ حاصل ہوا تھا۔ اڑتالیس ہزار آدمیوں  
نمائش گاہ کی سیر کی۔ ایک بڑی ستین لاکھ باسٹھ ہزار تین سو تیس روپے کی آمدنی ہوئی۔

دریاد کو پس انداز کر کے جب کا تذکرہ آئندہ کیا جائیگا ہم اس ضروری واقعہ کا تذکرہ کرتے ہیں  
جو ہمارے جنوری کی رات کو شاہجہانی قلعہ کے دربار عام میں مشاہدہ آئیڈیا اور انڈین اسپر کے ہندوستانی  
طبع و نگار اجلسہ تھا۔ بلا کسی دوبدل کے اس عالیشان عمارت میں اس درجہ عارضی ایذا دیں کی گئی  
تھیں کہ اصل حالت نگین ہو گئی تھی اور اس موقع کیلئے اسکو دربار خاص کی سنگ مرمر کی عمارت نے  
جگہ دیا ایک بڑے راستہ کے طے کر لیا تھا کہ ریل جے ڈیو تھربن اور اسی سکوٹر گورنمنٹ  
محکمہ عمارات اور سپر گورنمنٹ کی نگرانی میں یہ عارضی عمارت اس شہر کے بنائی گئی تھی کہ اجنبی  
آویں بجلی کی روشنی میں بھی رات کے وقت نئی و پرانی عمارت میں تیز نہ کر سکتا تھا۔

و مہراں کو سل وایسرا دلعنٹ حراں مگال و لوچپتاں آدرتال مغربی شہر  
 ہندوستان کے رئیس تھے اس طریقہ پر یہ جلوس صاف آسمان اور سرسبز گھسار و درختوں  
 کے پچھے ہوئے نکلا۔ والیاں ریاست حراس جلوس کے ساتھ تھے انھیں ٹال  
 کے سامنے ماترازاٹھا یا تھا۔ مانع مسجد کے قلعہ کے رُج کی مچھیوں میں ویسرا کے  
 ولایت کے ہدیہ گیر مہمان ٹھائے گئے تھے اور اس حاکم کی بیٹیوں پر مسجد کے منتظران  
 نے مانہ صا کے حائے کی عرس سے ناشائیوں کے میٹھے کا انتظام کیا تھا۔ جس سے مسجد کو  
 ایک محفل حائے ہوا اسٹیس سے لیکر جھاننی تک جہاں ویسرا کے رہنے کا مقام ساتھ  
 سرگ پرورد یہ گوردن اور کالوں کا پھر تھا کوئی شخص شریک عورت نہ کر سکتا تھا۔ لوح  
 کے عقب میں شہر کے اور ہندوستان کے ٹرے ٹرے اور دور کے تہریں کے تاستانی  
 کھڑے تھے۔ سیکڑوں و ہزاروں نے اس جلوس کی نظارہ ماری کے لئے سیکڑوں رہیں  
 حرا کے بالا کا کرایہ لے لے تھے۔ عرس یہ ہو کہ اس موقع پر دہلی میں اس قدیم مجمع تھا کہ  
 اعلا قیاس سے ماہر ہو۔ تھار کا رو مانج سے سہ تھے اور کوئی چار میل تک مارا کر  
 و سرور مار سی ملو مقامات جو اس عرس کے لئے منائے گئے تھے اور جہتیں و مائے  
 آدرس کے پڑے تھے۔ تہنشاہ و تہنشاہ حکیم کی تصویریں اور عایہ نقرے حاکم ہندوستان  
 کو ارٹ میں آدراس تھے۔ جلوس کی شاں و شوکت جقدر تھی اسی قدر ترتیب و خوش تھا  
 شاہراہ نے شاہراہی پر سار کما و کی مہر و تھی اور ان قائم مقامات حاکم ہندوستان کے  
 بیشتر ہندوستان میں رہا کی وجہ سے ماترہاں گاہ اس موقع پر ان کے ساتھ اور بھی کسی  
 تھی۔ و ساد گھٹتے کے مد جلوس تہر کے مار چھا اور ہاں سے مسترہ کو ایسے ایسے کمروں  
 میں ماہیا۔

کئی کئی مرتبہ صاف کر لئے گئے تھے صرف سین پر مخصوص ایکٹر دل خوش آئندہ موسم کی آمد کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔

۲۳۔ دسمبر میں ہندوستان کے بڑے بڑے والیان ریاست غیر قوموں کے سفید اور گورنمنٹ کے جلیل القدر افسرانے شروع ہو گئے تھے اور کثیر تعداد فوج اور دہلی میں جمع ہو گئی تھی۔ ۲۴۔ دسمبر کو دوسرے ہندو ڈیوک ڈچنر او ف کناٹ کی سرپرستی میں دربار شاہی کا جلوس نکلا وائسرائے ہند شاہزادے صاحب سے کچھ قبل دہلی کے اسٹیشن پر اگر اترے اور والیان ریاست و سفر اول خارجہ اور جلیل القدر حکام جو استقبال کی غرض سے اسٹیشن پر موجود تھے انے ملاقات کر کے شاہزادے و شاہزادی صاحبہ کا استقبال کیا جو بالا بالا بمبئی سے اسپیشل گاڑی میں آئے تھے۔ جلوس کے واسطے شہر کے بڑے بڑے بازار مخصوص کر دئے گئے تھے مثلاً کنوین روڈ توپین روڈ گرد جامع مسجد و بازار چاندنی چوک و فتح پوری و احمد پائی۔ سڑک سے ہوتی ہوئی موری دروازہ حضور وائسرائے ولیدی کرزن صاحبہ ایک ہاتھی پر اور ڈیوک آف کناٹ حضور ڈچنر صاحبہ دوسرے ہاتھی پر یہ دونوں ہاتھی نہایت عالیشان قیمتی طلائی جہولوں سے آراستہ تھے۔ ان دونوں ہاتھیوں کے پیچھے وائسرائے و شاہزادہ صاحب کے ہاتھی نشین مصاحب اور پیر شاہی پھر پٹن اور دوسرے کا باڈی گارڈ زان بعد ان دونوں صاحبان کا خاص اسٹاف۔ وائسرائے اور حضور ڈیوک کے ہاتھیوں کے بعد کیاؤن رؤسار کے ہاتھی دو دو ایک قطار میں یکے بعد دیگرے تھے ہاتھیوں کے پیچھے ڈیوک آف ہسی مہان وائسرائے و گورنر و لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر و صوبہ جات ہندوستان اور کمانڈر انچیف بمبئی



## چٹا باب

# شاہنشاہی رہا دہلی

سنہ ۱۹۰۳ء

شاہنشاہی کی رسم ادا کرنے کا ارادہ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء میں ظاہر کیا گیا تھا۔ اس وقت یہ مخصوص دایاں ریاست کے نام نویدی استہار ولایت کے جلسہ تاجپوشی میں شرکت کی عرض سے شائع ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو رئیس ولایت کی تاجپوشی کے جلسہ میں شریک ہو سکیں گے انکی وفاداری کی مثال کے لیے ولایت کے جلسہ کے بعد ہندوستان میں ہی رسم تاجپوشی ادا کیا جائے گی۔ سردار سنہ ۱۹۰۳ء کے گزٹ آف انڈیا میں اس جلسہ کے لیے دہلی منتخب ہوئی۔ حکم خودی سنہ ۱۹۰۳ء انعقاد کی تاریخ قرار پائی۔ اس کے بعد نواب گوردرحل بہادر نے اتفاقاً گورنمنٹ کے افسروں اور رؤسا، اختیار کے نام نوید جاری کیں۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو یہ بات شہرت پیر ہوئی کہ حضور شاہشاہ ہند نے ڈیوک آف کناٹ کو مزاحمت سردار میں شاہی اماں کا قاتل مقام ساگر میں جلسہ تاجپوشی میں شرکت کی اجازت دی ہے۔ اس خبر سے کہ حضور مدوح کو اس آیلے موقع کے ساتھ حاصل بخشی ہے اور ہندوستان پر حاوی وارش ہے ہر مقام پر اطمینان پیل گیا۔

تمام موسم گراما مخصوص لندن میں ۹ اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو رسم تاجپوشی کے ادا کرنے کے بعد ہندوستان میں آیلے موقع کی تیاریاں اس غفلت و سرگرمی سے ہوئیں کہ چند سال سے بہتر و مفید کام انجام دیا گیا تھا کہ ہایت سرداری کرتا

یا خانقاہ ہو اور مغلوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکے گرد فصیلین بنا دی گئی ہوں۔

عادل آباد سے ڈہائی میل پر جنوب و مشرق کی طرف ایک نہایت عمدہ پختہ حوض ہے اور اسکے پاس ایک پختہ بند ہے۔ اس حوض کو سورج کند کہتے ہیں اور اس بند کا نام ازنگ پور بند ہے۔ یہ دونوں عمارتیں ہندوانی ہیں اور آٹھویں صدی عیسوی کی ہیں ان سے زیادہ پُرانی ہندوانی عمارت دہلی کے قرب و جوار میں نہیں ہے۔ حوض کے مغربی کنارہ پر ایک مندر تھا اور بند تین سو فٹ لمبا اور بیچ میں ساٹھ فٹ اونچا ہے

یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر موضع بدر پور ہے یہہ موضع ایک پُرانی شاہی سرگ کے اندر آباد ہے موضع بدر پور نظام الدین سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اس سبب سے دہلی کا ادھر سے سید ہار استہ ہے۔

عادل آباد سے تھوڑی دور پر کالکا کا مندر ہے جہاں کالی جی کی پرستش ہوتی ہے اور چھٹے چھینہ بڑا میل ہوتا ہے اس مندر کا اکاس مرزا راجہ کدار ناتھ کا بنوایا ہوا ہے اور درگاسنگ نامی نے اس سے پہلے سمٹ میں سنگ سرخ اور سنگ کا کٹھن بنوایا تھا جس کے بائیں طرف یہہ عبارت شاستری اور فارسی میں کندہ ہے

سری درگاسنگ پر سوار سمٹ ۱۱۱۱

کئے اس سب سے بہہ ٹھیک ہیں ٹیٹے مقبرہ ماہر سے ساڑھے ایک سو ٹ  
 مربع ہے اور اندر سے ساڑھے اڑتیس فٹ ہے اور دیواروں کا آمار ساڑھے  
 ایک سو فٹ کا ہے اور پیچھے سے اوپر تک دیواروں کی ڈھلان اندر کے رخ ساڑھے  
 سات فٹ کی ہے کل لمبائی گند کی چوٹی تک ستر فٹ کی ہے اور دس فٹ کا  
 ایسر کلس ہے۔ مقبرہ کے چاروں طرف چار محراب دار حوض صورت مدارہ ہیں جن  
 کی قدر سنگ مرمر میں طرح لگا ہوا ہے کہ مداروں کی محراب پر جوتا ہوا ایک ٹپی  
 سی سنگ مرمر کی چاروں طرف بھر گئی ہے۔ شمالی معرنی کوٹے میں ایک چھوٹا گند  
 ہے جس میں حید قریں ہیں چھٹے گرد چاروں طرف دالاں سے ہوئے ہیں۔ جس طرح بہت  
 حیل کے مسترقی کو میر واقع ہے اسی طرح اسکے معامل میں عادل آباد یا محمد آباد کے  
 قلعہ کے کہنا راستہ میں حکو عمارت سر راستوں ہی کہتے ہیں۔ یہ عمارت حوالہ  
 سر عیات الدین علق کی سوائی ہوئی ہے جو کہ بعد میں اس کا لقب سلطان محمد عادل  
 تعلق ساہ رکھتا تھا ایسے عادل آباد کے ماہ سے متہجد ہوا مگر حسب بعد میں اسے  
 بہت ظلم کیے تو لفظ عادل اس کے ماہ سے ساقط ہوا اور محمد آباد نام رکھا گیا۔  
 میں شروع ہوئے سلسلہ میں ختم ہوئی جسکی تاریخ تعمیر در ساسی شاعر نے فادلوں لکھی  
 ہے کہتے ہیں کہ پہلے اس میں سنگ حاراکے ہر راستوں لگے ہوئے تھے اسی لیے اسکو  
 عمارت ہر راستوں ہی کہتے ہیں۔ اسکی معرنی دیوار میں اندر حصے کا بہایت خوبصورت  
 دروازہ ہے عائنایہ کوئی محل لب آب جو گاہ اسکی مسترقی دیوار چالیس فٹ  
 ہے اور تعلق آباد کے پچ میں ایک مالہ یاڑ میں کٹا ہوا ہے یہاں سے میل ہر کے  
 فاصلہ پراکب اور چھ ماہاتہ ہے حکو مامی کا قلعہ کہتے ہیں عائنایہ کوئی مدرسہ

بادل ہے جو محافظین قلعہ کے استعمال کے لیے بنوائی گئی ہوگی اسکے پاس ملازمین  
 شاہی کے رہنے کیلئے تنہا بنے ہوئے ہیں مگر اب چیتے اور عقید وے اور گل  
 بجے اور کبھی کوئی شیر بھی ان تنہاؤں بلجاتے ہیں۔ قلعہ کی فصیلوں سے تعلق شاہ  
 کا مقبرہ بہت بلند ہے ایسا خوش منظر موقع دہلی کے بیرون جات میں دوسرے نہیں ہے  
 یہ مقبرہ ایک مصنوعی جیل کے وسط میں مضبوط فصیلوں سے گہرا ہوا بڑے دروازہ  
 کے سامنے تین سو گز کے فاصلہ سے بنایا گیا تھا اسکے اور قلعہ کے بیچ میں چھ سو فٹ  
 لمبائی تھا جسکی ستائیس محرابیں تھیں۔ یہ پل شاید فیروز شاہ کا بنوایا ہوا ہے جسکی  
 دیواریں ڈھلوان اور نہایت مضبوط ہیں اور یہی طرح فصیلوں کے بروج نہایت  
 مستحکم اور عظیم الشان ہیں دنیا میں بھی کسی سپاہی بادشاہ کی ایسی قبر نظر نہیں آتی  
 اس بادشاہ نے ایک مقبرہ اپنے لیے قلعہ ملتان میں اسی طرح کا بنوایا تھا اس  
 مقبرہ کی قطع بھی ایسی جب جیل میں پانی بہا ہوا ہو گا اور اسکا سایہ سمیٹتا ہو گا تو عجیب نظر آئے گا  
 مقبرہ کا دروازہ سنگ سرخ کا پہلوان بنا ہوا ہے جسین سنگ مرمر جابجا لگا ہوا  
 ہے اور اسکے گرد سیاہ دیواریں اور گول بروج فصیلوں کے ہیں جو مقابلہ سے  
 عجب کیفیت دکھاتے ہیں۔ اندر سے مقبرہ سلطان بلبن کے مقبرہ سے زیادہ  
 بڑا ہے مگر بالکل سادہ ہے جس سے دلیر بہت اثر پڑتا ہے۔ اس میں تین قبریں  
 ہیں۔ بیچ کی قبر تعلق شاہ کی اور دوسری قبر اسکے خونی بیٹے کی محمد تعلق اور  
 تیسری قبر اسکی بیوی کی ہے جسکا خطاب محمدہ جہان تھا۔ گنبد میں سنگ مرمر  
 کے پتھر ٹھیک نہیں بیٹھے ہیں کہتے ہیں کہ شہید کے عذر کے بعد ان پتھروں کو گڑھا  
 اور فروخت کرنے کا حکم ہوا تھا مگر بعد میں وہ حکم منسوخ ہوا اور پتھر وہیں لگا دیئے

نظر آتا ہے اور دلیر عجب اثر ڈالتا ہے۔ اس شہر اور قلعہ کو ۱۱۳۸ھ میں محمد عیادت الدین  
 تعلق ماوتساہ نے سایا تھا۔ ۱۱۳۹ھ) اسکو چھوڑ کر محمد تعلق نے دولت آباد شاہ  
 اور اُس کے بعد فیروز شاہ نے فیروز آباد تعمیر کر لیا اس سب سے اس میں آبادی  
 رہی۔ یا شاید یہ سب ہو کہ یہاں کی آب و ہوا بہت حار ہے اور شاید یہاں  
 بڑا سب یہ ہے کہ حضرت نظام الدین نے مدد عاکی تھی کہ یا سے گوہر یا ہے  
 اور چھیا سچہ علاوہ کہ بڈرات کے وہاں دو چھوٹے چھوٹے گاؤں گورہوں کے  
 ہیں۔ اس عمارت میں بہت بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے ہیں حکومت بیکہر یہ معلوم  
 ہوتا ہے کہ اُسی جگہ سے کہوڑے گئے ہوئے کسی اور مقام سے نہ لائے گئے ہونگے  
 اس کے سوا سہ سر لہتے بہت اونچی فصیل بڑے اونچے دروازے پر ہے جس کے کھڑکے  
 کو دیکھنے سے ہی دلیر ایک عجیب عظمت پیدا ہوتی ہے یہ قلعہ عیم دائرہ ہے جس کے  
 تین ہل میں ہر ہل نصف میل کا ہے۔ قلعہ ایک ہزار پیر واقع ہے جس کے گرد بہت  
 گہری خندق ہے جو جنوب کی طرف بہت چوکی ہے قلعہ کے سرو دروازہ ہیں  
 اتریں دروازہ اور قلعہ کے ہیں۔ انہیں سات ماویاں ہیں اور جامع مسجد اور صومعہ  
 سردار اور دیگر عمارات کے کھڈرات ہیں۔ دروازہ میں داخل ہو کر ایک طری ماوی  
 دکھائی دیتی ہے جو بیڑ میں کٹ کر نائی گئی ہے یہاں سے شمال و عرب کھاس  
 ممل اور اصطبل ایک عمدہ مسجد کے کھڈرات ہیں ماوی سے راستہ ایک دوسرے  
 دروازہ کو جاتا ہے جس کے کھڈرات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی راہ میں  
 باب عظیم اتنا ہوگا۔ یہاں سے راستہ پیر کرنا جو اس سے ملد مقام  
 بہرہا ہے جہاں حانہ کوئی ماوی مل پاتا ہوگا ایسے ہیجے ایک بہت گہری ماوی

دروازہ

اسکو محمد شاہ نے ۲۹<sup>۱۱</sup> میں بنوایا تھا۔ مغربی دیوار میں ایک نہایت خوبصورت دروازہ ہے وہاں سے راستہ درگاہ کا ہے۔ درگاہ کا مشرقی دروازہ فیروز شاہ کا بنوایا ہوا ہے (۳۱<sup>۱۱</sup> یعنی ۱۷۷۷ء) اس دروازہ پر بہت بڑا گنبد ہے اس پر کتبہ سلطان فیروز شاہ کا اور سنہ کندہ ہے۔

گنبد ہے۔ وقتاً فوقتاً اسکی بہت مرمت ہوتی رہی ہے۔ نظام الدین کی مسجد کی طرح بیان ہی ایک سنہری کٹورا لگا ہوا ہے۔ شمالی مغربی کونہ میں ایک مجلس خانہ ہے۔ ایک طرف فرخ سیر کی بنوائی ہوئی مسجد ہے۔ گنبد کے پاس دو اور برج ہیں۔ ایک حضرت شیخ فرید کی پوتی کا مزار ہے اور دوسرے میں مخدوم زین الدین حضرت کے بہانے کی قبر ہے اسی کے قریب مخدوم کمال الدین اور فیض طلب خان بنکش کی بھی قبریں ہیں۔ ہر سال رمضان کی سترھویں کو درگاہ میں عرس ہوگا درگاہ کے چھوڑے سلطان بھلول لودھی کا مقبرہ ہے جو سنگ مرخ اٹھین لگا ہوا ہے اٹھین ہندوانی کام کیا ہوا ہے اس مقبرہ میں درگاہ کے خادم ہتھین اس مقبرہ کے نیچے کی منزل میں بارہ درہین اور اوپر پانچ برج ہیں سلطان بھلول لودھی نے ۹۲۰ھ یعنی ۱۵۱۷ء میں قریب نواح قصبہ شکیت میں انتقال کیا تھا اور بہان مدفون ہوا اسکے سامنے جنوب کی طرف ایک نہایت خوبصورت سنگ مرخ کا حجر ہے اور حسین سنگ مرخ کی جالیان نہایت عمدہ لگی ہوئی ہیں اوپر کے درختوں کی بنی میں حجر کی مرخی عجیب کیفیت دکھاتی ہے قطب صاحب سے پانچ میل پر مشرق کی طرف تغلق آباد کا شہر اور قلعہ ہے۔ قطب صاحب سے تین میل پر شرک موڑ کہا کر تغلق آباد جاتی ہے یہاں سے تغلق آباد کے قلعہ مغربی حصہ بہت اچھی طرح

تہا ۱۵۵۸ء سے پہلے اس میں گورنروں نے گہر مائیئے تھے عدر کے بعد انکو کھد  
سے نکال دیا گیا۔

کھڑکی کی مسجد سے دو سو گز کے فاصلہ پر شمال کی طرف ایک بہایت خوبصورت  
شرح سنگ شرح کا ہے حسین حضرت یوسف قتال کا مزار ہے اور چار طرف  
اسکے خوبصورت حایاں لگی ہوئی ہیں درگاہ سلسلہ عمین سلطان سکندر بہلول  
نودہی کے عہد میں سی ہے اور حضرت شیخ مرید شکر گنج کے دوا سے نے سوائی ہے  
یہہ اندر سے اڑ میں ٹا اصابہر سے اکسٹہ ٹا مربع ہے۔ ایک طرف یہتر اور چو  
کی مسجد سی ہوئی ہے جو بہت نکستہ ہے یہاں سے آدھ میل پر شمال کی طرف  
اور سنگ پور کی مسجد سے یا حیوگر پر مشرق کی طرف لال گند کی عمارت ہے حسین  
کیر الدین اولیا اپنے یوسف قتال کے صاحبزادہ کا اور شیخ مرید الدین شکر گنج کے  
دوا سے کا مزار ہے۔ یہہ درگاہ سلطان محمد تغلق نے سوائی تھی۔ حضرت یوسف قتال  
کی درگاہ سے بہت جھوٹی ہے اندر سے اُس میں ٹا اور باہر سے سیٹالیس ٹا  
مربع ہے اندر سے شرح سنگ شرح کا ہے اُس میں نور بحیرین جہاڑوں کے  
لٹکانے کئے گئے موی ہیں۔ مزار کے سرائے چراغ کے رکھے کا بہایت عمدہ  
ستوں ہے اور حوضی دیواروں میں سنگ شرح کی حایاں بہایت عمدہ ہیں۔

موضع کبر کی سے مشرق کی طرف ست یلہ ہے حکومت تغلق نے ۱۲۶۸ء میں بنایا  
تھا اس ست یلہ کے نیچے حوضیں چراغ دہلی جاتے میں تعایا لے کے لیے بنایا  
رتے میں ست یلہ سے آدھ میل کے فاصلہ پر شمال کی طرف حضرت شیخ نصیر الدین  
عمدہ دین چراغ دہلی کی درگاہ ہے جو دیوار درگاہ اور گھاؤن کے گرد سی ہوئی ہے

کی طرف پانچ میل پر تعلق آباد کا قلعہ اور شہر ہے اور وہاں وہ عمدہ مقبرہ ہے  
 جس میں تعلق شاہ اور اس کا قاتل بیٹا مدفون ہیں اگر قطب صاحب سے تعلق آباد  
 جاؤ تو سڑک لال کوٹ کی دیوار سے یکایک نیچے اترتی ہے۔ ایک میل کے بعد  
 مٹی کے ٹیلے ملتے ہیں۔ یہ قلعہ رائے پتہ اور کی مشرقی فصیل کے آثار میں ابجگہ  
 سڑک سے شمال کی طرف ایک پرنے پل کے کھنڈرات ہیں جس پر سے شہر کے بلوچ  
 دروازہ کا راستہ تھا۔ اسی طرف آدھ میل کے فاصلہ پر آنبہ کے درختوں کی باغی  
 ہے یہاں حوض انی تھا اسکے پاس موضع کھڑکی ہے جسکی کالی دیواریں درختوں  
 میں سے دکھائی دیتی ہیں۔ یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ نیچے کی منزل میں ایک سوچا  
 کوٹھریاں ہیں جسکی چیتوں میں اٹا لگی ہوئی ہے ہر کوٹھری نو فٹ مربع ہے  
 علاوہ ان کوٹھریوں کے ہر دروازہ کے نیچے کوٹھری ہے اور چاروں کونوں  
 کے برجوں کے نیچے چار کوٹھریاں ہیں اس طرح سب ملا کر ایک سو بارہ کوٹھریاں نیچے  
 کے درجہ میں ہیں۔ اوپر کی منزل میں جانے کے تین دروازہ ہیں۔ چاروں کونوں  
 کے برج زمین سے پچاس فٹ بلند چلے گئے ہیں۔ ساری مسجد پتھر اور چوڑے  
 کی بنی ہوئی ہے اور کالی استرکاری ہے۔ اوپر کی منزل میں سامنے کے برج  
 دہشتہ طرف اور بائیں طرف تین تین گنبد ہیں جن میں اکہرے دوہرے اور چوہرے  
 سچ کو سامنے سنگ خارا کے ستونوں پر کالی مسجد کی طرح چھوٹی چھوٹے گنبد ہیں  
 جو تعداد میں ۸۹ ہیں۔ کالی مسجد کی طرح یہ مسجد بھی نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے اور  
 ابھی تک مسلم ہے۔ باہر سے اسکی پیمائش اکیسواٹھ فٹ یعنی اور اتنی ہی چوڑی ہے  
 کالی مسجد اور بیگم پور کی مسجد کی طرح اس مسجد کو بھی جہاں خاں نے ۱۳۸۰ء میں بنوایا



لیے ڈاک کے صورت دار تھے اور اس سب سے مقرہ کے در و ارہ پر مالک ملک  
 الشرق کا لقب کدہ ہے اس مقرہ کا احاطہ سنگ خارہ کا ہے اور کوئے کے  
 سرخوں کی دیوار باہر سے امد کی طرف اس طرح ڈھلوان ہے جیسے کالی مسجد  
 پٹانوں کی عمارتوں کی دیواریں ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ میرور شاہ نے اس کی مرمت کے  
 وقت اسے رات کی طرح کے شمع سوا دے ہون در و ارہ ہایت حوصلہ ہے  
 اور اسی طرح کا سا ہوا ہے جیسے کہ مسجد قوت اسلام کی محرابیں سی ہیں۔ مقرہ گنبد  
 سنگ مرمر کا ہے زمین سے اوپر صرف گنبد اور دیواریں ہیں مانی کل مقرہ زمین  
 سے نیچے بنا ہوا ہے اور یہی طرز عمارت کی وجہ سے شہزادہ کا لقب سلطان غازی  
 مستور ہوا ہے۔ مقرہ کے چہت کے لپٹے پتھر کے ہیں اور اسی طرح سے چہت ٹیٹی ہوئی  
 ہے جیسے مسجد قوت اسلام میں بھی سردر کے ستونوں پر پائی گئی ہے۔ مقرہ کے چوڑے  
 میں نیچے اترنے کی سیڑھیاں سی ہوئی ہیں۔ درگاہ کے در و ارہ پر یہ کتبہ ہے  
 امرتیارہ الملقہ السارکہ السلطان اعظم شاہنشاہ الاعظم لاناک قاب الامم - 4 -  
 فی العالمین سلطان السلاطین شمس الدیاء الدین المخصوص بعلیت العالمین ابی المظہر  
 التمس السلطان ناصر مہر مویس جلادہ ملکہ فی سہ شیعہ عشرین و ثمانۃ عرصہ  
 یہ درگاہ بھی بہت نفیس و لطیف سی ہوئی ہے اور احاطہ کے حوالی و  
 مشرقی کوئے سلطان رکن الدین اور سلطان معز الدین کے قبروں پر دو حوصلہ  
 رچیاں سی ہوئی ہیں جن میں سے ایک گر گئی ہے اور دوسری ہی عقرب گر چکی  
 اگر حملہ مرمت کی گئی مقرہ کے سائے بہت سی حوصلہ علمق پٹانوں کے  
 امت کی ہیں جن میں سے ایک مسجد بہت حوصلہ ہے قطب صاحب سے سر

اختصاص یافت و علاوہ آن تکمیل فن حدیث نمودہ سبرکات فراوان بموطن مالوہ  
مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال بحجیت ظاہر و باطن ممکن یافت تکمیل فرمود  
و طالبان بجا آوردہ بیشتر علوم سیما علم شریف حدیث پر داخۃ پہنچے کہ در دیار عجم  
احدی از علمائے متقدمین و متاخرین دست ندادہ بہت ممتاز و مستثنی گردید و در نزد  
علمیہ خاصہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانچہ علمائے زمان اختیار بدین  
ورزیدہ دستور لعل خود دارند و اہل درس در خواص و عوام بحاج خریداری می نمایند  
تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بصدد جلد و حسب شمار ابیات بیان نہ ہر  
رسیدہ است در محرم ۱۳۵۹ھ این نور اتم پر تو ظہور بعالم عنصری دادہ و در ۱۳۵۹ھ  
تمام اگہی و کشادہ رحمانی بعالم قدس بتاریخ ولادت شیخ اولیا۔ و تاریخ وفات  
فخر العالم۔ است۔

بہادوں کی نوحہ پی کو قطب صاحب میں بہت بڑا میل ہوتا ہے جسکو بہاول  
کی سیر کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یونہی دہلی سے بہت لوگ آب و ہوا کی عذابی کے  
سبب سے تندرستی کے لیے اکثر قطب صاحب کو جایا کرتے ہیں اور تندرست  
ہو جاتے ہیں۔

بہاولی کے بانار کے شمالی و مغربی سرے پر ادھم خان کے ایک اور بہائی کا مقبرہ  
ہے وہاں سے سید ہارستہ موضع ملک پور کو گیا ہے جو بہاولی سے مغرب کی  
طرف تین میل پر واقع ہے ملک پور میں سلطان غازی کا مقبرہ ہے۔ یہ مقبرہ  
نصیر الدین محمود شاہ ابوالفتح محمد کا ہے جو سلطان لہش کے بڑے بیٹے تھے اور  
۱۳۲۸ء میں اپنے باپ کے سامنے مر گئے تھے انتقال کے زمانہ میں وہ لکھنؤ

ہیں کہ سلسلہ عین دہلی کے جمع ہونے کے شکوے کی مار یہاں بیٹھی گئی تھی اور  
اسکا حصہ حواہ قطب الدین اور دیگر رگوں نے چلے کھینچا تھا۔ اسکے پاس شرک  
کی دوسری طرف ہرنے کا مار ہے جس میں جو ص تسمی کا یانی سوری کی راہ بہت  
خواصوتی سے گزرتا ہے اور ہرنے سے ٹکرا کر مریوں میں ہو کر قلعی آماد کی طرف کل  
حالت ہے پہلے پہل فیروز شاہ نے مدد ماندا تھا جیسا کہ چہرہ کی ایک دلواری ہی مانتی  
اس مدد سے یانی ٹکرا کر کوکھی مال میں ڈالا ہوا۔ اسکے بعد لوہا جاری الدین جال پڑھ  
نے اس مدد کے آگے حوص اور ہرن اور چادریں سوادیں۔ اسکے چاروں طرف  
وقاف و قناداں مائے محض شمال کی طرف معین الدین محمد اکبر شاہ اور شاہ نے  
مولے اور حامی حوص کا دالاں شاہ جی کے بہائی سید محمد نے شاہ عالم کے عہد  
سوا یا تھا صاحب سترق محمد شاہ اور شاہ کبیر شاہاں بہتر سوادیا ہے تالاب کے کنارے  
ایک عمارت مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا مقبرہ ہے اور مقبرہ کے  
گنبد کے اندر جوہر میں رعمارت لکھی ہے

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمی احوال کرامت سوال مقدمائے وقت صاحب المعاصر ابوالمجد عبدالحق رحمۃ  
رحمۃ اللہ علیہ آئندہ ارمادی شعور لطافت حق و طلب علم کمر بستہ و دیک ماواں طبع  
اکثر علوم دینیہ تحصیل کرد و دروس مست و دو سالگی اور ہفتہاں طبع مستد و کام حیدر  
ازدکرتہ برسد شست ویم درمعدواں حوالی حارہ ابھی در رسید مکار دل ریارد  
ازدکرتہ و متوجہ حرمین مختصر میں گشت مدت دیدن مقامات تشریعیہ اقامت در ریہ  
بالمطاب رماں و اولیاسے کنار چھتا بہتہ لوان رحمہ و رحمت ارشاد طالان

ملا ہوا ہے اس سے تھوڑے فاصلہ پر ناظر کا باغ ہے جسکو ناظر روز افزون نے  
محمّد شاہ کے عہد میں تعمیر کیا تھا کتبہ۔

بہرمان محمّد شاہ عادل	کہ برزقش بود تاج تبارک
بنائے گلشن و قطب گردید	کہ گلہائش ز نذر ضواں تبارک
بود مہر بزر و انجم روز افزون	بحق سورہ صا دو ستارک
نیچے تاریخ سالش گفت ہفت	خدایا سے بود با صد مبارک

اس باغ کی بارہ درسی سنگ سُرّخ کی بنی ہوئی ہے درگاہ سے ملا ہوا جنوب کی طرف  
مردنی کا ازار ہے اور مردلی کے مغربی کنارہ پر حوض شمسی ہے جسکو سلطان <sup>شاہ</sup> <sup>الہ</sup>  
اتّمش نے بنوایا تھا۔ یہ ایک بہت وسیع حوض ہے جو کسی زمانہ میں نہایت خوبصورت  
ہو گا مگر اب مسمکما بہت بڑا حصہ مٹی سے بھر گیا ہے صرف تھوڑے سے حصہ میں  
پانی رہتا ہے یہ سنگ سُرّخ کا بنا ہوا تھا اور اس کے وسط میں ایک بڑی ہے جس میں ایک  
کمر کا نشان ہے اسکے گرد بہت سے عمارت اور باغات تھے بلخی شہزادہ کا باغ  
زین الدین زمر دین کا مزار شیخ وجیہ الدین کا مزار۔ شاہی کا باغ۔ چاندنی چوڑہ  
سائید شاہ۔ اندیسیر بابا باغ۔ مزار خواجہ سماء الدین جو مولانا جالی کے پیر تھے یوحنا  
رس۔ چل تن چل بن بارانی چوڑہ تکیہ دین علی شاہ۔ خانقاہ غنایت احمد خان  
خانقاہ نواب حفیظ الدین دلی مسجد منجملہ کی ایک عمارت جہاز ہے۔ یعنی ایک پرانی مسجد  
کا جدید بنایا گیا ہے یہ کل عمارت سنگ سُرّخ کی بنی ہوئی ہے ایسے اُسکو  
لال محل ہی کہتے ہیں۔ دوسرا مقام اسی تالاب کے کنارہ اولیا مسجد ہے یہاں کوئی  
عمارت نہیں بنی ہے ایک بڑے درخت کے نیچے صرف چوڑہ بنا ہوا ہے کہتے

نودہ لطف تو حیتِ امید داری ما  
 رسمِ زلفِ داری خاکساری ما  
 فرستہ رالِ سوزِ حالے بردہ داری ما  
 عمارِ عزمِ درِ حصارِ نرساری ما  
 میں بجایِ سُستی و خامکاری ما

اگرچہ درِ حورِ قہرِ زمِ ارگہنگاری  
 رعرتِ حسرت و محرمیتِ ملکوت  
 اگرچہ بردہ رابرِ قوبرِ وہ دارِ ستویم  
 ایک شیشِ ارکرمِ سدِ دستوئی  
 نظرِ سوسِ حمالی فگنِ رویِ عطا

### قطعہ

وے قہرِ زلفِ تو سرِ مودِ درد  
 آگاہِ حلقِ نسخہِ سحر

اے رحمتِ تو درِ غصہِ روگرد  
 حائے کہ متدارِ عزمِ عفوِ تو حق

ایک کی دعاتِ شکستہ میں ہمایوں بادشاہ کے عہد میں ہوئی ہے اور جزوِ تاریخِ دعات ہے۔

حالی کمالی کی مسجد سے دو گھر کے فاصلہ پر مشرق کی طرف بہت وسیع کھلدات  
 میں سلطانِ عیات الدین طہس کے مقبرہ کی شکستہ دیواریں دکھائی دیتی ہیں جو  
 اے شکستہ میں انتقال کیا تھا

سلطانِ آتش کے مقبرہ کی طرح یہ بھی مربع عمارت تھی۔ مقبرہ کے دو طرف دروازے  
 کمرے تھے حوٹاید اس دارالاماں کے مکانات ہوں جو اس بادشاہ نے قائم کی  
 تھی ان لفظ لکھتا ہے کہ میں بادشاہ کی قبر کو دیکھنے مقبرہ میں گیا تھا اس مقبرہ  
 میں انکا میاں ستیرغاں بھی تھاں تہید بادشاہ سے دوسرے پہلے مرنے والے تھا  
 یہ تہرادہ لاہور میں معلوم کی لڑائی میں تہید ہوا تھا اسی کے عہد میں دوسرے  
 بعد مایہ سے ہی انتقال کیا تھاں تہید کا مجموعہ نام مقبرہ سلطان طہس کے مقبرہ سے

درگاہ شریف سے مشرق کی طرف ایک پڑانا مقبرہ ہے جسکو مکلف صاحب نے اپنے رہنے کے لیے انگریزی طور پر درست کر لیا تھا یہ مقبرہ لال کوٹ کی فیصل پر واقع ہے اور علی قلی خان برادر ادہم خاں کا ہے جو اکبر بادشاہ کے کوکاتھے کسی زمانہ میں اس کی رنگ آمیزی نہایت خوبصورت ہوگی۔

اس مقبرہ سے یا نسوگڑ فاصلہ پر جنوب کی طرف جمالی کمالی کی درگاہ اور مسجد ہے۔ یہ خوب عمارت شگفتہ کی ہے۔ گورنمنٹ انگریزی نے اسکی عمدہ مرمت کر دی ہے مولانا شیخ فضل جمالی کی قبر مسجد کے صحن میں شمالی طرف ہے۔ اس عمارت میں چینی کا نہایت عمدہ کام ہوا ہے اور بہت شکار کندہ ہیں۔

## غزل

بود بعبفو تو چشم امید واری ما  
کہ شب قرار ندارد باہ و زاری ما  
فقط نغمہ نماید بہ پر وہ داری ما  
بہ زو اہل نظر عزت است خواری ما  
ویک شیشہ نشد داغ شرمساری ما  
بجز غمت نرسد کس بہ غمگساری ما  
کہ بہت بر در دلدار رستگاری ما

اگر بکفر کشد سر سیاہ کاری ما  
یہ آستان تو مشرندہ سگان قہیم  
اگر بہ پردہ رازے تو محرمے بیام  
بچنا کہ کوئو در چشم مردمان خویم  
ز ابر لطف تو مندنا پدید گرد گناہ  
سرو نہ بجز نور ہو کیسی و تنہائی  
جہا لیا بدریا را تجہا مے آرد

## غزل ثانی

امید بہت کہ رحم آوری بزاری ما  
اگر نہ روئے نمودے گناہگاری ما

از حد گذشت بعشق تو بعیت لاری ما  
جمال عفو تو کے آمدی بروں ز نقاری ما

مسجد کے آگے حافظ داؤد کی سوانی ہوئی ماویٰ جو سترہ عین سترہ مہر مہر ہوئی  
 مسجد کے پیچھے ولانا محمد الدین صاحب کی سنگ مرمر کی سی ہوئی ترے حیرت  
 نگداشت محروم چوں مہاں سترہ عالی رشتہ دار داؤد القبط جاودہ والی  
 سال وصال آں ماہ اربعہ جو کچھ ستم تیاری گشت ہاتھ عرشید دو جہاں  
 مسجد کے سامنے ماویٰ کے کنارہ پر ایک حوض ورت سنگ مرمر کی قبر ہے جو  
 دایہ کی قبر کہتے ہیں یہ ماویٰ بہایت عمدہ سی ہوئی ہے مگر سو ست ہت کہ  
 اس میں بانی ہیں نہر ماویٰ کے سرے رصاعہ ماں ردہ کی قبر ہے جس کے  
 سامنے اُس کا ساما ہوا مجلس جاہ سے اسکے راز میں ایک قبر ہے جسکی ماویا  
 کیا جاتا ہے کہ سلام قادر خاں کی قبر ہے اس قبر کا یہ ماہ ہے علامہ داؤد  
 کو اس طرح قتل کیا گیا تھا کہ مسکا ہر حصہ صا کیا گیا تھا اور ایک حصہ مک اکی لعت  
 تنگی رہی تھی ایک شخص نے حتم دید یہ حال لکھا ہے کہ یہ کما حقہ آجہور کے  
 گرد و معیدی تھی کما یک ظاہر ہوا اور حوض علامہ قادر کا جس سے ٹیکے ہاتھ داؤد اسکو  
 چائے لگا ہر حید لوگوں نے اسکو ڈیلے ماہے گرد و ہاٹا تین دن کے اندر  
 نش مٹ ہو گئی کتا سی حاکم ہو گیا کما حقہ ہے حوض قادر کے رقبے اسکو  
 ہیا کر بیاں دفن کر دیا ہوا وہ ہو کہ کے لیے یا علی میں رنہ تقویہ لگا دیا ہو  
 اس حوضی صحن کے شمالی معرئی کوہ میں رواب ہارو کا قبرستان ہے اور شمالی صحن  
 کے ہارو ہاچو کا قبرستان ہے اور دنیہ دھانہ کے ہارو شمال کی طرف ایک اور  
 دروازہ ہے جس میں ہمد والی مسالہ ہے جو شیر شاہ کا سوایا ہوا ہے۔ اسی راہ کا  
 نام روت جاہی ہی طرف ہے۔

ناموج کے احاطہ کی جانب دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

### اشعار دروازہ جانب احاطہ لہاموج

در زماں شہر جہاں سلام	شد بلند در شہر جانب	گرچہ ہر دست باب جنت
لیس باب مثل ہذا الباب	کردن شخصے بنا کہ در بایش	یوسف ثانی از حق ست سنا

چون تہ تیغ نام کردم عرض گفت در گاہ خواجہ قطاب

دروازہ متصل مجلس خانہ پر یہ اشعار ہیں۔

### ۱ دروازہ مجلس خانہ پر یہ اشعار ہیں

در زمان آفتاب چرخ دولت شیر شاہ	شاہ را بر باب کوکب موکب گردوں غلام
این عظیم القدر در گاہ ہے کہ اندر باب	صادق آمد قول ہذا الباب من دار اسلام
بودست و چار و نہ صد سال ز ہجرت کہ	ز اہتمام پیشخ دین پرور خلیل الحق تمام

احاطہ کے جنوب و مشرقی کونہ میں حضرت کی مسجد ہے جسکی مرت و قفا فوقتا بہت لوگوں نے کی ہے۔ اس مسجد کے تین درجے ہیں پہلا درجہ کچا ہے جسکو کہتے ہیں کہ خوجہ حضرت قطب الاحاطہ نے معہ اپنے مریدوں کے بنایا تھا۔ اسکے بعد اسلام شاہ نے اسکے آگے دوسرا درجہ بچختہ بنوایا اور درگاہ کی چار دیواری بنوائی پھر فرخ سیر نے جب سنگ مرمر کی جالیاں بنوائیں تو ایک درجہ آگے اور بنوایا اور اُس پر یہ کتبہ

تاریخ

تجزیر ہے۔

مورد لطف و عنایات شہر والا جہاں	ساخت از روی ارادت مزر سوخ و عتقاد
خسر فرخ سیر شاہنشہ مالک قباب	مسجد زیبا بنا و سجہ گاہے شیخ و شہاب
باسر و غیب ہاتھ گفت در گوش فرد	سال تاریخ بنایش بیت ربی مستجاب



اس صحن میں انہیں اتھ سجدہ نماں کی قرار سجدہ ہے مقتداں نے عالمگیر کے عہد کی  
کتاب لکھی جو صحن کے دست راست کی طرف لگی سی ہو چکے دونوں طرف سنگ مرمر  
کی دیواریں اور اس کی لگی کی انتہا پر سنگ مرمر کا دروازہ ہے جہاں سردار شریف  
کے پاس سے ہو کر حویلی سترقی صحن میں پہنچتے ہیں سردار شریف کے گرد سنگ مرمر کی  
عائیان اور دروازہ فرخ سیر بادشاہ کا مویا ہوا ہے وہاں یہ اشعار کندہ ہیں۔

### اشعار دروازہ اندرون

از سنی مکتربین علامان ستر یار	با اعتقاد معتقد کمال العیار
برقندہ قریباں عیار بہت عدل	تاریخ یافتہ حصار بہت محمل

باتمام مکتربین علامان معتقدان سے جلوس مرغ شاہی نام یافتہ سالہ مراقم عہد ستر یار رقم

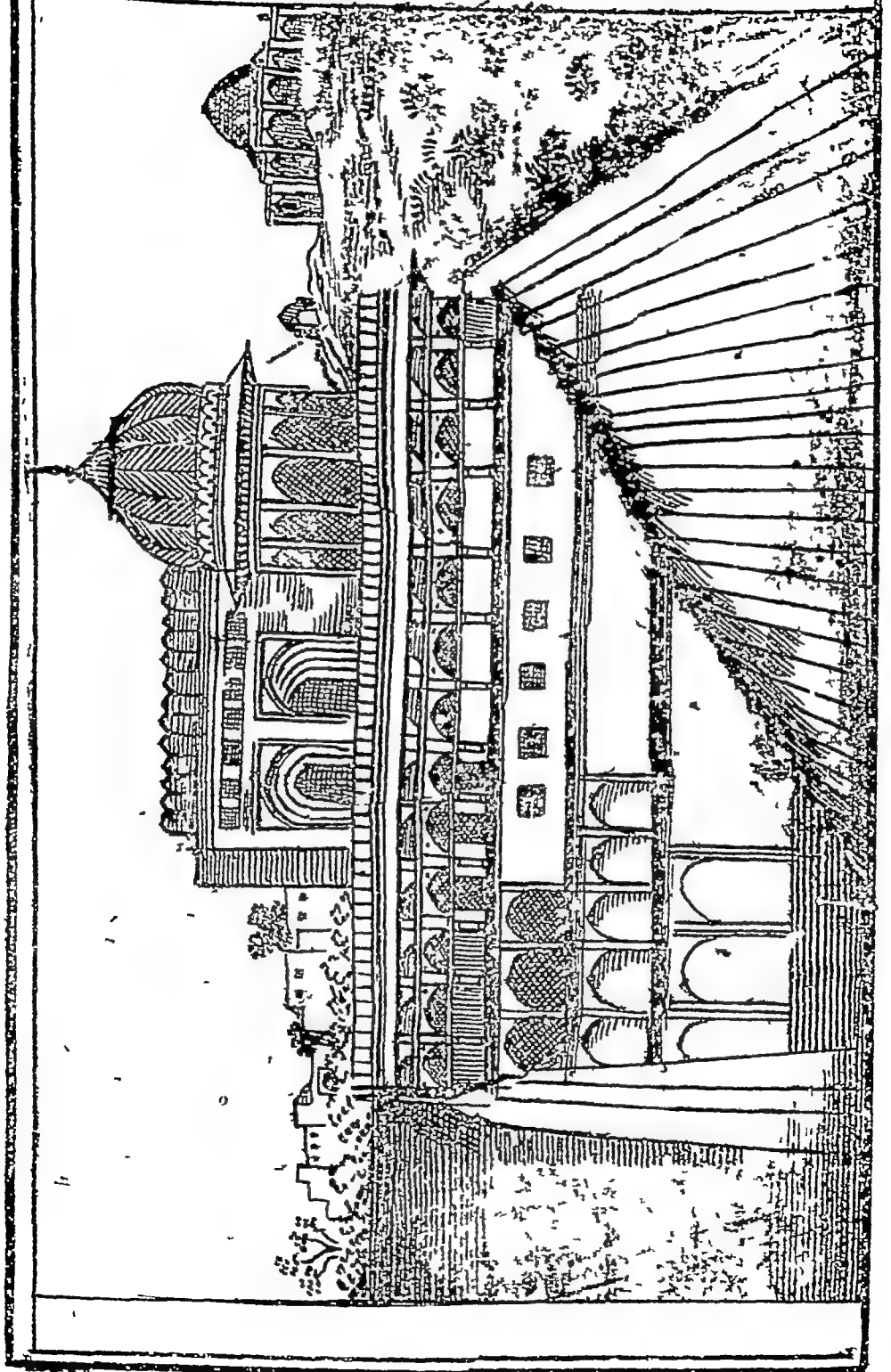
### اشعار دروازہ بیرون

ارمک بادشاہ جہاں حسرو امام	گرد مرار جہاں دین قطب ملک
تغیر نہ محو ریاض مستطعم	روح سیر بہشت آسمان علام
گرد و گرد و عہد آدم ملک	ماتہ قبلہ اترو بیوں کعبہ محترم

مرا شریف کی یاد آگے مر کا کٹھن ہی لگا ہوا ہے چارنگ مر کا پتو سر شامیہ تیا ہوا ہے۔  
مرا شریف کے آس پاس بہت مر گلی سرب ہیں احاطہ مرا شریف کی معرہ دیوار پانڈو  
ہیں کالا چکی بنت صحن و گنہریں کہ حسب توفیق اللہ شکر کم کا مویا ہوا ہے اور بعض کے  
رویک آگے یہ لکھا ہوا ہے اور درگاہ کی پار دیواری کے غریب دروازہ پر یہ کتبہ ہے۔

علقہ کہ دریں گنج مساوت میریت	آحو گھر تار شا کر خان سعیت
گنیم جو یوسم رقم تار حیش	رصواں بدر اسرارہ دجہت گنیت

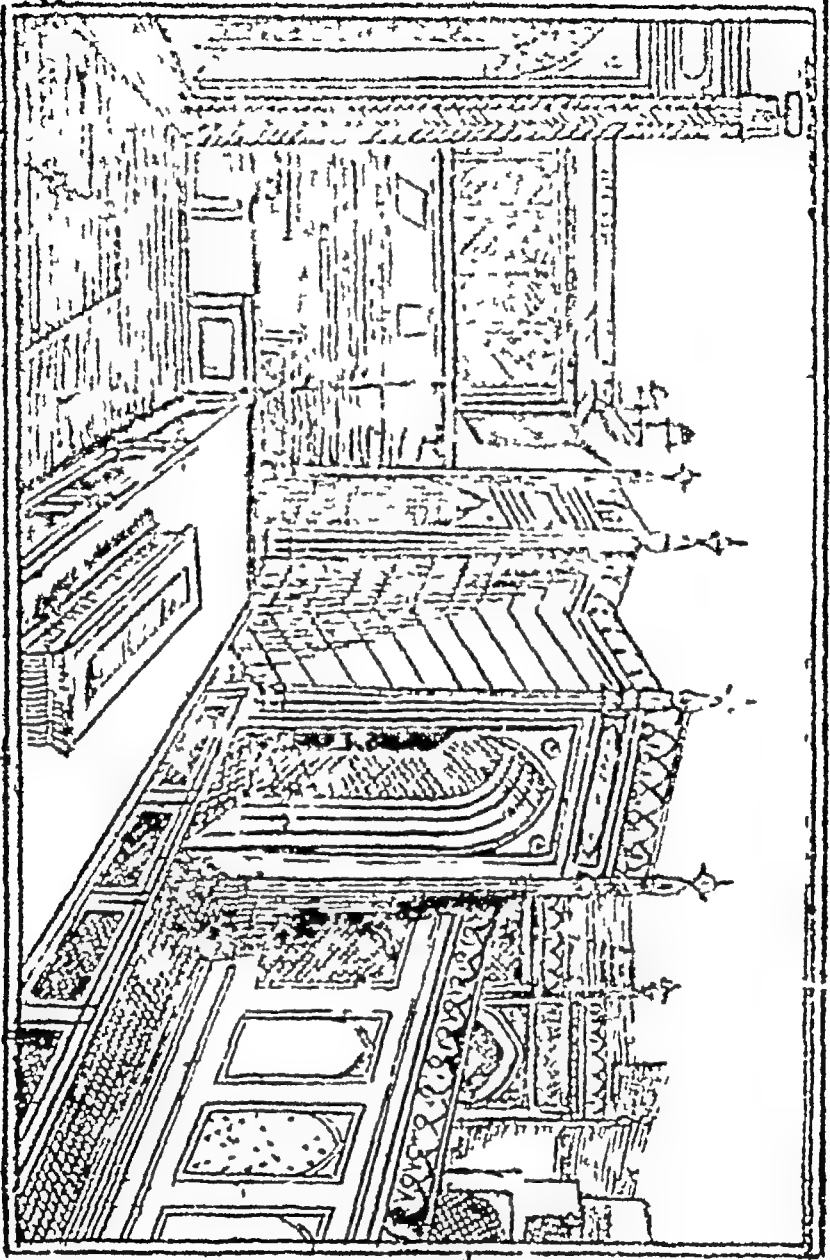
راجنکی بائیں



کسی زمانہ میں یہاں راجوں کی لستی تھی اس سب سے راجوں کی مائیں مشہور ہوئی  
 اسکے معرلی کنارہ پر ایک بہت خوبصورت مسجد سی ہوئی ہے اور اُسکے صحن میں  
 ایک گندہ ہے جس میں دو قنبریں ہیں۔

ادھم خان کے مقبرہ سے جنوب و مشرق میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیا کاکی  
 کی درگاہ ہے جو مسلمان فتح ہند و شاہ میں سب سے پہلے آئے تھے ملکہ اُنہی  
 ہی پہلے خواجہ صاحب ترکناں سے یہاں آکر فرشتہ فرما چکے تھے اور سلطان  
 اہمق کے عہد میں چودھویں سید الاول سنیہ ہند کو دہات یاٹی درگاہ کے معرلی  
 کے پاس جس اندھاں کی مسجد اور مکاں ہے۔ اُسکے پاس شاہی محل سرے کا رہتا  
 عہدہ دروازہ ہے۔ درگاہ کے معرلی دروازہ کے اندر داخل ہو کر صحن میں پہنچتے  
 ہیں جس میں ایک مسجد اور مراد محبت شاہ عالم مانی کی قسریں جاب ہے اور وہی  
 طرف موتی مسجد امراہری شاہاں دہلی کی قسریں ہیں موتی مسجد کو شاہ عالم ہمارسا  
 ال لے خواجہ رنگ دیب کے حائیس تھے سوایا تھا کل عمارت معہ فرش کے سنگ  
 مرمر کی ہے یہ مسجد اگرچہ خوبصورت ہے لیکن شاہدار ہیں ہے۔ مادشاہوں میں سے  
 یہاں اکبر بادشاہ تالی دہشتہم اور شاہ عالم تالی دہشتہم کی قسریں ہیں اُسکے  
 اندر حاکم حالی ہے جہاں شاہدار شاہ دس ہوتے مگر انکی قسمت میں رنگوں میں دس  
 ہوتا تھا اُسکے آگے شاہ عالم شاہ شاہ کی قبر ہے خیر پوری گہاس ادگی ہوئی ہے  
 نہایت قبر مرزا محمد کی سے خواجہ شاہ کے ولید تھے صحن کے آگے اندر دلی دروازہ  
 درگاہ کا ہے اس کے آگے یہ صحن ہے جسکے جنوب میں خواجہ صاحب کا مراد ہے

ورگاہ حضرت قطب الاقطاب علیہ الرحمۃ



۱۵۶۶ء کی تعمیر ہے گردِ صبح اور ساحت میں پہاڑوں کے دروازے ملتا ہے۔  
 کیا تعجب ہے جو کسی پہاڑی مقبرہ کو تڑکرائی طرح اُٹھالائے ہوں۔ اور سے گند  
 بہت عمدہ ہے۔

ادہم جاں کی ماں کی قبر کا حوا ہے بیٹے کے قتل کئے جانے کے چالیس دن بعد صبح  
 میں مگرئی تھی اس دن ماتی نہیں رہا۔ دونوں ماں بیٹے اسی مقبرہ میں دفن کئے گئے  
 تھے جب ادہم خان نے ماڈو کا قلعہ گجرات کے بادشاہ کے کسی متعلق سے جبکہ امام مازہار  
 تہا جہیں لیا۔ اور اسکی حوصلہ دہشت لی فی روپ متی کو حرا اچھے تصرف میں لایا جانا  
 تو روپ متی نے ساؤ سنگار کر کے رہ کر کہا لیا اور ادہم خان کو طویا ادہم خان بہت  
 حوس و حوم روپ متی کے محل میں بھیجے اور جاتے تھے کہ شوق و دوی میں اُس  
 سے محل گیر ہوں مگر اسکو مردہ پایا۔ روپ متی کا مقبرہ ماڈو میں بہایت حوصلہ  
 اور حوس و حوم پر ہے۔ جب اگر کو حرا بھی اسے ادہم خان کو محروم کر کے  
 اگر کو طویا لیا اور جب بادشاہ نے یہ سنا کہ وہ حرا میں مازہار کے رشتہ داروں میں  
 سے ادہم خان کے ماس موجود ہیں حکم دیا کہ وہ حرا میں بادشاہ کے پاس بھیجی جائیں  
 کہیں ہیں کہ جب وہ دونوں بادشاہ کی مجلس میں پہنچے ادہم خان کی ماں نے ان دونوں  
 کو زہر دیا کہ بادشاہ سے ادہم خان کی شکایت نہ کر سکیں اس مقبرہ کے صورتِ سنسکا  
 میں سو گز کے فاصلہ پر گندہ یک کے ماڈو ہے جس میں رُائے جی مسد کے ستون لگے  
 ہوئے ہیں۔ اس ماڈو میں لوگ گودتے ہیں اور ملدی اراس کے لئے ہاتھ ہیں  
 اس ماڈو سے شرق کی طرف ایک اور بہایت عمدہ ماڈو ۱۵۱۶ء کی سی ہوئی ہے  
 مزاروں کی ماڈو کہلاتی ہے۔ اسکو سکدر شاہ بھلول کے عہد میں دولت مان لایا ہے

علاؤ الدین نے مقبرہ کی مرمت کرائی اور صندل کے دروازہ لگائے۔ میں نے  
آبدار خانہ کی اور مسجد کی دیواروں کی مرمت کرائی اور فرش درست کرایا۔  
سلطان قطب الدین کے مقبرہ کی مرمت کرائی اور سلطان علاؤ الدین کے اور اسکے  
بیٹوں کے مقبروں کو بھی درست کرایا یعنی خضر خاں شادی خاں فرید خاں سلطان  
شہاب الدین سکندر خاں محمد خاں عثمان خاں اماسکے پوتے اور اسکے پوتوں کے  
بیٹوں کے مقبروں کو (ان سب کا نشان بھی نہیں رہا) یعنی شیخ الاسلام نظام الحق کے  
والدین کے مقبرہ کے دروازہ کی اور قبر کی جالیوں کی مرمت کی۔ میں نے گنبد کے  
چاروں کونوں سونے کے جھاڑ سونے کی زنجیروں سے لٹکوائے اور وہاں ایک  
مجلس خانہ بنوایا۔ میں نے ملک تاج الملوک کا فور کے مقبرہ کو جو بالکل منہدم ہو گیا تھا  
از سر نو بنوایا کیونکہ وہ بہت وفادار اور ملک حلالی سرفراز تھا اور نہایت عقلمند وزیر  
تھا اور اس نے ان ملکوں کو فتح کیا جہاں کوئی بادشاہ نہ پہنچا تھا اور وہاں سلطان  
علاؤ الدین کے نام کا خطبہ جاری کیا تھا (اس مقبرہ کا اب نشان باقی نہیں رہا)  
میں نے دارالامان کے نئے دروازہ بنائے جہاں سلطان بلبن اور خان شہید کے  
نزار ہیں۔ میں نے اپنے مربی سلطان محمد شاہ کی جہاں پناہ کی مرمت کرائی۔  
غرض کہ اسی نیک اور ذریادل بادشاہ کے سبب سے آج تک بہت عمدہ عمارتیں  
میں باقی ہیں جن کو ہم دیکھتے ہیں اور قدیم زمانہ کو یاد کرتے ہیں۔  
مسجد قوۃ الاسلام کے جنوب و مغرب میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی مدگاہ  
ہو۔ راہ میں ادھم خاں کا مقبرہ بڑا نئی جولال کوٹ کی نصیل پر بنایا گیا ہے اور اس  
سبب بہت دور سے معلوم ہوتا ہے اسکو نہول پھلیاں بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ اگرچہ

کام سوانا سلطان معز الدین کا مار پیسے قطب مبارک علی کے صدر سے گر گیا  
تہا میں نے اُس کی مرست کی اور پہلے کی رسمیت اُسکو دیا وہ مسد کیا۔  
حوص تھی یہی سلطان اتمش کا حوص ہے اب ہو گیا تھا کیونکہ بعض لوگوں نے اس کے  
یاغ کا راستہ سد کر دیا تھا میں نے اُس لوگوں کو سزا دی اور اُس کے راستے صاف کیے  
حوص عالیٰ لیے علاء الدین کا حوص ہر گیا تھا اور اُس میں زہدعت ہوتی تھی میں نے  
اُسکو صاف کرایا۔

سلطان حسن الدین اتمش کا مدرسہ ہی برآمد ہو گیا تھا میں نے اُسکو اور میر لو سوانا  
اور صمدل کے دروازے لگائے۔ مقبرہ کے ستون گر پڑے تھے میں نے اُسکو پہلے سے  
بھی بہتر بنوایا اُس کے صحن کے گرد دالاں ستھ میں نے دالاں بولے ہیں نے تہا  
کے ترے موے دیکھ کر پاپا اور میں نے چاروں رجوں کے گرے چوے ستونوں  
کو تعمیر کرایا۔

دہریاں سلطان اتمش کے مقبرہ پر صادق ہیں آتا ملک سلطان عازی کے مقبرہ  
پر صادق آتا ہے اور اُس مقبرہ میں آثار موجود ہیں کہ اس طرح کی مرست ہوئی ہو  
ملک نور میں سلطان معز الدین اس اتمش کا مقبرہ ہے وہ اتھہر تھکتہ ہو گیا تھا کہ  
سے ٹھکی تھی میں نے شمع اور جوتڑہ اور گرد کی دیوار اور میر لو سوانی اُسی موضع  
میں سلطان حسن الدین اس اتمش کا مقبرہ تھا میں نے اُسکا یارج ساما ایک حاصاً  
سوانی اور احاطہ کی دیوار کی مرست کرائی میں نے سلطان حلال الدین کے مقبرہ  
کی مرست کرائی اور زیادہ دروازہ سوانا اس کا اب ستاں ہی ہیں یہی سلطان  
سلہ سلم ہیں جو تاک سلطان معز الدین نام کا مقبرہ ٹولی میں کہیں آتا کہ وہ عربی میں

کی طرف امام ضامن کی قبر ہے جو سنگ سرخ اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے یہ  
قبر امام شہید کی ہے یہ مقبرہ امام محمد علی شہیدی عرف امام ضامن کا ہے یہہ مقبرہ  
۹۲۳ء میں بنایا تھا۔ اسمیں بہت ہی عمدہ منبت کاری کی ہوئی ہے۔

مسجد قوت الاسلام کے مغربی جنوبی کونے پر علماء الدین خلمی کے مقبرہ کے کھنڈرات  
ہیں۔ یہ سج کا درجہ باؤن ہے ۲۴ فٹ ہے اسکے دونوں جانب کے درجے بھی قبروں  
کے لیے بنائے گئے تھے۔ اس مقبرہ کے متعلق مدرسہ ہی تھا اور جنوبی مشرقی کونہ  
میں ایک مسجد کے کھنڈر ہیں فیروز شاہ نے اس عمارت کی بھی مرمت کی تھی فیروز شاہ  
تخریر کرتے ہیں کہ بچلہ اون نعمات کے جو خدائے تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائیں تھیں  
ایک یہ بھی تھی کہ میں نے بہت مساجد مدارس اور درگاہیں بنوائیں تاکہ علما اور  
درویش ان عمارت میں خدا کی عبادت کریں اور اپنی دعاؤں سے مجھ کو یاد کریں۔ نہرو  
کا کہو و ناد رختوں کا لگانا اور مکانات کے لیے زمینوں کا وقف کرنا شرع کے  
موافق ہے۔ میں نے ان لوگوں کے اخراجات کے لیے سالانہ رقوم مقرر کیں تاکہ  
ان کو خرچ کی تکلیف نہ ہو۔

علاء الدین مین نے پہلے بادشاہوں کی عمارتوں کی مرمت کی جو خراب ہو گئی  
تھیں اور ان کی مرمت کو میں نے جدید عمارتوں سے مقدم سمجھا۔ پُرانی دہلی کی مسجد  
جامع یعنی مسجد قوت الاسلام جسکو سلطان معز الدین سام نے بنایا تھا اسکا دروازہ  
کے سبب سے خراب ہو گیا تھا۔ میں نے اسکی پوری مرمت کی سلطان  
معز الدین سام کے مقبرہ کی مغربی دیوار ٹوٹ گئی تھی اور دروازہ کے تختے گل گئے  
تھے میں نے انکی مرمت کی اور آفتابی کی جگہ میں نے محرابیں دروازے اور صندل کا



آمار موجود ہیں۔ تقریبی بہت ہی حوصلہ ورت اور آویکی سی ہوئی ہے اور آیات قرآنی  
 کہہ دی ہوئی ہیں۔ دعویٰ دیوار کے سرے کے دیکھے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس  
 چار دیواری پر گنبد سائے کا ارادہ تھا کیونکہ گنبد کے بیچے کے سرے کا ایک  
 حصہ دیوار پر موجود ہے۔ اگر یہ مقررہ رعیہ سلطان نے ایسے باب کا مویا  
 تھا تو یقیناً اسکو یاد کر لیا موقع راجا ہو گا یہ مقررہ اگر چہ ہوتا ہے مگر بہایت حوصلہ ورت  
 اور میرانی دلی میں ہی عمدہ ترین مثال ماست کی ہو کہ ہندو سماروں نے مسلمانوں کی حسب  
 خواہش عمارت انکے طرح کی بنائی حالانکہ اس میں ہی کیسے نقص مانا جاتا ہو اور معلوم ہوتا ہے  
 کہ ایسی تک ہندو سمار مسلمانوں کی عمارت سے پرے پرے واقف ہیں جوئے ہے۔  
 خود دروازہ ایسی مسجد کا سلطان علاؤ الدین نے بنوایا تھا وہ بھی دیبا میں بنیالی ہی  
 اسیر حلقہ و ثنا اور سنگ امیر تھی ہوئی ہو وہ نہ صرف ہندو سمار بلکہ تمام دیبا میں بیٹھ  
 نہیں کہتے سماروں کی بوقت کی کوئی عمارت اس قدر عمدہ نقش و نگار کی نظر نہیں آتی ہوگی  
 محرم میں نے انداز کی میں اور تھالی عمارت کا کام بیٹھ ہو جو دروازہ ماہر سے بڑے ستون وٹ  
 سٹ ہے اور گیارہ فٹ کا آتا ہے دروازہ کی عمارت بہت سہل ہو اور کرا گنبد  
 حیک نصف دائرہ ہے اور بہت عمدہ لداؤ ہے۔ گنبد کے بیچے کا کمرہ ساٹھ فٹ  
 چھتیس فٹ کا ہے افوس ہو کہ آریہ کا حصہ شمالی عمارت کا کیتاں استہدے  
 آزداد الا کیونکہ وہ بہت تکست ہو گیا تھا۔ اس سے ماہر نے دروازہ کی  
 راعہ دلی بہت ترقی پڑ گیا ہے۔ دروازہ پر تھوڑا تغیر اس طرح گنبد ہے  
 فی التبع الحاس عمر میں سوال مسہ متر و ستمتہ۔ نتیجہ یہ کہتے ہیں یہ مہال دیووں کی  
 طرح مہال ملتا ہیں اور عمر یوں کہ طرح پر کرتے ہیں مہال دروازہ سے ترقی کی

سیدہ میں جامع مسجد کے برج اور سارو کھائی دیتے ہیں۔ ہندو جنگ سے شرق کی طرف پرانے قلعہ کی فصیلیں اور نظام الدین کی درگاہ اور ہمایوں کے مقبرہ کا سفید سنگ مرمر کا گنبد کھائی دیتا ہے۔ اس کے جنوب کی طرف کالکا سندرا اونچی زمین پر اور اس کے نیچے قطب سے ٹھیک شرق کی طرف تعلق آباد اور عادل آباد نظر آتے ہیں اور دونوں کے بیچ میں تعلق شاہ کے مقبرہ کا بستی سفید گنبد کھائی دیتا ہے تعلق آباد کی سڑک کے شمال میں حوض رانی اور کھڑکی کی مسجد اور سڑک کے جنوب کے طرف جمائی کھائی درگاہ اور سلطان بلین کے مقبرہ کی بلند گنبد رات نظر آتے ہیں لاٹ کے نیچے جوگ مایا کا سند رہے جہاں ہندوؤں کا پنکھا پھولوالوں کی سیر میں چڑھتا ہے اس سند کے مکانات سب نئے بنے ہوئے ہیں اور قابل تعریف نہیں ہیں جس پتھر کی یہاں پرستش کی جاتی ہے وہ ایک سنگ مرمر کے تہو ہے میں رکھا ہوا ہے۔ جو دلچسپ کہانی اس سند کے متعلق بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جب رائے پتھورا کی بیٹی باباجی پودزیہ کے ہاتھ پر سلمان ہو گئی اور اپنے گھر لوٹ کر نہ گئی تو سب سہیلیاں راجہ کے خوف سے کوئیں میں گر پڑیں۔ راجہ نے انکو نکلا کر اس جگہ جہاں اب سند رہے پھلکوا دیا تھا۔ مسجد قوت الاسلام کے شمال و مغرب میں سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ باہر سے تقریباً چوالیس فٹ مربع اور اندر سے ۱۵ فٹ مربع ہے۔ مقبرہ کے اندر بہت صنعت کاری کی ہوئی ہے صحن مغربی کونے کی طرف اور شرقی دروازہ کے داہنی اور بائیں طرف دیوار کے نیچے کے حصہ میں صنعت کاری نہیں ہے بلکہ رنگ آمیزی تھی جس کا ایک حصہ اب تک جنوبی دیوار میں نظر آتا ہے اور پیش طاق میں بھی رنگ آمیزی کے

میں دونوں سارے پاسک میں ہی ہیں آسکتے حطرح اگرہ کو تلح سے  
 ہے اسطرح لاٹ سے دلی کو قمر ہے دونوں شہروں کی دونوں عمارتیں دنیا  
 میں حدیم اہل میں اور عجائبات رودر گاریں سے ہیں جو کسریچے سے لگی ہے وہ  
 بر سرید ہی عظمتیہ میں ادیر تک چلی گئی ہے وہ ساسی ٹیڑھیں نظر ہیں آتا  
 اس میں سک میں کہ ادیر کے دو گول سادے کہنہ جو فرد شاہ گواہ سے ہیں  
 وہ پہلے مست کہنوں سے میل ہیں کہتے مگر پھر ہی بنے موروں میں معلوم ہوتے  
 بلکہ ایک قسم کی حوتمائی پیدا کرتے ہیں لاٹ میں کل ۲۷۹ سیڑھیاں ہیں۔  
 حساب اور پھر جاو و عجب سما نظر آتا ہے لاٹ کے یہی مسجد قوت الاسلام اور  
 اشکی مختلف عمارتیں نظر آتی ہیں اسکے آگے لال کرٹ اور قلعہ رائے پتہ اور کی  
 مصلیں ہر صوبہ کی طرف ممد ہوتی گئیں ہیں اور جسی حلق میں ماما حافی رودر کا  
 مر ہے وہ نہ دلی اور مسلمانوں کے آئے سے پہلے یہاں تشریف لائے  
 تھے اور لائے ہندو کی مٹی سے عام روایہ کے موافق ایک کے ہاتھ برصیت کی ہتی  
 جٹاچہ و عورت کی قراروں کے مر کے پاس موجود ہے وہ اُسی روکی کی ثانی جاتی  
 ہے کہتے ہیں بہت بہت ہن صحت کے درمیان سے اسلام قبول کیا تھا۔ اس صلی  
 کے سوسے ریزانی دلی کی عید گاہ کی سیاہ دیور نظر آتی ہے رائے پتہ اور کے قلعہ  
 کے شمال کی طرف جہاں پاہ کی دیواروں کے آثار نظر آتے ہیں جو سیری کی کہتے  
 مصلوں تک پہنچے گئے ہیں سیری میں نگم پور کی ٹری مسجد کی سیاہ عمارت نظر آتی  
 ہے یہاں زیادہ سے شمال و عرب میں حرم خاص پر میر در شاہ کے مقبرہ کا سیترہ  
 لکھ نظر آتا ہے اور اسکے پار بعد رنگ کے مقبرہ کا یکیدہ شرف دکھائی دیتا ہے اور اُسی

بنائی جواب بھی لاٹ کے نیچے رکھی ہوئی ہے اور حبشی بابت کرشل سلیمان نے  
 لکھا ہے کہ اگر اصل کنڈ ایسا ہی تھا جیسا کہ کپتان اسمتہ نے بڑایا تھا تو بجلی نے  
 اچا کیا جو اسکو گرا دیا جن انگریزی سیاحوں نے اس لاٹ کو ۱۹۴۷ء میں دیکھا تھا  
 وہ لکھتے ہیں کہ لاٹ پر ایک نہایت شاندار سنگ سرخ کی برجی تھی۔ موجودہ کھڑا  
 نہایت سی بدزیب ہے اور اسے لاٹ کو کارخانہ کی چینی بنادیا ہے اگر اسکے اوپر جا  
 محراب دار دروں کا کنڈ اور بنادیا جائے تو بہت خوشنما ہو جائے۔ لاٹ کے سات  
 کنڈ مشہور ہیں اور یقیناً اسکے سات ہی کنڈ بنے تھے غرضکہ یہ تحقیق معلوم ہوتا  
 کہ پہلا کنڈ قطب الدین کے وقت میں تیار ہوا اور باقی منار الشمس کے زمانہ میں بنایا  
 گیا مگر ڈیڑھ سو برس بعد فیروز شاہ کے زمانہ میں اوپر کے دو کنڈ بجلی سے یا زلزلہ  
 گر پڑے تھے اور اس مشہور تعمیرات بنانے والے بادشاہ نے از سر نو دونوں اوپر کے  
 کنڈ بنوائے جہین چوتھا کنڈ بالکل سنگ مرمر کا ہے اور پانچویں کا بہت حصہ  
 مرمر کا ہے۔ نیچے کے کنڈ سب سنگ سرخ کے ہیں۔ نیچے کا کنڈ ۴۴ فٹ گیا  
 انچہ ہے اور اوپر کا کنڈ بائیس فٹ چار انچہ کا اور یہ دونوں بلکر کل منار کی او  
 بلندگی کے برابر ہے دوسرے کنڈ پچاس فٹ ساڑھے آٹھ انچہ کا اور تیسرا چالیس  
 فٹ ساڑھے نو انچہ اور چوتھا پچیس فٹ ۴ انچہ ہے یعنی دوسرے کنڈ کا ٹھیک نصف  
 ہے۔ پہلا کنڈ دو قطر بلند ہے اور چہہ کنڈوں کے قطروں کو جمع کر لو تو سارے  
 منار کی بلندی ہوتی ہے معاش برجی کے جو ابتد میں چوٹی پر بنی ہوئی تھی اور بغیر  
 برجی کے پانچ قطر بلند ہے قاہرہ میں جامع حسن کا منار اور اٹلی میں شہر فلورنس کا  
 منار اس مناس سے زیادہ بلند ہیں مگر تعمیر کی خوبی میں اور نقش و نگار میں اور حسن و صورت

سنا ہے کہ یہ تحارہ کی عمارت اسکی مسجد کے حوالی ضلع میں آگئی ہے۔ یوپی مختص  
 کی متعلقہ تائید ہے کہ جیسی مسجد کے سامنے کو قطب الدین نے ایسی مرضی کے موافق  
 جس جگہ اور طرح مناسب سمجھا استعمال کیا تحارہ کا کوئی حوالہ اصلی ہیئت اُردو مافی  
 نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان معتمد ستونوں پر ایک زمانہ میں بہایت عمدہ  
 استرکاری کی ہوئی تھی جس تصاویر کے اعصاب استرکاری میں چھپ سکے وہ تراش  
 دیئے گئے تھے اور جواب کر دیئے گئے تھے اور تو چھپ گئے تھے وہ سلم رہ گئے تھے  
 کہ اس میں دکھائی دیتا ہے کہ بعض سلم ہیں اور بعض کے اعصاب جواب کر دیئے گئے ہیں  
 مگر عقل کشیکم کے اس مسجد کی ٹری حوالی ان ہندو مافیات سے نہیں ہے بلکہ  
 ان عظیم الشان محرابوں سے ہے جسکا لپٹ دیا میں نہیں ہے اور جس میں زیادہ حوالی  
 لاٹ سے ہے جو مسجد قوۃ الاسلام کا سارہ ہے جیسا کہ دوسرے کھنڈوں پر سورۃ الحجۃ  
 کے کتبہ ہونے سے ثابت ہے۔ پہلے کھنڈ پر قطب الدین ایک اور اُن کے آقا محمد  
 اس سام بھی محمد غوری کا نام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد غوری کے زمانہ حیات میں  
 قطب الدین نے یہ کھنڈ مایا ہند۔ دوسرے قیسرے اور چوتھے کھنڈوں پر سلطان  
 اہمیت کا نام ہے اور یقیناً مافی کل سدا ان ہی کا ہوا یا ہوا ہے یا محرم کھنڈ پر قیسر  
 سادہ کمرست کا ذکر ہے اور یقیناً قیسر در شاہ نے اعلیٰ ساتے سے دونوں کے اوپر کے کھنڈ  
 اور سرور حوائے ہیں (شہ ۱۳۶۶ء) جس دروازے سے اوپر چڑھتے ہیں زمانہ حال کا  
 اور اوپر ۱۵۲۳ء کا کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر شاہ لودی نے اس کی  
 مرمت کی تھی جس سے یہ سادہ قیسر مورس تک اور قائم رہا اسکا بعد اگر مری  
 گورنمنٹ نے اسکی مرمت کرادی اور کتبہ اپنی بحیرہ شاہ ایک رُخ

آئندہ دروے ز سپہر کہو د	فیض بیک خواندنی قرآن فرود
غفلت تیج پر گنبد دروں	رفت زنہ گنبد والا بروں
گنبد او سلسلہ پیوند را	سلسلہ چوں کعبہ شدہ حلقہ رسا
خواند اعم کعبہ دیں خودش	پیش نشستہ حجر الاسودش
بندہ سنگش دروعل و عقیق	زدہمہ آزادی بیت العتیق
ہر کہ سعادت بودش رہنمائے	بر در او سر ہند انگاہ پائے
در سقش ز سما تاز میں	نصب شدہ جگہ ستونہاؤں دیں
قامت نمود کردہ موذن دراز	داوہ اقامت استون نماں

بن بطوطہ نے لکھا ہے کہ "مسجد بہت بڑی ہے اور خوبصورتی اور وسعت میں  
 اپنا نظیر نہیں رکھتی دہلی کے فتح ہونے سے پہلے وہ ہندوؤں کا مندر تھا اس کے  
 صحن میں ایک لاٹ ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ سات کہانوں کے پتھر سے بنائی  
 گئی ہے۔" اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوؤں کے زمانہ میں اس مقام پر کوئی بڑا تخانہ  
 تھا اور اسکی جگہ یہ مسجد بنائی گئی کیونکہ آج تک ہندو اس جگہ کو ٹھاکر دوارہ اور چونٹھ  
 کہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تخانہ کے چوتھے ستون تھے اور کچھ عجیب نہیں  
 کہ چونٹھ کھبے کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی یقین کرنا چاہیے کہ اس مسجد میں نہ  
 صرف اس تخانہ کا مسالا لگا ہے بلکہ جو ستائیس مندر شہر میں تھے اور وہ سب  
 سہیدم کئے گئے تھے اسکا بھی مسالا اس عمارت میں خرچ ہوا لیکن یہ نہیں کہہ سکتے  
 کہ قطب الدین کی مسجد میں جس جگہ منقش ستون جس طرح لگے ہوئے ہیں اس طرح اور  
 اسی جگہ اصلی تخانہ میں لگے ہوئے تھے اور قطب الدین نے مسجد قوۃ الاسلام اس طرح

اسی طرح کے ستون شمال کی طرف ہی تھے جو بالکل ٹوٹ گئے ہیں اس طرف ہی کھنڈ  
 در وارد تائیم کیا گیا تھا جو سترقی صلع لاٹ تک پہنچا دیا گیا۔ اس طرح سے سلطان  
 التمش نے قطب الدین کی مسجد کو شمالاً اور جنوباً پنج میں لے لیا اور شرق میں منار  
 تک بڑا دما سلطان شمس الدین التمش سلطان علاء الدین کے تحت زیر قبضہ تھے اور  
 میں انتقال کیا اور نکاح مقبرہ انکی بڑائی ہوئی مسجد کے عربی و شمالی کو یہ واقعہ  
 ہے۔ اسکے بعد سلطان علاء الدین خلجی نے التمش کی مسجد کو اور بھی بڑا کیا اسے  
 التمش کے حویلی ستونوں کو لاٹ سے بہت آگے تک بڑا دیا اور لاٹ سے توڑی  
 و طیر بہایت حوصلہ و تادان بنایا حقیقت میں حدیم اٹل اور لے لیر ہے۔ قلعہ  
 کی طرف کی محرابوں کو شمال کی طرف اس قدر بڑا کیا کہ قطب الدین اور التمش کی  
 محرابیں تھیں انکو دو گنا کر دیا اور علاء الدین نے قطب سار کی سندھ میں حوت کی طرف  
 جی توسیع کے وسط میں ایک دوسرا سار بنانا شروع کیا تھا جو تمام بڑ گیا چھ میا  
 قطب الدین کے مکان سے ہر طرح دو گنا بڑا ہوتا۔ مگر علاء الدین نے عمارت یوں ہی  
 میں سوالی تھی کہ دو گنا کر دیا اور انکی توسیع کے تمام آثار موجود ہیں جس طرح کہ سارا تمام  
 ہے جو کچھ حصہ مسجد کا موجود ہے انکی بات متعلق رائے یہ ہے کہ جب یہ سارا  
 ہوگی دیبا میں لا جواب ہوگی قطب الدین اور التمش نے جو محرابیں قلعہ کی طرف بنائی  
 تھیں انکا دیبا میں بطور میں ہے علاء الدین کی مسجد کی امیر حسرو نے قرآن سعد  
 میں یہ تخریب کہی ہے ۵

مسجد جامع عیسوی	۶	درمہ حلیہ او تمامہ
سر پرتھو گر متہ شہی	۶	سر پرتھو گر متہ شہی

میں ایک لاٹ لوہے کی گڑھی ہوئی ہے یہ لاٹ زمین سے ۲۲ فٹ بلند ہے اور  
 صرف تین فٹ زمین سے نیچے ہے۔ کہو دے سے معلوم ہوا کہ سرے پر لاٹ  
 گول ہے اور انہی سلاخوں سے جو بڑے بڑے پتھروں میں جمی ہوئی ہیں اسطرح  
 رُکی ہوئی ہے جیسے درخت جڑوں سے جڑکا ہوا ہوتا ہے۔ واقف کاروں کی  
 رائے میں یہ لاٹ ڈھلے ہوئے لوہے کی نہیں ہے بلکہ تھوڑوں سے پیٹ کر بنائی  
 گئی ہے جو چھ سنسکرت کی سطح پر اس پر کھدی ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 یہ راجہ دہاویا راجہ بہاؤ کے عہد حکومت میں دشمنو کے نام کی بنی ہے جسکی بات  
 یقین کیا جاتا ہے کہ وہ میٹری یا چوہتی عیسوی صدی میں گزرا ہے اور بعض کے  
 نزدیک چھٹی صدی میں ہوا ہے کچھ عبارت انیک پال دوہم کی طرف سے بنی ہے  
 راجہ نے سسٹھہ عہد میں دہلی کو دوبارہ آباد کیا تھا۔ اور عبارت لاٹ پر کندہ کرا دی  
 تھی کچھ کتبہ ایک چوہان راجہ کی طرف سے ہے قطب الدین کے بعد سلطان التمش  
 نے اس مسجد کو اس طرح وسعت دی کہ قبلہ کی طرف کی محرابوں میں شمال اور جنوب  
 کی طرف تین تین دربارہائے جنین سے بچ کا دربار اور بغلی درجہ چھوٹے ہیں انکی بلند  
 قطب الدین کے دروں کے برابر ہے انپر بھی کام و سیاہی ہے جیسا قطب الدین کے  
 دروں پر۔ م کیا ہوا ہے مگر انہیں سے کوئی درباری نہیں ہے نہ صرف بازو باقی رکھے  
 ہیں محرابیں گر پڑی ہیں جنوب کی طرف راس پتھر کے بتخانہ کے ستون موجود ہیں اور  
 قطب صاحب کی لاٹ سے ملا دیے گئے یہ ستون سنگ خار کے ہیں چتر رشتہ  
 عہد نقاشی سے پہل جانور اور بتوں کی صورتیں کھدی ہوئی ہیں جو قابل دید ہیں  
 اور انکی چہت پتھر سے بٹی ہوئی ہے اور ہر ہی ایک دروازہ تھا جسکا نشان باقی ہے



کی محراب برسی میں نے یہی تاریخ پڑھی انھوں نے مجھے بیان کیا کہ امیر قطب الدین  
ایک نے دہلی فتح کی تھی حوشتاب الدین محمد اس سام عوری شاہ عزنی و جہاں  
کے یہ سالار تھے امیر تیمور نے دہلی کا حال اس طرح لکھا ہے جو اس لوطہ کے یا  
سے بہت مطابق تھا وہ کہتے ہیں جب مجھ کو دہلی کے لوگوں کے قتل سے حسرت  
ہوئی میں شہروں کے گرد پیرا سیری ایک گول شہر ہے۔ اسکی عمارت بلند ہیں  
گرد قلعہ پتھر اور اسٹ کا سا ہوا ہے اور بہت مصوط ہے ایرانی دہلی کا سی پیا  
قلعہ ہے مگر سیری سے ٹرا ہے سیری کے قلعہ سے ایرانی دہلی کے قلعہ تک ایک  
دیوار ہے عریتر اور جوئے کی سی ہوئی ہے جس حصہ کا نام جہاں پیا ہے  
وہ آباد شہر کے بیچ میں ہے اس قیوں شہروں کی تحصیل ہے اور تین دوار ہیں  
جہاں پیا کے میترے دروازوں میں سیری کے دس دوار ہیں اور ایرانی دہلی کے  
دس دروازوں میں بعض میں سے شہر کے باہر کو راستہ ہے اور بعض کا شہر کے اندر  
ہے جب میں شہر کے معائنہ سے تنگ گیا تو میں مسجد جامع میں گیا وہاں سید  
اور فقہا اور شیخ اور علماء شہر جمع تھے اور اُنکے ساتھ اُنکے حصہ شہر کے  
ماتھے تھے۔ میں نے اُنکو ملایا اور اُنکی تسلی کی اور بہت عرت کی اور خلعت  
والعام دئے اور ایک فر اُنکے ساتھ کر دیا کہ اُنکے حصہ شہر کی حفاظت کرے  
اُنکے بعد میں سوار ہو کر اپنے خیمہ کو چلا گیا۔

جہاں پیا کی تحصیل کے اندر پہونچ کر درمک سے چپ سوگر معرب کی طرف بھٹی کیا  
دشی ہے موضع کا لا سرے میں ایک تختہ مگر عمدہ سمہ نظر آتی ہے اس کے بعد وہ  
جیسی میں سے گرد کر رہا ہے ہاتھ کی طرف سمت سے پڑنے مکانات اور قریں نظر آتی ہیں

جب سڑک کو نویل ملے کر لیں تو وہاں جہاں پناہ کی فصیل کا وہ سرا ملتا ہے جس سے قلعہ سیری اور قطب صاحب کی چرائی دہلی ملا دی گئی تھی اور سب شہر مگر ایک شہر کر دیا گیا تھا ابن بطوطہ جو تیمور سے قس برس پہلے دہلی میں آیا تھا اُس کا حال اِطرح لکھتا ہے کہ دہلی کا شہر بہت وسیع ہے اس میں چار شہر ملے ہوئے ہیں چرائی دہلی جس کو مسلمانوں نے ۷۷۵ھ میں فتح کیا تھا۔ (۲) سیری جس کو دارالخلافہ ہی کہتے ہیں (۳) تغلق آباد جس کو سلطان تغلق نے آباد کیا تھا (۴) جہاں پناہ جس میں موجودہ سلطان محمد شاہ رہتے ہیں اور خاص اپنی سکونت کے لیے بنایا ہے اُن کا ارادہ تھا کہ ایک فصیل ان سب شہروں کے گرد بنادی جائے اور اس فصیل کا ایک حصہ اُنہوں نے بنایا ہی مگر آخر میں اُس ارادہ سے باز رہا کیونکہ بہت بڑا صرف پڑتا تھا۔ دہلی کی فصیل کے برابر کوئی فصیل دنیا میں نہیں وہ دس گز عریض تھی اُنہیں پہرہ والوں کے لیے اور سامانِ سدا اور میگزین کے لیے کر کے بنے ہوئے ہیں بعض کمروں میں ایسے نشان ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کی توہین نہیں ان کمروں میں غلہ مدتوں تک اچھی حالت میں رہتا ہے بالکل نہیں بگڑتا میرے سامنے کچھ چانول پکائے گئے تھے۔ اُن کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا مگر ذائقہ اچھا تھا۔ اِس طرح کچھ باجرہ بھی میرے سامنے نکالا گیا تھا نوے برس ہوئے کہ غلہ سلطان بلبن نے بہر وایا تھا۔ \* - \* - \* فصیل کا نیچے کا حصہ پتھر کا ہے اوپر کا حصہ اینٹ کا بنا ہے فصیل میں اٹھائیس دروازے ہیں جن میں سے سب میں بڑا دیوٹی دروازہ ہے۔

ہندوستان کے قاضی کمال الدین محمد ابن برہان الدین غزنوی نے مفصل کیفیت مجھے بیان کی کہ اِس طرح ۷۷۵ھ میں کفار سے دہلی فتح کی گئی تھی۔ شہر کی بڑی مسجد



ایک سنگین خوشنما بارہ درمی بنی ہوئی تھی جسکے کچھ آثار اب تک باقی ہیں بعض کے نزدیک یہ بارہ درمی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ اس مکان سے حوض خاں تک ایک نقب لگی تھی۔

### بیگم پور کی مسجد

بیگم پور کی مسجد دہلی کے گرد و نواح کی کل مسجدوں سے سوائے جامع مسجد شاہجہاں آباد کے ٹہری ہے شہداء کی تعمیر ہے خان جہاں خاں کی کل مسجدوں سے تعمیر میں بہترین ہے اور قابل دید ہے۔ باہر سے کوئی تین سو فٹ مربع ہے اندر سے ۴۴ فٹ طویل اور ۲۳ فٹ عریض ہے۔ اس مسجد میں چند انگریز عید گاہیں چھپے رہے تھے۔ سڑک کے اور اس عمارت کے بیچ میں ایک نہایت عمدہ عید گاہ ہے جسکے سروں پر گول ٹنچ ہیں جو خاص پٹانوں کی طرز کے ہیں۔ یقیناً یہ وہی عید گاہ ہے جہاں دہلی کی لڑائی کے بعد تیمور نے اپنے خیمے ڈالے کہتے ہیں کہ تیمور کی سیکات عید گاہ کو دیکھنے آئی تھیں اور لوگوں نے انکی کچھ توہین کی تھی اسکی سب سے دہلی میں قتل عام ہوا تھا جب سلطان محمود اور ملو خاں میدان جنگ سے بہاگ گئے تو امیر تیمور لکھتے ہیں کہ میں گہوڑے پر سوار ہو کر میدان کے دروازہ کی طرف روانہ ہوا اور عید گاہ کے دروازہ پر جا اتر یہاں ایک وسیع اور بلند مکان ہے اور میں نے حکم دیا کہ میرے خیمے یہاں نصب کیے جائیں اور عید گاہ میں تخت رکھا جائے۔ اس مقام پر دہلی کے لوگوں نے اگر متابعت قبول کی تھی۔

سڑک کی داہنی طرف ایک میل پر فیروز شاہ کے مقبرہ کا برج و کہانی دیتا ہے جو حوض خاص کے مشرقی جنوبی گوشہ پر واقع ہے لڑائی کے بعد امیر تیمور حوض خاص کے

کسارہ یا اگر ہڑاہا اور دہاں اُسکے املنے فتح کی سارکنا ددی تھی۔ حوص حا  
 مات امیر تیمور کہتے ہیں کہ یہ حوص میر و ذساہ کا سوا یا ہوا ہے اس حوص  
 ایک تیرکے بلے سے زیادہ ہیں اور چاروں طرف اسکے عمارات سی ہوئی ہیں۔  
 اسیں اب بانی ہیں ہے مگر بچے سے اتر کر دیکھے سے بہت ہی بہار معلوم  
 ہے اسکے وسط میں حوص تسمی کی طرح ایک مروح تھا۔ اسکے مشرقی اور جنوبی  
 حصہ میں بیڑھیاں اور دیو لروں میں صحیحان سی ہوئی تھیں حوٹ گئی ہیر  
 حوص ایک کئی گیکہ بحیہ کا ہے دسے در وارہ رچوہ سے کچھ کہتہ کہا تھا حوص  
 پہلے ہی اٹھ گیا تھا اور صرف آٹا ٹاٹا تھا۔ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰  
 السلطین سلطان میر در شاہ حلد اسد ملکہ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰  
 ثاب تراہ و جل الحمتہ متواہ اس نکتہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حوص  
 کو سلطان میر در شاہ نے تعمیر کیا تھا حوا نو کر شاہ کے بعد سلطنت میں ماہ  
 تھا و میر در شاہ کا انتقال ۱۰۱۰ھ میں ہوا اب ہی مقررہ کے اندر مروح میں کچھ  
 آمیری ماتی ہے سکندر شاہ لودھی نے مقررہ کی مرمت کی تھی اور حال میں  
 گورنٹ کی طرف سے ایکی خاص مرمت ہوئی ہے حوص مقررہ میں تین سنگ  
 قریں میں کہتے ہیں کہ ایک ماد ساہ کی ہے دوسرے ناصر الدین تعلق شاہ کی  
 در تیسری اُسکے پوتے کی ہے اسکے پاس عیونے عیونے روم میں مملکہ آہ  
 کر یہ کہتہ کہا ہوا ہے۔

ان عمارت در عہد دولت سلطان الاعظم سکندر شاہ سلطان حلد اسد ملکہ و  
 دشاہ گندماہی شیخ تہا الدین تاجاں و سلطان ابو سعید تبارج ہم مصائر

ایک سنگین خوشنما بارہ درمی بنی ہوئی تھی جسکے کچھ آثار اب تک باقی ہیں بعض کے نزدیک یہ بارہ درمی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ اس مکان سے حوض خالص تک ایک نقب لگئی تھی۔

### بیگم پور کی مسجد

بیگم پور کی مسجد دہلی کے گرد و نواح کی کل مسجدوں سے سوائے جامع مسجد شاہجہاں آباد کے دوسری ہے۔ ۱۳۵۰ء کی تعمیر ہے خان جہاں خاں کی کل مسجدوں سے تعمیر میں بہترین ہے اور قابل دید ہے۔ باہر سے کوئی تین سو فٹ مربع ہے اندر سے ۴۴ فٹ طویل اور ۲۳ فٹ عریض ہے۔ اس مسجد میں چند انگریز عید گاہیں چھپے رہے تھے۔ سڑک کے اور اس عمارت کے بیچ میں ایک نہایت عمدہ عید گاہ ہے جسکے سروں پر گول ٹنچ ہیں جو خاص پٹانوں کی طرز کے ہیں۔ یقیناً یہ وہی عید گاہ ہے جہاں دہلی کی لڑائی کے بعد تیمور نے اپنے خیمے ڈالے کہتے ہیں کہ تیمور کی بیگمات عید گاہ کو دیکھنے آئی تھیں اور لوگوں نے انکی کچھ توہین کی تھی اسی سبب سے دہلی میں قتل عام ہوا تھا۔ جب سلطان محمود اور ملو خاں میدان جنگ سے بھاگ گئے تو امیر تیمور کہتے ہیں کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کے دروازہ کی طرف روانہ ہوا اور عید گاہ کے دروازہ پر جا اتر یہاں ایک وسیع اور بلند مکان ہے اور میں نے حکم دیا کہ میرے خیمے یہاں نصب کیے جائیں اور عید گاہ میں میرا تخت رکھا جائے۔ اس مقام پر دہلی کے لوگوں نے اگر متابعت قبول کی تھی۔

سڑک کی داہنی طرف ایک میل پر فیروز شاہ کے مقبرہ کا بروج دکھائی دیتا ہے جو حوض خاص کے مشرقی جنوبی گوشہ پر واقع ہے لڑائی کے بعد امیر تیمور حوض خاص کے

اس طرح کے یاس ایک والاں ہے حکام چارہے کہتے ہیں کہ کسی داگر  
کی مست لوری ہوئی تھی تو اسے یہ دالاں سوایا تھا۔ اس کے یاس دالاں والاں  
ساہو ہے جو مجلس حاہ کہلاتا ہے یہہ عسرت علیاں کا سوایا ہوا ہے۔ ایک طرف  
سگ مرمر کی لوح یر یہہ یایج کدو ہے۔

قال محمد حبیب اللہ امامیۃ العلم و علی ماہا ۱۰۲۳ ہجری ۱۰۲۳ ہجری ۱۰۲۳ ہجری ۱۰۲۳ ہجری  
یہا صا دشاہ جاری ہوچ ارتاد لواب قدسیہ حضرت صاحبہ سایہ ماہنام نو  
یہا صا دشاہ صاحبہ سرسراہی حاکم لطف علی حال تعمیر قلعہ مجلس حاہ و مسجد  
و حوض و یک سال مرتب شد ۴

حس میداں میں سے یہ شکر گری ہے اسی میدان میں سلطان محمود شاہ اور امیر تیمور  
لشکر سے ۱۲- و ۱۳- و ۱۴- کو ایک عزیز لڑائی ہوئی تھی جس میں سلطان محمود کو کامل  
شکست ہوئی امیر تیمور جہاں مانے شکر دہلی کے سامنے پہنچا تھا۔ اس شکر میدان  
میں دہلی کی روح و مقدر بہادری سے حال تو ظہر لڑا کہ جو میر تیمور نے انکی تعریف کی ہے  
بیع منزل اسکے بعد شکر کی وائش طرف محاذ پر ہے اور موضع کریہ ماٹیں تھیں  
کی طرف ہے اسکے سامنے شکر کے نزدیک ملک مقبرہ بٹاؤں کے وقت کا ہے  
اور اسکے پیچھے موضع حوض خاص کے قریب دوسرا مقبرہ ہے ماٹیں ہاتھ خوب  
کیطرب و بیع سرل کی مسد تعمیر نظر آتی ہے اور اسکے یاس گیم پور کی مسجد کی  
سیاہ دیواریں دکھائی دیتی ہیں بیع سرل بہات مسد ہے کیا سمجھ ہے کہ یہہ  
سکان محمد تعلق کے قصر سرستوں کا ایک حصہ ہو ایک مسد طرح حارہ داروں  
کا کو رہا ہو ہے اور انکی دیواریں سے اوپر جانے کا راستہ ہے جہاں لنگر خانہ

جسپر وقایق و مدارج بنے ہوئے تھے لوگ اُکھیر کے لے گئے اور جستر دو اتر لٹل  
کے دونوں بروج ہی بگشتہ خال باقی ہیں۔ یہاں سے مشرق کی طرف ایک میل  
پر مادہ گنج کا موضع ہے جو اب تک یاست جے پور کی جاگیر ہے یہاں ایک مانہ  
میں راجہ جے پور کا محل اور صہیل بنا ہوا تھا۔ یہاں سے مشرق کی جانب نصف  
میل پر اوگر سین کی باولی نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے

### کربلا

منصور کے مقبرہ سے سید ہی رطک قطب صاحب کو لگتی ہے جو یہاں سے پانچ  
میل پر ہے راہ میں بائیں طرف علی گنج کا احاطہ ہے جہاں نجف خاں کا مقبرہ ہے  
اور تربت نجف انکی وفات کا مادہ تاریخ ہے انھوں نے مغلی سلطنت کو بہت  
دن تک مرثیوں کے ہاتھ سے بچایا انکے مقبرہ کے پاس کربلا ہے جہاں  
تغیرے دفن ہوتے ہیں۔ یہ احاطہ مرزا شرف بیگ کا بنوایا ہے۔  
کربلا کے برابر میں شاہ مرداں کا احاطہ ہے اُسکے شمالی دروازہ پر ایک کتبہ کندہ  
ہے

اس احاطہ میں ایک سنگ مرمر کا مجر ہے مجر کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے  
بیچ میں سنگ مرمر کا حوض ہے اور اس حوض میں ایک پتھر سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے  
جو حضرت علی کا نقش قدم بیان کیا جاتا ہے اسکے کناروں پر یہ شعر کندہ ہے  
برزینے کہ نشان کف پائے تو بود ساہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود  
اسی سبب سے اس مقام کو علی جی ہی کہتے ہیں اس مجر کے پاس ایک جرج ہے  
جس میں کسی مرد کو نہیں جانے دیتے اور وہ جرج کا سہ حضرت فاطمہ کا کھلاتا ہے



شیدی ملال محمد جاں کے اہتمام میں تین لاکھ روپیہ کی لاگت سے یہ مقبرہ تیار ہوا۔ مقبرہ کے اندر یہ تاج کدہ ہے۔

روادار فائز رحلت کریں

حوالہ صفحہ ۱۰۰۰۰۰۰۰

کہ پادا مقیم ہست کریں

جین سال تاج اوست رقم

یہ مقبرہ مسلمانوں کی سب سے آخری شری عمارت ہے۔ عماروں نے اگرہ کے تلح کی نقل اتاری ہے مگر بہت کچھ اختلاف ہی ہے۔ کوہوں کے رحوں کا کام بہت عمدہ ہیں ساگر پچ میں جو سگ ماسی میں سگ مرمر کی پچہ کاری ہے بہت ہی خوبصورت ہے حوضت کاری اندکی استرکاری میں کی گئی ہے۔ عراب ہے مگر قمر کی پچی کاری بہایت خوبصورت ہے مقبرہ کے ماع کا دروازہ اور شمال کی طرف سگ سرج کی مسجد بہت ہی خوبصورت عمارتیں ہیں۔ خوبصورت احاطہ میں ایک مکان سا ہوا ہے حکومتی محل کہتے ہیں اور عرب کی طرف ایک دوسرا مکان ہے مکان نام جنگلی محل ہے مشرق کا مکان بادشاہ لپہہ کہلاتا ہے۔ مقبرہ کے چاروں طرف چار ہریں ہیں اور اب ملغ بہت آراستہ کیا گیا ہے یہاں دیلی کے اکثر لوگ سیر تاشہ کو آیا کرتے ہیں

### جشن منتر

مقبرہ کے مقبرہ سے تھوڑی دور در دیلی کی طرف حشر منتر کی عمارت قابل دید ہے یہ رصد گاہ راجہ سے سگہ والی ہے ہر کی مانی ہوئی ہے جو سگہ عوامی سانی گئی تھی اسکے تیار ہونے کے پچاس برس بعد ماث رہروں نے اس عمارت کو بہت عراب کر دیا تھا مقاس یعنی قوس محل الہیات تک جاتی ہے مگر اس کا سگہ مر

کی مسجد ہے۔ یہ مسجد سکندر خاں لودھی نے ۱۷۸۸ء میں بنوائی تھی۔ اسی مسجد کی نقل پر شیر شاہ نے پڑانے قلعہ میں ایک مسجد تعمیر کی تھی جسکا نمونہ یہ ہے اور قطب صاحب میں جمال کمال کی درگاہ کی مسجد بنائی گئی تھی۔ مسجد کے دروازے کی محراب ہندی قطع کی ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ جو کام مسجد کی ردکار برہمہ ہے شاید اس کی نقل ہمایوں کے مقبرہ میں آٹاری گئی ہے اس مسجد سے

### موضع شاہ پور

اس مسجد سے جنوب کی طرف نصف میل پر قلعہ سیری کے کھنڈرات ہیں جہاں اب موضع شاہ پور آباد ہے راہ میں ایک بہت عمدہ باولی ہے جو سکندر لودھی کی بنائی ہوئی ہے اور سیری کے کھنڈرات کے پاس ایک بڑی مسجد ہے جسکو محمدی مسجد کہتے ہیں جسکا ایک برج ہے یہاں سے وہ شمالی مغربی حصہ فصیل کا جو چال پناہ اور پرائی دہلی کو سیری سے ملاتا تھا بخوبی نظر آتا ہے۔

قلعہ سیری کی فصیل سے مغرب کی طرف تین سو گز پر ایک احاطہ ہے جو مخدوم ہندوؤں کے نام سے مشہور ہے اسکا دروازہ ہندوانی وضع کا ہے۔ احاطہ کے اندر ایک خوبصورت مسجد ہے جسکی عمارت کی وضع بٹھانوں کے زمانہ کی ہے یہاں ایک قبر ہے اور ملک دالان ہے۔ یہاں پہلے سنگ سرخ کی عمدہ جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس احاطہ پر درختوں کا گہرا سایہ ہے اور نہایت خوش منظر مقام ہے جو سڑک ہمایوں کے مقبرہ سے خیر پور اور مبارک پور ہوتی ہوئی آئی ہے اس کی انتہا پر منصور کا مقبرہ ہے نواب منصور علیخان صفدر جنگ ادوہ کے اول نواب کے بستے اور جانشین تھے اور احمد شاہ کے وزیر تھے اسکا انتقال ۱۷۵۳ء میں ہوا۔

مجلس جا رہے ہیں عمارت مشہورہ کی سی ہوئی ہے۔ اس مسجد کی استرکاری  
 میں بہت عمدہ کام سا ہوا تھا جسکا عموماً اب ہی بہت کچھ باقی ہے۔ موضع کے  
 شمال کی طرف ایک سڑج ہے جسیریلی جیسی کا جو تصویرت کام اب تک کچھ کچھ  
 موجود ہے معلوم نہیں کہ کسکی قبر ہے اس سے چار سو گز آگے سکندر لودھی ہلو  
 کا مقبرہ ہے جسکا انتقال ۸۱۷ ع میں ہوا تھا اور اُس کے دوسرے بعد علی سلطنت  
 ہند وستان میں قائم ہوئی اس مقبرہ کے احاطہ کے نیچے چراج دہلی کی طرح مالربہا  
 چسرسات محالوں کا ایک میل ہوا تھا اور اس پہلے بروہہ شہر کی تھی جس سے میرورگناد  
 سیری اور پُرانی دہلی سے ملتی ہوا تھا یہ عمارت نہایت عمدہ ہے اور نیکاسطرت  
 ہی اچھا ہے اس مقبرہ میں جس ستون پر قبر کے سر پہ چراج روشن ہوتا ہے وہ  
 کسی جیسی مسد کا ستون ہے۔

### موضع مبارک پور

شہر سے نصف میل کے فاصلہ پر موضع سارکیور میں سارک شاہ کا مقبرہ اور  
 مسجد ہے سیدوں کے حاماں میں یہ دوسرا مادیاتہا مشہورہ ع میں یعنی ۵  
 رمضان ۸۳۲ کو مار ڈالا گیا تھا مقبرہ بہت پہلے ہے اور گرد میں محراب اور  
 ظلام گردن ہے مقبرہ سگ حارا کا سا ہوا ہے۔ مقبرہ کے گرد ایک فصل ہے۔ اٹا  
 کے ماہر ایک مسجد سے جسکی تین گندہیں گھاؤں کے ماہر مشرق کی جانب سڑج  
 کی عمارت ہے۔ اس میں حوٹا سڑج ہے اسکو لوگ سیدوں کے حاماں کے اولاد  
 مصر حاماں کا مقبرہ متاقتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تین سڑج ٹرے حاماں چوٹے  
 حاماں کا مکملے حاماں کے ہیں۔ سارکیور سے جنوب کی طرف میل بھر کے فاصلہ پر موضع

نظام الدین کی بادی بناتے ہیں تو بادشاہ نے حکم دیا کہ انکے ہاتھ کوئی  
تیل نہ فروخت کرے پہر اند میرے میں کیونکر بنا بیٹھے حضرت کی دعا سے بادی  
کے پانی نے تیل کا کام دیا جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ نے بدو عادی  
تو بادی کا پانی کہا رہی ہو گیا مگر اس کے مقابلہ میں شاہ صاحب کی بدو عادی کا یہ  
نتیجہ ہوا کہ تعلق آباد آجک ویران پڑا ہوا ہے جو کبھی آباد نہیں ہوا مگر بادی کی  
تاریخ چشمہ و لکشا ہے جس سے ۱۲۵۰ھ نکلتے ہیں اور تعلق بادشاہ چار سال کی  
سلطنت کے بعد ۱۲۵۰ھ میں مارا گیا ہے نظام الدین سے مشرق کی طرف مبارک پور  
کی سڑک پر پٹانوں کے وقت کا شکر تیل ہے جو بہت عمدہ بنا ہوا تھا اور اسی نالہ  
پر ہے جس پر بارہ بار تعمیر ہوا ہے نظام الدین سے اگر صدر جنگ کے مقبرہ کی طرف  
جاؤ تو نصف میل پر سڑک کی داہنی طرف موضع خیر پور ہے اور ڈوڑھ  
میل پر سڑک کی بائیں طرف مبارک پور ہے سڑک اور موضع خیر پور  
کے درمیان میں محمد شاہ کا مقبرہ ہے جو سیدوں کے خاندان  
کے تیسرے بادشاہ تھے اور انکا انتقال ۱۳۴۵ھ میں ہوا تھا یہ عمارت  
ہشت پہل ہے اور باہر کی طرف محراب دار والاں میں جیسے خانہ  
اور مبارک شاہ کے مقبروں سے قطع بہت ملتی ہے اندر کا کام کسی  
نرمانہ میں بہت خوبصورت ہو گا موضع خیر پور میں ایک مسجد ہے جو  
دور سے مقبرہ معلوم ہوتی ہے اسکا دروازہ نہایت خوبصورت ہے یہ  
دروازہ بہت عالیشان اور سبکی حلائی دروازہ سے قطع ملتی ہے دروازہ  
کے آگے نہایت خوبصورت صحن ہے جسکی ایک جانب مسجد اور ایک جانب

نخاں مایع امتام عمارت

رہحرت ہعقد و ہتاد مک لود

مدیں حاجوں سیائے حد مقدم

مرستہ ما واند علم

ماولی کے حور و معرب میں مانی کو کلدائی ست ملایم حاں کی قسحہ حیر سنگ مرمر  
کا رُج ہے اور قمر ہی سنگ مرمر کی سی ہوئی ہے اشیر آیات قرآنی اور نود و  
نام اند کے ہایت خوشخط گہدے ہوئے ہیں

ارول صاب یسید پاک شربت

ماوہبہ دم بخوریاں بہشت

ست ملایم حاں سالہ ۶

سال تیار ع قوت او ختم

آہ سر دے کشید و گنت گھو

ماے کو کلدائے ۵ - ۵

ماولی کے سنالی سکریر معرب کی طرف پٹھانوں کے وقت کا گند ہے حکما حال  
معلوم ہیں کہ گسکا ہے اور اسکے یاس ایک دو ستر لہ مسجد پٹھانوں کے وقت کی ہے درگاہ  
کی قدیم چار دیواری بہت ٹوٹ بیوٹ گئی تھی اسکی مرست احمد بخش حاں صاحب نے  
کرادی تھی اور دروازہ پر پیہ مصرعہ سنہری حروں سے کھوا دیا تھا شہاں عجب  
گر ہوا درگاہ ۴ ماولی میں گرد کے مکانات کی حیثیت پر سے حادموں کے بچے کودتے  
ہیں اور اسقد جالاک ہوتے ہیں کہ پیہ کوڑی دوتی کال لاتے ہیں دوتی میں یہ روایت  
ساں اردو حالین ہے کہ جس ماہ میں یہ ماولی تیار ہو رہی تھی تعلق شاہ ایسا قطعہ اور شہر تیار  
کر رہے تھے کل سہارن کو وہاں سر دتی کام کرنا پڑتا تھا۔ جو کہ معمار حضرت نظام الدین  
سے عقیدت رکھتے تھے دن کو بادشاہ کا کام ساتے تھے اور شب کو آپ کی ماولی کو  
ستعلوں کی روستی میں تیار کرتے تھے جب محروں سے ماوتاد کو ضروری کہ دن کو معمار  
سے کام ٹیکہ جس ہوتا کہ وہ ادگتے ہیں اور ادگہ کی وجہ یہ ہے کہ شب بہرہ ستا

عرفت جہاں سادہ اندر لوح خاکین  
مہدی خواجہ سید با جاہ و جلال  
گفتہ سعی جمیل مہر ری خواجہ

طریق سادہ لوحی بن نشان عشق پاکین  
شد بانی این اساس بے شبہ و مثال  
تاریخ بناے این چو گردید سوال

اسی جگہ انخوند میر موسیٰ کی بھی قبر ہے مگر اسکا نشان نہیں رہا۔

مرزا کے احاطہ کے شمالی دروازہ سے جو فیروز شاہ کا بنوایا ہوا ہے نکل کر مجلس خانہ  
میں پہنچتے ہیں جسکو اورنگ زیب کا بنوایا ہوا کہتے ہیں ادھر سے بادل کی کارستان  
جسکو مہر شاہ نے پڑا کر چھتا بنا دیا ہے۔ بادل بہایت خوشنما بنی ہوئی ہے  
کہتے ہیں کہ آپ کے سامنے ہی بادل تیار ہو گئی تھی۔ بادل کے گرو کے مکانات  
پیشانوں کے زمانہ کے ہیں جنوبی ضلع کی طرف فیروز شاہ کے عہد کی عمارت کے  
دے ہیں یہاں ایک پتھر پر یہ شعر کندہ ہیں

بعہد دولت شاہ معظم  
ملار دین احمد شاہ فیروز  
موفق گشت ارحم پسند معروف  
جواد روضہ شیخ الشارح  
وحید الدین قرشی والد من  
یحسن اعتقاد و صدق اخلاص  
مراجوں برویش شیخ عالم  
بنظ خود مرآت معروف خواندہ  
بجا و ارم کز الفناں مبارک

نخبۂ حسنہ و اولاد آدم  
شہ صاحب قرآن سلطان عظم  
اساس این عمارت کرد محکم  
نظام الحق والدین قطب عالم  
کہ با اہل ارادت بود ہم دم  
در ہر رولی اسرار محرم  
بدست خود گرفت و کرو نام  
درین عالم چو شیخ عیسوی دم  
دراں عالم بود معروف پرچم

بازانی جو ترہ کا راستہ ہے جہاں آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ تسریع کیا کرتے  
تھے اس جو ترہ پر میر حسرو کا مراد ہے اٹکا اعلیٰ امام الواس تھا اور اس کے والد کا نام  
سید الدین محمود تھا پیر کے چند ہیے بعد ششہ ہجری میں اٹکا انتقال ہو گیا پہلے قمر  
یہ کوئی مجھ تھا اور نہ گند موجودہ محمد اور گند سنگ مرمر کا طاہر محمد عاد الدین جس  
سرور نے سلطہ عین تعمیر کرایا تھا گند کے گرد سنگ مرمر کی حاکان لگائی  
گئی ہیں اور جنوب کی طرف علام گردش ہے جس سے گند تک روشنی کم پہنچتی  
ہے طرح کے اندر کی دیواروں پر یہ کتبہ کندہ ہے

مار و صہ تو مرا سیادست  
یعنی ارلی ہیتہ مار است  
مار و صہ لگو کہ حائے زارست

اسے حسرو بے نظیر عالم  
تعمیر ہو دطا ہر آن را  
تا یح شایست عقل گھسا

مارادشاہ کے زمانہ میں ہمدی حواہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح مرہبہ تاریخ  
دعات کہو دوا کر لگا دی ہے وہ یہ ہے

لاھد لا امد محمد الرسول امد

امداداں مار شہبشاہ عاری  
آن محیط فصل و دیاسے کمال  
نظم اوصافی تر از آب رلال  
طوطے شکر مقال سے متال  
یوں ہوا دم سر بر اوئے خیال  
دیگر سے شد طوطے شکر مقال

ریں را ایں لوح شد مرقرار  
میر حسرو حسرو ملک سخن  
شرا و گشت بجز ما و میں  
بہل دستاں سرائے توین  
انہ پے تاریخ سال موت او  
شد مدیم السل یک تاریخ او

زمین تھیں اور شاہجہان کے سولہ برس بعد اور اپنی بہن روشن آرا  
 بیگم کے دس برس بعد انکا انتقال ہوا تھا یہ مجھ سنگ مرمر کا  
 اور نہایت خوشنما جالیاں سنگ مرمر کی چاروں طرف لگی ہوئی ہیں جہاں آرا  
 نے اپنی زندگی ہی میں خدام سے اپنے مدفن کے لیے تین کروڑ روپیہ دیکر زمین مولی  
 تھی مگر اور سنگ زریب نے دو کروڑ واپس لے لیے کہ شرعاً ایک ثلث سے زیادہ وصیت  
 جائز نہیں ہے اور میں مجھ کو بھی انھوں نے اپنے سامنے تیار کر لیا تھا۔ مجھ میں جلدوبی  
 ہیں ایک چھوٹی تین بڑی جہاں آرا بیگم کے سر اسنے مزار کی لوح پر یہ مشہور شعر  
 کندہ ہے ۛ بغیر سبزہ پنوشد کے مزار مرا ۛ کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است  
 الفقیرۃ الفانیۃ جہاں آرا مرید ۛ خواجگانِ چشت بنت شاہجہان  
 اس کے پاس کی قبروں میں بعد کے بادشاہوں کی اولاد مدفون ہے جہاں آرا بیگم  
 کے مجھ کے پاس محمد شاہ بادشاہ کا مجھ سے یہ بھی نہایت عمدہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے  
 اور دروازہ میں قد آدم پٹ سنگ مرمر کے تراشے ہوئے ہیں اس مجھ میں محمد شاہ کی  
 قبر کے پاس نواب صاحبہ محل انکی بیوی اور ایک اسکے پوتے کی قبر ہے اور ایک قبر  
 اس شہزادی کی ہے جسکا نام اور شاہ کے ساتھ نکاح کیا گیا تھا۔ محمد شاہ کا انتقال  
 یعنی سنہ ۱۱۰۹ھ ہوا تھا۔

اس کے پاس مرزا چانگیر کا مجھ سے جو محمد شاہ کے مجھ کی طرح عمدہ ہے مرزا جہانگیر  
 اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے اور انگریزوں نے انکو الہ آباد میں نظر بند کر دیا تھا کیونکہ  
 انھوں نے سیٹھ صاحب ریڈنٹ کو پیچھے مارا تھا۔ نواب محل انکی والدہ نے  
 ان کا جنازہ الہ آباد سے منگو کے بہانہ دفن کرا دیا تھا درگاہ کے صحن کے جنوب کونے



عزاد ہی اس جہت پر یہ کتبہ کمدہ ہے۔

کہ محبوب ۴ ۴ ۴ ۴ ۴	۱	یاد نگاہ لطاف الحق والدین
سلسلے حاکم گنگوشتی	۲	چو این سف مطلق و منقش
کہ آں حاکم ۲ ۲ ۲ ۲ ۲	۳	وصال این سف آرائیں
گما تمانے کار چینی ست	۴	۱-۲-۳-۴-۵-۶

اکر شاہ ثانی نے جوئے کے رُوح کی جگہ سگ مرمر کا رُوح سوا دیا اور اُسیر سہری لگا دیا حال میں سگر آرکلاک صاحب ہمارے علام گردش کی جہت ارسیر نو دست کرائی ہے۔

دہ گاہ کی مسجد کی مات مشہور ہے کہ یہ مسجد آب کے سلسلے سے متروک ہوئی تھی۔ ایک مات یہ روایت مشہور ہے کہ قرائین ترک نے سلطان علاء الدین خلجی کے بیٹے حصر خاں کو آب کا ترمہ کرایا اور حصر خاں نے اس مسجد کا بیچ والا درجہ معہ بڑے گمبد کے تیار کرایا یہ گمبد لداؤ کا ہے اور ہماہم عظیم الشان ہے بیچ میں جو درگاہ کا طوق اس درجہ کی کل عمارت سگ متروک کی تھی موی ہے یہاں ایک سہری کٹورہ لٹکا ہوا ہے سپر خاٹوں نے سوئے کے لالچ سے گولیاں ماری تھیں مگر وہ کٹورہ ابیں گرا اور دستور لٹکا ہوا ہے سلطان محمد علق شاہ حوی نے اس درجہ کے ادھر ادھر دو درجے اور مادیئے اور ادھر چار رُوح ٹوٹے جس سے مسجد کے مایع رُوح گئے ہیں پر قیامت خانی کمدہ ہیں

رنگاہ کا حق سگ مرمر کا ترمہ شاہ کا سوا دیا جسے محی میں حوس کی طرف میں محرمین ایک بحر جہاں۔ گم کا حوس جہاں کی مٹی تھیں او بیہ باب کے قید سے رامیں اُسکے ساتھ

برزین کا عرش اٹھ کر  
چار تکبیر بے محابا کر  
پشت بر کعبہ معلیٰ کر  
منجھو آئینہ مصفا کر  
مے توان کا رصہ مسیا کر  
قبضہ شیخ غفل التا کر  
اکلہ این ہفت سقف خضر کر

عرشہ مرقد مبارک اور  
عرش درپائے چار قایم نش  
ہر کہ رخ از مقام او تابید  
زانکہ رود در سجود او آفرود  
خاک روب مقامش ارباشی  
سال تاریخ این ہنہا جستم  
قدر بانی اور وسیع کناد

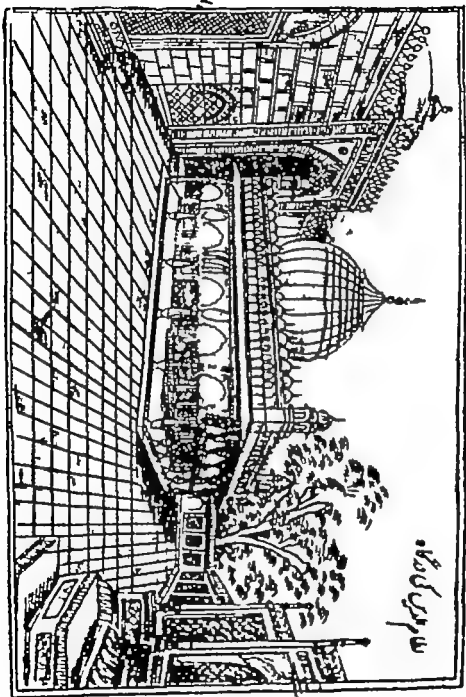
سلسلہ میں شاہجہاں کے عہد میں خلیل اللہ خاں نے مزار کے گرد سنگ مرمر کی  
غلام گردش بنوائی جسکے ہر ضلع میں پانچ درہیں اور دو دروں پر سلسلہ ہجری میں  
عالمگیر ثانی نے ایک سنگ مرمر کی تختی پر یہ اشعار کندہ کر کے مزار کی پائنتی لگا دی۔

اسکے تئیں ہوتا ہے تاج خسروی جگتین  
تاج شاہی ہند کا مجھ کو دیا ہے عنقریب  
مے غذا دے دعا دے دو او بے حبیب  
فضل کر تقصیر واروں پر غم جو حق کے حبیب

جو ہوے خادم نظام الدین کا دے اے عزت  
خادمی کی تھی عزیز الدین نے باصدقین  
مرض دل افکار میرے کا وہ صحت بخش ہے  
بس یریشاں حال ہے اب خلق پر مجھو جنت

مولانا فخر الدین نے غلام گردش کے ستونوں کو سنگ مرمر کا بنوانا چاہا اور ستون بول  
بے مگر مولانا سے پہلے انکا انتقال ہو گیا اسلئے اس کو انوار احمد بخش خاں والی فیروز کو  
جو کر کے موز کیا اور سنگ مرمر کے ستون لگا دیے مگر موزین اور جہت بدستور سنگ مرمر  
کی رہن چونکہ غلام گردش کی جہت میں شور لگ جاتا تھا اسلئے بعض اللہ خاں بگشت  
پر مہر وں کے سلسلہ ص ۱۸۵ میں نامہ کی جہت جس پر سربہ سی اور لاجوردی کام تھا

سامری کا مکان



شکر گنج سے جا کر بیعت کی وہاں سے واپس آئے اگر موضع غیاث پور میں سکونت پذیر ہوئے اور  
ربیع الثانی کی ۱۸ تاریخ ۱۲۸۵ھ کو وفات پائی وفات کے بعد آپ کے فرار کے گرو خلیج بادشاہ  
کے زمانہ میں ایک سادہ مہجر تھا جبکہ اب نشان نہیں ہا اکبر بادشاہ کے عہد میں مشہور  
میں سید فرید خان نے آپ کے فرار کے گرو بارہ ستون ایستادہ کیے اور ان پر گنبد بنوایا  
اور دروں میں سنگ مرمر کی جالیاں لگائیں اور آپ کے سر پر ایک پتھر پر کلہ کندہ کر کے  
یہ اشعار کندہ کرے۔

مہربان را شرف اوج شرف را شہتا  
بانی ادہا شمس ساعی ادہا شمس  
از پے تاریخ آن چوں متفکر شدم  
رفے بدر گاہ او آفریدون بصدق

از پے تعمیر شد خان فلک احتشام  
سید عالی نسب میر فلک احتشام  
آنکہ بدوران شان بہت سخن را نظام  
فلک خرد ز در قم قبلہ گہ خاص و عام

شاید از الطاف سپہر کار تو گرد نظام

اس کے بعد ۱۲۸۵ھ میں یعنی جہانگیر کے عہد میں فرید خاں نے جنہوں نے فرید آباد بسایا ہے بہت  
عمدہ سیپ کا کام کیا ہوا چوٹی چہر کھٹ چڑھایا انہیں سیپ کی چوٹی کاری سے یہ اشعار  
کندہ ہیں۔

کار دنیا و دین مہیا کرو  
ایک فریدش مقام احیا کرو  
قبہ چوں سپہر برپا کرو  
در کجائے در صدف جا کرو  
چارہ از چہار حد واکرو

شیخ دہلی نظام رادو فرید  
ایک فریدش مقام فانی داو  
مر قضا خاں فراز مرتد او  
ابر فروزی از جہاں برخاست  
ہر جہاں کعبہ مرجع او

سرخ و سگ مرر کا دایا کی مت کیا۔ سی کا امام ہند و ستیاں ہیں حواب نہ تھا اور اب پہنچی  
 کچھ ماتی ہے بہایت وعدہ و نصرت سے یہتر کا بہت گہرا سرخ رنگ ہے اور سگ مرر کا  
 رنگ باقی دہیت کا سا ہو گیا ہے۔ ریح کے مچ میں تیں قرین ہیں اسی پر کتہ کندہ ہے  
 تحت ہوا لامار الشریعۃ فی الدع سۃ سبعین و تسمائۃ ماہ تمام ساعد علی۔  
 لحاظ کی معری دیو اور بہایت عمدہ جی کا کام کیا ہوا تھا جسکے کچھ آثار اب بھی باقی ہیں۔

## چوسٹھ کھمبا

یہاں سے جنوب و مشرق کی طرف چوسٹھ کھمبہ کی حیصہ عمارت ہے یہ عمارت سرے  
 یا دل تک سب سگ مرر کی سی ہوئی ہے چوسٹھ ستونوں پر سگ مرر کی محرابیں بہت سی  
 حتما ہیں یہ مقام اعظم جاں کے جایداں کا قریبان ہے۔ مرر و حیر کو کلتاس پسر اعظم جاں  
 نے اس عمارت کو سٹھ کھمبہ کے بعد بنوایا ہے جہاں گہرے عہد میں تقایم احمد آباد و محلات سٹھ  
 میں انکا اعمال ہوا تھا اور یہاں لاکر دہوں ہوئے اسکے بعد آب کے جایداں کے بہت لوگ  
 یہاں فنی کیے گئے اب ہم درگاہ شریف کا ذکر کرتے ہیں۔

## حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ

درگاہ کا سیر دلی دروازہ مشہور میں میر در شاہ نے سوایا تھا اور یہی ماو شاہ کا سوایا ہوا  
 اور دلی دروازہ مادی کی اس طرف موجود ہے حضرت نظام الدین قصہ داریوں میں سٹھ  
 میں پیدا ہوئے اور چھ برس کی عمر میں شاہ طہس کے عہد میں ملی میں سکوت پذیر ہوئے پہلے  
 سال سنخ عجیب الدس متوکل سے فیض صحت حاصل کیا بعد ازاں حضرت شیخ مرید الدین سعود

فروکش ہونے کے لیے بنوائی ہو کیونکہ وہ گاہے گاہے آیا کرتے تھے۔ اور پھر اس مکان میں لوگوں کو مدفون کیا گیا ہو۔ عمارت کسی زمانہ میں بہت خوبصورت ہوگی۔ نظام الدین کے جنوب و مشرق میں منجھری مسجد ہے جسکو کلاں مسجد یا کالی مسجد کہتے ہیں جسے خان جہاں وزیر فیروز شاہ نے تعمیر کیا ہے۔ اس مسجد سے مشرق کی طرف ایک مقبرہ تلنگانہ کا ہے۔ اس کا مشہور ہے یہ بھی اسی زمانہ کی عمارت ہے۔ اول خان جہاں تلنگانہ کا یعنی دارنگل کا ایک سردار تھا اور پھر سلمان ہو گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقبرہ کا کچھ تعلق اپنے یا ان کی نسل میں کسی سے ہے۔

### تلنگہ خاں کا مقبرہ

درگاہ کی مغربی دیوار کے باہر تلنگہ خاں کا مقبرہ ہے الکانام شمس الدین محمد خاں غازی ہے اور انکا لقب اعظم خاں تھا انکی بی بی نے بھی مثل ماہم انگہ کے اکبر بادشاہ کو دو پلا یا تھا۔ ہمایوں بادشاہ کو جب شیر شاہ نے شکست دی تھی اور کچھ زمانہ میں انھوں نے بہرام خاں کو جالندھر پر شکست دی تھی۔ ماہم انگہ کے خاندان میں اور اعظم خاں کے خاندان میں قربت کے سبب سے بہت حسد اور دشمنی ہو گئی تھی یہ نتیجہ ہوا کہ ماہم انگہ کے بیٹے اعظم خاں کو ادھم خاں نے اگرہ کے قلعہ میں بارہویں رمضان سنہ ۹۹۹ ہجری مار ڈالا اور اکبر بادشاہ نے اس خون کے قصاص میں ادھم خاں کو قلعہ کے اوپر سے دو دفعہ گردا گردا لا چنانچہ دو خون شدہ بادیوں ایک بعد دوسرے واقعہ کی تاریخ ہے دو قاتل و مقتول کی نعشیں زمین کے لیے ڈھلی رہی جو اسی گیس تھیں چنانچہ اعظم خاں یہاں دفن کیے گئے اور ادھم خاں قطب صاحب میں مدفون ہوئے جہاں کچھ عرصہ بعد انکی شہادت ہوئی والدہ ماہم انگہ بھی مدفون ہوئیں اعظم خاں کے بیٹے کو کلتاس خاں نے یہ مقبرہ سنگ

سلیم شاہ کے عہد میں مسئلہ میں تعمیر کرایا تھا یہ عیسے خان تیسرا ہی امیر  
میں سے تھے اور ایں ہی کی کوشش سے سلیم شاہ تیسرا شاہ کے بعد تخت تیس پہنچے  
تھے۔ مسجد حرنے اور بہتر کی سی ہوئی ہے اور محراب میں سنگ سُرُج لگا ہوا ہے  
طر عمارت سیدوں اور لودھیوں کے وقت کی ہے۔ ایں کوئلہ میں مسجد کے سامنے  
عیسے خان کا مقبرہ ہے

## عیسے خان کا مقبرہ

رج میں ایک رُج ہے اور آس پاس حلام گردن کے مکانات ہیں۔ مقبرہ پہلے  
اور غرضوت ہے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عیسے خان نے ۱۵۴۷ء میں ایک  
موا یا تھا۔ وہ عیسے خانوں میں علاوہ انکے دیگر کے انتہائی قبریں ہیں مقبرہ پر کتبہ کدہ  
سا کر دیں وصہ صحت باد و بد و دولت اسلام شاہ س تیسرا شاہ حلدنگہ  
سلطان مسد عالی عیسے خان اس میان حواں حلق حاصل تاریخ ہجری ۱۵۴۷ء و جمادی الثانی ۹۵۷  
ظہار الدین سے شمال کی طرف مارہ کھجہ کی عمارت بیٹانوں کے وقت کی ہے یہ کھجہ  
مقبرے

## لال محل

اسکے جیسے لال محل ہے طلحی بادشاہوں کے وقت کی عمارت ہے سلطان ظہار الدین  
طلحی کے ماہ میں تھو الدین کو تول مانگی ہو کر لال محل یا کوٹنگ لال میں تخت نشین ہوا تھا  
اس محل کا نام و نشان میں موجود عمارت کو جس پر کچھ قریں بھی ہیں لوگ لال محل کہتے  
ہیں، تاہم محل سے متعلق یہ سی کوئی عمارت ہوگی کہ محل کے ڈونے کے بعد اس نام  
سے شہر ہوگئی یا ممکن ہے کہ علاوہ الدین مادشاہ سے یہ عمارت شاہ ظہار الدین کے

بارہ پلہ کے پاس مہربان آخانے ایک منڈی بھی بنائی تھی جسکے آثار باقی ہیں اس منڈی میں ایک بادل اور ایک مسجد بنی ہوئی تھی جنکا اب نشان بھی نہیں ہے۔ بارہ پلہ کے پاس سید محمود بجا رکھی درگاہ ہے جو بوجہ تقدس کے نہ بوجہ عمارت کے مشہور ہے احاطہ مقبرہ ہمایوں کے شمال و مشرق کے کونہ میں ایک مکان اور ایک مسجد کے آئینہ میں جسکی طر و عمارت پٹھانوں کے زمانہ کی معلوم ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین کا مکان تھا

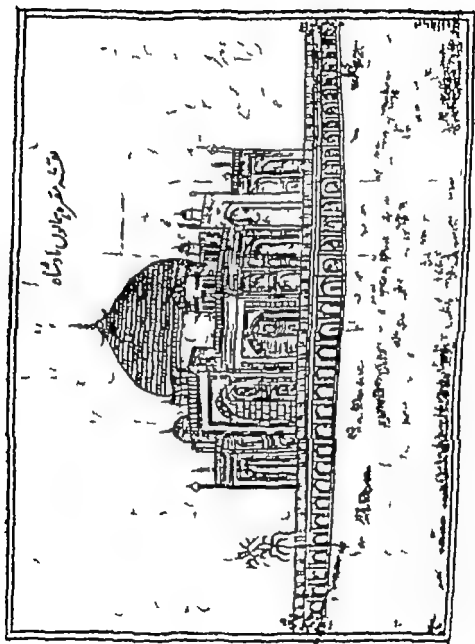
## عربے

مقبرہ کے دروازہ کے پاس عرب سرے ہے جسکو حاجی بیگم ہمایوں بادشاہ کی بیوی نے بنوایا تھا اس بیگم نے تین سو عرب حرین شریفین سے لاکر یہاں آباد کیے تھے کہتے ہیں ان میں سے سو عرب سادات میں سے اور سو مشلیخ کبار اور سو عرب عوام الناس سے تھے غدر سے پہلے ان کی نسل میں سے ہندو میں گھر آباد تھے مگر اب انہیں سے وہاں کوئی گھنڑاقتی نہیں رہا اس سرے کے تین دروازے ہیں مگر شمالی دروازہ سب میں عمدہ ہے اسکی اوپر کی آفتابانی قابل دید ہے شمالی دروازہ سے مشرق کی طرف ایک مسجد اور ایک قبراۃ اللہ کی مشہور ہے اسکے بعد عیسے خاں کی مسجد اور مقبرہ ہے جسکی چار دیواری ہیں

## عیسے خاں کا کوٹلہ

اور مسجد بنی ہوئی ہے وہ عیسے خاں کا کوٹلہ کہلاتا ہے جسکو عیسے خاں حجاب نے







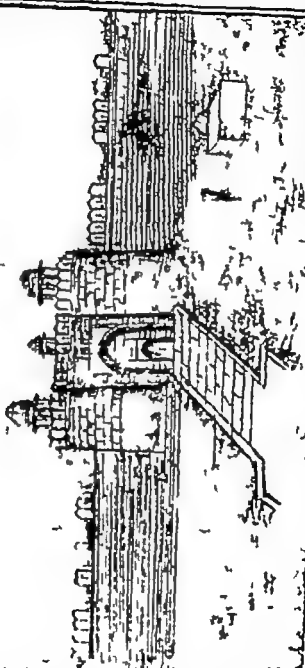
یہی اتنا لگدگو کہ ہیں ہے بلکہ وہ ایک بہایت خوش کام اس پر حتم ہو چکا ہے جس سے  
 اس روح کا جس دو والا ہو گیا ہے خوشگ مرمر کی حایاں اہاں لگی ہوئی ہیں وہ  
 ہندوستان کی عمدہ ترین حایوں میں سے ہیں۔ مقبرہ کے اندر حائلے کا راستہ چھو  
 کی طرف سے ہے چچ کے گس میں صرف ہمایوں کی قبر ہے بہہ مقبرہ ایک ڈائیٹک  
 شاہی حایوں کا مدفن رہا ہے۔ جیاجیہ مالگیر تانی اور جاندرا شاہ مرح سیردار لنگو  
 سب ہیں مدون ہیں شمالی مشرقی کورہ میں حاجی سلیم سہاوں بادشاہ کی میوی  
 مایہ مقبرہ مدون میں حاجی سلیم کا نام حمیدہ او بیگم تھا۔ جیت یر گس کے گرد کانٹا  
 سے ہوئے ہیں جہاں پہلے ایک مدرسہ تھا حاجی سلیم کے مشہور میں اس عمارت کو شروع  
 کیا اور گس را دشاہ نے اُسکے بعد میدرہ لاکھ روپیہ کی لاگت سے سو لہ رس میں عمارت  
 کو دیر کیا تھا۔ اب بلع کی کیفیت درستی کی گئی ہے مگر اب بھی بہت بڑا حصہ بلع کا دیر  
 بڑا ہے مرقہ کے احاطہ کے اندر ایک چھوٹا سا مقبرہ سنگ سرخ کا کسی نامعلوم شخص  
 کا معلوم ہے اسکی نص حایان بہت خوبصورت اور قابل دید ہیں اسوس ہے کہ یہ  
 پر کوئی کتبہ ہیں جس سے اسکے مالی کا اور ذرا نیا کا حال معلوم ہوتا مقبرہ کے  
 اہر حور و مشرق کے کورہ میں مرقہ کی عمارت ہے حرمیم خاں کا مقبرہ ہے خانہ  
 خاں حان نے مشہور ۱۷۱۷ء میں یہ مقبرہ بنایا ہے۔ فہیم خاں اُسکے رقباق میں سے تھے  
 اودن ہی کی صاحب داری میں لڑکر اسے لگے تھے۔

## خانخانال کا مقبرہ

لہو لہ کے اس سے یہ یرم خاں خانخانال کے بیٹے تھے کہتے ہیں کہ مقبرہ



برادق



عمار بنائی گئی تھی۔ شاہ عالم ثانی کی والدہ لال کنو جیہ بہان دفن کی گئیں تو یہ عمارت  
 بنی اور لال سنگھ کے نام سے مشہور ہوئی یہیں شاہ عالم کی بیٹی بیگم جان بی مدنون  
 ہوئیں شاہ عالم کے بعد یہ جگہ خاندان تیموریہ کا قبرستان سی نگینی مرزا سلطان پرویز  
 مرزا اور اجت مرزا وادو نواب فتح آبادی بیگم اور مرزا بلاتی اور بادشاہ کی بہت سی  
 حرمیں یہاں مدفون ہیں۔

### نیلی چہتری

نواب قوت خاں کا مقبرہ ہے جو دربار اکبری کے امیر تھے کسی زمانہ  
 میں اس پر بہت عمدہ چینی کا کام بنا ہوا تھا اور برج پر نیلا چہتر تھا۔ یہ مقبرہ مشیت  
 ہے اسکے دروازہ پر یہ کتبہ ہے۔

دو دریں عالم ندیدہ چشم ایام  
 پے تاریخ اتمامش خبر دہا

بہ بین خوش منظر عالی مقامی  
 چہر سیدم بگفتا یافت اتمام

نیلی چہتری کے پاس خاص محل بنا ہوا تھا جسکے دروازہ پر یہ کتبہ تھا۔

کہ در جہانت جہاں پرور و پھر جہاں  
 دو دریں زمین بکرم نیست نیچاں  
 ہی ضمیر منیرش پے صلاح و صواب  
 حساب کن بسرے محل خاص جہاں

بدور شاہجہاں صاحب قرآن ثانی  
 بنا بنا دہیں زمانہ خاص محل  
 ہمیشہ باد پر سپہر نو قلموں  
 اگر ز سال بنایش شود سوال ترا

اور اسکے پاس گل لال باڑی کی عمارت تھی اب اُسکے کچھ کچھ گھنڈر بڑے ہیں

چیرانا قلعہ اور نظام الدین کے بیچ میں سید عابد کا مقبرہ ہے۔ اس پر چینی کاری کا کام  
 بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ سید عابد خان و عداں خاں کے رفقاء ہیں سے تھے اور کسی رانی

تہا جہاں مہا ہارہہ کی مشہور ٹرائی واقع ہوئی تھی یہہ ہایوں مشہور موضع  
 سکتی است بمعیت آمدیت امدتیت ہیں۔ اس میں تک ہیں کہ ہایوں میرے  
 قلعہ کی عمارت کو ماتمام چھوڑ گیا تھا اور شیر شاہ نے ہمایوں کے بعد اسکو لور کیا  
 ہے۔ اس قلعہ کا نام ہمایوں نے دیں پایہ رکھا تھا سترہ سو سے پہلے کی عمارتوں  
 میں قلعہ کا مدد حوی دروازہ اول صحتہ کا ہے۔ اس دروازہ سے راستہ شمال کی طرف  
 شیر شاہ کی مسجد کو گیا ہے یہہ مسجد بہت گہرے رنگ کے سنگ مرمر کی سی ہوئی ہے  
 اسکا ایک رُخ ہے اور سارے میں حصے کے نزدیک یہ مسجد ہمایوں مادشاہ کی  
 سائی ہوئی ہے محراب و گوشوں پر آیات قرآنی کد میں گد کے دو طرف دو چتر ہیں  
 سی ہوئی ہیں اب وہ ماتی ہیں رہیں حصے کے وسط میں ایک منس حوض ہے دیوار  
 کے آدوں میں آقا بیاں بنی ہوئی ہیں کوئی کتہہ تعمیر کی امت نہیں ہے۔  
 مسجد کے قریب شیر منڈل کی عمارت سی ہوئی ہے یہہ عمارت شیر شاہ نے بطور  
 کے سائی تھی چچ میں ایک مکہ سلسے اور اس کے گرد میں ایک پتلی سی عظام گردش ہے  
 سب میں ادیر برقی ہے۔ ہمایوں مادشاہ کے رامہ میں بیاں کتب خانہ بنا ہوا تھا اسکی  
 شیر حویں پر سے ہمایوں مادشاہ گر کر تہید ہوئے تھے۔

یہ لائے قلعہ سے ہمایوں کے مقبرہ کو چلو تو پہلے مائیں ہاتھ کو ستا ہی رامہ کا سا  
 ہوا کس کا سا رہ نظر آتا ہے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رامہ میں ایک  
 کوس ٹیک ڈھائی میل کا ہوتا تھا۔ وہاں ہاتھ کی طرف لال سنگ کی عمارت اور  
 نیلی چتری کا مقبرہ دکھائی دیتا ہے لال سنگ کی مات کہتے ہیں کہ ہمایوں بادشاہ  
 کے رامہ میں ایراں تلے سے پہلے بیاں بھکی کوئی حرم دس کی گئی تھی اور اس پر کچھ

فرید خاں نے سلیم گڑھ ہی کی مرمت کرائی تھی اور شاید سلیم گڑھ ہی کو بنایا تھا  
فرید خان کی قبر سرے شاہ جی میں ہے جو بگم پور کی مسجد سے چار سو گز کے فاصلہ پر  
مشرق میں واقع ہے

اسی سڑک پر کچھ دور آگے بائیں ہاتھ پر ایک نہایت عمدہ مسجد اور ایک محل کے کھنڈرات  
موجود ہیں جن کو مہابت خاں نامی مشہور امیر نے بنوایا تھا۔ یہ وہ امیر ہے جسے شاہ جہاں  
کے ہمراہ ہو کر جہانگیر سے بغاوت کی تھی اور جہانگیر کو قید کر لیا تھا مہابت خاں نسلِ بابر  
میں سے تھا اور آخر زندگی میں وہ شیعہ ہو گیا تھا۔ اُس کی قبر کربا میں موجود ہے  
جو منصور کے مقبرہ سے مشرق و جنوب میں واقع ہے۔

اسکے آگے چلنے والے قلعہ کی نہایت خوبصورت فصیلین نظر آتی ہیں۔ قلعہ سے کچھ فاصلہ  
پر ایک چار دیواری ہے جس میں ایک نہایت خوبصورت دروازہ سنگِ سُرخ کا اور ایک  
بڑی مسجد ہے جسکی خیر المنازل تیار ہے۔ ماہم انگہ نے جو اکبر بادشاہ کی انا تھیں  
یہاں یہ مسجد اور مدرسہ ۱۵۶۱ء میں بنوایا تھا۔ ماہم بگم ادھم خان کی ماں تھیں کتبہ کے  
اد پر یہ کتبہ کندہ ہے

کہ باشد اکبر شاہان عادل  
بناکرد این بنا بہرِ افاضل  
شہاب الدین احمد خان باذل  
کہ شد تیارخ او خیر المنازل

بدوران جلال الدین محمد  
چو ماہم بیگم عصمت پنا ہے  
وے شد ساعی ابن بقعہ خیر  
نہے خیرات ابن بقعہ خیر

پُرانا قلعہ وہ قلعہ ہے جسکو بایوں بادشاہ نے اد بعد میں شیر شاہ نے ہندو کے  
قدیم قلعہ اندرپت کی جگہ پر تعمیر کیا تھا۔ اندرپت ایک مشہور موضع منجلا اُن پانچ گاؤں



بادشاہ کا سرش سے جدا کر ڈالا تھا میرور آباد کے اکثر مکانات اس زمانہ میں رہا  
 کیے گئے تھے تباہیاں آباد ساہی۔ یہاں کے بہترے شہر میں بہت کام آئے  
 اب وہ ایک مکاں اسیں سے رہ گئے ہیں۔ اُسیں سے ایک جو سٹ کہنا مسجد ہے  
 جو محل عام کے یں بہت اب ہی موجود ہے مگر اب حیدر دروہ سے کہ توڑ ڈالی گئی اس کے  
 دروازے بائیں ہاتھ کی طرف لال دروازہ ہے جو سنگ سرج کا سا ہوا ہے حالانکہ  
 دروازہ شیر شاہ کی دلی کا شمالی زمی کا بلوی دروازہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں جنوب کی طرف  
 ہی بیسے پڑنے قلعہ کے جنوب و مغرب کے کورہ کے پاس ایک دروازہ سا ہوا ہے  
 حالانکہ شہر کی جنوبی تحصیل کا دروازہ نہ تھا بلکہ کسی شاہی مارا کا دروازہ ہو گا جو  
 قلعہ کے ریفصیل آباد تھا شیر شاہ کا زمانہ سنگٹہم تھا۔ یہ دروازہ ہایت عالیشا  
 ہے اس کے سامنے دو قلعہ تھا حسین سے ہمایوں بادشاہ نکالا گیا تھا اور شیر شاہ  
 کے بعد ہیرا سیر ہمایوں کا مقصد ہو گیا تھا اور آخر کار اسے یہیں وفات پائی۔  
 حوری سنگٹہم میں معیاد شہر کے امیری دروازہ سے شہر میں آیا تھا اور مارہ  
 پل پر سے عبور کیا تھا جو اتک موجود ہے فتح سراج پے روڈ ناچہ میں لکھا ہے کہ  
 شہر کے چاروں طرف بہت حوسنما ماحات ہیں اور اطراف میں گوروں کی  
 آبادی زیادہ ہے لال دروازہ سے کیس قدر جنوب کی طرف فرید جاں کی کارواں  
 سرائے سے حکماء جیلانہ سا دیا گیا ہے فرید جاں جاگیر کے عہد میں بجا ب کا  
 صوبہ دار تھا فرید جاں کے صوبے سے تہرادہ شہر کی عداوت بہت جلد فرو ہو گئی  
 تھی اور جہاگیر بادشاہ تخت نشین ہوئے تھے فرید جاں کا سایا ہوا قصہ فرید آباد  
 اتک آباد ہے اور پہلی سے بارہ پل کے ماحصلہ پر قدیم قصہ تہیت کی جگہ پر واقع ہے

کہ ایک پنڈت نے یہ پڑھا کہ اسپر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس لاش کو کوئی شخص نہیں اٹھا  
 سیکھا مگر ایک مسلمان بادشاہ پیدا ہو گا جس کا نام سلطان فیروز ہو گا وہ اسکا اٹھائے گا  
 زمین سے اوپر لاش شنسنس فٹ ہے اور نیچے سے اسکی شان کچھ اوپر نو فٹ یعنی ۱۰  
 اور چوٹی پر ساڑھے چھ فٹ ہے راجہ اسو کا کہ چاروں کتبے بہت معانت کبد سے ہوئے  
 ہیں۔ ان کتبوں کی تاریخ پتھری صدی قبل عیسے کی ہے اس کتبہ کے اوپر اور نیچے چوٹ  
 راجہ دس سال دیو کے وقت کا کتبہ ہے (۶۴۲ھ) جب امیر تیمور نے دلی کو فتح کیا تو  
 اس منار کو اور کوٹھک شہ کار کے منار کو بھی دیکھا اور بہت پسند کیا اور کہا کہ ایسی  
 یادگار کہیں نظر نہیں آئی۔ چونکہ اسپر سنہری کلس پڑایا گیا تھا اس سبب سے فیروز شاہ  
 کے زمانہ میں منار زرین کے لقب سے مشہور ہوا تھا۔

فیروز آباد کا شہر مغرب کی طرف شاید پلان مسجد تک آباد تھا اور جنوب و شمال میں دو  
 میل طویل فیروز شاہ کے زمانہ کا مورخ لکھتا ہے کہ قصبہ اندر پت سے لیکر کوٹھک شہ کا  
 تک چلا گیا تھا۔ شہر کا قلعہ جہا کے کنارہ واقع تھا اور لاٹ سے ملتی جو کہندرات جنوب  
 و جنوب مغرب میں موجود ہیں وہ فیروز شاہ کے قلعہ کے ہیں۔ لاٹ کے متصل فیروز شاہ  
 کی جامع مسجد کے کہندر موجود ہیں جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں بہت  
 بڑی عمارت ہوگی اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد کے صحن کے چاروں طرف عمدہ دالان بنے  
 ہوئے تھے اور صحن کے وسط میں ایک ہشت پہلو عمارت تھی سطح زمین سے کئی سطح  
 نیچے تھی جسکے گرد فیروز شاہ کی بنائی ہوئی عمارتوں کا حال کہا ہوا تھا۔

۶۴۳ھ میں عالمگیر ثانی کو اسکے قاتل اسی قلعہ میں بہکا کر لائے گئے تھے کہ وہاں  
 کوئی بہت بڑا درویش صاحب کرامت آتا ہوا ہے اور یہاں لاکر اسکے قاتلوں نے

نہیں کہ معوط ہے اسکے بعد ایک چمکڑا یا لیس پیسے کا تیار کیا گیا اور ہر پیسے میں سے  
 مادہ ہے گئے ہر ادرس آومیوں نے رتوں کے مدیعوں سے لاث کو گاڑی رہا ہوا۔  
 ہر رتے کو دو سو آومیوں نے کہیں سے شروع کیا اور چمکڑا احسا کے کنارہ لایا گیا۔ یہاں خود  
 سلطان اُسے لیے آئے اُنھوں نے پہلے سے بہت سی ٹری ٹری کشتیاں جمع  
 کر رکھی تھیں جس میں باغ سات ہزار ادرس علقہ مار ہو سکے اچھے چھوٹی سے چھوٹی کشتی تھی  
 وہ ہزار ادرس علقہ اٹھا سکتی تھی ٹری محنت سے لاث چمکڑے سے ان کشتیوں پر لادی  
 گئی اور علقہ کے اٹ مار لائی گئی اور یہاں سے سلطان محل میں مدت تمام ہو چکی تھی  
 گئی۔ یہاں حاتم مسجد کے قریب اُسکے لیے ایک عمارت تیار کرانی گئی اور ہایت ہمسہ  
 مسلمان کام کے لیے جمع کے گئے یہ عمارت چوہہ اور تہر کی گئی مسرل اور بھی ہی  
 حسب ایک مسرل تیار ہو جاتی تھی تو لاث اُس پر لادی جاتی تھی۔ یہی طرح مسرل مسرل و  
 عمارت کی چوٹی پر پہنچا دی گئی۔ یہاں اُسکو سید ہا کھڑا کر کے لیے تدبیر ہو گئی  
 کہ لاث کے سرے پر مضبوطی سے مادہ ہے گئے ادرسوں کے دوسرے سرے چروں  
 پر لیٹ گئے اور بہت سے آدمیوں نے اُن چروں کو پہنایا حسب اس طرح لاث  
 دوسرے آدہ گرا دی ہوئی تو اسکے پیچے ردی کے قبیلے اور بیٹے لگا دیے گئے کہ یہ سچے  
 نہ کیسے یسے گئی اور دوسرے رتہ رتہ لاث سید ہی کھڑی کر دی گئی اور اُسکے چاروں طرف  
 یا زائد دی گئی کہ سید ہی کھڑی ہے۔ چوہہ تہر حکا ہے دکر ہوا اُس کی خوشی اتنا  
 کیا یہ لوٹ کے سر پر سنگ سیاہ وسیعہ کا کام سادیا گیا اور اُس پر سہری کلس لادی  
 گیا یہ لاث نہیں گڑ ہے جس سے آئینہ گردیں کے پیچے اور چوہیں گزاد رہے اس  
 لاث پر کچہ ہندی دماں میں کھپا ہوا ہے حکو کوئی ہندو پڈت میں ڈیر ہکا کہتے ہیں

کیا کرتے تھے اور بہت دھوم سے گیارہویں ہو کر تھی۔

اس سے تھوڑے فاصلہ پر شیخ محمد کے بائیں جیسر شاہ صاحب بخش کی اولاد قابض ہے اور مہابت خان کی زمین مشہور مقامات ہیں۔ یہاں سیر دریا مہابت خان کی چوٹی پر مہلی دروازہ سے پانسو گز کے فاصلہ پر فیروز شاہ کا کوٹلہ ایک مشہور و معروف عمارت ہے اس قلعہ کو کتب تواریخ میں کو شک فیروز شاہ بھی لکھا ہے یہ قلعہ جہان کے کناہ پر شہنشاہوں میں تعمیر ہوا ہے اس قلعہ میں فیروز شاہ کی لاٹ اور فیروز شاہ کی جامع مسجد بنی ہوئی۔ لاٹ اُن دو پتھر کی لاٹوں میں سے ہے جنکو اسوکانے سنہ قبل مسیح تیار کرایا تھا اور فیروز شاہ اس کو مقام ٹوپرا سے جو ضلع انبالہ میں جگادری سے جنوب و غرب میں سات میل پر واقع ہے لایا تھا اور دوسری لاٹ جو پہاڑی پر پرغیب کی قدیم رصد پر موجود ہے میرٹھ سے لائی گئی تھی ان دونوں لاٹوں کو فیروز شاہ نے اپنی محلات میں استادہ کرایا تھا۔

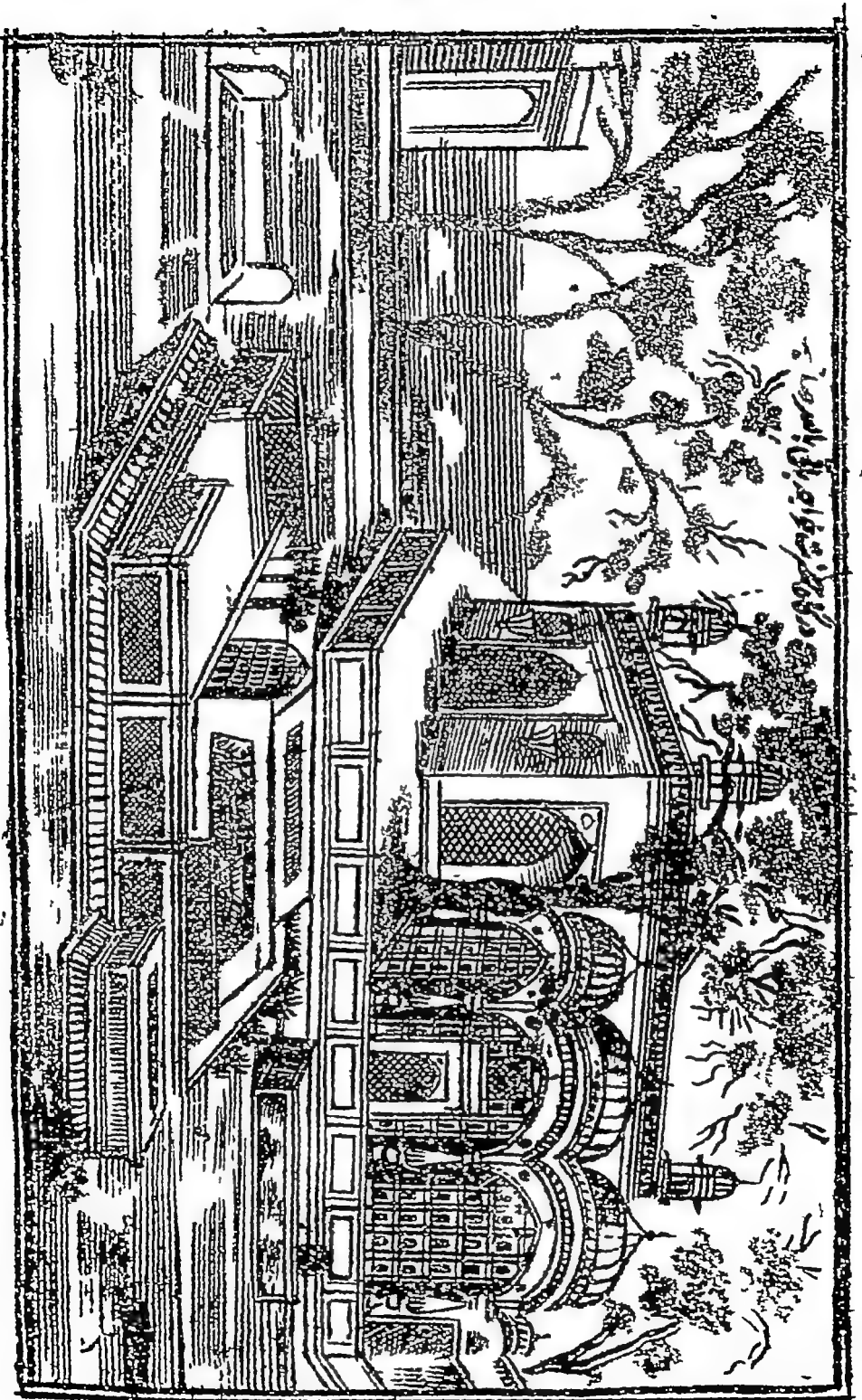
ضیاء الدین برنی نے اس لاٹ کے لانے کا بہت مفصل حال تحریر کیا ہے جو لچسپی سے خالی نہیں ہے اور ہم انگریزی کتاب سے اس کا ترجمہ کر کے یہاں درج کرتے ہیں بہت غور و تامل کے بعد اس لاٹ کو نیچے کرانے کے لیے دو بے کے کل باشندوں کو اور فوج و رسالہ کے سپاہیوں کو حکم دیا گیا کہ حاضر ہوں اور ضروری اوزار ساتھ لائیں۔ بہت ڈھیر سنبیل کی روٹی کے منگوایے گئے اور لاٹ کے نیچے رکھ دیئے گئے جب زمین کہودی گئی تو لاٹ سنبیل کی روٹی پر بہت ہستکی کے ساتھ اُڑی۔ اسکے بعد رفتہ رفتہ روٹی اُسکے نیچے سے نکال لی گئی۔ لاٹ کی نیویں ایک چوکور پتھر تھا وہ بھی نکال لیا گیا۔ اسکے بعد لاٹ کو سر سے پاؤں تک ٹی کے پہل تازی کہا لیں۔

ہے ۲۹ ستمبر میں نواب فضل علی خاں اعتماد الدولہ وزیر شاہ اودھ نے ایک لاکھ شتر  
ہزار روپیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے یاس جمع کر دیا کہ اس وسیع کے محفل سے مدرسہ کا  
مہیج چلے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے اس مصموں کی عمارت کو تیرہ کدہ کر کے  
سیج کے دو وارڈیں اس کے مہیج نصب کر دیا گیا

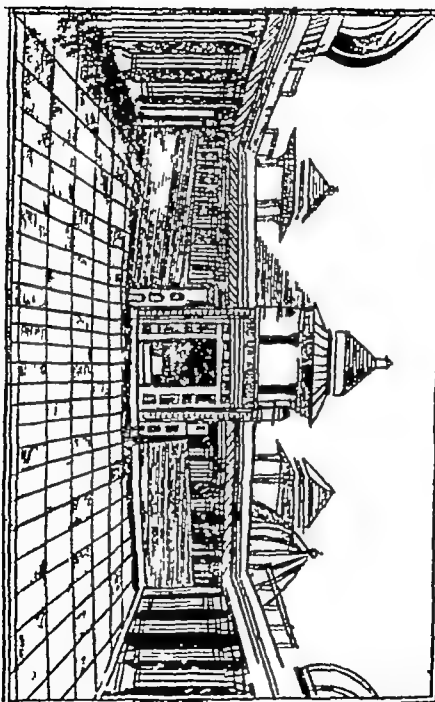
۔ راجہ جتتے یسار ویک عرائے علی امام و امام بیک

سیاحات نواب اعتماد الدولہ صیار الملک سید فضل علی خاں بہادر سہراب جنگ کہ  
یک لاکھ ہفتاد ہزار روپیہ سرائے ترقی علوم مدرسہ ہذا واقع دہلی خاص مولد و مول  
حوش لصا خاں کہی انگریز بہادر قویص مود مستقش گردیدہ ۲۹ ستمبر  
حد کے پہلے یہاں سے مدرسہ اُٹھا دیا گیا تھا اور یہ جگہ دارالتعمامقرر ہوئی تھی  
کے بعد یہاں یوٹس ایشیٹس ہو گیا اور اب ہر چید سال سے عمارت انگلو عربی اسکول کو  
دید می گئی ہے

دہلی دروازہ کے سامنے ایک مختصر عمارت مہدیوں کے امام سے مشہور ہے۔ اکی  
شہرت زیادہ تر اس سب سے ہے کہ یہاں سے قریب ایک میدان میں مولانا شاہ  
ولی اللہ کا حادان مہوں ہے۔ یہاں شاہ ولی اللہ ساہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین  
شاہ عبدالقادر کے مزار موجود ہیں مہندیوں کی عمارت میں سیچے در در سے ہو  
ہیں اور اور چار چار ہیں جو کہ اس عمارت کی شکل ایسی تھی جیسے کہ حضرت امام  
عزت الاعظم کی مہدیوں کی جو کرتی ہے جو پہلے دہلی میں سا کرتی تھیں اس سے  
اس عمارت کا امام میدان مشہور ہو گیا یا یہ سب ہو چکیا کہ مشہور ہے کہ کسی روپے  
اسی ست پوری جو نے مہدیوں کی شکل کی عمارت سوائی تھی اور وہ یہاں تک



## قدم تریف



نچھت بستان سر و آسپا	از نہال جعفری خوش گل شکفت
چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا	محو حق گشتہ ز اسرارِ صفت
رخت بستہ زمین سر اے بے بقا	چوں ندائے ارجعی از حق شنفست
سال تاریخ و صالحش خسروی	باقی باسد نقش بند وقت گفت

یہاں سے تھوڑی دور پر جمیری دروازہ کے باہر غازی الدین خان کا مدرسہ  
 حسین مسجد ہی ہے بانی کی قبر ہی ہے اور طلباء کے رہنے کے مکانات ہی ہیں  
 غازی الدین خان نظام الملک کے فرزند تھے جب ۱۲۹۹ھ کے واقعات کے بعد  
 انکے والد کن کی صوبہ داری پر چلے گئے تو یہ دہلی کے دربار میں بہت با اثر وزیر  
 ہو گئے ۱۳۰۰ھ میں انھوں نے وفات پائی۔

دروازے کے دونوں بازو گے کوڑھے ہوئے ہیں صحن کے تین طرف دوسرے حجرے  
 طالب علموں کے رہنے کے لیے بنے ہوئے ہیں جن طرح سمرقند و بخارا کے مدارس میں ہوتے  
 ہیں مغربی سمت میں ایک خوشنما مسجد سرخ کی تعمیر ہے جامع مسجد کی طرح مسجد  
 کے دونوں پہلوؤں میں کچھ صحن چھوڑ کر سنگِ سرخ کے والان اور مسجد کے مابین سنگ  
 باسی کا جالدار حجر ہے اور اُس حجر کے اندر دوسرا حجر سنگ مرمر کا جالدار ہے اور اس  
 حجر میں باقی کی قبر اور اُسکے حلاوہ دو قبرین اور بہن جتنے تعویذ سنگ مرمر کے ہیں۔  
 یہ مدرسہ احمد شاہ ادرعالمگیر ثانی کے عہد میں تیار ہوا تھا۔

ایک زمانہ میں انگریزوں نے اسکو منہدم کرنا چاہا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ آخر میں  
 صلاح پٹ گئی اور اسکے گرد و شہر کی طرح فصیل بنا کر اسکو شہر کی حدود میں لے لیا گیا  
 اور سرکار انگریزی کی طرف سے ایک عرصہ تک یہاں چند مدرس طالب علموں کو پڑھانے



حسن رسول ما افتخار آل حسن	اولیٰ قرنی تانی و تالت حسین
---------------------------	-----------------------------

درگاہ کے یاس تہر کی طرف پہاڑ گنج کا محلہ آتا ہے اور اس کے پہلو میں قدم  
کی تہور درگاہ ہے جہاں پہلے فیروز شاہ کا ماریہ تھا جسے ۱۳۴۵ عیسوی سنہ  
میں فیروز شاہ کے چاہنے والے نے جتھا کا انتقال ہوا اور شاہ نے اس کے بہانہ میں  
کیا اور اس کا مقبرہ مویا اور اس کے سپہ پر قدم سارک رسول مقبول کا نصب کیا  
جو طبعہ بعد ازیں فیروز شاہ کو جمعہ سجا تھا۔ تعلق کے مقبرہ کی طرح اس کے گرد فصیل  
سی ہوئی ہے شاید فصیل معلوں کے محلہ سے محصور رہے کے لیے سائی گئی تھی کیونکہ  
فیروز آباد فصیلوں کے ماہر واقع تھا۔ فصیل سے قر کا راستہ دو بہایت عمدہ  
ہوئے دروازوں میں سے ہے قر کے گرد محراب دار والاں میں چٹائی قطع قابل دست  
ان کے ستون جو کہ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی سدر کے ہیں فصیل کے ماہر ایک بہت  
ٹھاسکیں جو میں یہاں بارہویں سے الاول کو بہت ٹھاسکیا ہوتا ہے اور گیارہویں  
کی شب کو قوالی ہوتی ہے دروازہ پر یہ کتبہ ہے

فرہی گم کہاں رہے ہمارے محمد	اہ بیت دہسہ بدلے محمد
حوش آن در سہ مسر و مار گاہ	کہ صوفیہ ماسدہ تسلے محمد
عزت گشتہ در بریر یا او سلم	ہر آن کو شدہ حاکم یا سہ محمد
سم از مگاہاں سنگ کو سہ او	شدہ نیر و ال ار محمد

قدم شریف کے یاس خواجہ مافی ماسدہ کی درگاہ ہے جہاں کتر مراد مسد جاتے ہیں  
اس درگاہ کے ستون سنگ لری کے ہیں اسیر یہ کتبہ لکھا ہے۔

خواجہ مافی آن امام اولیا	مارف ماسدہ ار بہت
--------------------------	-------------------

سرکاری باغ ہے اور کئی باغات، لاکھ انگریزی طور پر آگست کیا گیا ہے۔

اسکے قریب ہر کے اُس پار قدیم ارمنی عیسائیوں کا قبرستان۔ اور آباد خاندان کا قبرستان کہلاتا ہے جو شاہی ملازم تھے۔

روشن آباد ایک ایسے منبر منڈی ہوتا ہوا کش گج کو آیا ہے جہاں ۱۸۵۷ء کی لڑائی کی یادگار موجود ہے یہاں کپتان ہارٹ مارے گئے تھے یہاں سے سید ہارستہ لاہوریدر وادہ کا ہے جسے باہر سر منڈی مسجد سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے جسکو سر منڈی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھیں بنایا تھا کل شاہجہانی عمارت کے بنسبت یہ عمارت معمولی سی ہے اسکے برج سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں اور بہت بڑے ہیں پہلے یہاں اکرام کی ایک سرخ بنی ہوئی تھی غدر سے پہلے انگریزوں نے سرے اور مسجد کی چار دیواری کو توڑ ڈالا سرخ کی تباہی کسی نے خوب کہی تھی: مشرب کرے کن لبے لے کر ام: لاہوری دروازہ ہے جنوب و مغرب میں عید گاہ کی عمدہ سرے بنی ہوئی ہے جو قابل دید ہے اور اس سے جنوب کی طرف پہاڑ پر عید گاہ تعمیر ہے اور اس سے جنوب کی طرف بولی بھٹیاری کے محل کے کھنڈرات پہاڑ پر واقع ہیں جسکو بقول صاحب آثار الصنادید بولاخاں پٹیل نے تعمیر کیا تھا مگر بعض کے نزدیک اصل نام بولی بھٹیاری خدانا ہے جو کثرت استعمال سے بھوری بھٹیاری مشہور ہو گیا انکا نام کھنڈرات کے سامنے میدان میں بنا ہوا ہے اب کھنڈرات کے پاس ایک باغیچہ ہے جسین متعدد کو بن تعمیر ہے جو چمکیوں کے نام سے اپنے پانی کی عمدگی کے لیے مشہور ہیں اکثر شہر کے لوگ صبح کو اس باغیچہ میں ہوا کھانے جاتے ہیں اور وہاں کا پانی پیتے ہیں جو بہت ہاضم ہے اس سے تھوڑے فاصلہ پر سیدن رسول نام کی درگاہ ہے۔ آپ کا فرار کہلا ہوا ہے اور سر ہانے یہ شعر کندہ ہے۔

کے قریب حصار کو عبور کیا تھا و یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو ریر آباد سے مغرب کی جانب وہ میدان ہے جہاں ۱۸۸۱ء میں اور ۱۸۸۲ء میں قیسری و مارچ ہوئے۔ یہاں سے دو میل مغرب کی طرف ادلی کی سرحد اور موضع میل تہلا سے جہاں ۱۸۸۳ء کو ہجرت اور سرکاری دوح سے ایک غریب لڑائی ہوئی تھی۔

ادلی کی سرحد سے شمال و مغرب کی طرف ایک میل یرتالا مارچ ہے۔ اس مارچ کی تعمیر شاہجہاں نے ۱۸۸۳ء میں شروع کی تھی۔ یہ مارچ ویران پڑا ہوا ہے اس ہی یہاں شمس محل کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس مارچ کا نام شاہجہاں نے حاجی و عسرت رکھا تھا ریر صاحب سیاح اس مارچ کی بہت تعریف لکھتے ہیں۔ حزل احترونی ڈاکٹر لونی یہاں گرمیوں میں آکر رہا کرتے تھے۔

رتالا مارچ سے تہر کی طرف آتے ہوئے سڑک کی ایک جانب مبارک مارچ یعنی حزل و سڑکوں کا مارچ ہے سری منڈی کے قریب ترپوہ کے صدارت میں حکو محلہ ارچاں محمد شاہ ریگیلے کے ماتر نے ۱۸۸۲ء میں تعمیر کیا تھا یہاں ایک بازار سا ہوا تھا جس کے کئی دروازے تھے اور اسی کے پاس محلہ ارخان کا مارچ اب تک موجود ہے یہاں سے آدو میل یر دہلی کی طرف روش آباد یکم کا مارچ ہے شاہجہاں کی بیٹی روشن آباد یکم ہے یہ مارچ ۱۸۸۳ء میں تیار کر دیا تھا روش آباد یکم اور گتہیب کی طرف درتیں اور انجی میں جہاں آباد یکم دہلا شکوہ کی اور گتہیب کی تحت بیٹی کے تیرہ برس بعد انکا انتقال ہوا اور اس مارچ میں مدوں میں اس طرح نظام الدین میں انجی سس کی قریح میں سے حاتم اسی طرح انکی قریح جج میں سے حاتم ہی ہوئی ہے قریح کے چاروں طرف مختصر سا پختہ و سکون سا ہوا ہے۔ مارچ کے مسترقی دروازہ یر ایک راس میں عمدہ کام سا ہوا ہلا روش

بادشاہ کا پیارا بیٹا فتح خاں مرگیا جس کا بادشاہ کو اسقدر رنج ہوا کہ اس نے ملکی کاروبار بالکل چھوڑ دیے۔ بادشاہ نے فتح خاں کو اپنے باغ میں دفن کیا۔ جواب قدم شریف کے تمام سے مشہور ہے۔ وزیر نے بادشاہ کو بہت کچھ سمجھایا اور عرض کیا کہ حضور اپنا دل بہلا اور شکار میں کچھ دن تک مصروف ہیں۔ بادشاہ نے وزیر کی صلاح قبول کی اور نئی دہلی کے پاس ایک شکار گاہ تعمیر کی جسکی دیوار دو درمیں دو تین فرسنگ تھی اور اس احاطہ میں سایہ درخت لگوئے اور شکار چھوڑ دیا جو لاٹ یہاں استادہ تھی وہ اٹھارہویں صدی کے شروع میں گر پڑی تھی اور ڈیڑھ سو برس تک زمین پر پڑی رہی تھی اس سبب سے اس لاٹ کی سطح کو کھدائی کی لاٹ کی بہ نسبت کیسقدر ناموایہ اور حروف بھی جو اب پر کندہ ہیں اسقدر صائب نہیں ہیں کیونکہ کوئلہ کی لاٹ ساٹھ پانچ سو برس سے سیدھی کھڑی ہے اور اسکے علاوہ جہاں لائی گئی تھی سو لہا سو برس سے وہاں بھی سیدھی کھڑی تھی۔

لونی کو فتح کر کے جہاں نما پر تیمور نے ۱۳۹۶ء میں دریا جمنہ کو عبور کیا تھا۔ لونی ایک مختصر گاؤں کی حیثیت سے اب تک موجود ہے سلطان محمود خاں اور اسکے وزیر بلو خان نے تیمور کے لشکر پر حملہ کیا اور یہ حملہ جہاں نما کے مقام پر ہوا تھا لیکن اس کو کامیابی نہیں ہوئی غالباً کوئٹہ شکار سے باہر چوڑی مسجد تھی جواب تک شکستہ حالت میں موجود ہے یہ عمارت فیروز شاہ کے زمانہ کی ہے۔ شمس الدین کے بعد جو کچھ تغیر و تبدل اسمیں ہوئے ہیں اس سے اُسکی صورت بالکل بدل گئی ہے۔

پہاڑی کے شمالی سرے پر جہاں وہ دریا کے کنارے پر یکایک ختم ہو گئی ہے موضع وزیر آباد کی حد میں شاہ عالم نامی درویش کی درگاہ ہے۔

یہ عمارت فیروز شاہ تغلق کے زمانہ کے تھی یعنی ۱۳۹۶ء میں تیمور نے دہلی کو تباہ کر کے وزیر آباد

زلزلہ میں بہت صدمہ ہو چکا تھا اور حواس قابل ہرگز رہی بھی کہ دشمن کو روک سکتی  
 کافی دروازہ کے ماہر قدسیہ ملے کے راز میں ہر اسی کامدان ہے کسی زمانہ میں یہاں ایک  
 ہایت یہ فصاح اور ملکہ زمانی سلیم کی قمر تھی جو محمد شاہ کی والدہ تھیں جنہوں نے مادشاہ  
 کو سیدوں کے بیچ سے نکات دی تھی قدسیہ ملے سے آگے ہاڑی ہے جہاں شہنشاہ کی بڑی  
 لڑائی ہوئی تھی اور انگریزی فوج کے مورے نے جوے تھے حد سے پہلے ہاڑی  
 سے لیکر شکاف صاحب کی کوٹھی تک انگریزی گورنمنٹ کے وفاتر مل بند گہر وغیرہ کے سے  
 ہوئے تھے اور اسکے پاس یڑانی چاؤنی کا بار بار تھا اس ہاڑی پر ایام حدنگی مختلف یادگار  
 سرکار انگریزی نے سوادی میں جہاں چھٹھ ہاک جو ہے وہاں تہر پر اسکا نام و عمر لکھ دیا  
 تھا ہے ان کے علاوہ ایک سارہ سا جو ہے حسی چاروں طرف ان لوگوں کے نام لکھے  
 ہیں جو اس جگہ لڑائی میں مارے گئے تھے سارہ کے امداد ویر جانے کی شیرعیاں ہی ہوئی ہیں  
 علاوہ ان مقامات کے حکو صرف ایام حد سے تعلق سے ہاڑی پر بعض قدم معانات موجود  
 ہیں اس ہاڑی پر ویر در شاہ کی شکار گاہ تھی جسکو کوٹنگ شکار کہتے تھے۔ ہاں ویر در شاہ  
 بیربہ سے شہر کی لٹ لاکر بھڑی کی تھی جو کوٹنگ کی لٹ سے کس قدر جمی ہوئی ہے اور اس  
 رصد گاہ پر لٹ تارہ ہے جو اس زمانہ میں بیربہ کے نام سے مشہور ہے کہتے ہیں کہ  
 اس رصد خانہ کے تاروں میں سے بیچے بیچے میلان کو رستہ چلا جاتا ہے یہی مقام پر  
 ایک عہد داولی سے جو بیر در شاہ کے وقت کی تھی اور شکار گاہ کے ساتھ تعمیر ہوئی تھی  
 اس شکار گاہ کو جہاں ماہی کہتے تھے جس نام سے وہاں کا موضع اب تک مشہور ہے  
 اس شکار گاہ کی تعمیر کا حال مورخ نے یوں بیان کیا ہے کہ شہنشاہ جہری میں ویر در  
 مل میں ماں جہاں کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا جو شہنشاہ ویر در شہنشاہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت پوری لکھوائی گئی تھی۔ آخر زمانہ میں مرہٹوں نے بھی اس نیلی  
چھتری کی مرمت کرائی تھی۔

### تعمیرات پیر و ن شہر

کشمیری دروازہ کے باہر قدسیہ باغ ہے پہلے اس باغ کے مشرق کی طرف دریائے جمن  
بہتا تھا مگر اب وہاں سے بہت دور بہتا ہے۔ اس کے چاروں طرف دیوار تھی وہ بھی توڑ ڈالی  
گئی ہے۔ صرف باغ کا دروازہ شکستہ حال موجود ہے کسی زمانہ میں نہایت خوبصورت بنا  
ہوا تھا۔ قدیم عمارات میں سے اس باغ میں صرف ایک خوشنما مسجد سنگ سرخ کی بنی  
ہوئی باقی ہے جس پر خدر کے زمانہ کی گولہ باری کے نشانات موجود ہیں اس باغ میں اُن  
توپخانوں کے مقامات بنے ہوئے ہیں جہاں سے انگریزوں نے شہر کی فہیل پر گولہ باری  
کی تھی اور جنوب و مغرب کے کونہ میں جنرل نکسن کی قبر ہے۔ باغ کے شمال و مغرب کے  
کونہ میں لڈو کیسل ہے جہاں مسٹر سمن فریزر صاحب کمشنر رہتے تھے اور اب وہاں وہلی  
کلب ہے۔ شہر کی موجودہ فہیل اور وہ سے انگریزی گورنر نے سن ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کے  
مابین بنولے تھے اور اُنھی زمانہ میں کشمیری دروازہ بھی از سر نو تعمیر کیا گیا تھا تاکہ آئندہ  
مرہٹوں کے حملوں سے شہر محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ جب سن ۱۸۵۷ء میں جنونٹ راؤ بلکرنے شہر  
پر حملہ کیا ہے تو انگریزوں کو اُنکی حفاظت میں بہت مشکل پڑی تھی۔ انگریزوں کی طرف سے  
کرنیل اختر لونی داوٹر لونی اور کرنیل برن صاحب شہر کے محافظ تھے مرہٹوں نے ستر نو  
فوج اور ایک سو تیس ضرب توپ سے سات روز تک یعنی ۸ اکتوبر سے پندرہ اکتوبر تک شہر  
پر متواتر حملے کیے مگر انگریزوں نے بہت تہوڑی سی فوج سے اُنکے حملوں کو پس پا کر دیا اور وہ  
بے نیل و مارم واپس گئے ظاہر شاہی فہیل کہی مکمل نہیں ہوئی اور جو کچھ بھی ہو سکا وہ

جامع مسجد کے پیچھے جاوڑی بازار ہے اس بازار کے وسط میں شاہ نولا کاٹھ ہے  
 شراب ماتی ہیں ہا یہاں ایک فقیر شاہ بدو لامی رہا کرتے تھے یہاں سے سید ہارستہ  
 قاصی کے حوص کو گنا ہے۔ یہ حوص اب ماتی ہیں ہے صرف نشان رہ گیا ہے۔  
 قاصی کے حوص سے ایک دستہ لال چاہ کو گیا ہے اس بازار میں ایک جھوٹی سی مسجد  
 سنگ مرخ کی سارک سلیم کی سوائی ہوئی ہے۔ یہاں مگر یہی سیاہ سالار حتر لونی کی سوئی  
 تھیں یہ مسجد تکستہ حال ہے اور وہی کے خیم خانہ کے سپو پوٹھی ہے لال چاہ سنگ  
 مرخ کا سا ہوا ہے اس سب سے اسکا نام لال کواں ہے۔ اس بازار میں لال درویش  
 بدل میگ حان کی جوئی اور ریت محل کا سکاں مشہور مکانات ہیں جہاں اب محلے  
 اکا دین قاصی کے حوص سے دو سلاستہ سید ہا عمیری مدھارہ کو گیا ہے اس دستہ  
 یر رخصیہ سلیم کی جوئی ہے جہاں ایک محلہ آتا ہے اور محلے ساہتا را جہاں ایک فقیر  
 سارا شاہ رہتے تھے مامی محلہ میں حسا کے ٹیل کے رہستہ میں سب سے پہلے قابل ذکر  
 نگسود کا گھاٹ اور دس اسوامیدہ مقام ہے اس معانات کا تعلق قدیم ہندو تواریخ  
 سے ہے اندھیت کے پاڈے مادشاہ دس اسوامیدہ یر بودستری کی پوجا کی تھی اور  
 نگسودہ گھاٹ یر سواد پوتا کو ویدہ کا دوارہ علم دیا گیا تھا۔ نگسود گھاٹ اب دریا کے  
 بہش جانے سے محلی میں ہے اس کے قریب ملی جینری کا گند یا سنگد ہے بعض کا قول ہے  
 کہ یہ بہش دھول کے زمانہ کا سدھ ہے اور اسکو ہایوں مادشاہ لے توکرار سرلوہا یا  
 انگی صر و سرت کی تھی اور جہانگیر نے پھر میں کچھ مرمت کر کے یہ عمارت منکھ کے اندر  
 کھڑادی تھی مدیہ ہانگیر شاہ اب اگر شاہکس پر میں جائے کا مرانی ستیں گاہت  
 ایشیاں اینت جو کہ ہانگیر کا لقب مددوات کے مت ہشیانی قرار پایا تھا ابھی کے

نام ہوا اور شہر فیروز آباد کی یہ جامع مسجد اور کلان ترین مسجد ہو چکے تعجب نہیں کہ فیروز آباد کا شہر جنما کے کنارے تک آباد ہوا اور فیروز شاہ کا کولہ اس کے جینوبی حدود سے باہر ہو کیونکہ عموماً محل شاہی شہر سے علیحدہ ہوا کرتا ہے اس مسجد کی کرسی بہت بلند ہے اسکی بتیس بیٹھریاں ہیں جو تانہ جان جہان ابن خان جہاں وزیر نے فیروز شاہ کے عہد میں درختہ تعمیر کرائی تھی۔ یہ مسجد گہبی ہے ہر گزین پنج پانچ درہیں۔ اس مسجد کا طول ۱۷ فٹ اور عرض ۴۱ فٹ ہے ہر در پر چھوٹے چھوٹے برج ہیں اور بیچ کا برج بڑا ہے کل پندرہ برج ہیں۔ اسکی دیواریں سڑک سے ۶۶ فٹ بلند ہیں اور ان کی طرف پہلوں بنی ہوئی ہیں اور مسجد کا دالان زمین سے ۴۰ فٹ کی کرسی پر کسی زمانہ میں اس کی استرکاری کے نقش و نگار بہت خوبصورت تھے اسکے صحن میں کئی قبریں ہیں بنجلاؤں کے ایک جان جہان بانی مسجد کی ہے اور دوسری خان جہان اؤمکے والد کی ہے مسجد پر کیتہ کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفضل و عنایت آفریدگار در عہد دولت بادشاہ دین دار والوائق تباہید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ ابن مسجد بنا کردہ بندہ زادہ درگاہ جو تانہ مقبول الخطاب خان جہان خدایرین بندہ رحمت کند ہر کہ درین مسجد بنیاد بدعاے خیر بادشاہ مسلمانان و این بندہ بقاتحہ و اخلاص یاد کند حق تعالیٰ این بندہ را بیاورد و بجزرتہ الہی و آلہ مسجد مرتب شد تیاخر دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع و ثمانین و سبعمائے ہجری



جو بہت عراب حالت میں ہے قرکاموید ہی ماتی ہیں رہا اس احاطہ میں ایک دوسری  
 قریبے سو چھیہ بیگم کی ہے دونوں قریں رچی جچی کی درگاہ کے امام سے عوام میں مشہور  
 ہیں رصیہ سلطانہ بیگم سلطان تیس الدین اتہس کی بیٹی تھیں سلطان تیس الدین کی دقا  
 کے بعد نکاح سلطان رکن الدین بخت پش ہو اُسے ایسی ہن رصیہ سلطانہ بیگم کو  
 قید کرا جایا ہا۔ مگر رصیہ سلطانہ نے ایسے مای کی طرح کو اپنی طرف کر لیا اور رکن الدین  
 قتل ہوا۔ ساڑھے تین سال تک وہ ہندوستان کے تحت پرتگس رسی یہ ہندوستان  
 کے اول ملکہ قیصرہ ہند ہایت عہدہ عادل دوسری لکھ تھی اور میدان جنگ میں ایسے  
 لشکر کی اسیری آپ کرتی تھی جو کہ لکھنے لپے ایک ہستی عالم کو امیر الامرا کا خطاب یا  
 تہادار کے امر کو یہہ امر مانگوں ہوا اور ملک کی حاسب مدد گمانی پیدا ہو گئی۔ ایک ترکی مسر  
 التوسامی نے جو سندھ کا حاکم تھا عادت کی۔ اس عادت میں جستی مار گیا اور بیگم  
 رصیہ سلطانہ کو التوبیلے قید کر لیا۔ تب رصیہ سلطانہ نے کوئی جارہہ دیکھا یا چارٹ  
 ترکی مسر لہ سے نکاح کر لیا اور انکی مدد سے اپنے سہائی معر الدین بہرام سے دد جو ریر  
 لڑائیاں لڑیں آخر لڑائی میں رصیہ سلطانہ اور اُنکا ستوہر قید ہو گئے اور مرداؤں لے  
 گئے۔ مسرتہ مسری کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ وہ دیرور آباد میں مدفون ہوئیں جو کہ یہ  
 تحقیق ہے کہ کالی مسجد متیک شہر دیر آباد کی جامع مسجد تھی اسلئے کوئی رصہ ہیں  
 معلوم ہوتی کہ اس مراد کی امت حامد بیت کو یقین کیا جائے کہ یہ عراب جستہ  
 نزار دتھیت اول ملکہ ہندوستان رصیہ سلطانہ کا ہے

### کالی مسجد

اصلی ما۔ اور ترکماں و دارہ کے سج میں کالی مسجد ہے شاید اُل میں کلاں مسجد اسکا

## مسجد سید رفائی صاحب

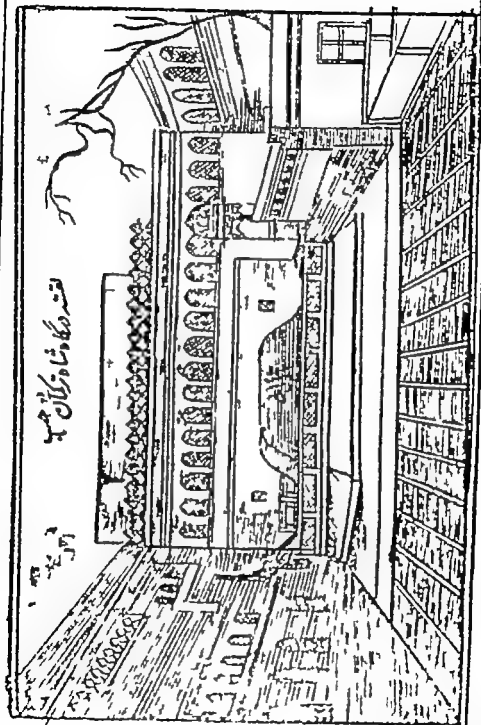
اس استہ میں سید رفائی صاحب کی مسجد ہے جو بہت قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے مگر چونکہ خدر سے پہلے یہاں سید صاحب سکونت پذیر تھے اور اُسکی کچھہ مرست بھی اُنھوں نے کرائی تھی اس سے اُنکے نام سے مشہور ہو گئی آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ ان سید صاحب کے ہاں ایک مجلس بنا حضورؐ ہو ا کرتی تھی اور اُس مجلس میں خاص مریدوں کے ہاتھ چمڑے ہوتے تھے اور وہ حالت وجد میں ایک دوسرے کو چمڑے مارتے تھے مگر کوئی زخمی نہ ہوتا تھا اور اگر ہوتا بھی تھا تو سید صاحب لب لگا کر اُسکو شوق چھا کر دیتے تھے مجلس کی بڑی شرط یہ تھی کہ اُسکے گرد و پیش میں کوئی عورت نہ ہو۔ نواب مصطفیٰ خان اور محمد امیر خوشنویس کے مکانات بھی اسی سڑک پر واقع تھے اسکے بعد نواب عزیز آبادی کی حویلی ہے جہاں اب ایک محلہ آباد ہے آگے چل کر شیدی فولاد خاں کا بنگلہ تھا شیدی فولاد محمد شاہ کے وقت میں شہر کے کووال تھے اُسکے آگے مفتی صدر الدین خان کی حویلی ہے جو اب تک موجود ہے یہ حویلی اصل میں لالہ ہزارہ بیگ کی حویلی تھی جو مفتی صاحب نے خرید لی تھی اسکے آگے ٹیما محل کا محلہ ہے جسکی وجہ تسمیہ کسی کتاب سے دریافت نہیں ہوئی چلی قبر سے ایک راستہ چوڑی والوں کے محلہ کو گیا ہے اور ایک راستہ شاہ کلن کی ڈگڈگی سے بللی خانہ محلہ سے ہوتا ہوا ستیہ رام کے بازار کو نکل گیا ہے۔

## رضیہ سلطانہ کا مزار

بللی خانہ کے پاس رضیہ سلطانہ بیگم کا مزار ہے آپ کے مزار کے گرد ایک مختصر سا احاطہ

نقشه درگاه شاه ترکان

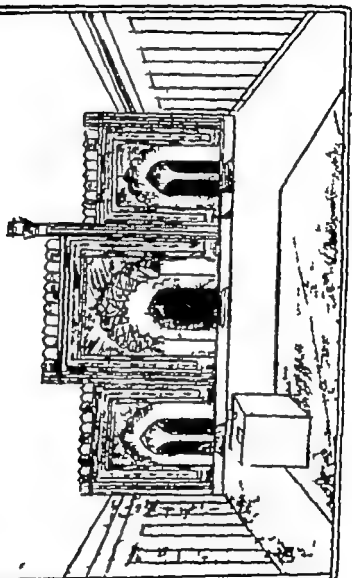
درگاه



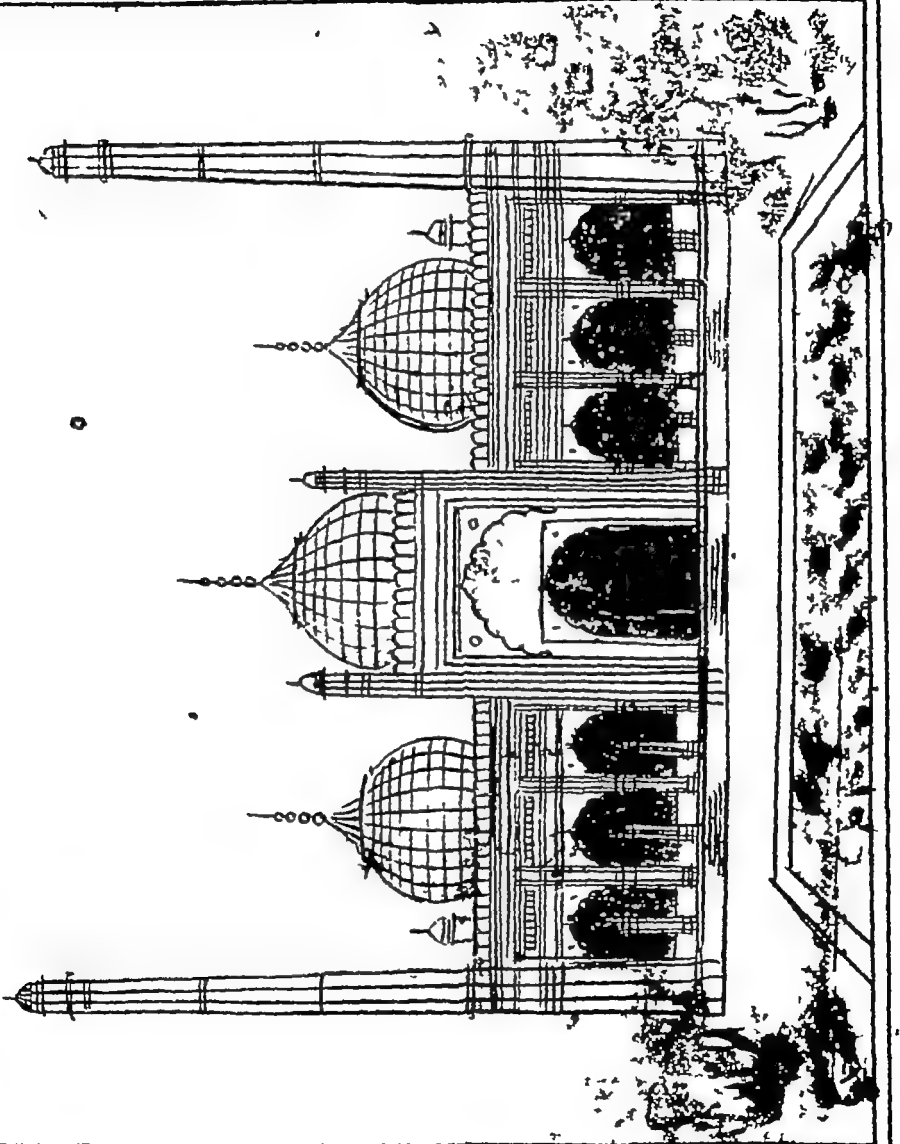
## اولیا سچر

فیض بازار سے جسکے پچ میں مثل چاندنی چوک کے نہر بہتی ہے اور اس نہر کا نام فیض نہر ہے  
 دہنی طرف رستہ بہرام خاں کے تراشہ کو موڑ جاتا ہے۔ اس رستہ میں اولیا مسجد رستہ  
 کی بنی ہوئی اور اس کے آگے درمی کی مسجد رستہ ہجری کی ایک بڑج کی بنی ہوئی ہے۔ پورا  
 سے رستہ فیض اللہ خان گنجش کے کمرہ کے نیچے ہوتا ہوا جتلی قبر کو آتا ہے دست رستہ کی طرف  
 نواب اعظم خاں کی حویلی ہے جہاں اب تک محلہ آباد ہے اور دست جیب کی طرف ترکمان دروازہ  
 کو رستہ گیا ہے چلی قبر کی بابت مشہور ہے کہ یہ سید روشن صاحب شہید کی ہے جس تعمیر کو  
 ساڑھے پانسو برس ہوئے جو رستہ ترکمان کو گیا ہے اٹھین میر محمدی صاحب کا فرادہ ہے یہاں  
 مرزا سلیم ابن کبیر شاہ بھی مدفون ہیں اس سے آگے غلام علی صاحب کی خانقاہ ہے۔ علاوہ  
 شاہ صاحب کے یہاں مرزا جان جانان منظر اور شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرار ہیں اور اس  
 سے آگے شاہ کلن کی ڈگڈگی یعنی فرار ہے اور اس سے آگے ترکمان دروازہ کے پاس شاہ  
 ترکمان کا مزار ہے پیر بیابانی کی درگاہ ہے اور یہی درگاہ کے سبب سے اس دروازہ  
 کا نام ترکمان دروازہ رکھا گیا ہے۔ ایک احاطہ میں آپ کا مزار ہے جسکے گرد سنگ مرمر  
 کا کھڑا لگا ہوا ہے اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے باقی سنگ مرمر بچا ہوا ہے  
 اس درگاہ میں ایک کھرنی کا درخت ہے جسکی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیا  
 جہاں گشت کا بویا ہوا ہے۔ تاریخ وفات آپ کی ۲۴ رجب ۱۰۳۷ھ ہے اس تاریخ پر ہر سال  
 بہت دھوم سے آپ کا عرس ہوتا ہے چلی قبر سے دوسرا رستہ سید ہاجا مع مسجد کو  
 جاتا ہے۔

## مسجد روشن الدوله



## نقشه زینت المساجد



## زینت المساجد

حیراتی در دارہ کے یاس ریب المساجد ہے حکومت شہر میں ریب المساجد اور ملک کی بیٹی نے سزایا تھا انکا من شمال کی طرف اس مسجد میں ہے حد کے حدت ہے مسجد موجی قصہ میں آئی تھی تو قویہ اکھیر ڈالا گیا تھا یہ مسجد سات در کی ہے حج کا حد طراہ اس یاس کے در چھوٹے ہیں اسکے ملے بہت لمبے ہیں کل مگ سرح کی سی ادی ہے اور بہت خوبصورت ہے اسیر پکتہ کدہ ہے۔

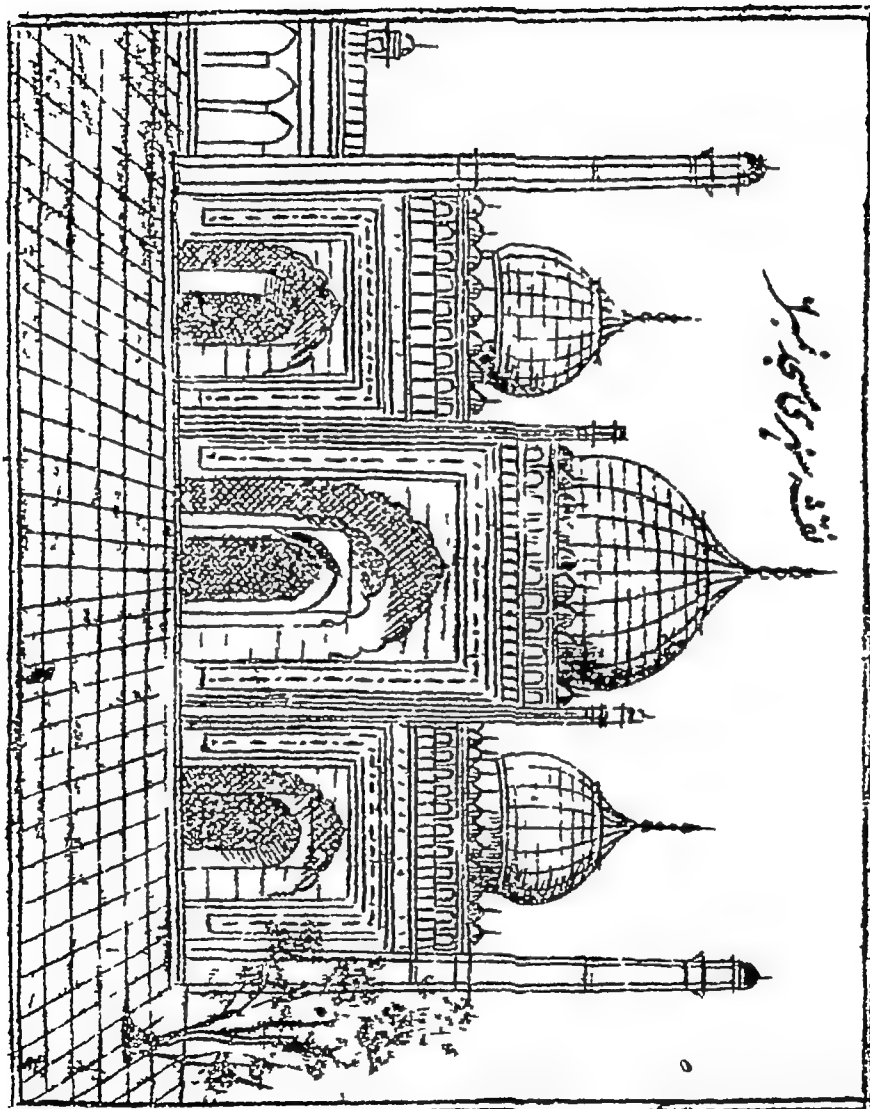
مولن مادہ محمد صلح تھا اس سائے ار رحمت قرپوش ماس بہت

## روشن الدولہ کی سنہری مسجد

فیض امار میں قاسمی دہلوی کے ماس روشن الدولہ کی سنہری مسجد تھی جسے قس سہری حج تھے اس مسجد کا سے کو توالی کے مرس کی سنہری مسجد روشن الدولہ نے سوائی تھی اسیر پکتہ کدہ ہوا

شاہ ہمیکو او مرتد کالی ولایت دنگا	شکر حق کریمین میں سید عرفاں یار
معدلت گستر محمد شاہ عاری ماد شاہ	در ماں شاہ اسکندر شاہ حمید قد
کرد تعمیر ظلالی مسجد عرش استشاہ	روشن الدولہ طعراں صاحب حدود کرم
کرد در نور شعل مہر روز و شب گھاہ	مسجد کا در مصاے صحن قسرت تہا
ہر کرد آتش دھوسار دست و پاکی گناہ	حرم صاف ادن اار حیمہ کو قرڈ
مسجد جوں بیت اقصی بہت دور آگ	سال بلکرت سانی یا ماس اراہا مسم

نقشه شهر سیبزی





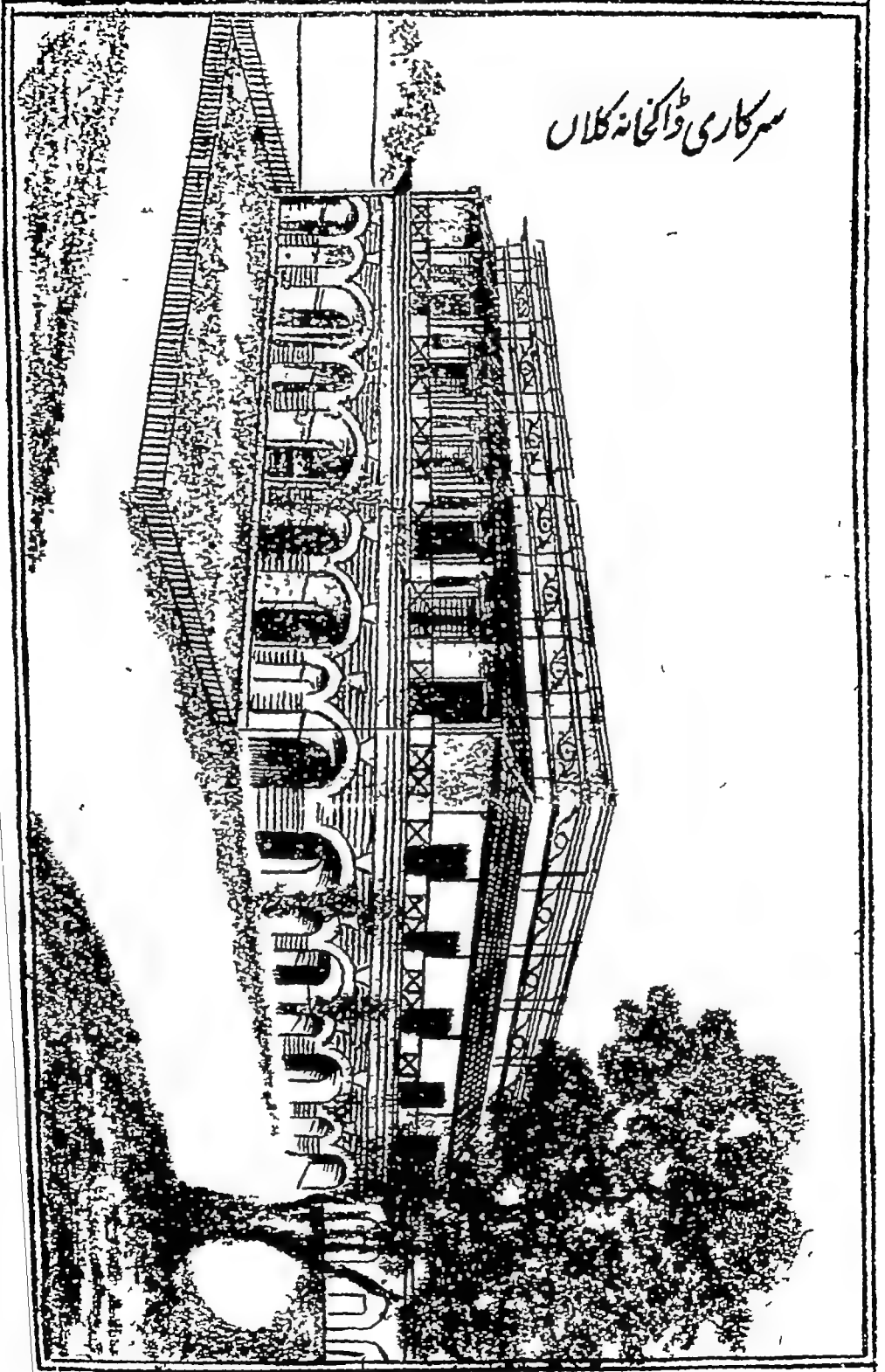
کے مابین حاصل ہوا واقعہ تھا قلعہ کے دہلی دربارہ کے سامنے دو بہتر کے ہاتھی کھڑے  
تھے جس کا ذکر لال قلعہ کے بیان میں ہو چکا ہے جو اگر دس لائے گئے تھے اور جس کی آ  
سیاں کیا جاتا ہے کہ حیوڑ کے محافظین کے مت اُن پر سوار کیے گئے تھے ان ہاتھیوں کے  
کچھہ اور اقلعہ میں سے دستاں ہوئے تھے جسے ایک ہا ہی مرتب کیا گیا ہے اور وہ ملک  
کے ماغ میں موجود ہے جیسا کہ اوپر بیاں ہوا

## جواد خان کی سنہری مسجد

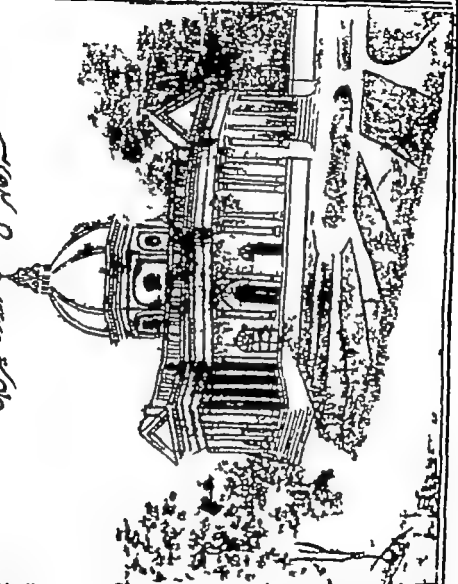
دہلی دربارہ کے سامنے تھوڑی سی جواد خان کی سنہری مسجد ہے حوالہ عین شیر  
ہوئی تھی یہ مسجد گھاسی کی سی ہوئی ہے جواد خان قدسیہ بیگم والدہ احمد شاہ کا مشہور  
حب احمد شاہ تخت سے اُٹسے گئے اور اُنکی آنکھیں نکال ڈالی گئیں تو جواد خان سی قتل  
کر ڈالا گیا تھا اسکے دو بیارنگ گھاسی کے ہیں اسکے تینوں رُوح کاٹ کے سے مئے  
تھر جسر مئے مئے تاسے کے بتراوتا سے یروئے کے تیر چڑھائے گئے تھے حب کا  
گلیا تو رُوح اُٹاڑ دے گئے مسجد کی بائیں طرف کاٹ کے والاں میں کچھ ترکات کہے  
رہتے تھے اسیر یہ کتہہ کہہ ہے۔

حلق ہروداد گستاہاں عالم را پناہ مادونم میں عام آن ملائک مسجد و گاہ ساحت تعمیر حسین حاوید حالی دستگاہ ہرکہ ارتش ہمارت کردستہ پاکار گاہ مسجد یب مقصط طبع نور آتہ	شکر حق در عہد احمد شاہ جاری مادتا مسجد سے کردہ ساداب قدسی عرواحہ سعی لواب بہادر صاحب لطف و کرم ماہ دوس و صاب محسن آروئے نکست سال ترکیب چہرم مات ارباب علم
--	---

سرکاری ڈاکخانہ کلاں



قصر حاکم متصل به مدرسه کتیریایی



## کرنیل جمیسکنس کا گرجا گھر

اسکے سامنے کرنیل جمیسکنس کا بنایا ہوا گرجا گھر ہے اسکی عمارت میں اسی ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا گرجا کے احاطہ میں کرنیل جمیس اسکنس کی اور سن فریزر کی قبریں ہیں جو ۱۸۲۵ء میں دہلی میں بنائی گئی تھیں سرٹامس ٹسکلف صاحب کی بھی قبر ہے جنہوں نے ٹسکلف کیبل کی عمارت بنائی تھی۔

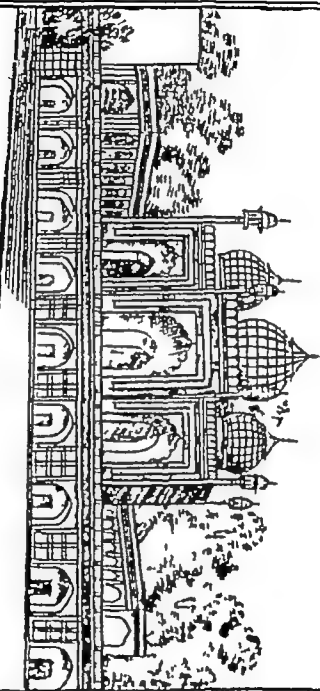
## محل مردان علی خان

جو شہر کی یہاں سے جامع مسجد اور لال قلعہ کو گئی ہے اسکے کنارہ پر مردان علی خاں کا محل تھا جہاں ہائی اسکول ہے اسی مکان میں ۱۸۵۷ء کے بعد بہت دن تک دہلی کے ریڈیڈنٹ رہا کیے اور اسی مکان میں دہلی کالج تھا جو ۱۸۵۳ء میں بند ہو گیا۔

## سرکاری ڈاکخانہ

اسکے بعد سرکاری ڈاکخانہ کی عمارت ہے جہاں حذر میں چند اہلکار بہت مزدوری کے ساتھ اخیر وقت تک کام کرتے رہے تھے اور حال میں انکی ایک یادگار وہاں بنائی گئی ہے۔ ڈاکخانہ کے قریب پرانے میگزین کا دروازہ ہے جسکو ملازمین سرکاری بہت ہی بہادر سی کے ساتھ باغیوں سے بچایا تھا اور آخر کار میگزین کو اڑا دیا تھا یہاں سے ٹرک جنوب کو ریل کے پل کے نیچے سے گزر کر سیدھی قلعہ کے نیچے ہوتی ہوئی قلعہ کے لاہوری دروازہ کے سامنے سے گزر کر فیض بازار میں جا ملی ہے جو قلعہ کے دہلی دروازہ کے گوشہ سرکاری دروازہ کے مابین اس طرح واقع تھا جیسکہ قلعہ کے لاہوری دروازہ کے اوچے

## نقشه فخر المساجد



محل تھا جس کے اب ریل کا اسٹیشن ہے وہاں پنجابی کٹرہ میں نواب اورنگ آبادی سکیم کی  
بنوائی ہوئی بہت بڑی مسجد تھی یہہ خاتون اورنگ زیب بادشاہ کی بیوی تھیں یہ مسجد سرخ  
رنگ کی بنی ہوئی تھی

## فخر المساجد

لب سڑک کشمیر پر وازہ کے پاس فخر المساجد بنی ہوئی ہے یہ ایک چھوٹی سی نہایت خوشنما  
مسجد ہے کرسی میں کئی دوکانیں ہیں مسجد کی روکار سنگ مرمر کی ہے اور سنگ سُرخ کی کچی  
کاری ہے مسجد کے اندر اجارہ تک سنگ مرمر ہے اسکے بروج سنگ مرمر کے ہیں جنہیں  
سنگ موسیٰ کی وہاں ریاں بنی ہوئی ہیں بروجوں پر سنہری گلے ہیں اندر کافر ش سنگ مرمر  
کا اور باہر کا سنگ سُرخ کا ہے جنوبی ضلع میں نہایت خوبصورت دالان سنگ سُرخ  
کے سنے ہوئے ہیں شمال کی طرف بھی جواب میں دالان ہے اُسی طرف حوض اور فوارہ  
تھا۔ یہ مسجد فاطمہ فخر النساء بیگم زوجہ نواب شجاعت خاں نے اپنی یادگار بنی مسکنہ  
میں بنوائی تھی اس پر یہ کتبہ کندہ ہے

## کتبہ

خان دین پرو شجاعت خان بخت یار	بارضائق تعالیٰ از طفیل مرتضیٰ
صدر خاتوناں کنیز فاطمہ فخر جہاں	یادگار ش ساخت این مسجد بفضل مصطفیٰ

## کتابہ دروازہ

يَا اَللّٰهُ لَا اِلهَ اِلَّا اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اَنْتَ اَللّٰهُ

## کتابہ اندرونی پیشانی چوکھٹ

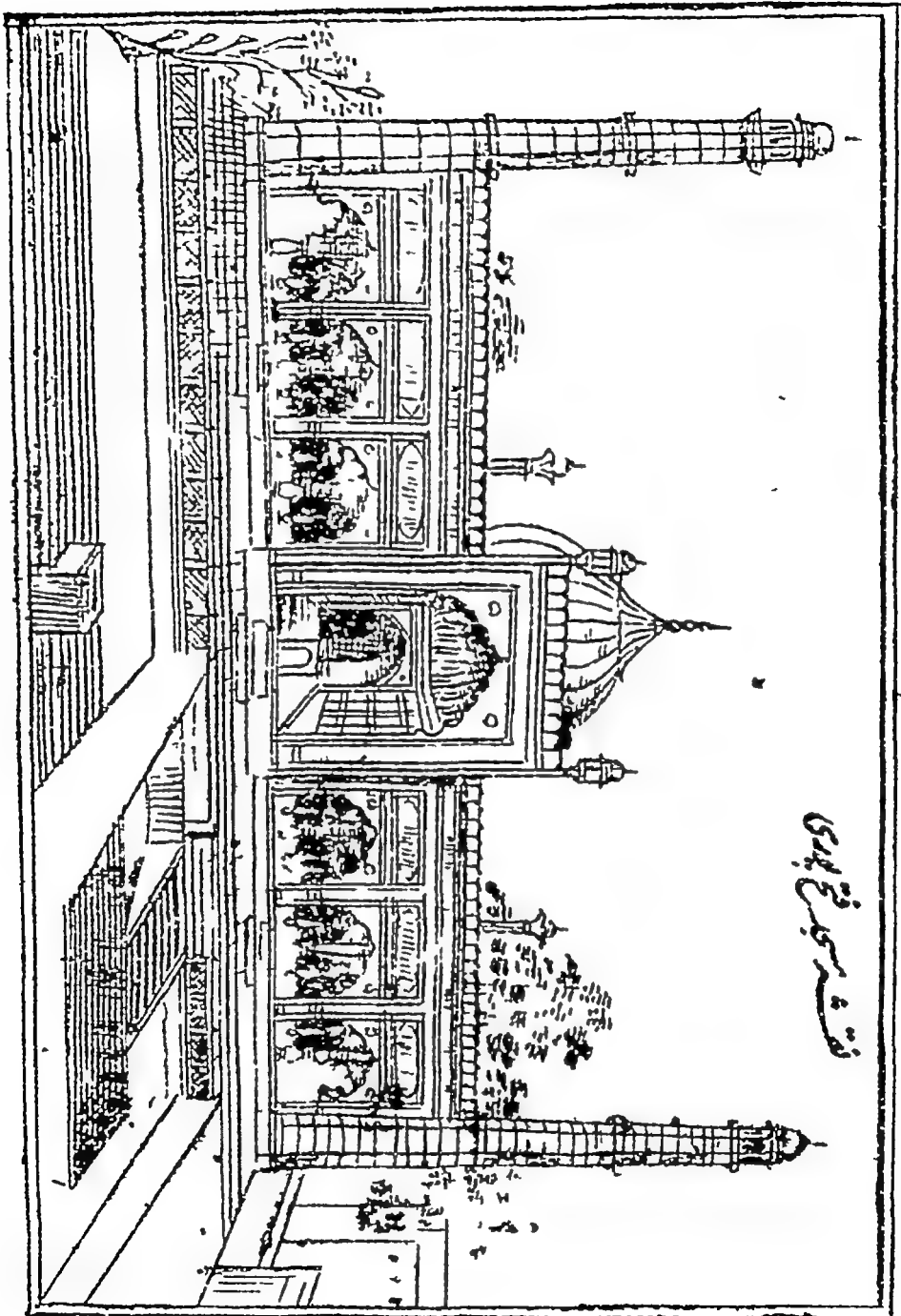
بسم اللہ الرحمن الرحیم و در ماتحتی رب تعالیٰ تمام شد این مادی و چاه در ماه رمضان  
سہ ہمد و بیجا و بہت ہجری ر ح محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اللہ در ہا  
حادل اسلام شاہ بن شیر شاہ ساگرد کا کردیں ار حملہ پیشی خواجہ غلام الملک عرف عبد  
لاؤر قوتی سدہ گان کر مار لے امید و رعایت و در حرکت کرد و مار سری مایتک

## کتابہ دیوار شمالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم در عہد و زماں شاہ سلطان السلاطین و مظفر اسلام شاہ بن شیر شاہ  
سلطان حلد عبد ملک و سلطانہ ساگردہ ابن یاء توفیق اسد و در ح رسول اللہ ملک غلام  
الملک عرف ابو عبد اسد لاؤر قوتی مدار الملک حضرت دہلی فی سستہ آبی و حمیں و شہادت

دوسر در دار شرق میں جامہ لی چوک کی حاب اسد شیر محبوب من مادر لال چاہ کی  
طرف ہے حکرہ جامہ لی چوک کی حاب ہے اب شیر و سری سرل سادی گئی ہے  
ساکر کرلیہ کی آمد لی ٹر حاسے طالب علموں کے مکات کے ساسے مایعہ ہا حاب  
حباب و گاہ ہے شہر ہمد کے بعد یہ سہ صسط ہو گئی تھی جب شہر میں حصور  
بصر ہمد دہلی میں بحالت و بیحدی تشریف لائے تھے تو یہ سہ در سیر و مسلمانوں کی  
عسادت کے لیے واکہ اشت کردی گئی تھی اب اسکا اسظام ایک کمیٹی کے سیر ہے  
بح پوری کے ساسے سے سید ہی شرک بیل کے کشیتس کی شرک سے حالی ہے۔  
اس شرک کے مائیں طرف کیرج مش کما مائیں سے حویٹے لوب مدد حرکت کا

نقشه مسجد فتح آبادی





دہلی کی آبادی یارس کی آبادی کے برابر تھی۔ کارواں سرائے کے سامنے شمال کی  
 طرف جہاں آساہنگم کا مع تھا جو نو سو شتر گراما دو سو چالیس گرجوڑا تھا۔ جو جو نصرت  
 مارہ دریاں وغیرہ اس مع میں ہی ہوئی تھیں اب انکا نشان ہی نہیں رہا۔ اب اسکی جگہ  
 زیادہ قطعہ بین ٹاکر ملک کا مع انگریزی قطع کا سا ہوا ہے گہشا گہر کے سامنے ملک و کٹورا  
 میسر ہد کا سنگ مرمر کے جو رو رت استادہ کیا گیا ہے اسکے میں ثبت ٹاؤں ہا  
 کی حمایت سی ہوئی ہے حسین میسپیل کنڈی کے ایک لاکھ پچیس ہزار چار سو ستادوں  
 روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ ٹاؤں ہال کے پیچھے ریل کے اسٹیشن تک ملک کا مع جلا گیا ہے  
 جس میں شاہ نگیم کے قدیم مع کی ریں ہی شامل ہے مع میں ایک ہاتھی سنگ مرمر  
 کا ٹاؤں اکٹرا ہے یہ ٹاؤں دو ہاتھیوں میں سے ایک ہاتھی ہے جو کسی ساد میں قلعہ کے  
 دلی دروازہ کے سامنے کھڑے تھے گہشا گہر کے آگے فتح پوری ماڈر ہے جسکی ہاتھ  
 یہ فتح پوری کی مسجد واقع ہے یہ مسجد شاہ جہاں کی سیوی ڈوب چھوری ٹیم نے مسئلہ میں  
 تعمیر کی تھی اس مسجد کا طول ۵۴ گز کا اور عرض ۲۱ گز کا ہے یہ سنگ مرمر کی سی  
 ہوئی ہے اسکا ایک رُح جو ٹی کا دہاری دار سا ہوا ہے اور دوسارے چوتیس  
 گز بلند ہیں۔ مسجد کے سامنے صحن میں تالیس گراما اور پچیس گرجوڑا سنگ مسج کا ہے۔  
 صحن کے آگے چار سے چڑھ گز کا صحن ہے اس مسجد کی چاروں طرف خاص علموں کے کتبے کے ساتھ  
 سے ہوئے ہیں اس کے تین دروازے ہیں ایک شمال میں کھدی باولی مار کی طرف ہے  
 یہ باولی ۱۵۰ گز کا صحن میں دنگئی ہے یہ شاہ جہاں آباد کی آبادی سے پہلے کی تھی  
 ۱۵۵۰ء میں شیر شاہ کے عہد میں سی شروع ہوئی تھی اور چھ سال میں تمام ہوئی تھی  
 اسکا کتبہ یہ تھا۔

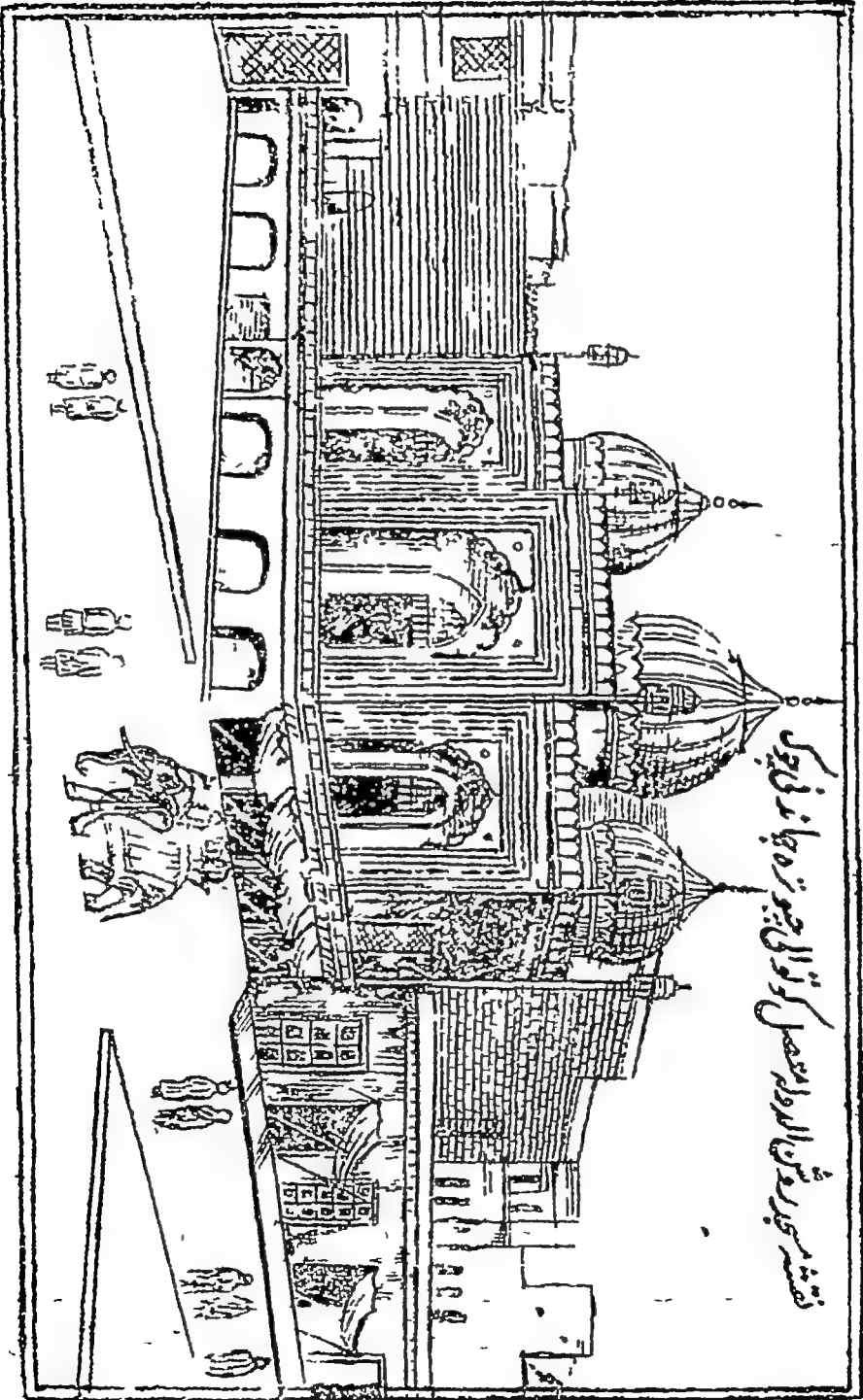
ایرانی بادشاہ نے حاجی فولاد خاں کو توال کو حکم دیا کہ چند ایرانی نقیبوں کو ساتھ لیکر  
 امان کا اعلان دو کہ قتل عام بند ہو رفتہ رفتہ آتش فرو ہو گئی مگر جو خوزیری بربادی  
 اور خاندانوں کی سبجرتی ہو گئی وہ ہو گئی ایک عرصہ تک سڑکوں پر نعشیں اس طرح پڑی  
 تھیں جیسے باغ کی روش پر مردہ پھول اور پتے بڑے ہوتے ہیں شہر جگر میدان گیا  
 ایک ہو کا مقام نظر آ رہا تھا۔ کرب و بلا کی صدا ایسے چاروں طرف سے اٹھ  
 رہی تھیں۔ سکرۃ الموت کی بھیاں آوازوں نے کمرہ باد کو بہر دیا تھا۔ آسمان سے  
 خون برس رہا تھا اور دہلی کی شاہراہیں انسانی گرم گرم خون سے افشان  
 ہو رہی تھیں۔ ملک المٹکا پنچہ سب پر دراز ہو رہا تھا جس طرف نظر پڑتی تھی مرگ نہ  
 جسنے واروکا مضمون مچ رہا تھا قلعہ کے تمام شاہی زیورات اور سامان اور خزانہ ایرانی  
 بادشاہ نے لے لیا۔ اس طرح ہزار ہا اشرافیان اور ساٹھ لاکھ روپیہ اور ایک کروڑ  
 روپیہ کے سونے کے برتن پچاس کروڑ کے جواہرات جنکا ثانی دنیا میں نہ تھا نادشاہ  
 کے ہاتھ لگے صرف تخت طاوس جو شاہجہان نے بنوایا تھا کئی کروڑ روپیہ کا تھا  
 ہاتھی گھوڑے کپڑے جو کچھ اس کے پسند آیا قلعہ نے لے لے غرضکہ ۳۴۸  
 برس کی دولت دم بہر میں اسکے ہاتھ آ گئی یہاں سے آگے چل کر نارہتہ و کسر صاحب  
 کا گھنٹہ گہر ہے جس میں میونسپل کمیٹی کے پچیس ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے اور وہ پچیس  
 قسٹ بلند ہے یہاں پہلے جہاں آئزبیک کی کاروانسرا بنی ہوئی تھی جن کا لقب شاہ میگم تھا  
 اور وہ شاہجہاں کی میٹی تھیں اور ان کی بہن روشنار ابیکم تھیں جن کے باغ کا ذکر آگے  
 آئیگا برنیر سیاح اس سرائے کی عمارت کی بہت تعریف لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
 پارس کے شاہی محل کسے ہم ملہ تھی۔ برنیر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں

پہاسی دی گئی تھی اور یہیں تین شہزادوں کی لاشیں لٹکانی لگئی تھیں حکومتی حکمرانوں نے اسے اسے بستر کو گولیاں مار دی تھیں۔ کو تو والی کے پاس سہری مسجد میں قتل عام کے وقت مادر شاہ مارچ ۱۹۲۱ء میں اس کے بیٹھا تھا۔

## سہری مسجد

حب مارچ ۱۹۲۱ء میں مادر شاہ نے دہلی میں قتل عام کا حکم دیا تھا تو وہ اسی مسجد میں اس کے بیٹھا تھا ایک شخص نے ختم دید حال اس قتل عام کا اس طرح لکھا جو ہم انگریزی کتاب سے ترجمہ کر کے یہاں درج کرتے ہیں "اکی صبح کو اس راہی مادر شاہ کا حکم جاری ہوا کہ ماشدوں کو قتل کیا جائے۔ حکم کے جاری ہوتے ہی ایک لمحہ میں قتل و غارت شروع ہو گیا جامدنی جو کہ مارا دریاہ اور مسجد جامع کے گرد کے مکانات کو آگ لگا دی گئی اور وہ سب جل کر خاکسبز ہو گئے اور یہاں کے کل ماتسہ کے قتل کیے گئے۔ کہیں کہیں کسی نے کچھ مقابلہ کیا لیکن اکثر مقامات میں لوگ بے اثرائی کے درج کر دیے گئے جو کچھ اور جو شخص ہاتھ آیا اسکو ایراسوں نے مکر لیا قیمتی چیزیں ریور سوئے جامدی کے رقبہ بہت لوٹے گئے۔ اس مصیبت کو وکیل ریور کے محلہ میں ایسے محل سے دیکھ رہا تھا اور مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اگر ضرورت ہوگی تو زور کرنا دو لگا اور حد کی مدد سے عرب کے ساتھ مرو لگا۔ حضرت صاحب قرآن امیر تھور کے زمانہ سے جہوں نے میرانی دہلی کو فتح کیا تھا اور ماتسہ دوں کو قتل کر لیا تھا اس زمانہ تک ۱۹۲۱ء حکومت ۱۹۲۱ء میں کانامہ گرا دہلی رہی مصیبت یہیں پڑی۔ ریسوں کی محنت کے بعد کہیں بہرہ راقین ۱۹ مارا دست ہوئے آسے دن تک قتل عام ہوتا رہا اس کے حد

فقه سید رضا شریع الدوام تحصیل کو تالی جیو ترہ جہان نامی چوک



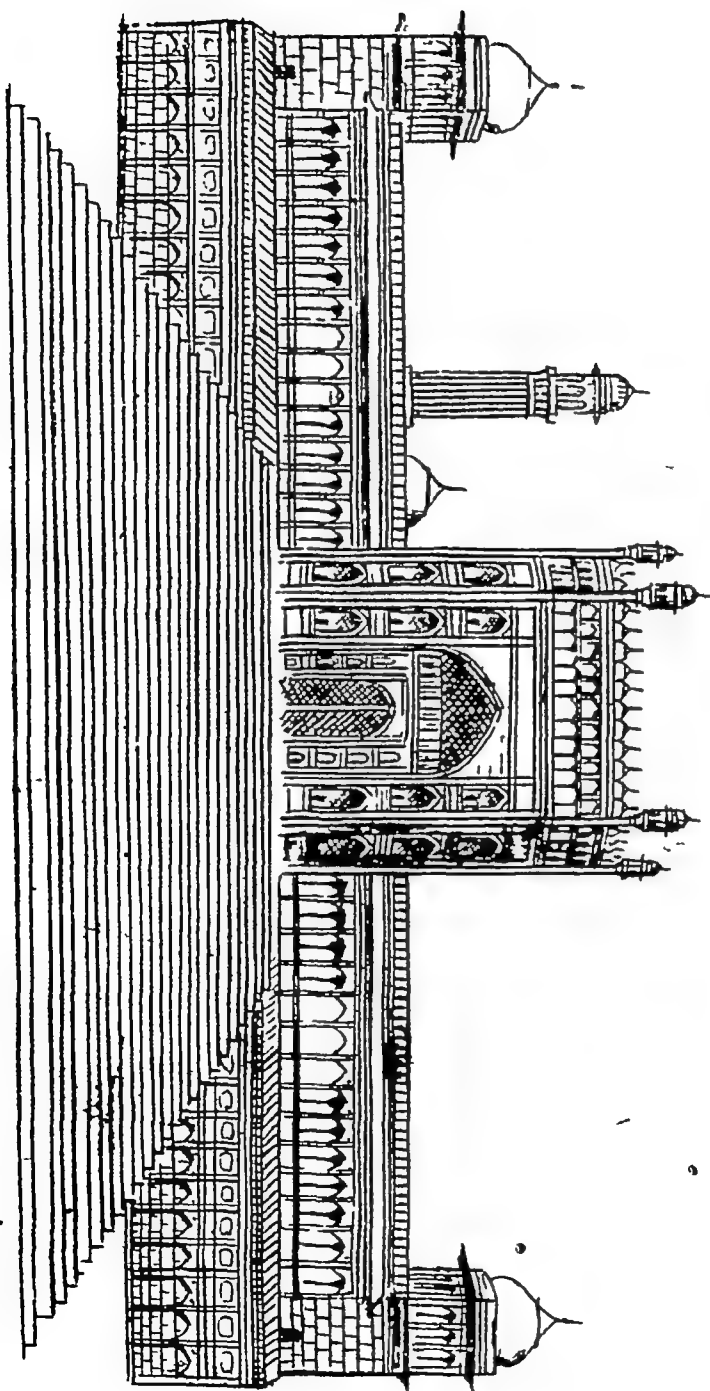
جامع مسجد کے شمال و مشرق میں لارڈ ڈومز کا ہسپتال ساہلو ہے۔  
 ہسپتال کے سامنے دیہہ کا مارا ہے جسکی استہار حونی دروارہ تہا جس کے یک  
 مادر تہا کے وقت میں قتل عام ہوا تہا اس طرف ایک انگریزی دستہ صبح کا  
 جامع مسجد تک پہنچ گیا تہا مگر ہاں سے اُسکو لوٹنا پڑا تہا حونی دروارہ سے  
 شرق کی طرف چاندنی چوک کا مارا رہا ہے۔ حونی دروارہ کے  
 معامل سرق و سال میں شمر کی سیکم کی کوٹھی اور مل ہے جہاں لدن سک ہے  
 ہاں عدر میں سک کا میجر قتل ہوا تہا حونی دروارہ سے کو توالی تک پھیل کی  
 سڈی کا مارا کہلا ما ہے اُسکے بعد جوہری مارا کا حصہ ہے اور جوہری مارا  
 کے بعد اصل چاندنی چوک ہے اب سارا مارا رنج پوری تک چاندنی چوک کہلا ما  
 ہے کو توالی کے سامنے تو ا رہا ہے اور عرب میں روش الدولہ کی سہری مسجد ہے  
 روش الدولہ محمد تہا کے تختی تھے اُسیر یہ کتہہ کندہ ہے

ظل حق ماہر میں شاہ راں  
 تیج او کھر سکن در دوراں  
 مسجد مدرسہ عالیہ  
 ہیجو سعیدیں ملک کرد قرائت  
 قلہ رع ارادت کیتیاں

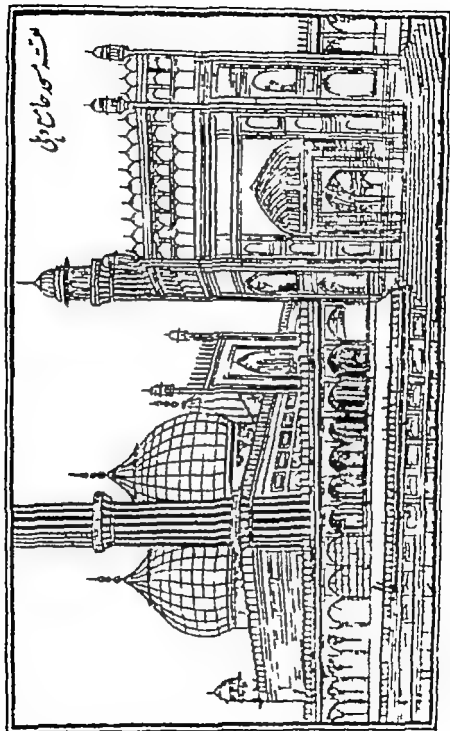
درداں شہ عورتید سریر  
 ناصر الدین کہ محمد تہا است  
 شرف الدولہ ساسر مود  
 ایں دوست الشرف علم و دل  
 سال اینچ سا گیت حسرو

کو توالی کے میں شیب مولانا محمد الدین ص فی کا مکان تہا کو توالی کے سامنے مارا  
 کے بیچ میں خشتہ میں بیاساں گڑھی ہوئی ہیں جہاں معدود کو بیاسی ملی  
 پس نو سہ چہر عبدالرحمن تہا اور راجہ ملک گڈہ راجہ ماہر سنگھ کو عدر کے بعد

نقشه مسجد جامع دروازہ مشرقی



مستند سید حامد دہلی



سنگ مرمر کا ہے اور اُس میں سنگ مو سے کی بنت کاری اور پرچین سازی سے مصلے بنا دیے ہیں منبر اس مسجد کا سنگ مرمر کا ہے اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جس کا بیان ممکن نہیں۔

اس میں شمالی منار اور سنہ میں جنوبی منار بجلی سے مہندم ہو گئے تھے شمالی منار سر کا انگریزی نے معہ فرش وغیرہ کے مرمت کیا تھا۔ اور جنوبی منار نواب صاحب لہور کے روپیہ سے حال میں درست کیا گیا ہے۔ اب اُنپر بجلی کا تار لگا دیا گیا ہے تاکہ امیدہ بجلی سے محفوظ رہیں۔ مناروں کے بیچ میں تین برج سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں منار کی برجوں کی طرح ان میں سنگ مو سے کی دھاریاں پڑی ہوئی ہیں جس سے انکی خوشنمائی بہت بڑھ گئی ہے اگرہ کی مسجد کی طرح یہ برج چہت سے نہیں شروع ہوئے بلکہ چہت کے اوپر ایک گولہ ہے اور گولہ پر سے مثل غبارہ کے اُٹھائے گئے ہیں۔

۱۸۵۷ء سے پہلے جامع مسجد کے مغربی مثلثوں میں ایک دارالشفاء اور ایک مدرسہ داراللقاب بنے ہوئے تھے عذر سے پہلے دارالبقا میں مفتی صدر الدین صاحب درس دیا کرتے تھے اور اس مدرسہ کی مرمت بھی اُنھوں نے کی تھی جامع مسجد کا انتہام اب ایک کمیٹی کی نگرانی میں ہے۔ جامع مسجد کے شمال و مغرب کی طرف دو سو گز کے فاصلہ پر محلہ ہرم پورہ میں حنیفوں یعنی سراوگیوں کا بڑا مندر ہے یہ عمارت بہت عمدہ ہے علی الخصوص دروازہ بر جو کام بنا ہوا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ ۱۸۵۷ء میں یہ مندر بننا شروع ہوا اور سات برس میں منکرتیار ہوا۔ اس کے بنانے میں سراوگیوں کا پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوا لاکھ ہر سکھہ رے اور لاکھ موہن لال نے سوا یا ہے۔ اسکے پہلے حنیفوں کا ایک اور چھوٹا مندر ہے جس کو سب سراوگیوں نے مگر بنوایا ہے۔ جامع مسجد کے



## کتبہ دریازدہم

بایدار دستہ صدائے تسبیح مسحائش را ہنگامہ آرائی و اکراں محامع ملکوت و درمہ تہلیل  
 مہملائی را التلاط اوئے رفیقان حوامع حسروت داراد و نوق مسار عمورہ جہاں را <sup>مطلیہ</sup>  
 دولت حادیہ طرہین ماساہ وادگردیں یرور کہ میامن وات مقدس مساکتس الواس اس و  
 اماں رر وی رور کار کسادہ است آراستہ داراد و کجی الحق و اہلہ کتبہ نوراندہ اہمڈیل درو  
 کے دونوں طرف میار ہیں نہایب طنداد نہایت حوسما اور ہمسین پیے سے ہوئے ہیں  
 کہ ان سے میار کے اوپر چلے جاتے ہیں ماردوں کے اوپر بارہ درسی کی ٹرچیاں لگے  
 سے ہایت و کشادہ را ہی ہوئی ہیں ان میاروں پر ٹیڑھے سے تھر کی عجب کیفیت معلوم  
 ہوتی اور جو یہ رکھائی دی ہے تمام شہر مثل کشورہ کے معلوم ہوتا ہے اور درختوں کی رونق  
 اور مکانوں کی حوسنائی سے ایک عجیب عالم دکھائی دیتا ہے شمالی میار و سب کھلی کے گرد چڑھتا  
 انداس عمارت حالی میں جٹیم رحم پہنچ گیا تھا اور جس کا فرش بھی کہ تمام سنگ شہج کا ہے  
 حاسا سے گزرا گیا تھا سرکار دولتند انگریزی نے معین الدین محمد اکبر ساہ مادشاہ کے عہد  
 میں کہ اسکو آٹھک رہا میں میں کے عرصہ گذر سے اس میار کو سوا دیا اور فرش بھی درست  
 کر دیا اکثرت ماردوں کی اشار اندہ اس مسجد میں مور و مرغ سے ریا ہوتی ہے اور جو مکہ نام کی  
 آوارہ کبیر سب ماریوں کو میں پہنچ سکتی اس واسطے شاہزادہ معصوم مولایلم اس معین اللہ  
 عمہ اکبر ساہ عرس تراکھاہ نے ٹرے دے کے چچ میں ایک کمر گنگ اسی کا بہت حوسما  
 سوا دیا ہے کہ اس کمر پر کمر کھڑا ہو کر آوارہ اندکسہ اور رسالک الحمد سب کے کان کا آویرو  
 کرتا ہے اس کمر کو سے ہوئے اشارہ میں کے قریب عرصہ گذرا ہے مسجد میں تمام فرش

سال چهارم از دور سوم جلوس مینست مانوس بساعت خجسته.

## کتابه در ششم

و طلوع شایسته سرمایه اینا و پیرایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی کار پردازان کاروان کار گزار و وفراط اعتنا و اهتمام کار فرمایان صاحب اقتدار و بذل جهد و جهد استادان ماهر دانشور و دوفور کوشش پیشه کاران چابک دست حسنا هنر و اتفاق مبلغ ده لکھ روپیه صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام روز فطر

## کتابه در نهم

بفرقدوم اقدس پادشاه ظل الله صافی نیت خدا آگاه زیب و زینت گرفت و اوقات نماز عید و ولولے و ظائف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید الصلحے مرجع طوائف انام گرد و مہبانی اسلام و ایمان را ممانت و رصانت کرامت سیاحان ربع مسکون و مسالک نور و ان کوہ دہاموں را آراستہ عمارتی باین رفعت و حصانت در آئینہ بصر

## کتابه در دہم

و مرآت خیال مرسم نگشتہ و حقایق گزاران و قائل دہر و فکرت پردازان نظم و نشر را کہ سوخ نگار ان بدائع ارباب ملک و دولت و صنائع شناسان اصحاب کمند و قدرت اند اغراضہ بناے باین شکوہ عظمت بر زبان قلم و قلم زبان نگدشتہ فراز ندہ کلخ ہستی طراز بلندی بستی این بنیان فیج را کہ قرۃ العین بنیش و زینت بخش کارخانہ آفرینش است۔

اس علی بقوی بیان میاں پانڈار دوست و میہ و العی فی الارض رودی ان تمیدکم  
کتاب ایوان استوار و قلمہ قہ فلک تالین ارطقات آسمان گدہ شستہ و متروہ طاق  
سہر سائنس ماورج کیوں پیوستہ

### کتابہ درچہارم

گر طاق و قلمہ مقصورہ اس کے دل  
پنج نتواں گفت عمر ار کہکشاں د آسمان  
مردود دی قہ گر گردوں سودے ثنائیں  
طاق لودی طاق محققش سودی کہکشاں  
مردع شمسہ میں طاق جہاں بایش رتوی محض مصابح سموات یر تو کلس گدہ عالم آرائیں  
نور اورے تاویل حیات سہر سگ مر مرش حوں سحرہ سدا قطعے مرقات

### کتابہ درخیم

مقام قاب توپیں اوادنے محراب میں گسترش ماسد صاوق کساد ویشانی تشارت  
برساں دلد جاہم میں رہم الہدے ابواب رحمت آمائش صلائی داندہ بدعولکے دار اسلام  
مسامع خاص و عام رسائیدہ سار سیر وارش مدلے و پھرے الدین احسوا لمحسی آرہ  
ردان گدہ فروزہ خام گدہ سیدہ حق رفیع ماصعائیں تاسا گاہ رو حایاں کرہ اطلاق  
بر دستہ شتم کتبہ یا بادی محط طعرا دوستہ۔

### کتابہ درخیم

میں بسع دکتائیں سجدہ گاہ و یک را داں معمورہ خاک روح فصائے میں اسما طلب  
ہولے روح افزائش اور دندہ رسواں حکایت کردہ و عدت ماہ میں حص ویش حکایت  
آمائیں از تہیہ سلسیل حرد لودہ در و برجدہ دہم شہر شوال سال ہر دو جمعیت ہجری موافق

تھی کہ اس طرح حساب سے عبارت بنائی گئی ہے کہ جتنی جگہ تہی اٹھیں پوری اُتری ہے تحریر سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کششوں سے عبارت کو زبردستی اس طرح بٹھرایا گیا ہو یا جھوٹا کیا گیا ہو کہ پوری اُترے کہتے حسب ذیل عبارت کے کندہ ہیں۔

## کتابہ در اول از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہاں بادشاہ زمین و زمان گہان خدیو کشور سناں گشتی خداوند گردو  
توان موسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان عالی نظر  
قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ راسخ جستہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت  
انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ۔

## کتابہ در دوم

منظر قدرت الہی مودکرامت نامنا ہی منظر کلمۃ اللہ العلیا مروج الملتہ الخفیۃ البیضا  
بجاء الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعل الاعظم والقان الاعل  
الاکرم ابو المنظر شہاب الدین محمد صاحب قرآن ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی لازالت  
ریایات دولۃ منصورۃ واعلاء خضرۃ مقہورۃ کہ دیدہ بصیرت حق منیش از شعبۃ انوار است  
انما یر مساجد اللہ

## کتابہ در سوم

من آمن باللہ و بالیوم الآخر مستبصر است و ایسنہ ضمیر صدق گرنیش از شعبۃ مشکات است  
اجب البلاء والی اللہ مساجد ہا فرغ پذیر این مسجد کوہ اساس گردوں مماس کہ کریم مسجد

گئی ہے چاہیے تھا کہ تھوڑے پتھر کو کال کر انکی جگہ دوسرا پتھر نصب کر دیا جاتا  
 مگر افسوس ہے کہ اس کارروائی کے بدلے سگ شرج کو کھرج کر بھی کاری کے کام  
 کا مائل ستیا اس کر دیا گیا مشرقی دروازہ ویر جو حوت سما آقا سے ہوئے تھے  
 اسکے بجائے سگ ماسی کے توڑے لگا کر اسکو دو کوڑی کا کر دیا ہے آقانی میں جو  
 کھڑا تھا انیس سادے سگ مرمر کے بہتر لگے ہوئے تھے انکی جگہ بہایت بہتر  
 حایاں سگ مرمر کی لگائی گئی ہیں۔

سگ مرمر کا مسرتی طاق کے رار میں کہا ہے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک بہتر کار  
 شے در کی مینائی پر یا ہادی کا طعرا سگ موٹے میں سا ہوا ہے پچاؤ نعلی کے جھوٹے  
 دود کی مینائی پر سگ موٹے سے کتہ شاہجہاں کے مام کا ادا تاج تعمیر اور تعداد  
 مصارف کہا ہوا ہے حال کی مرمت میں یہہ حروف سیاہ سالے کے سادے لگے گئے  
 ہیں جو خوب یا ہمیشہ سے کب قدر ہلکے ہو گئے ہیں اور سگ مرمر پر روشنائی  
 کی سیاہی دوڑ گئی ہے اور وہ کک کے لعل سے بجے کی طرف روشنائی اس طرح ہوئی  
 ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ۔ وہ کک کے آسٹوپک رہے ہیں کہ ہلکے شاہجہاں  
 کی دس لاکھ کی لاگت اب کی دفع مائل رما د ہو گئی مسجد کے شمال و جنوب کی طرف  
 دو سالے سگ شرج کے سہ ہونے ہیں جس میں اس قدر پاس پاس دہریاں سگ  
 مرمر کی دی ہیں کہ وہ شیری دار معلوم ہوتے ہیں ان کے اندر ایریز ہے کے لیے  
 شیرجیاں ہی ہوئی ہیں ساروں کی لمبی ایک سو تیس فٹ کی ہے ساروں پر سے  
 شرج کا مسطر دیکھنے کے قابل ہے ساروں کے اور سگ مرمر کی  
 رتیاں سی ہوئی ہیں۔ اس سر شاہ کے رماہ میں کتہ کی شری حولی پر ہے

برجیان ہیں اُن برجیوں اور مسجد کے مابین اتنی جگہ ہے کہ مسجد کے دونوں یعنی شمالی و جنوبی سروں پر پانچ پانچ در کے دالان بنے ہوئے ہیں جو صحن کی طرف کھلے ہوئے اور مغرب کی طرف بند ہیں۔

اگر صحن میں کھڑے ہو کر ان دالانوں کے پار دیکھا جائے تو عجب دلکش منظر نظر آتا ہے مسجد کے گیارہ در ہیں۔ پانچ پانچ در دونوں جانب چھوٹے ہیں اور بیچ میں بہت بڑے اندر کے در میں سات محرابین ہیں۔ بغلی دروں کے وسط میں اور بیچ کے بڑے در کے سامنے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جنہر پر صحن سے مسجد کے اندر جانے کا بیچ کے بڑے در کے سامنے سیڑھیوں پر مرزا سلیم پسر کبر شاہ ثانی نے سنگ باسی کا ایک مکبر بنوایا ہے تاکہ کچھیر کی آواز سب نمازیوں کو باسانی پہنچے یہ مکبر نہایت بے قیج اور نامناسب ہے اور سنگ باسی کے ہونے سے مسجد کو دہشتہ لگ گیا ہے اور مسجد کے بڑے در کی خوبی اور خوشنمائی میں فرق ڈالتا ہے ساری مسجد میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور سنگ موٹی کی بچہ کاری سے مصلے بنائے گئے ہیں پیش طاق اس قدر خوشنما اور خوبی کے ساتھ سنگ مرمر کا بنایا گیا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک پتھر کا تراش کر بنایا گیا مگر افسوس ہے کہ اب کی دفعہ نواب رامپور کے ایک لاکھ روپیہ کے عطیہ سے جو مرمت ہوئی ہے اسے پیش طاق کو بالکل خراب کر دیا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سنگ مرمر کے اس طرح جا بجا لگا دیے ہیں کہ الگ جوڑ معلوم ہوتے ہیں اور جو اصلی خوبی اُسکی تھی وہ بالکل جاتی رہی اس دفعہ کی مرمت میں اور بھی ایسی ہی خرابیاں تمام جامع مسجد میں پیدا ہو گئی ہیں مثلاً سنگ مرمر کی بچی کاری جو کل دیوار میں تھی وہ اس سبب سے کہ گرد کے سنگ سُرخ کو کمرچ ڈالا ہے بہت اُبھرائی ہے اور

بین دالالوں کے آخر میں جہاں شمال و جنوب کے محراب وارد الاں اگر کھڑے ہیں مربع  
مقام بن گیا ہے حیدر گھر کی جو کور حیاں ہیں ان دالالوں کے آگے صحن میں  
دو چھوٹے چھوٹے مستون ہیں جن میں سے ایک بر دارہ ہندی اور دوسرے بر کرہ  
نیز میں گھر کی کھدائی ہے مگر یہ شاہ جہاں کی وقت کے نہیں ہیں۔ حویلی مستری کی  
میں کچھ سرکات کہے ہیں جکی دیارت کے نیچے دور در سے لوگ آتے ہیں

دروارہ کے آگے تقریباً چار سوٹ کا مربع صحن ہے جس میں کل گھر کا صحن کا درجن  
اس صحن کے وسط میں میدہ گڑ سے مارہ گر کا گھر کا صحن ہے اس کے وسط  
میں دروازہ ہے اس صحن کے معر فی کنارہ پر ایک چھوٹا سا کٹر گھر کا صحن ہے  
حکومت مختار بادشاہی محل نے سوایا ہے اس پر یہ کتبہ ہے گوثر محمد رسول اللہ ﷺ

رسول دیدہ اند آکا ولی و اہل اللہ	جہاں گھر شود این گھر ہم زیار نگاہ
سائے سال تجھیں و آویں ہاتھ	گھٹت احاطہ حاسے تست رسول اللہ

شمال اور حویلی دالالوں کے سلسلہ کے وسط میں جامع مسجد کے شمالی اور حویلی دروازے  
میں دو مستری دروازے بہت چھوٹے ہیں ان دروازوں میں ہی سرخی کو اڑ چڑ ہے  
ہوے ہیں اور دو دروازوں میں سے اوپر چالے کا یہ سٹہ ہے۔ ان دونوں دروازوں  
کے آگے ہی مستری دروازہ کی طرح سیڑھیاں نہیں ہوئی ہیں ان ہی دروازوں سے  
آبادی مسجد میں پانچوں وقت آتے ہیں حویلی دروازہ کے سائے یاٹے والوں کا مارا  
ہے۔ مستری دروازہ کے چوتھ پر کورتوں کی جڑ و درخت سے شہر کے گوتہ مارا  
کو جمع ہوتے ہیں اور حویلی دروازہ کے نیچے گڈری مارا لگتا ہے

شمالی حویلی دالالوں کے معر فی کنارہ پر ہی سرخی کناروں کی طرح گھر کی

اسکی تعمیر شروع ہوئی اور پانچ ہزار عماروں اور مزدوروں کی محنت سے چھ برس میں نیا  
ہوی سعید الدخان دیوان اور فاضل خاں خالسا ماں اسکے مہتمم تھے۔ یہ مسجد ایک  
پہاڑی پر سنگِ سرخ کی بنی ہوئی ہے تینتیس سٹیرھیاں چڑھ کر اسکے مشرقی دروازہ  
پر جو سب میں بڑا دروازہ ہے پہنچتی ہے یہ دروازہ کیستہ مشیت پل ہے یعنی یہ کہ  
چار پل ٹرے اور چار پل چھوٹے ہیں چھوٹے پلوں کے سروں پر چھوٹے سناٹے بنے  
ہوئے ہیں جو دروازہ سے ذرا زیادہ بلند ہیں اور مناروں پر چھوٹی برجیاں سنگ مرمر  
کی بنی ہوئی ہیں جن پر سنگ مرمر کی دھاریاں تھیں دروازہ کے کنگورہ پر ہی چھوٹی چھوٹی  
برجیاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں جو نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ دروازہ کی دوسری  
محراب ہے پہلی محراب بہت بلند اور دوسری چھوٹی۔ چھوٹی محراب میں نہایت خوبصورت  
اور دھیر برنجی کوڑ چڑھے ہیں۔ یہ کوڑ ہمیشہ سے بند رہتے ہیں صرف بادشاہ کے لیے  
کہولے جاتے تھے۔ دروازہ کے وسط میں ایک وسیع گنبد ہے اور دونوں پہلوؤں  
میں چھوٹے چھوٹے گنبد ہیں ان تینوں گنبدوں سے دروازہ میں ایک وسیع چوک  
بن گیا ہے اس کے بعد پھر اسی طرح دوسری محرابیں ہیں ایک پست اور ایک بلند دروازہ  
کے اندرونی طرف یعنی مسجد کے صحن کی طرف دونوں پہلوں میں سے دو طرف اوپر جانے  
کی سیڑھیاں ہیں اندرونی کلاں تر محراب پر سنگِ سرخ کی آفتابی بنی ہوئی ہے  
جسکی برجیاں سنگ مرمر کی ہیں۔ یہ آفتابی مسجد کا شاہجہانی مکبر ہے۔ اس آفتابی کی  
بلندی کچھ ایسی مناسب رکھی گئی ہے کہ امام کی قرأت اور تکبیریں وہاں سے بہت  
صاف سنائی دیتی ہیں گونچ کے وسیع صحن میں نہ سناؤں دیں۔ دروازہ کے شمال چوک  
میں دالان بنے ہوئے ہیں جسکے دونوں طرف محرابیں ہیں اور دونوں طرف سے کھلے ہوئے



سنگ مرمر کی تلخ میں موجود ہے وہ اور گریب کی سوائی ہوئی ہے اور گو بہت  
 خوشہ اور حوصلہ صورت ہے لیکن قلعہ کے لئے بہت ہی چھوٹی اور اساس ہے  
 وہ سسیدیں صرف ساٹھ فٹ مربع ہے۔ شاہجاں کے وقت کی قلعہ میں کوئی  
 مسجد نہیں ہے اور یہ ظاہر کوئی مسجد سولے کا ارادہ تھا شاید ایسے کہ جامع مسجد قلعہ  
 سے بقدر قریب تھی کہ گویا وہ قلعہ کے کل عتہ کا ایک حرد تھی اور اس سب سے قلعہ کے  
 اندر کسی مسجد کے تعمیر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

جامع مسجد کے مائے میں ریر صاحب فرایسی سیاح کی لئے ہی بہت دلچسپ ہے  
 وہ بکھر کرتے ہیں کہ میں تسلیم کر رہا ہوں کہ یہ عمارت ان قواعد میں تعمیرات کے موافق ہیں  
 سائی گئی تھی موجود کی ہائے مدیک ہر عمارت میں ہونی چاہیے لکس میں کوئی نقص ایسا  
 نہیں دیکھتا جو تعمیر کے مذاق کے خلاف ہو سائے عتہ کا ہر حصہ بہت حوصلہ  
 ہایت موردن اور بہت مناسب ہے۔

ظاہر ریر صاحب مساج اور گریب کے رما۔ کا حال اس مسجد کے متعلق نون تجیر  
 کرتے ہیں کہ ہر جمعہ کو بادشاہ یا لگی میں سوار ہو کر قلعہ سے جامع مسجد کو طے ہیں انکا  
 بیٹا گھوڑے پر سوار ہا لگی کے ساتھ ہوا ہے اور بہت سے امرا یا بادشاہ حلو میں ہوتے  
 ہیں جیلوس کے آگے آگے جلتے ہیں ہر سال سے ہوتے اور چار ہا تہی عہدہ ہر دوں سے  
 آنا سکتے ہوتے ہیں۔ ہاتھوں کے پیچھے یا سولے مراد میں چار سو دوقی  
 ہوتے ہیں اگر کسی بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں امرا یا بادشاہ ہوتے ہیں  
 اور اگر وہ ہا تہی پر سوار ہوتے ہیں تو امرا گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔

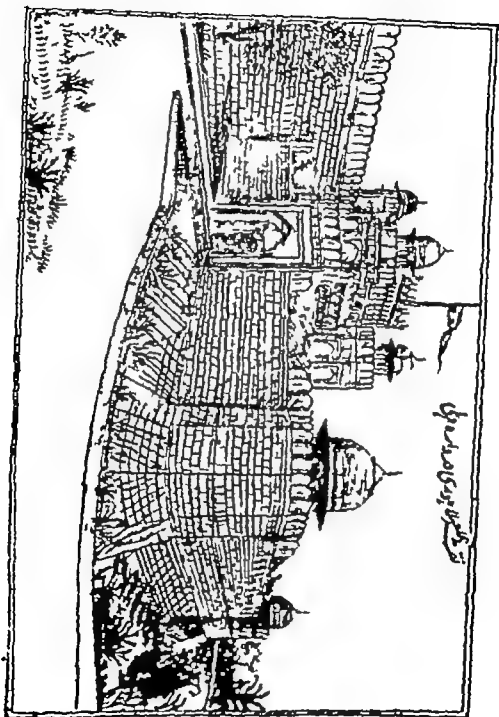
لال قلعہ کے دورس عدد دس لاکھ روپیہ کی صرف سے یہ مسجد سائی گئی ہے اور میں

## جامع مسجد دہلی

اس بڑے میدان کو طے کر کے دہلی کی جامع مسجد پر پہنچتے ہیں جس کا جواب بنیادیں نہیں ہے  
اگر کو جامع مسجد کی پوری خوشنمائی دیکھنی ہو تو صبح کے وقت اس کو دیکھو جبکہ نکلنے سے پہلے  
سورج کی کرنیں اسپر ٹپتی ہیں یا تم اس کو چودھویں رات کے چاند کی پوری چاندنی میں  
دیکھو اور سب سے بہتر منظر اس وقت نظر آتا ہے کہ برسات میں صبح کو اس کے پیچھے سیاہ بادلوں  
کی گہری گٹھا ہو۔

مسٹر فرگسن صاحب اس جامع مسجد کی بابت تحریر کرتے ہیں کہ یہ مسجد اگرہ کی مسجد  
سے داس کو بھی شاہجہاں نے تعمیر کرایا ہے اسی جلتی ہے لیکن یہ مسجد موتی مسجد سے  
بہت زیادہ بڑی ہے اور اس میں دو عالیشان منارے موجود ہیں جو اگرہ کی جامع مسجد  
میں نہیں ہیں مگر چونکہ یہ مسجد بالکل سنگ سُرخ کی بنی ہوئی ہے جس میں سنگ مرمر سے  
پورا پورا کام نہیں لیا گیا ہے۔ ایسے موتی مسجد کی صفائی اور خوشنمائی جو بالکل سنگ مرمر  
کی بنی ہوئی ہے۔ دہلی کی مسجد میں پیدا نہیں ہوئی۔ پہر ہی اس کے تینوں دروازے اور  
دونوں منارے اور چار کونوں کی چاروں برجیاں اور تینوں برج اور بیچ کے بڑے در کی  
بلند محراب سب بلکہ بہت خوشنما ہیں اور سب حصوں میں موزونیت باہمی تناسب موجود  
ہے۔ اس کا بڑا مشرقی دروازہ اگرچہ فتح پور سیکری کے دروازہ کا ہم پلہ نہیں مگر پہر ہی ہوتا  
خوشنما ہے اور مسجد کے لیے زیادہ مناسب ہے تعجب کی بات ہے کہ اکبر نے فتح پور سیکری  
کے قلعہ میں ایک عالیشان مسجد بنوائی اور خود شاہجہاں نے اگرہ کے قلعہ کو موتی مسجد  
سے مزین کیا مگر انھوں نے دہلی کے قلعہ میں کوئی مسجد نہیں بنوائی۔ جو چھوٹی سی موتی مسجد

نیزه کشته و بر دیوارهای مسجد



یا آئسے بعد برباد ہو گیا تھا پھر لارڈ الہنڈ کے زمانہ میں یہاں سرکار انگریزی نے ایک حوض  
 سنگ سرخ کا پچاس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوایا تھا جو لال ڈگی کے نام سے مشہور  
 تھا یہ حوض یا سوفٹ ٹویل اور ٹوٹرہ سوفٹ عریض تھا اور چاروں کونوں پر چار  
 خوشنما برجیاں بنی ہوئی تھیں اور عرض میں دو نون جانب نیچے اترنے کی سیڑھیاں تعمیر ہوئی  
 تھیں لال ڈگی سے آگے سجدہ خاں کا چوک تھا اور آگے فیض بازار تھا جہاں  
 راستہ خانم کے بازار کو اور خان دورا خان کی حویلی کو جاتا تھا۔ جنوب کی طرف آگے  
 بڑھ کر اکبر آبادی بیگم کی مسجد تھی جو وسعت میں پنجوری کی مسجد کے ہم پلہ تھی اور اسی قطعہ  
 پر بنی ہوئی تھی۔ اکبر آبادی بیگم شاہ جہاں کی بیوی تھیں پنجوری کی مسجد کی طرح چاروں  
 طرف طالب علموں کے رہنے کے مکانات بنے چاروں طرف اس مسجد کے پاس بگوا بازار  
 میں جہاں بگو بیگم کی قبر تھی۔ اب یہاں سولے ایک بق ودق میدان کے کچھ بھی نہیں  
 رہے کل من بلیہا فان ویقی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام۔



معلق ساں ہم ہوا لیکن ملا عہد الحمید مورخ شاہجہانی نے مادشاہ نامہ میں اس تخت کی حاکمیت بیاں کی ہے وہ لکھنؤ سے چالی بیس برس کے اس نامہ کا احضار درج ذیل کیا جا رہا ہے وہ ہوا

حسد میں قیمت عاہرات کثرت اکٹھے ہو گئے تو شاہ جہاں کے دل میں یہ بات آئی کہ اس عاہرات کو اس کام میں لایا جاوے کہ اور لوگ بھی دیکھ کے طبیعت خوش کریں چنانچہ حکم دیا کہ تخت سایا جائے اور کل عاہرات حو شاہ عباس والیے ایراں اور شاہ دکن وغیرہ نے ہڈیے میں بہایت کاریگری سے ٹرے حاکم چاہیجہ وہ تخت ملک اس کے علاوہ جیت تخت اور اس کے تیار ہو گئے۔

## قلعہ کے باہر

قلعہ معلے کے لاہوری دروازہ سے نکل کر ایک بہت وسیع میدان پڑا ہوا ہے جو تھما کی جانب چاندنی چوک تک اور خوب کی جانب فیض آباد اور درگاہ تک اور معرث میں جامع مسجد تک چلا گیا ہے کسی درمیان میں میدان میں ٹرے ٹرے مرغ اور مارا اور مسجد میں سی ہوئی تھیں۔ اب صرف ایک سردار شاہ کریم اللہ جہاں آبادی کا اور ریر جامع مسجد ہرے ہرے صاحب کی اور سردار کی قوت مافی ہیں پٹھانے گرد صرف رہیں دور جوتیرے اور گردیں کہہ رہے گئے ہوئے ہیں۔ اگر اس بھی کوئی عمد عمارت سی ہوئی ہو تو یہ بھی بہت کم کر دیے جاتے کیونکہ سرکار انگریزی کو مسطور ہیں ہے کہ قلعہ کے سامنے کوئی عمارت رہے تاہم جہاں کے وقت میں قلعہ کے لاہوری دروازہ کے باہر ایک سردار جامع تھا و انتہا جو کالی جامع کہلاتا تھا یہ جامع اور ایک عمارت کے درمیان

کہ صدیوں پر صدیاں گزرنے پر بھی چونہ ایسی تک نہیں مرا اور خاندان تعلق کی صد ہا برس کی عمارتوں کا پڑانا چونہ چوئے چوئے میں صرف اس لیے ملایا جاتا ہے کہ وہ مضبوط ہو جائے۔ جب یہ یہ مشکلات ہیں تو پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ویسی عمارتیں بن سکیں

(دربار)

قلعہ کی سیر کے بعد جشن کی کیفیت ملاحظہ ہو جو چشم دید ہے یعنی جس کو ایک یورپی سیاح نے دیکھ کر لکھا ہے، ”جشن کے دن بادشاہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنے دیوان عام و خاص کے صدر میں مرصع تخت پر بیٹھا ہوا نظر آیا اسکی پوشاک نہایت نازک اور کھولدا ریشمی کپڑے کی تھی جس پر بہت ہی عمدہ زری کا کام ہو رہا تھا اور جواہر نگار مندیل سر پر تھی جس پر بڑے بڑے اور نہایت قیمتی ہیروں کا طرہ لگا ہوا تھا ان کے بیچ میں ایک ایسا پتھر جڑا ہوا تھا جو لانا ہی کہا جاسکتا تھا۔ اسکی چمک ایسی تھی کہ اس پر آنکھ نہیں ٹھرتی تھی کل جواہرات میں آفتاب کی طرح درخشان تھا۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے موتیوں کا ایک کنٹھا گلے میں تھا

جس تخت پر شاہ جلوہ افروز تھے اس کے چھپائے ہیں جو بالکل ٹھوس ہیں جن میں یا قوت زمرہ اور ہیرے بڑے ہوئے ہیں مگر میں انکی تعداد اور قیمت بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کسی کی مجال نہیں کہ پاس جاسکے لیکن یقین کیجئے کہ ہیرے اور جواہرات بہت ہی ہیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ اس کی قیمت کا اندازہ پانچ کروڑ کئی لاکھ کا کیا گیا تھا۔ دو مور جو تخت کے پاؤں پر بنائے گئے ہیں ان کی صنعت کاری اور جواہرات کی کثرت جبر میں ڈالتی ہے بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مور موتیوں اور جواہرات کے بنے ہوئے ہیں۔ ان امور دن کی قیمت کا اندازہ الضاف تو یہ ہے کہ نہیں ہو سکتا، یورپی سیاح کا گمان ہے کہ

موتی ملا اور میں خیال کرتا ہوں کہ ایک دفعہ ایک شری بیگم کے علاج کے لیے خوشہ  
 مرہ کی وجہ سے معمول کے موافق ماہر کے دروازہ تک پہنچ لائی جاسکتی تھی بہت دور  
 تک اندر جانے کا اتفاق ہوا مگر میرے سر پر ایک کتھیری تھل اس طوطے اڑا ہادی  
 گئی کہ سب کی طرح پاؤں تک ٹھنکی تھی اور جواہر سرے ہاتھ پکڑے ہوئے مجھے اس طرح  
 لٹکا رہا تھا جیسے کوئی اٹھنے کو لٹکا رہا ہے اس لیے میں نے مجلس کے کیفیت کو کچھ جانتا  
 سرائے کی رانی سی ہے وہ عرصہ کر دیتا ہوں ان کا یاں سے کہ مجلس کے میں بیگم کے  
 خارج حقیقت اور حاضرت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ بہت خوبصورت ماہر ٹرے ٹرے  
 محل سے موسے میں جس کے دروازوں کے سامنے ہر طرف مائیمہ لچھپ رہیں  
 اور سایہ دار آرام گاہیں۔ ہر طرف اور قوت سے گرمی کے لیے عمیق معصا اور مرہ تھانے  
 اور لذت کو چھٹی میں آرام کرنے کے لیے اس کے اوپر سے اور بھی جوتے سے چھپے ہیں  
 عرصے ایسے دس سکامات ہیں کہ اس میں اس ملک کی تکلف وہ گرمی کو دھاسی دے رہی ہیں  
 ہے اور یہ لوگ ایک چھوٹے سے مروج کی حویلی کی طرف ہے جس سے زیادہ تعریف کرتے  
 ہیں جس میں آگرہ کے بدوں سرحوں کی طرح طلائی ملاحوری نقش و نگار سے ہے ہیں اور  
 چاروں طرف سو ماہی سو ماہی اور قد آدم آئیے لگے ہوئے ہیں ۵

اس وقت ان عمارتوں میں ایک عمارت سی لال قلعہ میں میں ہے اگر کوئی شخص وہی  
 عمارت میں جاتا ہے تو وہیں سکنا کیونکہ اول تو وہ رساں کے سے محلات کسی نے پہنچ  
 نہیں اور دوسرے ان کا کوئی صبح مشہ ہمارے ماس و حویلی تھیں لاکھوں روپیہ خرچ  
 کرنے کے بعد ہی وہ عمارتیں میں ہیں کھینچ رہی ہیں دھمک کے کاریگر میں اور دیبا مال  
 مسئلہ ہے ابھی تک یہ تو معلوم ہی ہیں مگر کہ کون سے لوگ جو میں کیا پھر ڈالتے تھے کہ

رہتے ہیں۔ اور ان سے جو جگہ خالی رہتی ہے وہ اور بلکہ تمام صحن سب قسم کے لوگوں اعلیٰ اور اعلیٰ سے بہرہ رہتا ہے کیونکہ یہی مقام ہے جہاں عایا کا ہر شخص اپنے عرض حال کے لیے باریاب ہو سکتا ہے اور کسی شخص کے آنے کی ممانعت نہیں ہے اسی وجہ سے اس کو عام و خاص کہتے ہیں۔ کمال ڈیڑھ دو گھنٹے تک لوگوں کا عجز اور سلام ہوتا رہتا ہے اس موقع پر مستغیث جو عرضیاں پیش کرتے ہیں وہ تمام و کمال بادشاہ کے ملاحظہ اور رعنا میں آتی ہیں اور بادشاہ بذات خاص مستغیثوں سے دریافت حال کرتا اور اکثر ستم رسیدہ لوگوں کی خوراد دیتا ہے اور ہفتہ میں ایک دن خلوت میں کمال دو گھنٹے تک اسے اس غریب کی عرضیاں سنتا ہے جو مستغیثوں میں سے چن لیے جاتے ہیں اور جن کے پیش کرنے کا کام ایک نیک۔ دو تہند اور بوڑھے شخص کو سپرد ہے اور ایک دن عدل و انصاف کے کمرہ میں جسکو عدالت خانہ کہتے ہیں دو بڑے فاضیوں کے ساتھ بیٹھ کے داور سی کرنا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتا۔

عام و خاص کے بڑے والان کی نعل میں ایک خلوت خانہ ہے جسکو غلیخانہ بھی کہتے ہیں یہ وسعت میں اگرچہ عام و خاص کے برابر نہیں ہے مگر نہایت خوبصورت۔ وسیع۔ روغنی اور سنہری کام کا ہے اور ایک بڑے شنیں کی طرح چار یا پنج فٹ کا اونچا ہے جہاں بادشاہ کسی پر بیٹھ کے وزراء سے جو ادھر ادھر کھڑے ہوتے ہیں تخلیم میں امر اور صوبدار کے عرایض سنتا اور سلطنت کے اہم معاملات پر غور کرتا ہے۔

بہرہ ہی سیاح کہتا ہے۔ اب میں نہایت خوشی سے آپ کو بادشاہی مجلس کے کی سیر کرانا ہوں جو سب سے زیادہ دلکش عمارت ہے لیکن کوئی سلاح وہاں کی کیفیت حتم دید نہیں بیان کر سکتا کیونکہ بادشاہ کے دہلی میں موجود ہونے کے وقت اگرچہ مجھے کئی بار دہان تجا



اس تخت کے آگے ایک تخت سگ مرمر کا بچا ہوا ہے اور اس سے جس کسی کو کچھ عرصہ کرنا  
 ہوتا تھا اس پر عورت کے بادشاہ سے عرض کرتا تھا مگر بادشاہ کے بیٹے کا تخت آتا اور بچا ہے  
 کہ اس تخت کے چڑھے پر وہی آدمی کا صرف کلا تخت تک پہنچتا ہے اس تخت کے آگے  
 سہ گوتہ دالاں ہے جو شہنشاہ گز لما اور جہیں گر چڑھا ہے اور ہر ایک دالاں کے نو نوٹین  
 اور اس سب کے ستون سگ سرخ کے بنی اصل پر بہت خوبصورت محرابیں مانی گئی ہیں۔  
 انہی کے دالاں میں بیچ کے درجہ ٹوڑ کے سگ مرمر کا کٹر انگلیا ہے جس پر بہت حوتما سہری  
 کلیاں بٹھری ہوئی تھیں جن میں سے ایک بھی اب ہیں دکھائی دیتی یہ دالاں امراتہ اور کلا  
 کے حسب مرتبہ کھڑے رہے کا تھا یہ دربار کا دالاں درحقیقت ایک حوتہ یہ رہتا ہوا ہے  
 جس کا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے باقی تین طرف حوتہ ہے جس کے گرد  
 آدم سگ سرخ کا کٹر انگلیا ہوا ہے اس پر وہی سہری کلیاں بٹھری ہوئی تھیں گزوں کا سا  
 ابھی ہیں ہے یہ جگہ جو دربار اربعہ اور اربعہ وغیرہ لوگوں کے کھڑے رہنے کی تھی اور کچھ  
 گال ماری کہتے تھے اس کے آگے ۳۴ گز لما اور ۱۶ گز طراص ہے اور اس کے چاروں  
 طرف قریہ اور موقع سے مکانات سے ہوئے ہیں اور شمال کی طرف دیوال خاص میں جا  
 کا دروازہ ہے۔ بھروردی ساح لکھتا ہے ایشیائی ایشیائی پر ہر دروازہ کے وقت بادشاہ  
 اگر بیٹھا ہے دائیں بائیں شہر اسے ہوتے ہیں۔ حوتہ سر اس محل ہاتھ مارے ٹپے ٹپے  
 محلات یا ادائے خدمت کے لئے درست لستہ گردیں جھکائے ہوئے ٹپے ادب سے  
 کھڑے رہے ہیں تخت کے سبے حامی کا جھلکا ہوا ہے جس میں تمام املا اور راجہ اور  
 ویرلوں کے سیرانجیں بھی کئے ہوئے اور ہاتھ امد سے دیے کھڑے رہتے ہیں تخت  
 سے کسی قدر فاصلہ پر ہی طرح مصب دار بنے چھوٹے امر حسب ذلت ایسا وہ

پانچ وقت بجا کرتے ہیں۔ سبھی پہلے پہل قرنا کی آواز برسی معلوم ہوئی لیکن جب کان  
 آشنا ہو گئے تو ایسی پہلی معلوم ہوتی تھی کہ سنے ہی جاؤں جہاں نقار خانہ رکھا ہوا  
 ہے وہ جگہ بھی بلند ہے اور شاہی محل سے اس کا فاصلہ بھی زیادہ ہے تاکہ شاہ کو اس کی  
 آواز سے تکلیف نہ ہو اس دروازہ کے مقابلہ جس پر نقار خانہ ہے صحن سے گزر کر ایک بڑا  
 والان ہے جس کے ستون اور چھت طلائی گل بوٹوں اور نبات کاری سے لسی ہوئی  
 ہے اور جس پر مشرقی صنعت کو پورے طور پر ختم کیا گیا ہے۔ گرسی بہت اونچی دی ہوئی  
 ہے نہایت ہوادار ہے اور تین طرفہ سے کھلا ہوا ہے اور اس دیوار کے وسط میں جو  
 محسّر اے کی حد فاصل ہے قد آدم سے بھی اونچا ایک وسیع شہ نشین بنا ہوا ہے اس  
 یورپی سیاح کو چونکہ فنون تعمیرات سے بالکل مس نہیں تھا اور یہ محض ایک معمولی طیب تھا  
 اس لیے قلعہ کی حالت اس نے نہایت بھڑکے اور بھونڈے الفاظ میں بیان کی  
 ہے ناچار جا بجا اس کے بے معنی ناموں کی جو یہ دیوان شاہی کے مقامات کے لیتا  
 ہے تشریح کرنی ضرور پڑی جس مقام کو یہ شہ نشین کہتا ہے اس کا اصلی نام نشین ظل  
 الہی ہے اور اس کی اصلی کیفیت یہ ہے جسے یورپی طیب بیان نہ کر سکا۔ دیوان عام  
 کے مکان کے بیچ میں مشرقی دیوار سے بلا ہوا سنگ مرمر کا چار گز کا مربع تخت ہے  
 جس پر چار ستون لگا کے بنگلہ کے طور پر چھت بنائی ہے اور قد آدم سے زائد گرسی دی ہے  
 اور اس کے پیچھے سنگ مرمر کا سات گز لمبا اور ڈھائی گز چوڑا ایک طاق بنا ہوا ہے اس میں  
 ہر قسم کے پرندوں اور چرندوں کی تصویریں رنگین تھکڑوں سے بنی ہوئی ہیں اور ساتھ ہی  
 ایک آدمی کی تصویر ہے جو دو تار بجا کے گارہا ہے اس طاق کی نعل میں ایک دروازہ ہے  
 اور اندر سے بھی آئے کار سے ہے بادشاہ اس تخت پر دربار عام کے دن اجلاس کرتے تھے

میں ریتیم کھانا آتا ہے جس وقت کہار میکان لے کے بیٹھتے ہیں ایسے سر مایا عظیم  
 کو کھڑا ہوتا ہے اور شاہی محل کی طرف سر کر کے تن مار سلام کرتا ہے  
 پھر سرکاری دفاتر کے لیے مختلف مقامات میں ایوان سے ہوئے اور خیمے الٹا دہن  
 امراں میں سے جس ٹرے والاوں میں کاریگر بیٹھے ہیں وہ مختلف کارخانوں کے نام سے  
 رسوم ہیں کسی والاں میں چکن دودھ کا رجب اور رد دودھوں کا کارحاست کسی میں سنا  
 ہی سار بیٹھے ہیں کسی میں سہ ماہی تھاقس بھرے دے ہیں کسی میں روغن سا اور کسی  
 میں رومی اور مرادی کسی میں مدری اور موحی کسی میں دہرائی اور چوڑیا کھول دو مارک  
 اس میں نے دالے خلا سے جو گڑیاں مٹے اور کمر باندھنے کے بعد دلدار رومی کا بچے تیار  
 کرتے ہیں اس کی ہر مدی سے عقل جایا آتی ہے کہ یہ زمانے ماحاموں کے لیے ایسا  
 مارک احمدیک کیڑے مٹے ہیں حوص و مثل بھیلوں کے ہاکے ایک ہی رات کے ہا مال میں  
 بیکار ہو جاتا ہے اور ہر لطف یہ کہ ایسے مارک کیڑے رومی سے رومی کا کام اسی بھول  
 سے کیا جاتا ہے کہ دیکھ کے جی میں عش کرنے لگتا ہے یہ کیڑا جس رومی کے بھول ہوئے ہوں  
 بھس میں رومیہ گڑا ہے اور رومی دالے کی قیمت اس سے کہیں زیادہ ہے یہ  
 تمام کارگر صبح کو آتے اور سائے دن کام کر کے تمام کو اپنے لیے گھر چلے جاتے ہیں  
 میں شاہی کارخانوں کو طے کرنے کے بعد دیوان عام اور دیوان خاص نظر خیرتے میں جس کا  
 دو کچی پچی سے حالی ہوگا عام و خاص کی عمارتیں الٹا سہ عجیب و غریب حوالہ عورت اور خصال  
 ہیں عام و خاص ایک ڈاسع مربع کاس سے اس کی محرابیں اس محکوت سے سی ہی ہیں  
 کہ ایک محراب میں سے دوسری محراب میں جاسکتے ہیں ایک ٹاڈا علاہ وہاں کے سائے سے  
 اس درک بالا خانہ ساہو ہے اور یہ قلعہ شاہی سے جہاں بیرون تنہائی اور قلعے ڈر

ہیں وہ بھی اسی چوترا پر کھڑے ہو کے پہرہ دیتے ہیں۔ وہ خوشامہر جو دروازہ کے  
 پنج میں بنے کمانی گئی ہے اس کا پانی اول مجلس رائے میں جاتا ہے اور پہرہاں سے  
 موقع موقع کل مکانوں میں پہنچتا ہے اور اس کے بعد قلعہ کی خندق میں جا گرتا ہے  
 یہ نہر نعل انجینروں نے دہلی سے ۱۵-۱۶ میل کے فاصلہ سے دریائے جمنائے کاٹی کر  
 اور بڑی محنت اور انجینیری کی بے مثال قابلیت سے میدان اور پہاڑی سخت زمین  
 سے لائی گئی ہے۔

قلعہ کے دوسرے دروازہ کے اندر قدم رکھنے ہی ایک صاف اور لمبی سڑک دکھائی  
 دیتی ہے اس راستہ کے بھی دونو جانب ویسے ہی چوترا بنے ہوئے ہیں لیکن  
 بجائے محراب دار والاٹوں کے یہاں دوکانیں تعمیر ہیں اصل میں قلعہ کا یہ بازار ہے  
 جس کی بلند چھت لداؤ کی ہے اور جس چھت میں ہوا کے لیے بڑے بڑے  
 روشن دان ہیں چل چلائی گرمیوں میں یہاں خوب ٹھنڈک رہتی ہے اور برسات میں  
 بھی خوب آرام ملتا ہے ان دونوں رستوں کے سوا دائیں بائیں اور بھی چھوٹے چھوٹے  
 راستے ہیں اور یہ راستے ان مکانوں کی طرف جاتے ہیں جہاں باری باری سے ہر  
 امیر غفہ میں ایک بار آکے پہرہ دیا کرتا ہے۔ یہ مکانات جہاں امیر ہرہ چوکی دیا کرتے  
 ہیں نہایت خوبصورت اور آراستہ ہیں کیونکہ امرا ان مکانوں کو اپنے خرچ سے آراستہ  
 رکھتے ہیں۔ یہ مکان کوئی معمولی حیثیت کے نہیں ہیں بلکہ خاصے دیوان خانے ہیں  
 جن میں چوٹی چھوٹی نہرین بہتی ہیں۔ خوبصورت جوض بنے ہوئے ہیں فوارے چل  
 رہے ہیں اور ایک عجیب روحانی تازگی یہاں بیٹھ کے ہوتی ہے جس امیر کا جس دن پہرہ  
 ہوتا ہے وہ شب کو بادشاہی جہان تصور ہوتا ہے اور شاہی مطبخ سے اُسکے لیے خانا

مدارہ کے پتھر کے دوڑے ٹرے ہاتھی کھڑے کیے گئے ہیں ایک ہاتھی ریڑھ کے  
 سپور و معروف راجہ جیل کی موت ہی ہوئی ہے اور دوسرے پر اس کے بھائی قناکی  
 یہ دو دوڑے ہمارے تھے جو کہ یہ تباہی موجوں سے کٹ کٹ کے ٹرے تھے ہر پتہ پتا  
 معیہ نے محض اس کی بے نظیر جماعت کی داد دی ہے کی عمر سے نظریہ کاراں کی موت  
 سا کے قلعہ کے مدارہ پر کھڑی کر دی تھیں یہ مازہ لگیری میں لکھا ہے اور گریب نے  
 اسے گیارہویں سال جلوس مطابق مشہور سحر میں پتھر کے ریڑھ کے ہاتھی خوشنما  
 عمدہ صنعت کے سے ہوئے تھے اور مدارہ قلعہ کے دونوں حاسب نص تھے اور اسی وجہ  
 سے اس مدارہ کو ہتھیابول کہتے تھے سرعۃ کے لحاظ سے اٹھوا دیئے بیست حاسب  
 عالی نے ہی تہہ کتاب و قلعہ میں اس ہی ہاتھیوں کے متعلق یہ شعر لکھا ہے ۵

اُن صورت مہارت دلاں ہتھیابول  
 مارا یہ فیل سد حاسب و کتاب کرد

یہ میں معلوم ہوا کہ ہتھیابول کس مدارہ کا نام ہے نص قلعہ خارہ کے مدارہ کو  
 اس نام سے پکارتے ہیں اور بعض کسی دوسرے مدارہ کی نسبت لکھتے ہیں ہر حال  
 یہ بات تو مایہ موت کو پہنچ گئی کہ حالگیر کے وقت میں قلعہ کے ایک مدارہ پر ہاتھی  
 تھے جو روہی بیاح کہتا ہے کہ اس مدارہ سے قلعہ میں داخل ہو کے ایک لہار  
 وسیع رہتا تھا ہے جس کے بیچ میں ایک ہر جاری ہے اور دونوں حاسب بیاح  
 راجہ مٹا دیا اور یار مٹا دیا ایک چوترا سا ہوا ہے جس کے آگے دو دو طرف  
 رارہ مار محراب دار والاں چلے گئے ہیں جس میں محراب کا رخا کے دارود اور کم درجہ  
 کے عہد سے دار میٹھے ہوئے ایسا کام کیا کرتے ہیں اور حسب درجہ کو یہودیے آئے

ہو سکتا ہے کہ اس قصر کی حالت بربادی سے پہلے کیا تھی۔

موسیور روئے بیان کرتے ہیں، اس قصر کا اندر دنی حصہ ایسا پر تکلف ہے کہ نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ ستونوں محرابوں اور لداؤ کی چیت کے خاکے پر عجیب و غریب عربی حروف کی گلکاریاں رنگ برنگ کے قیمتی پتروں کی جو نگ مرمر میں جڑے ہیں بنی ہوئی ہیں۔ آفتاب کی کرنیں جسوقت ان محرابوں میں سے ہوں اس وجد میں لانے والی سچی کاری پر پڑتی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھولوں کے مار جو سنگ زنگار اور مختلف اقسام کے بلور اور دوسرے پتھروں سے بنے ہوئے ہیں گویا زندہ ہو گئے۔

اس قصر کو اس کے زمانہ عروج میں دو فرانسیسی سیاحوں نے دیکھا ہے ایک ان میں برنیر طبیب تھا جو سند حاصل کرنے کے بعد دہلی آیا اور شاہجہاں کا طبیب بن گیا اور دوسرا ٹوئیر جو ہری تھا ان کے سفر نامے ۱۶۵۶ء اور ۱۶۵۷ء میں آئے ہوئے اور ان سفر ناموں میں مشرقی تکلفات کا پورا بیان ہے۔ ٹوئیر کو تو اجازت مل گئی تھی کہ کل شاہی جواہرات کو جانچے اور ان کا نقشہ کھینچے اس نے اپنی کتاب میں ان میں سے بیش بہا جواہرات کی تصاویر اور قیمتیں درج کی ہیں اس قصر میں شاہ تخت تھے جو ہیروں سے جڑے ہوئے تھے ان میں سب سے بڑے تخت کی قیمت کا اندازہ سولہ کروڑ پانچ روپیہ کیا تھا۔

ایک یورپی سیاح جو اول درجہ کا متعصب ہے اور جس نے واقعات کے قلم بند کرنے میں شاہان مغلیہ کی توہین کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا زمانہ عالمگیری کے قلعہ کی حالت سے ذیل لکھتا ہے کہ قلعہ کی دروازہ کی عمارت میں کوئی چیز قابل ذکر نہیں تجزیہ کے کہ دونوں طرف

## یا پنجواں باب آثار الصنادید

لرقتن و مکارہ و دیوار شکستہ آثار دیدست صنادید عجم را

### لال قلعہ

اس قصر لال قلعہ کو شاہ جہاں نے بنایا تھا اور اس کی تعمیر ۱۶۳۲ء ہجری بمطابق ۱۶۲۹ء میں ختم ہوئی۔ اس کی سب سے زیادہ دلچسپی یہ کہ اس قلعہ میں ایک عجیب و غریب بات ہے کہ اس کے دیواروں کی مختلف لالواں تھیلوں کی بجائیے کاری ہر ایک میں گنگا جمنی کا لطف دکھائی دیتا ہے۔ ان کی کل جتنی اقوام کے ہاتھوں سے حصوں میں متعدد واقعات میں دہلی کو لوٹا ہے یہ قصہ جو فی الواقع عجائبات دیا میں سے ہے۔ چنانچہ لیکن حد کے بعد اس انگریز حکام کی بے احتیاطیوں نے اس پر مطلق رحم نہ کیا، انھوں نے کل ان حصوں کو جو کام میں آئے تھے مہدم کر دیا۔ ان کے سارے سے گورنر کی بارگاہ میں بایں انھوں نے فقط ان ہی دیواروں کو قائم رکھا جو کسی اُن کے کام میں نہ تھیں۔ چونکہ اس میں بہت مارک تھیں تھیں خرابے ہوئے تھے اور وحشی طویلے اور گوروں کی حوا نگاہیں سے کے حصوں کا صاف کرنا کسی قدر دشوار تھا۔ ایسے انھوں نے بہت اہتمام کے ساتھ ان پر مختلف دیواروں پر جو مایہ ناز کاریاں کی اس خرابی پر جس قدر شور و غوغا ہوا اور نصف مراح انگریزوں اور قدر والوں نے وہ داؤد کیا کہ آج کل کے جدید ملک مگر ان ہندوستان کو ضرور ہوا کہ ایسے حملے ہوئے جو نے کو کھرب ڈالیں اس طرح سے جو کچھ بچ گیا ہے اس سے یہ کافی انداز

مقدمہ کی کارروائی کو ناظر نے سخت افسوس اور تعجب سے پڑھا ہوگا اور کم سے کم اس سے یہ نتیجہ تو ضرور نکالا ہوگا کہ انگریزی فوجوں کی بغاوت کے اسباب خواہ کچھ ہی کیوں ہوں لیکن یہ تو ضرور پتہ چلتا ہے کہ بغاوت ہونے سے پہلے اہل قلعہ یا خود بہادر شاہ کی کوئی سازش سرکاری فوج سے نہ تھی رہا یہ کہ بہادر شاہ کے کسی ملازم نے کسی انگریزی افسر کو بہادر شاہ کی ملازمت کے لیے ترغیب دی یہ ایسی معمولی بات ہے جو درابھی سازشی کارروائی پر روشنی نہیں ڈالتی۔ ہاں یسٹلیم کرنا پڑے گا کہ جب بغاوت کو عروج ہوا ہے اور باغی سپاہ جوق جوق دہلی میں چلی آئی ہے تو اہل قلعہ اور خود بہادر شاہ کو محض اس لاعلمی کی وجہ سے جو وہ انگریزی قوت کی رکھتے تھے یہ یقین ہو گیا ہو کہ پرہماری حکومت ہندوستان میں قائم ہو جائے گی اور محض اس لغو خیال نے انھیں باغیوں کے ساتھ سازش کرنے کا موقع دیا ہو۔ خاص قلعہ میں عورتوں اور بچوں کا قتل واقعی ایک ایسا ناقابل معافی اور غیر رحمانہ فعل ہے کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی اسی وجہ سے جج ایڈوکیٹ نے اپنے ایڈرس میں بہادر شاہ اور مسلمانوں کی نسبت نہایت درشت الفاظ کا استعمال کیا اور یہ ایک فطری امر کہ ایسی حالت میں طیش اور غضب کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ غرض جو کچھ خدا کو منظور تھا وہ ہوا، ہمیں اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے واقعات سب قلمبند کر دیے ہیں ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ ظلم خدا کو پسند نہیں ہے اور اس کا عملی ثبوت غدر میں پورا پورا ہو گیا۔



مرقومہ دہلی ۹ مایح ۱۲۵۷ھ

{ دستخط الی۔ سے۔ ہیریٹ میجر  
ڈپٹی ع ایڈ وکیٹ حزل وکیل سرکار

عدالت اپنی توجہ پر غور کرے کے لئے مدہائی۔

تجویر

عوتہادت عدالت کے روبرو ہے اسکی رو سے اسکی رلے یہ ہے کہ قیدی محمد بہادر شاہ  
دہلی کا خارج شدہ مامشاہ آن کل اور حوالہ الزامات کا جو اس پر لکھائے گئے محرم ہے۔

{ دستخط۔ ایم۔ ٹاس۔ لٹل حزل  
پریسڈنٹ

{ دستخط۔ الی۔ سے۔ ہیریٹ میجر  
ڈپٹی ع ایڈ وکیٹ حزل

میں توجہ کو مستحکم کرتا ہوں

{ دستخط الی۔ سے۔ ہیریٹ میجر حزل  
کامڈنگ قسنت میرٹھ

{ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۲۵۷ھ  
کپ سہاروں

عیسوی میں سچی تبدیلی نہ تھی۔ اگر یہ بات چند مثال کی ترغیب کی وجہ سے ہوتی جسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے تو اس سے کسی مذہب کے اعتقاد پر حملہ نہیں ہونا اور نہ بوجھ بھیل یا مخالفت پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے عیسائی بنانے کی کوشش پر کسی ہندوستانی نے ناراضگی ظاہر نہیں کی اور اگر انکی نظروں میں یہی سمایا ہوا ہو تو کون اس تاریک اور دلیل غلطی کو دور کر سکتا جو کہ عیسائی مذہب خود ایسا ہے اور اس کے معین استعمال ایسے ہیں کہ ہر شخص اسکی طرف اٹک رہا ہے۔

اگر یہ سب خیال اُن کے دلوں سے دور ہو جاتا تو ہندوؤں کا بڑا خوف اُس کے ساتھ ہی جاتا رہتا۔ اُن کو یہ بات جتنا دینی چاہیے کہ زبردستی عیسائی کرنا ناممکن ہے اور تم باغیوں کو انکی شرارت کے سخت حربہ سے محروم کرنے پر مذہب عیسائی کی اگر اصل ستان معلوم ہو جائے تو ہندوستانیوں کے دلوں سے اُس کا خوف جاتا رہے۔ تاریکی مچنے کی وجہ سے اُس کا نام بُرائی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اگر اس معاملہ میں زیادہ گفتگو کروں تو سلسلہ کی پالسی میں دست اندازی ہوگی۔ اس لئے اب میں عدالت کا غامضی کے ساتھ اس بحث کی سماعت کر نیچے عرصہ اور مسٹر مرفی تر جان کا انکی قابلانہ مدد کے بدلے جو اس معاملہ اور دیگر سرکاری تحقیقات میں دی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بحیثیت ایشیائی عالم اسکی قابلیت مشہور ہے۔ وہ بلا تامل اُن زبانوں کو بول سکتا ہے۔ اُس نے ہر قسم کا تحریرانہ کو باستانی پڑھا اور بلا وقت اُن کا بیچ مطلب سمجھا۔ اور ترجمہ کیا۔ اسکی اردو اور فارسی میں کامل واقفیت مافی ہوئی ہے۔ جو نوٹ اکثر کاغذات پر لگائے گئے ہیں وہ قابل قدر ہیں اور خود انکی قابلیت کا اور محنت ترجمہ وغیرہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر میں اس طرح انکی شکرگزاری لکھتا تو اُنکے نزدیک اور خود اپنے نزدیک مجھ میں نقص ہوتا۔

متعلق نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوا جائیگا کہ اس کل کاروائی میں مسلمان ہی سب کچھ تھے۔  
 یہی مسلمانوں کا صاحب مکاسہ و صاحب معرہ و اعط۔ مسلمان بادشاہ اور اس کے اہم  
 رفیق۔ مسلمانوں کی نتیجہ حیرت انگیز تجارت اہراں اور ترکی کی مسلمان قوتوں کے پاس۔ ہمارے  
 روال کے متعلق مسلمانوں کی پیشین گوئیاں۔ مسلمان سلطنت کا ہمارے بعد ہونا۔ مسلمان  
 قاتلوں کے ہاتھ سے ہدایت یحییٰ کا قتل۔ اسلامی عروج کے لئے ہم ہی لڑائی۔ ٹری مرد  
 دیے والے اسلامی مطالعہ اور لغات کی ابتدا کرنا۔ مسلمان سپاہی۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں  
 ہمدرد ہر پہ کہیں الرام دیا گیا اور نہ اسکی تائید کی گئی اگر انھوں نے کہیں سر نہیں اٹھایا  
 ہو تو انھیں اپنے معصوم سپاہیوں کی حکم برداری کی وجہ سے ہوا ہو۔

مسلمانوں کی سازش کے متعلق حقد و سختی وعدا اب ختم ہو گئی۔ ممکن ہے کہ اس  
 کارروائی میں اور بھی نکات پیدا ہوں مگر میں صرف دو باتیں چھٹ کر سکتا ہوں جو میرے  
 نزدیک ہدایت ضروری معلوم ہوئیں۔ مگر بحث ختم کرنے سے پیشتر میں ایک سوال اور کچھ  
 اشاریہ کا جواب نقل کرنا چاہتا ہوں۔

”کیا تم نے دیسیوں کو دیسیائی کرے میں انگریزی شہری کی کوشش کے متعلق سپاہیوں  
 کو شکایت کرتے سنا؟“

”جواب“ ”ہمیں یہی بے اسی عمر میں نہیں سنا میرے خیال میں کسی انھوں نے اس امر کی  
 پروا ہی نہیں کی“

میرے نزدیک اس کو سپاہیوں کے خیال و وطن کا تعلق نہیں ہوا اور نہ اس کے خیالات اور  
 اقدامات کا علم ہوا مگر اس لئے کہ صداقت بہت غلط فہمی ہو جائیگی۔ ہمدردستان میں غلامیہ  
 شہری سے کچھ خوف۔ تمام حسومات سے سپاہیوں یا ہمدردستانوں کو خوف تھا اور وہ ہمدرد

کی عزت تصدیق سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جائیگی کہ مسلمانوں ہی کی نمبر لاسٹ کوری نے میدان پر بیڑ پر کارٹوس لینے سے انکار کیا تھا۔ ان میں سے ۸۵ یعنی بیشتر مسلمان تھے ان لوگوں کا کچھ مذہب نہ تھا اور ان کے نزدیک سور کی چربی یا گائے کی چربی کا ملا ہوا ہونا یا نہ ہونا برابر تھا کہ پتھان یا سینوہم سے بیان کرتا ہے کہ انبالہ ڈپو میں جہانگیر کارٹوسوں کے معاملہ کا تعلق تھا مسلمان سپاہی اس کا مضحکہ اڑاتے تھے اور اس طرح ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے بلا کسی بہانہ یا خد کے کھلم کھلا بغاوت پر کمر باندھ لی تھی۔ انکی بناؤ ٹی کلبیسو میں کچھ کمی نہ آئی اور انھوں نے ہمارے خلاف ہلوہ کرنے میں فوراً اتفاق کر لیا اور ہندوؤں کے زبردستی مذہب ترک کرنے کے خیال پر طاہر داری سے جوش و خروش اپنے ساتھ بھائی کی تعزیر دی۔ اس بارہ میں ہمارے پاس شہادت ہے اور یہ ایسا جلیلہ تھا جس میں ہندوؤں کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی نہیں پائی جاتی اور نہ ہندوؤں نے اس کے دریافت کرنے میں کوشش کی کیونکہ جو شہادت ہم نے بارہ نقل کی ہے اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے وہ ہینڈن کی لڑائی کے ہی بعد انھوں نے معاملات کے پہلو بدل لینے پر بہت افسوس کیا مسلمانوں کو دیکھ کر بے پناہ نفرت ملا مت کی اور اس بات پر مشکوک معلوم ہوتے تھے کہ واقعی انگریزی گورنمنٹ کا یہی نشانہ تھا کہ ہمارے مذہب میں رافلت کرے؟ بہت سے ہندو سپاہیوں نے اس وقت یہ ظاہر کیا کہ اگر ہماری جاں بخشی ہو جائے تو بخوشی سرکاری ملازمت کرنے کے لیے واپس چلے جائیں۔ مگر مسلمان بر خلاف اس کے اسی بات پر رحم ہوئے تھے کہ انگریزوں کی نوکری سے شاہی ملازمت بدرجہا بہتر ہے اور یہ کہ نواب راجہ بادشاہ کو ڈر فوجیں مل گئیں وہ ایک دم فتح حاصل کر لیں گے۔

اگر ہم مختلف حالات پر جو ہمیں دوران تحقیقات میں معلوم ہوئے ہیں قدیم زمانہ کے

مترشح سے عاصی دیا پرتھم نہیں ہوتی بلکہ آخرت میں بھی ہمارے لئے دائمی تکالیف ناسات کرتی ہے تو اُن کے لعن کو خیال کرتے ہوئے ہم بچے آپے میں نہیں رہتے

سامع یہ مات دریاقت کیے تعبیر نہیں رہ سکتا کہ کیا انگریزوں کے متعلق ایسے خیالات رکھے والے آدمی ہندوستان میں لاکھوں ہیں؟ جس اُن لوگوں کا نہ کہ وہ جس کو ناحیہ ماتس کر غور رائے قائم کریں اور انہیں میری رسلے کی ضرورت نہ ہو۔ مگر جس سس اول سے معلوم ہوا ہے کہ عجم میں انہوں نے مسلمانوں کی عورتوں کو اپنے مدہب کی کامیابی اور انگریزوں کے وارت ہو سکی دعائیں مانگتے اور سوں کو انہیں دعاؤں کی تلقین کرتے ساتھ۔ سکس عورتوں اور بچوں کی ظالمانہ موت اور تکالیف سے بھی انہیں کیسے کی آگ بڑی امر ان کے دلوں میں جم دیا بھی نہ پیدا ہوا۔ کیونکہ انہیں مقامی احمار کے یہ بے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت مل ہوئے کو تھا کوئی دو سو مسلمان حوص سے لگے ہوئے کھڑے تھے اور قیدیوں کو بہایت قمع گالیاں دے رہے تھے اگر اس مات کی اچھی طرح تصدیق نہ ہوتی تو ایسے سخت کیے کا یقین مشکل آتا۔

اس اڈریس میں میں نے اُن واقعات کو میں نظر رکھا ہے جس نے یہ معلوم ہوا ہے کہ عاملہ مسلمانوں کے مساوا و سادش کی وجہ سے شہ عوکی دہشتاک آفات واقع ہوئیں میں نے حتی الامکان اس بات کے مات کرے کی کوشش کی ہے کہ قدیم ہندوستان میں اسلامی پشوا ہونے کی حیثیت سے اس سادس کے ترقیب میں حواء بطور پشوا بطور رقیق مدہب کس قدر تعلق رکھتا تھا۔

ہندوؤں کو بالعموم ملو کرے اور عجم کو بالخصوص نعاوت یرا مادہ کرے میں ہندوستانی مغالہ اور مسلمانوں نے عوکیہ جمعہ لیا ہے اُس کا بھی میں تذکرہ کر چکا ہوں اور ان واقعات

اُس وقت بادشاہ کو یقین دلایا تھا کہ اُسے خبر لگتی ہے کہ شاہ فارس نے بوشہر کو فتح کر کے اُس پر قبضہ کر لیا ہے اور عیسائیوں کو بالکل خارج یا سب کو قتل کر دیا ہے۔ اور بہت سوں کو قید کر لیا ہے اور بڑے مشہور ایرانی فوج براہ کابل و قندھار دہلی روانہ ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ اُس نے یہ بھی لکھا تھا کہ قلعہ میں اور بادشاہ کے خاں محلات میں دن رات ایرانیوں کی آمد کے تذکرہ ہوتے ہیں۔ حسن عسکری نے بادشاہ کے یہ بھی زمین نشین کر دیا ہے کہ مجھے مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے حکومت ایران لاریب دہلی تک پاکل ہندوستان تک پھیل جائے گی اور سلطنت دہلی کی شان و شوکت پہر تازہ ہو جائیگی کیونکہ شاہ ایران تاج شاهی بادشاہ کے سر پر رکھ دینگے۔ محرز یہ بھی لکھتا ہے کہ تمام قلعہ بلکہ خاص کر بادشاہ کو اس گدنگو سے کمال مسرت ہے اور نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ عائشہ مانگی اور منتیں مانی جاتی ہیں اور ساتھ ہی حسن عسکری غروب آفتاب سے قبل ڈیڑھ گھنٹہ تک روزانہ ختم پڑھتا ہے کہ ایرانی جلد آجائیں اور انگریزوں کو نکال باہر کریں۔ ہر جمہرات کو کھانے روٹیاں و تیل و پیسے و کپڑے ٹھیلے کے ٹھیلے بہر بہر کر بادشاہ کے ہاں سے حسن عسکری کے ہاں ختم کی زکوٰۃ میں جاتے ہیں۔“

ہم دیکھتے ہیں کہ اس معاملہ میں واعظین کو کس قدر دل چسپی اور مصروفیت تھی اور مسلمانوں کی سازش کیسی صریح اور کامل تھی۔ اگر ہم پس پردہ ان رسموں کو ہوتے دیکھتے اور دعاؤں اور منتوں کو اپنے کانوں سے سنتے جو ایرانیوں کی آمد اور عیسائیوں کے خروج کے لیے ہوتی تھیں تو ہم بلاشبہ ان دہشتناک غموں کے پیش خمیوں کی تصویر کھینچ لیتے جنکی وجہ سے گزشتہ سال ہمیشہ کے لیے غم کی یادگار لیگیا۔

جب ہم ان مسلمانوں کی نہ صرف حرکات کو بلکہ انکی عام نفرت کو جو انکی درخواستوں سے

ہم نے انھیں "مسلمانوں کی ساری" کے موسم گرما چاہیے۔ اس سے خاص مشارب تھا کہ انگریزی سلطنت کی طرف سے ہر دلی وئے انتہائی پھیلا دیں اور جھوٹی اور سری جبرین اور اگر گورنمنٹ کی ہدایت سیجی مہربانی پر افترا پر داری کر کے انقلاب اور ملوہ کے لئے لوگوں کو آمادہ کر دیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اسکی ابتدا قیدی اور اس کے معتمدوں سے ہوئی جو اس کے حصہ اور راز کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے مثلاً اس عسکری و غیر میرے خیال میں کوئی آدمی اس مارے میں سمجھ نہیں کر سکتا کہ شیدی قسمر کو خطوط دیکر فارس اور صغلیہ اس ملک کے بادشاہ کے پاس بطور ایچی بھیجا اور اس سے بدواہر تحت نیتسی کی انتہا کر ماقیدی کی خاص ساریش یعنی جو صمما حال کے جو حاکم ملوہ اور اس کے ہولناک تیجوں میں تمام ہوئی۔

مئی ۱۸۵۷ء سے ٹھیک دو سال پیشتر شیدی قسمر کا روادہ ہوا اور جس دنوں میں ملوہ ہوا انھیں دنوں میں اس کے واپس آیکا وعدہ کرنا قابل لحاظ بات ہو۔ اگر ہم اس بات کو مسلمانوں کی پیشیں کوئی سے مقابلہ کریں کہ ملک پلاسی واقعہ ۱۸۵۷ء سے ایک صدی بعد انگریزوں کی حکومت ہندوستان سے خالی رہے گی تو ہمیں دودارو ہندوستان کی بادشاہت حاصل کرنے کے متعلق ان کے قنصل کا یقین ہو سکتا ہے۔

یہ جس عسکری کے حجاب اور اسکی نصیر کا نہ کر دیکھا ہوں بادشاہ اور اس کے لاجتیں کی خواہشات کے مطابق تھا۔ شاید یہ واقعہ ہمیں صیف معلوم ہو مگر محاطیں کے بھی بداموں پر گہرا اثر کرے اور اس باتوں پر یقین کرے۔ کے لئے خوب سنا گیا تھا جو ایسے شخص کی دعا سے نکلیں ہمیں سے صاحب مجرہ اور حکم امداد مانا گیا تھا ہمیں محمد درویش کی دعا سے اس نے مسٹر کوٹوں لٹٹ گورنر کو بھیجی تھی معلوم ہوا تھا کہ جس عسکری

اول نشانہ تیر بنتے ہیں۔ اس کے برعکس یہ دیکھا گیا ہے کہ ہنسنے اور جاہلوں نے فساد بہت کم کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے بیشتر کے بادشاہوں کے زمانہ میں ہندوؤں کو بڑی برستی مسلمان کرنا بھی اُنکو مبالغہ پر آمادہ کرنے کے لیے کافی نہ تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے خلاف جو کچھ کوشش ہوئی وہ سپاہیوں ہی کی طرف سے ہوئی۔ سابق زمانوں میں ملکی یا دیگر اغراض کے لیے مختلف فرقوں کے آدمیوں کے اتفاق کرنے میں شاید بڑا ہی تیز سخت مانع آتی ہوگی مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ قومی اتحاد کی وجہ سے بہت سی خود مختار معزز سوسائٹیاں بن گئی ہیں۔ یعنی ہندوستان کے آدمی خفیہ میٹنگ کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ جن میٹنگ میں انھیں رسم و اتحاد کے ابتدائی سبق پڑھائے جاتے ہیں اور اس میں اُنکو خفیہ اور راز کے معاملوں میں اتفاق کرنے میں سہولت ملتی ہے۔

ایسی حالت میں اتفاق کرنے کے لیے صرف وسائل اور موقع کی ضرورت ہوتی ہے اور کوئی شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ فوج نے ایک بات کی تو جو اوٹ زمانہ نے دوسری بات پیش کر دی۔

اس موقع پر برہمن اور مسلمانوں میں بغیر ضائع اتفاق تھا۔ فوج میں وہ پیشہ۔ لباس اور انعام کے لحاظ سے بھائی بھائی تھے۔ وہ ایک دوسرے کے تہواروں میں اکثر شریک ہوا کرتے تھے اور اس اتفاق پر گورنمنٹ کی چشم پوشی کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔ میں وہ کل باتیں جن کے سبب یہ مصیبت پیش آئی اس جگہ بیان نہیں کرنا چاہتا۔ شاید بے محل ہونے کے سبب نا منظور کیا وین۔ مگر میرا خیال ہے کہ کار تو سوں کے معاملہ میں بات نے طول نہیں پکڑا۔ سپاہیوں میں پیشتر ہی سے اس معاملہ میں نیاریاں ہو رہی تھیں اور تمام ملک اور خاصکر مسلمانوں میں بچپنی بچلی ہوئی تھی۔ میرے نزدیک جو واقعات اس معاملہ میں ظاہر



متعلق کا ذکر کرتا ہوں مگر مجھے اس بارہ میں لوگوں کی طرف سے معافی میں کرنے کی ضرورت  
 نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اُن کا رتاؤ بہا بیت قابلِ لعن رہا ہے وہ غرور میں اسے بہرے  
 اور جہالت میں ایسے ڈولے ہوئے تھے کہ عوج سے مقابلہ کر لے اطاعت سے منکر ہو لے  
 میں اُنہوں نے اپنے کو بہت کافی سمجھا مابھی تعلقات کے تحریر کی وجہ سے اُنہوں نے  
 گورنمنٹ سے اپنے خیالی تنکیلات کی شکایت کی تدبیر سوچی مگر کل عوج نے یہ کہہ دیا کہ  
 لے ممبرز انٹ کو لری کے سواروں کے مقدمہ میں تحریر رسائی مالے سے پیشتر ہی کھلم  
 کھلا لہاوت کر لے پر کمر مامدہ لی تھی جس کا ثبوت میرے سردیک کا حصہ طور پر دستیات  
 نہیں ہوا ہے۔

کوئی شہر نہیں کہہ سکیں کر لے والے خیالات اور پریتاں کن حوث اور صدر کی ہوائیں  
 اس وقت تک حامدیں کے دماغوں میں چکر لگا رہی تھیں بسا ہیوں کا بھی خالنا یہ خیال  
 تھا کہ اگر ہم ظاہر میں سلامی ادا کرتے اور تاعداری کی صورت بنائے رہیں گے تو عوجی  
 احکامہ مامے میں زیادہ حرم ہو گا۔ اُنہیں اپنی حقہ سدی اور تعداد پر بھروسہ تھا اسلئے  
 بعد میں اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ شکایت کے کسی موقع کو ہاتھ سے سمائے دتے  
 سے اور یکجائی نہ خواستیں کر دیتے تھے۔

ایسی صورتوں میں مسلمان اور ہندوؤں میں کچھ تفریق رہی تھی وہ مونا بچاتے تھے اور  
 کتنا مامہ تحریریں لکھا کرتے تھے اگر ہم پڑائی تاج اٹھا کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوا جیسا  
 کہ مشرقی نوع کی نام سادت رہی ہے اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ حاملوں و میواؤں  
 و ہندو ہوں کو قوت و اعتبارات دیئے جاتے ہیں۔ تعلیم و وفاداری وہ ہی اصول کے  
 غیر روحی اعتبارات بہت حوماک ہوجاتے ہیں اور جو لوگ ایسے اعتبارات دیتے ہیں وہ

دوبانے کا خیال بھی نہ کریں گے۔ ممکن ہے وہ اپنے کو ان سازشوں سے الگ ٹھٹھک رہنے  
 کی وجہ سے بری کریں گے۔ مگر یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ مذہبی یا ملکی خیال سے انہوں نے بلبوہ  
 یا قتل کے روکنے کے لیے فوری کارروائی کی ہو۔ سخت سے سخت جرموں میں بھی اس طرح  
 ٹوہیل ملی ہے اور چند آدمیوں کی خرابی کی وجہ سے سب پر یہ بربادی نازل ہوئی۔ انہیں خرابی  
 کی وجہ سے بغاوت میں بھی روبرو فروں ترقی ہوئی اور میرے خیال میں اس بات سے کوئی  
 انکار نہیں کر سکتا۔ اس بارہ میں نہ تو کوئی تحریر اور نہ کوئی شہادت۔ اب تک عدالت میں پیش ہوئی  
 ہے۔ بیشک سپاہیوں کے بارے میں ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ نہیں  
 آئی تاہم یہ بات صحیح ہے کہ بلبوہ سے ایک یا دو مہینہ پیشتر ہمارے سپاہیوں میں خط و کتابت  
 معمول سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ سے اور ان واقعات سے جن کا ہمیں علم ہو چکا  
 معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی ایسا جو شیلہ کام ہو رہا تھا جسکی وجہ سے بددلی اور بے تربیتی  
 پیدا ہوئی۔ اوپر میں کہہ چکا ہوں کہ جو کچھ ہوا وہ مفسدوں کے رہبریلے اثر کی وجہ سے ہوا شاید  
 اس سے یہ سوال پیدا ہو کہ اؤر باتوں سے زیادہ اس کا اثر کیوں ہوا۔ بعض اس باب میں  
 ذکر کر چکا ہوں مثلاً الحاق اودہ انگریزی تہذیب کی زیادتی اور سجد ترقی جسکی قدرتی رو میں  
 اُن چھوٹی چھوٹی روکوں کے بہ جانے کا اندیشہ ہوا جو واعظین نے جہالت قائم رکھنے کے  
 لیے بنائی تھیں اور جو قدرتی علوم کی روشنی سے بے بہرہ رکھنے کے ساتھ مذاہب کی بربادی کا  
 سبب ہوتی ہیں۔

میرا یہ بھی یقین ہے کہ ان بغاوت پیدا کرنے والوں نے مذہبی معاملات میں گورنمنٹ کی  
 آئندہ سخت دست اندازی کا حوالہ دیکر گورنمنٹ کے جدید کاموں پر پھینپی اور پریشانی پھیلانی  
 ہوگی۔ ہندو یواؤں کا ازدواج ثانی۔ عام ملازمت کے لیے اندراج اور کارٹوسوں کے

مسلمانوں کی ساری کیوجہ سے روح کے دلوں سے لوے و داداری مہر کے ناز و عود  
تھا جاتی رہی تھی۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے گزشتہ سالوں کا حالہ دیا جائے اور ان  
اساس کا کھوج لگایا جائے عاں لوگوں کا اعتقاد کھولنے کے لئے جواب میفائی میں متھو ہیں  
جمع ہو گئے تھے۔

ان میں سے بعض اساس و سلسلہ و اعطیں کی مخالفت کی وجہ سے ہوئے گورنمنٹ کے  
اقتیاسے ماہرین نگاہوں سے موقع پر ملوہ سے کچھ ہی پتہ تیر کے واقعات کا حہد و ستانی فوج  
کی رتھوں کی حالت مشکوک ہوئے لگی تھی تذکرہ کر دینا کافی ہو گا۔ یہ حالت صرف انگریزی  
حصروں ہی کو معلوم ہوئی تھی بلکہ سب کو اس کا حال کھل گیا تھا قاعدوں یا مداریہ تحریکات  
کے آپس میں خلوت کثات جاری ہو گئی تھی اور رعیت اس سے حاصل ہوئی وہ حلقہ ہیں  
محوئے کی اس بحث سے میری مراد نہیں ہے کہ ہمد و ستانی فوج اس وقت سے سخت کیریولی  
سوسائٹی ہو گئی تھی یہیں ہرگز نہیں بدیقین ہے کہ اکثر سپاہی اپنے دنگ میں گورنمنٹ کے  
عہدہ ملازم تھے۔ العاط ملے رنگ میں "میں اس وجہ سے استعمال کرتا ہوں کہ میرے ریک  
قدیمے استقام کی ان میں کمی ہے اور اعلاص اور دستداری کا مصبوط حال ان میں نہیں  
ہوتا۔ انکی داداری اصول سے زیادہ عادت پر مبنی ہوتی ہے جس پر توہمت کا زیادہ اثر  
پڑتا ہے گروہ سے مذہب کی قوت کو قائم نہیں رکھ سکتے ایسے گروہ میں کچھ نہ کچھ طامع معص  
ضرر ہوئے چاہئیں اور خوشخص یہ اسی الیتانی طرز سے واقع ہو رہا اور حاکم مہدوں  
کے متعلق اس بات کو تسلیم نہ کر چیا جن میں سے بہت کم شرائی کی طرف راعب ہوتے ہیں مگر  
میشہ یکی کی طرف۔ آؤ صرف تین یا چار مرگروہوں کا ارتکاب دم میں کیا کریں یا اسیں بات  
کی حمیہ سازتوں میں یکی کردیں تو ماقامدہ اگر فوراً پریتاں ہوں بھی تو اس کے لئے اور

تہیں دستیاب ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی سے بہت قبل سے انگریزوں کے خلاف مسلمانوں میں بڑا جوش اور بددلی پھیلی ہوئی تھی اور یہ بددلی ان چالاک اور بد معاش آدمیوں کی وجہ سے تھی جنہوں نے اپنے فائدہ کے موقع کو کسی طرح ہاتھ سے نجانے دیا۔ ان اسباب میں الحاق اودہ بھی ایک سبب ہے۔

مسلمانوں کی ناراضگی تو خاصہ مگر آخری اسلامی سلطنت کے برباد ہو جانے کے خیال سے بھتی اور ہندو سپاہیوں کی اور کسی وجہ سے مگر اس معاملہ میں دونوں برابر تھے۔ اس سے غالباً اُنکے کمپنی کے مستحق ملازمت ہونے میں کمی ہوئی اور انہوں نے زمینداروں کے جھگڑوں اور معاملوں میں انگریزی گورنمنٹ کے رسیخ اور حکمت عملی پر اعتماد نہ کیا اور اپنے کو انگریزوں کے اختیار میں سمجھا۔

جٹمل گواہ نے ہندو سپاہیوں اور ہندو تاجروں کے خیالات کا تین فرق بیان کیا ہے اور ممکن ہے کہ علاوہ اور اسباب کے الحاق اودہ بھی ایک سبب ہو گیا ہو۔ جب اس سے یہ سوال ہوا کہ اس معاملہ میں مسلمان اور ہندوؤں کے خیالات میں کچھ فرق تھا تو اس نے یہ جواب دیا ”ہاں مسلمان نو سب انگریزی حکومت کی بیخ کنی پر خوش تھے مگر ہندو بساطی اور تاجروں کو اس سے خوف ہوا تھا“ مگر آگے چل کر اس نے یہ بھی بیان کیا کہ فوج میں ہندو و مسلمان دونوں انگریزوں سے کبیدہ خاطر ہو رہے تھے اور یہی بات ہمارے تجربہ سے بھی ثابت ہوئی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندو ہتھالی فوج میں ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر اس وحشیانہ بغاوت میں کوئی روک نہیں پڑی اور جہاں تک فوج کا تعلق تھا ہندو اور مسلمان دونوں ایک ہر سچے تھے مگر فوج کے علاوہ سازش میں مسلمان ہی شریک تھے اور میرے خیال میں

رقعتی کے سب حمید و ثنیت مگر تباہی و تباہی اور اپنی قوم کے مصائب کے سب متفقہ ہوتا ہے آج اپنا آبائی قلعہ یا محل جمیڑ مایہوگا۔ یہ تباہی و تباہی اور اپنی قوم کے مصائب کے سب متفقہ ہوتا ہے آج اپنا آبائی قلعہ یا محل جمیڑ مایہوگا۔ یہ تباہی و تباہی اور اپنی قوم کے مصائب کے سب متفقہ ہوتا ہے

چونکہ قادی کے خلاف الزامات کی سخت توجہ ہو گئی اگر میں گرتے ملوہ اور سارن کے اساتذہ کے متعلق حوثیات و مستیاب ہوئی ہے اسے حالت کے رو رو پیش کر دوں تو بجا خیال کیجائیگی۔ میں اس بڑی اساتذہ میں اساتذہ پر بحث کر چکا ہوں کہ اگر کار تو سوں کے معاملہ میں پیشتر ہندوستانی رعیتوں میں ماہی اتفاق اور مافادگی ہوتی تو کبھی ایسی خدواں اور عالمگیر عداوت ہوتی اس لئے یہ بات لازمی ہے کہ کوئی اور یا وہ بھی قوت مٹی کے رو رو سے پتا نہ کہ مختلف جہادوں کی متفرق طرح سے اس طرح کام کیا میرے خیال میں یہ کام بوسیدہ سے سمجھوتی اور پیشتر کی تیاری تعمیر کتب ہیں پاسکتا تھا اور اس کارروائی کو اگر سارن کے لحاظ سے بکھاریں تو ماساب ہیں ہے۔

میں یہ بھی مایاں کر چکا ہوں کہ محض کار تو سوں کے معاملہ کی وجہ سے اس قدر لعناوت اور عریزی ہیں جوئی اگر میں اس معاملہ کے ساتھ ساتھ اس وسائل کا ہمارے حاتمہ کے لئے اختیار کیئے گئے تھے دکر کر دوں تو گویا میں نے تمام کارروائی آکھ سک کر کے کی یہ آگ بیکام ہیں محرم کی بھی ملکہ پیشتر ہی سے تباہی و تباہی اور اس کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ سارن کے مات کہتے وقت میں کسی خاص گروہ کا نام سے ہندوستانی روح میں لعناوت کر کے لئے جتنہ پیدا کیا ہوا اس طرح ماف ہیں پاسکتا تھا اس طرح کہ اس کا تکرار ہوا مگر جوشہاد

رنجیت سنگھ رئیس حبیلیر۔

ہمیں یقین ہو کہ تمہارے حدود مملکت میں ان بدشگون کافروں یعنی انگریزوں کا نام و نشان بھی نہ رہا ہوگا اگر باتفاق ان میں سے کچھ چھپ چھپا کر بیچ گئے ہوں تو اول انہیں قتل کرو اور بعد میں اپنی ریاست کے انتظام کا بندوبست کر کے اپنی تمام فوج لیکر ہمارے حضور میں حاضر ہو۔ تم پر سچا نوازش و اکرام ہوگا اور تمہارے مرتبہ و مقام میں وہ وہ ترقیاں کیجائیگی جن کا اندازہ کرنا تمہارے احاطہ قابلیت سے باہر ہے۔

راجہ گلاب سنگھ والیئے جموں۔

ہمیں تمہاری درخواست سے تمہارے ملک میں بدبخت انگریزوں کے قتل کا حال معلوم ہوا۔ تم قابل ستائش قرار دیئے گئے ہو۔ تم نے اس معاملہ میں وہ کام کیا ہے جو بہادر آدمیوں کے شایاں ہے خدا تمہیں زندہ با اقبال رکھے۔ مگر یہ کہ ہمارے حضور میں آؤ اور بدبخت انگریزوں اور دیگر تمام دشمنوں کو جو ہاتھ گئیں قتل کرو۔ اس صلہ میں جن مہاراج و ترقیوں کا نیکو گمان ہوگا وہ اس سے بدرجہا زیادہ ہونگی اور تمہیں خطابِ راجہ سے بھی عزت دیجائیگی۔

ایک اور درخواست پر جو منبرہم بقاعدہ کولیری کے وفد دار نے بادشاہ کو بھیجی تھی۔ اور جس میں اُسے مظفر نگر میں اپنے افسروں کے قتل کر نیکاحال لکھا تھا۔ اُسکی کارگزاری کے صلہ میں اُسکو ایک عہدہ دیئے جانیکا حکم بھی قیدی ہی کی قلم کا ہے۔

صاحبان! یہی الزام کے متعلق آپکے مشاہدات کو ختم کرتا ہوں۔ اب آپکا یہ کام رہ گیا ہے کہ یا تو آپ فیصلہ آخری سے قیدی کو عزت و تنہائی میں اُن اعزاز کا جو ایک تخت سے اترے ہوئے بادشاہ کے لئے زیبا ہیں مستحق قرار دیں یا اُسے صفحہ تاریخ میں بڑے ملزموں میں جگہ دیں۔ یہ ظاہر کرنا بھی آپ ہی کا کام ہو کہ خاندانِ تیموریہ کے اس آخری بادشاہ کو جو عمر

اس موقع پر دربار میں ٹرامچ تھا اور نکل رئیس۔ امیر مصطفیٰ وغیرہ حاضر تھے اور سکہ درباریانی کا قلم حاصل ہوا۔ اسادے میں ہمارے پاس زمانی اور الزام سے سری تحریر ہی تہادت موعود ہے اور اگر قیدی کا تحریری اقبال ہوتا تو الزام کا زیادہ صیرح توت حاصل کرنا ممکن ہوتا۔ اس تحریر سے اس کا جواب دعویٰ مراد ہیں ہے جو اس حالات کے لئے تیار ہوا اور محض جھوٹا انکار ہے جس میں اس نے اس صحت الزام سے سری ہو چکی اور ابھی کو تشہیں کی۔ میری مراد اسکی اس لمبی چٹھی سے ہے جو اس نے مرادعل کو عیاں کے قتل کے بارے میں تحریر کی تھی اور لکھا تھا کہ ساہی میرے حکم کی اچھی طرح تعمیل نہیں کرتے اس کے بعد اس مضمون پر مرید بحث کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اب صرف چوتھے الزام کا آخری حصہ بغیر بحث رہ گیا ہے اور اس کے تاثر کر کے لئے ہمارے پاس اس چٹھیوں کی نقلیں ہیں جو مادہ ستارہ سے راؤ نہاراہ ایسے کچھ جمع کر سکتے ہیں جیلور وراہ نکلا اب سکھوائے جھوں کے نام لکھی تھیں۔ انکا مسدودہ دلیل حلاصہ کا بیان کر دیا کافی معلوم ہوتا ہے۔

راؤ نہاراہ وایسے کچھ

ہیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے کل کامروں کو متبع کر کے ایسے ملک کو آسکے مایاک و عود سے ماکل ایک صاحب کر لیا ہے۔ ہیں تمام اس محل سے کمال و مدد مسرت ہوئی تو متبعیں اس شب سے عرت و بجاتی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ تم ایسے تمام ملک میں ایسا نظام کرو گے کہ کسی مدد کا بدلہ ملا ہوگا اور اس پر بے مائیدی ہوگی۔ مرید راں یہ کہ اگر کوئی کامر تم سے ملک میں راہ سمجھ پیچہ تم سے قتل کر دیا اگر تم ایسا کرو گے تو ہماری وحشی کا اعتہ ہوگا۔

سوار مرزا مغل کو لیجر بادشاہ کے خلوت خانہ پر گئے اور بادشاہ سے ان لوگوں کے قتل کی اجازت چاہی بادشاہ اُس وقت خلوت خانہ ہی میں تھے مرزا مغل اور نسبت علیخان اندر گئے اور سپاہی باہر کھڑے رہے۔ کوئی بیس منٹ کے بعد اندر سے واپس آئے اور نسبت علیخان نے عام طور پر باواز بلند کہا کہ بادشاہ نے انکے قتل کی اجازت دیدی اور تم انکو لیجا سکتے ہو۔ چنانچہ بادشاہ کے باڈی گارڈ والوں نے جنگلی نگرائی میں قیدی تھے انہیں قید خانہ سے لاکر تھوڑے سے باغیوں کے ساتھ قتل کر دیا،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مغل اسی وقت بادشاہ کے پاس آئے تھے اور درپردہ اس خونی کام میں ملے ہوئے تھے۔ اگر اسکے سوا کچھ اور بیان کیا جائے تو بیکار معلوم ہوتا ہے مگر جو ثبوت قیدی کے روزنامہ سے معلوم ہوا ہے وہ ایسا ضروری اور یقین دہ ہے کہ اس کے نقل کرنے پر میں مجبور ہوں۔

اس بارہ میں حکیم احسن امد خاں کی شہادت حسب ذیل ہے ”وکیا بلوہ کے زمانہ میں ان واقعات کا کوئی عدالتی روزنامہ بادشاہ کے حکم سے لکھا جاتا تھا“

(جواب) بلوہ سے کہیں بیشتر سے دستور کے مطابق عدالتی روزنامہ تیار بخوار رکھا جاتا تھا“ (سوال) اس ورق کو دیکھو تم پہچانتے ہو یہ کیسی تحریر ہے“

(جواب) ہاں یہ روزنامہ نو میں کی تحریر ہے اور یہ ورق روزنامہ چکا ہے“

۱۶ مئی ۱۸۵۷ء کے عدالتی روزنامہ کا خلاصہ

موجود بادشاہ نے دربار خاص میں ذرا بار کیا ۴۹۔ انگریز قیدی تھے اور فوج نے انکے قتل کے پئے دینے کی درخواست کی بادشاہ نے انکو انکے حوالہ کر دیا اور کہا ”فوج کا جودل چاہے انکے ساتھ کرے“ چنانچہ وہ قیدی تھے تیج کر دیئے گئے۔



اُسکے ایک گواہ صاف صاف کہتا ہے کہ بغیر احکام ہونا مکمل نہیں اور ایسے احکام کے صرف دو درجہ تھے۔ میسے اول بادشاہ اور دوسرا اُس کا میاں رامعل۔ مگر مجھے معلوم نہیں حکم کس کا تھا۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ انگریزی قیدی میرے سامنے قتل ہوئے ۴ تھیں بادشاہ کے حاضر مسلحہ ملازم یا ماڈی گارڈ کے سپاہی اور کچھ داعی پیدل گھیرے ہوئے تھے اور اگرچہ میں نے کوئی حکم اور اشارہ ہوتے ہیں دیکھا تاہم ایک دفعہ سب نے تلواریں کھینچ کر قیدیوں پر حملہ کر دیا اور یہاں تک تلواریں ماریں کہ اُس سب کا کام تمام ہو گیا ایک دوسرے گواہ مسیحی جی لال احمارو میں نے استفسار پر بیان کیا ہے کہ یہ بادشاہ کے حکم سے ہوا اور اُس کے سوا ایسا حکم دیے والا اور کون تھا۔ اس گواہ نے اور بعد گواہوں نے اتفاق بیان کیا ہے کہ مرزا معل اپنے مکان کی حیت پر کھڑے ہوئے اس منظر کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

اُس وقت اسرار میں بادشاہ کے بعد مرزا معل ہی کا مرتبہ تھا۔ ایسی حالت میں کیا یہ بات قابلِ پیرائی ہے کہ بادشاہ کے حکم بغیر یا کسی جاہتوں کے خلاف اُسکے ماڈی گارڈ والے ایسے حوماک جو بریری کرنے کی حرارت کرتے۔ اگر اس بارہ میں کچھ تہہ بھی ہو تو وہ امن تجارت کے ملاحظہ سے حوقیدی نے مسطور کر لی تھیں اور جن میں انگریزوں کے خلاف جو سکوہری اور جو بریری کا مایاں تذکرہ ہے یہ خیال بہت طرد دور ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر مرزا معل کی موجودگی اور اس حکم کے حاضر بادشاہ کی طرف سے ہوئے ثبوت میں کہدلال حاضر شاہی سکتر کی گواہی نقل کرتا ہوں۔

حسب اُس سے سوال کیا گیا کہ تمہیں اور مجھے جو قلعہ میں تھے کس کے حکم سے قتل ہوئے تو جواب دیتا ہے ”ان لوگوں کو قید میں تین دن کر رکھے تھے جو تھے دن پیدل اور

کہ ہمیں گمان ہوتا ہے کہ بادشاہ نے خود یہ قید خانہ پسند کیا تھا اور ان شہادتوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد کون اس میں شبہ کر سکتا ہے۔ کیا کوئی ایسی بات بھی اس درمیان میں ہوئی کہ بادشاہ نے تو انہیں بچانا چاہا تھا یا کسی قسم کی مہربانی ہمدردی ان سے کی تھی؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوا جن لوگوں نے قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیئے انکی روک ٹوک ذرا نہ ہوئی۔ عیسائیوں کو دانہ پانی دینے کی سخت سزائیں دلیکٹیں اور مسلمان عورت محض اسی وجہ پر قیدیوں کے ساتھ بند کی گئی۔ کیا کینہ کا اثر اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ پایہ ممکن ہے کہ میموں اور بچوں کے مقام و قسم قید کو معمولی خیال کریں اور نتیجہ نہ نکالیں کہ ظالمانہ موت ابتداء سے اُنکے لیے مخصوص کر دی تھی؛ مکنہ لال گولہ کی یہ شہادت ہے کہ وہ محض ایک جگہ جمع کیئے گئے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ تلوار کی دھار ہی ٹکاتی ہوئی موت سے رحمانہ رہائی تھی۔ ایسے قابلِ نفرت غار میں ایسے موسم میں قیدیوں پر اس قید میں کیا اثر پڑا ہوگا۔

مجھے اب قیدی کے خلاف عدالت کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیے۔ مگر جوں جوں جستجو کیجاتی ہے مزید ثبوت ملتا جاتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کامل ثبوت حاصل ہو جائے گلاب چیر اسی یا ہر کارہ نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ قتل سے دو روز قبل مشہور ہو گیا تھا کہ دو دن میں انگریز قتل ہونگے اور چنانچہ جیل قتل ہوا جو ق کے جو ق آدمی قلعہ کے اندر آئے تھے ہر گواہ نے اس نظر کا تذکرہ کرتے وقت بیان کیا ہے کہ اس صبح کو بہت سے آدمی بطور تماشا شانی اور فاعلوں کے جمع ہوئے تھے اور چونکہ صبح کے آٹھ و نوے درمیان ہوا اس لیے کوئی شبہ نہیں کہ اسکی خبر پہلے سے مشہور ہو گئی تھی۔ کسی بات سے ظاہر نہیں ہوتا کہ عوام یا فوج نے کثرت جوش میں کوئی اور ایسی خوفناک حرکت کی ہو۔ برصغ

اور اس کے حامیان کے ساتھ کی یہ تدابیر دیا۔ عیا کہ ایک گواہے بیان کیا ہے، اس کے  
 مار میں کے رماں خانوں میں استفادہ گمبائش تھی کہ میں اور بچے آسائیت رہ سکتے، اور  
 گواہے یہ بھی بیان کیا، جہاں ایسے جوڑے تھے کہ اگر باغیچہ آدمی اس میں چھپ  
 جائے اور راعی ندناں خانوں کی تلاشی بھی لیا جاتے تو اس کا تہہ چلتا اور بقول ایک  
 اور گواہ کے کہ "قلعہ میں استفادہ اور ملک بھٹی جس میں اگر عہد میں اور بچے رکھے جاتے تو انکو  
 ہر طرح کی آسائیت پہنچتی، مگر اس احسان فراموش نے ان لوگوں کے لئے وہ جگہ تخریر  
 کی جہاں گنہگار اور محرم رکھے جاتے تھے اور جہاں انھوں نے محرموں سے بھی مدد تر  
 رتاؤ ہے۔ کیونکہ اول تو یہ چھوٹی سی جگہ اسکی تعداد ہی کے لئے کافی نہ تھی دوسرے  
 ہر کس واکس کے ظلم و گستاخی کا نشانہ سے ہوئے تھے۔

شاہی فیشن اور محل کے عرص میں انگریزوں کے ساتھ ایسا ہی رتاؤ ہوا جاپا ہے  
 تھا۔ اس اندھاں اور سس الاول کے سیانت سے یہ مات ظاہر ہوگی کہ یہ دونوں شخص  
 اس مات پر متفق ہیں کہ کچھ ہوا بادشاہ کی طرف سے ہوا اور جب ہم یاد کرتے ہیں کہ  
 معمولی سے معمولی مات بھی جب کبھی اس کے سامنے پیش کی گئی تو عدالت کو مات  
 ہو چکا ہے اس پر وہ محض خود ہی نہیں کرتا تھا بلکہ اپنی قلم سے اس پر احکام لکھ دیتا  
 تھا۔ ایسی صورت میں واضحی متہ ہیں کہ اہم معاملات اس کے اختیار میں ہوں بہت  
 سے گواہوں کی استفادہ سہادت اور سیرا کی تحریر کی سہادت جسے کوئی توڑ نہیں سکتا  
 اس واقعہ کو ثابت کرتے ہیں۔ اور بادشاہ کے خاص سحر ملازموں کا میدیوں کی نگرانی  
 پر ہر بادشاہ کا حواری اور دو مرتبہ دستبردار کا بھو اما اور سہا ہیں کا قیدیوں سے  
 یہ کہہ کہ اگر بادشاہ تمہاری جان بچتی کرتے تو تم مسلمان ہو جاؤ گے، ایسی باتیں ہیں

ایک وسیع عمارت بتاتا ہے مگر یہ اصطلاح اُسکے لیے موزوں نہیں ہے اور اگر ایسے ہی الفاظ مختلف باتوں کے لیے استعمال کیے جائیں تو اُنکے مطالب میں زمین آسمان کا فرق ہو جائے۔ اس قسم کے غلط خیال دور کرنے کے لیے احسن السدخان کے اظہار کے بعد میں نے خود جا کر اُس جگہ کو دیکھا اور اُسکی سپہائیش کی یہ عمارت چالیس فٹ لمبی بارہ فٹ چوڑی اور دس فٹ بلند ہے یہ پُرانی فلیط اور ویران عمارت ہے اور اسکی دیواروں پر چونہ کا پلاسٹر بھی نہیں ہے اور سب سے بڑھکر نقص یہ ہے کہ بالکل تاریک ہے۔ نہ تو اُس کا فرش ہی درست ہے اور نہ روشنی وہو اُسکے لیے تابدان ہیں۔ اس میں صرف ایک پتلا سانا تابدان ہے اور ایک چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ مگر اب میں جس اہل کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔ دوہم سب ایک تاریک کمرہ میں بند کر دیئے گئے تھے اُس میں سوئے ایک دروازہ کے نہ تو کوئی کھڑکی تھی اور نہ روشندان تھا۔ یہ عمارت اس قابل نہ تھی کہ انسان اس میں رہے کجا کہ اس قدر آدمی اُس میں بھر دیئے گئے۔ باوجود کچا کچھ بہرے ہوئیے سپاہی جب کبھی مذاقاً عورتوں یا بچوں کو ڈراتے تھے تو ہم بارہا اُس ایک دروازہ کو بھی بند کر لیا کرتے تھے جسکی وجہ سے روشنی اور ہوا رہی تھی۔ سپاہی بھری ہوئی اور سنگین اور بندوقیں لیکر ہمارے پاس آتے تھے اور ہم سے پوچھا کرتے تھے اگر بادشاہ تمھاری جان بخشی کر دیگا تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے یا غلامی تسلیم کر لو گے؟ مگر بادشاہ کے چہرے مسلح سپاہی خنکی طرف سے ہم گارو کی تعیناتی تھی سپاہیوں کو منع کرتے تھے کہ انکو جان بخشی کی امید نہ دلاؤ ہم تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چلیوں اور کوؤں کو دینگے غذا ابھی حکام خراب ملتی تھی صرف دو مرتبہ بادشاہ نے ہمکو عمدہ کھانا بھیجا تھا۔

اس حکم نامے نے اُس قیامی کا جو انگریزی گورنمنٹ نے لاکھوں پونڈ سے اُس کے

کہ قیدی لے اس و سیاہ معاوت میں کس حد تک ساتھ دیا۔ اور حکم الہام کیا ہوا کیا واقعی وہ  
 ۹۴ آدمیوں کے قتل میں شریک تھا اور کیا یہ قتل اسکی وجہ سے ہوا۔ اس باب کے ثبات  
 کرے میں ہرگز اس قانون کی تائید نہ کروں گا جسکی رو سے کل آدمی جو ملوہ یا معاوت میں شریک  
 رہے ہوں ہر ایک ریادتی کے حواں لوگوں سے سرزد ہوئی ہو یا جس کا انھوں نے ساتھ  
 دیا ہو خواہ وہ عمل انکی مرضی کے خلاف یا انکی لاعلمی میں واقع ہوا ہو فرداً فرداً دہزار ہوں  
 مگر میری یہ مراد ہے کہ ان عورتوں اور لڑکوں کی موت کے متعلق ہر واقعہ جس کا تعلق  
 قیدی سے ہو جداگانہ طور کے قابل ہے۔ اس لئے اب پھر انکی گرفتاری کی تہادت  
 و مقام قید اور صحت ظالمانہ برتاؤ جو انھوں نے امتداد گرفتاری سے برداشت کیا اور جو انکے  
 مقدمہ کی پیشین گوئی تھی فرداً فرداً نہ کرنا چاہئے۔

پہلے پہل میں حکیم احسان اللہ حاں کی تہادت سے اقتباس کروں گا جس نے اس سوال کا  
 ”استدعا میں اور پچے کیونکر قلعہ میں لائے اور قید کیے گئے“ یہ جواب دیا ”دماغی آغشیوں  
 اپنے ہمراہ لائے تھے حب انھوں نے قلعہ میں اپنے ٹھکانے درست کر لئے تو پھر پچے قیدیوں  
 کو بھی وہیں لے سکے“ ”آئندہ استدعا میں اس لئے یہ بھی کہا جائے کہ آغشیوں نے اپنے قیدیوں کی حدود  
 نگرانی میں کی مگر قیدی آتا تھا اسکی اطلاع مادیات کو کیا تھی جیسا کہ اسکو ماورچینا میں لیجا کر  
 قید کر کے کا حکم دیا تھا“ ”حذیرا وہ استدعا ہوا تو اسے یہ بھی سنا گیا کہ ”انگریزوں کے  
 قید کر کے کیے“ ”ماورچینا عدا مادیات ہی لے قرار دیا تھا اس وقت خود سائنہ کر لیا تھا  
 کہ وہ جگہ بہت وسیع ہے“ ”اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیدی لے یہ جگہ صرف اس وجہ سے  
 مرد عورتوں اور بچوں کا ایک جگہ بند کرنے کے لئے مقرر کی تھی۔ وہ قلعہ کے اندر ہے اور اسکی  
 ہیئت میاں کریمے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خود اسکی حالت سے بخوبی واقف تھا۔ وہ اس سے

وہ انھیں کاہوگا اور بادشاہ کی طرف سے بھی انعامات دیئے جائیں گے اور انکے ساتھ  
خواطر خواہ رعایتیں ہوں گی۔

جو کاغذ میں نے ابھی سنایا ہے وہ دفتر کی کاپی ہے اور مجھے بادشاہ کی کوتوالی کے دفتر  
میں سے دیگر کاغذات کے ساتھ حال ہی میں دستیاب ہوا ہے۔ اس پر اس افسر کی ہر  
اور بہادر سنگھ کے دستخط سے تصدیق شدہ ہے جو پولیس کے بڑے افسر کا نائب تھا۔ اس  
زیادہ قابل اعتبار تحریر شاید ہی عدالت میں پیش ہو۔ اس سے تیسرا الزام پورے پورے  
طور سے ثابت ہو جاتا ہے اور آئندہ کسی اور کاغذ کے پیش کرنیکی ضرورت بھی نہیں پائی  
جاتی اور اس سے چوتھے الزام کا آخری حصہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔

میں اپنی توجہ اب اس الزام کی طرف پھیرتا ہوں۔ اس سے قیدی پر یہ الزام عائد  
ہوتا ہے کہ اس نے بمقام ۱۴ مئی یا اس کے قریب کی تاریخوں میں قلعہ کی چار دیواری کے  
اندروں متفوضوں کو جن میں بالخصوص میں اور بچے تھے قتل کروایا۔ ان غریب قیدیوں  
کے قتل کے بارے میں میں کچھ بیان نہیں کرتا۔ عدالت کے روبرو واقعات خود اس تفصیل  
سے بیان ہو گئے ہیں کہ ان میں زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔ اور دلوں سے جلد دور نہیں  
ہو سکتے جس سنگدلی سے عورتوں اور بچوں کو فوج کرنا پھر اس خیالی غلطی یا نہ ہی دیوانگی کے  
غلط جوش کی معافی نہ مانگنی کچھ ایسی بی رحمانہ کارروائی ہے کہ اسکی صداقت کا یقین نہیں ہو سکتا  
تھا۔ اگر ایک ہی طرح کے خیالات و صریح شہادت و واقعی ثبوت اور ان خوفناک واقعات کا  
متواتر جوش ہمیں یقین کرنے پر مجبور نہ کرتا اور طرہ یہ کہ مندرجہ بالا واقعات تسلیم نہیں کیے گئے  
اور مجبوراً مجھے انکے ثابت کرنے کے لئے آنا پڑا۔ مگر واقعات نے ایسی تکلیف دہ سخت  
صورت اختیار کی کہ بغیر مزید ثبوت دیئے چارہ نہیں۔ مگر اب صرف یہ ظاہر کرنا رہ گیا ہے کہ

پورے پورے ملک سے بڑا مال ہو گئے اور علاوہ موجودہ جاگیر و غیرہ قائم رہے کے ان دیو  
 کے (جو موجودہ ملک کے رمارہ میں غیر موثر رہی ہو گئی) پورے معاوضہ دیتے جائیں گے  
 مگر جو شخص اس حکم سے واقف ہو کر بھی انگریزوں کو جس میں بیچ جائے گا یا رسد رسانی وغیرہ کرے گا  
 تو اسکو سخت سے سخت سزا دی جائیگی جو سلب شوخیر کر لیگی۔ شہر کے اعلیٰ امرو و رئیس کو حکم دیا  
 جاتا ہے کہ وہ حملہ انگریز داروں و محافظداروں و پیش داروں کو اس حکم سے مطلع کر کے اور  
 اطلاع بانی کے دستخط اعلان کی پشت پر کر کر ہمارے پاس وائیں کر دے۔  
 دوسری تحریر ایک تناہی حکم ہے جو مستمر شاہ کو شہر کے اعلیٰ امرو و رئیس کے نام  
 لکھا گیا تھا اور جس کا مضمون یہ ہے۔

دشمنکو ہدایت ہوتی ہے کہ شہر میں درویش و دھند و در کے یہ مات مستہز کرادو کہ یہ لڑائی  
 مذہبی لڑائی ہے اور درم کی وجہ سے کیجاتی ہے۔ میری کہ خواہ شہر ملے خواہ دیہات و  
 ہمدیا مسلمان و سیر وہ ہمد و ستانی جو ہمارے تعاملہ پر پہاڑی بر جمع ہیں یا وہ لوگ جو  
 انگریزوں کی فتح میں ہیں خواہ وہ صحو کات مشرقی کے رہے و اسے ہوں یا سکھ یا عجمی  
 یا ہالیا اے یا بیانی اگر انہیں اپنے دین و ملت کی سچائی کا خیال ہے اور انگریزوں کو قتل  
 کرنا چاہتے ہیں اس میں اس حکم کا عملہ آمد کیا جائے۔

اور یہ بھی اعلان کر دو کہ جو لوگ اس وقت پہاڑی پر انگریزی قلعہ کے پاس میں خواہ  
 وہ ہمد و ستانی ہوں یا غیر ملکی پہاڑی ہوں یا سکھ کسی ملک کے ہوں۔ مسلمان ہوں یا ہندو  
 انہیں صمیم سے و اس میں حرم مکرنا چاہیے جسوقت وہ ہمارے پاس آئیں گے اس کے ساتھ عاتیں  
 کیا جائیں گی اور وہ اپنے ہی دین و ملت میں رہیں گے۔ یہ مات اعلان کر دی جائے کہ  
 جو لوگ خواہ حرم ہوں یا غیر حرم ہمارے ساتھ صمیم پر حملہ کریں تو حرمال صمیم انکو ہاتھ لگے

کہ کچھ نہ کچھ بہتر انتظام ہوا ہے کیونکہ دوسرے دن ۸ جولائی کو مرزا مغل اور بخت خان نے ملکر کام کیا جس کا اظہار مرزا مغل کی مندرجہ ذیل چٹھی میں ہے جو بادشاہ کے نام تھی یہ ۱۹ جولائی کو تحریر ہوئی۔ مغل سے انتظامات ٹھیک ہو گئے ہیں اور رات دن کام جاری ہے اگر علی پور کی جانب سے رو بسجوری جائے تو قندلے فضل اور حضور کے اقبال سے کامل فتح کی امید ہو سکتی ہے۔ اس لیے ملتجی ہوں کہ حضور بریلی والے جنرل کو حکم دیں کہ وہ فوج لیکر علی پور چلے جائیں اور اُس طرف سے کافروں پر حملہ کر دیں اور حضور کا غلام اس طرف سے حملہ کرتا ہے تاکہ دونوں فوجیں ملکر ایک یا دو دن میں کل نامعقول جہنمی کافروں کو جہنم واصل کر دیں۔ فوج کے علی پور جانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ غنیم کی رسد بند ہو جائیگی۔ ضروری ہونے کی وجہ سے گزارش کیا گیا۔

اس چٹھی پر بادشاہ کا دستخطی حکم حسب ذیل ہے۔ مرزا مغل جیسا مناسب سمجھیں ویسا انتظام کر لیں۔ اس کے بعد مرزا مغل کا حکم ہے ممبر بریلی کے جنرل کو حکم لکھا جائے، میرے نزدیک یہ تحریریں سازش و مشورہ و اتفاق کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ مگر اس وقت اُن تحریروں کا جواب تک عدالت میں پیش نہیں ہوئی ہیں درج ہو جانا بھی ضروری نہ ہو۔ اُن میں ایک بخت خان کی جانب سے اعلان ہے جو ۱۲ جولائی کو تحریر ہوا اور جو دہلی کے اردو اخبار کا خلاصہ ہے اور جس کا مطلب حسب ذیل ہے۔

میر جلد باشتندگان شہر و مضافات خصوصاً جاگیر داران و نیشن داران و معافیہ داران وغیرہ مطلع ہوں کہ اگر اپنی آمدنی کے اندیشہ سے وہ انگریزوں کے طرفدار ہوں یا انکو خبریں دیتے ہوں یا رسد بھجھ پھپھاتے ہوں تو اُنکے اہلک کے فعل نظر انداز کیے جائیں گے۔ اور اس لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ مشار الیہ آگاہ ہو جائیں کہ آخری اور کامل فتح پر اُنکے کا خدات خطاب



میں آگیا ہے۔

الرام کی مات دوسرے فخرے میں تہر کو مسدود لیے اور اس پر نامائز قفسہ کر سیکار کر دے جس کے ثبوت میں مجھے تہاوت پتی کر سکی ضرورت نہیں۔ بغیر سمجھے ثبوت کے کسی طرح ڈھلنا مشکل کام ہے اس الرام سے ہمیں یقینا ثبات ہوتا ہے کہ قیدی نے اسی اور یکم کتوا شہر کے درمائی لڑنا میں مختلف اوقات پر مررا معل ایسے بیٹے اور محمد سخت خان صومدار رحمت تو سچانہ سے مسدود سلسل کی اور مشورہ و اتفاق کیا اور دیگر معلوم مسدودوں کو گورنمنٹ کے خلاف بلوہ کرتے اور لڑنے کے لیے آمادہ اور تیار ہو چکی تریعی بی۔ مررا معل کھلے حوالے سے سالار مقرب ہو گیا تھا اہل بلوہ کے چہرہ ہی رو رہا تھا اس کا سا ہی علوس نکلا تھا چچی لال گوڑ لے یہ واقعہ میاں کیا مگر اسے ہمیک تاریخ یاد ہیں کہ کس رو رہا علوس نکلا۔

اس کے بعد مررا معل کے اختیارات کل اور عاصکرمی معاملات میں سخت حال کے آئے تک جب وہ گورنر محل و کانڈرا چیف مقرر ہا غیر محدود تھے سخت حال یکم حوالی کو آیا اور اس کے بعد دو کانڈرا چیفوں میں اختیارات کی مات حد پیدا ہو گیا جیسا کہ مررا معل کی احوالات کی تحریر سے علم ہے اسے اسے آپ کے نام بھی مئی معلوم ہوتا ہے اس میں اسے لکھا ہے کہ میں آج صبح تیلڈ کر کے انگریزوں پر حملہ کے لیے ماہر نکلا کہ حوالہ سخت حال کے ماعت کی اور تمام صبح کو عرضت تک سیکار رکھا اور دریافت کیا کہ کس کے حکم سے تم ماہر آئے جی کہ باراکوئی حکم اس کی مات ہیں ہے اس لیے واپس چلے جاؤ اور سب کو ٹوٹا دیا۔ کیونکہ اس قسم کی کارروائی سے اسروں کے دل میں متہ ہو سیکار لیشہ ہے اس سے یہ مات ظاہر جو جانی پاسیہ کہ موج پروا قتی اختیارات کسکو حاصل ہیں

اس مٹی پر کوئی حکم نہیں ہے اور یہ ہیں یہ ستر "تصمیم کیا ہو مگر لظاہر یہ معلوم ہوتا ہے

دیجی لاکھوں روپیہ کی پیشین اور جاگیریں عطا کیں جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر اس نے اپنے محسنوں کی سلطنت کی رنج کئی کی اور کئی کا پہلا موقع بھی ہاتھ سے بچانے دیا۔ بلوہ کے اول ہی روز سہ پہر کو اس نے باغی فوج کی ندریں قبول کیں اور اُنکے مسروں پر دوست شفقت پھیرا اور اُنکے ساتھ ملکر مکینہ بن گیا۔

اس نظارہ کا نقشہ کھینچنا مشکل کام ہے۔ ایک کمزور لڑتے ہوئے آدمی کے لئے ایک ایسے طاقتور عصارہ سلطانی کو اپنی کمزور گرفت میں لینے کے لئے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ پھیلائی کو شمشیر کرنا اور باوجود عجز و ضعیفی سے دوہرا ہوجانے کے لباس شاہی زیب تن کر کے نہایت ذلیل سازش و قتل کے وجوہ کو سعید و مبارک خیال کرنا تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے اور اس بطلیت جہریاں پڑے ہوئے شخص کو جسکے دل میں ولولوں کی پیدائش مسدود ہو گئی ہو اپنے کو اُن بد معاشوں کا جنموں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا نامناسب مرکز ہرگز نہ بننا تھا۔

اس امر کے چند گواہ ہیں کہ قیدی نے اپنے کمر بادشاہ مشہور کیا اور اس کا اظہار مختلف موقعوں پر مختلف طور سے ہوا اور یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ وہی جیسے شہر کے لئے صرف ایک دو مرتبہ کی شہرت کافی ہے۔ قیدی کا مختار ہی خود کہتا ہے کہ اسی کو بادشاہ کے احکام جاری تھے اور گلاب سنگہ ہر کارہ سے جب یہ سوال کیا گیا تو کیا بلوہ کے بعد ہی بادشاہ حکمران مشہور ہوا تھا؟ تو اُس نے یہ جواب دیا تھا "ہاں بلوہ ہی والے دن سہ پہر کو یہ ڈھنڈورا بٹ گیا تھا کہ اب شاہی عملداری ہے" اور چنی بساطی ایک اور گواہ اس طرح بیان کرتا ہے "اسی کو کوئی آدھی رات گئے قلعہ میں بیس توپیں فیر ہوئی تھیں۔ میں نے توپوں کی آواز گہر پر سنی تھی اور دوسرے دن صبح کو یہ ڈھنڈورا بٹ گیا کہ ملک اب بادشاہ کے قبضہ



ہوگی۔ مرزا مغل اُس کا لڑکا اور نامعلوم لوگ دہلی اور ممالک مغربی و شمالی کے بغاوت میں  
 مدد دینے کی بابت یہاں تک کہ اس درخواست میں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں قیدی کے دستخط  
 خاص تھا حکم ہے جس میں اُس نے مرزا مغل کو یہ حکم دیا ہے کہ بہت جلد پیادوں کی ایک  
 رجمنٹ نصف گڑھ بھیج دے اور یہ اُس نے اپنی خواہش کے مطابق کیا۔ اور جنھوں نے  
 پیادوں اور سواروں کو بھڑکا کے انگریزوں کے خلاف لڑنے کی تدبیر سوچی تھی اُن کو مدد  
 دی۔ اس کے علاوہ ایک اور درخواست ہو جا بھی تک عدالت میں پیش نہیں ہوئی ہو  
 جو مدت ہوئی کہ ہاتھ لگی تھی اور جواب شروع کیجا دیا۔

یہ امیر علیخان ولد نواب خراج پور کی طرف سے ہے بتاریخ ۱۲ جولائی بادشاہ کے روبرو  
 پیش ہوئی۔ مضمون مفصلہ ذیل ہے۔

### بادشاہ جہاں پناہ کی خدمت میں

سودا بہ عرض کرتا ہے کہ حضور کا درخواست کرنا اُس شامی دربار میں جس میں دارا  
 دربان ہے اپنا عزت دار گھر چھوڑ کر حضور کے لئے اپنی جان لڑائے کو آیا ہے اور بہت محموم  
 ہے کہ وہ اس دن کے دیکھنے کو زندہ ہے جب کہ انگریزوں نے حضور کے محل کے مقابلہ  
 پہ توپیں لگا دی ہیں اُس محل کے مقابلے میں جس کے فرشتے نگہبان ہیں۔ اول روز  
 سے آپ کے درخواست کرنے والے کو لڑائی کے لئے شیر کی طرح تربیت دی گئی ہے۔ اور  
 وہ لوٹری کی طرح اپنی جان کا خیال نہیں کرتا ہے۔

”چیتے پہاڑوں کی چوٹیوں پر شکار کرتے ہیں“

”اور مگر مجھے اُنکو دریا کے کناروں پر کھا جاتے ہیں“

درخواست کرنا اسی امر پیش کرتا ہے کہ اگر اسکی درخواست منظور ہو گئی اور وہ تدابیر جو اس

کے وسیلے بستے۔

نبوت جن سے کہ مہرِ محبتِ حاکم کو قیدی کے ساتھ شامل کیا اور جو وقتِ نبوت کے واسطے کافی ہوگا اول سے آخر تک قیدی کے اپنے ہاتھ کی ایک سدا ہے۔

حاکمِ حلام۔ گورِ رحمتِ حاکم بہادر کو

ہمارا احسانِ قبول کر دو اور سمجھو جبکہ جمیع کی وجہ علی پور پونج گئی ہے اُس کا اسلحہ تنگی سے موجود ہے اور اس لئے تنگِ حکم، یا گیا ہے کہ دو سو ترپ والے پانچ یا سات پیادوں کی کپیاں اسے ساتھ لو اور تمام سامان مثلاً جیمے وغیرہ اور کسرِ ٹھکانے پورے لے گئے تھے وہ بھی بے لوث اور تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ماعیل کو عید گاہ میں آگے ٹرپے کے نیچے کھڑے رہنے کی اجازت نہ دو اور آگے تنگو یہ بھی واضح رہے کہ اگر فوجِ غیر فتح کے واپس ہوئی اور لڑائی کے سامان کو حرج کر دیا تو نتیجہ بہت بُرا ہوگا تنگو پہلے سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور تمہیں ان ہیکلمات کو تاکید بھی سمجھا دیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس بات کی کوئی تاریخ نہیں ہے لیکن اشاراتِ حکما میں ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جب کبھی گئی ہے حکمِ پہلی جہت کی سرطِ قبول کی گئی تھی۔ یہاں یہ جگہ حیدر ناؤں کے لئے جو محکمہ پاد کی بات پیش کرنی میں سے سے عہد ہوگی۔

میدی اور مل کی طرح اسی جہالت کا آپ شکار ہوا ہے۔ بیان کرتا ہوں کہ محکمہ اس حد سے پہلے در اعام تھا کہ ماعی سپاہیوں سے وعدہ کر کے چاروں طرف سے گھیر لیا اور سستری کھڑے کر دیئے اسی حال کا خوف کر کے میں چپکا پورہ اور اپنے ماعیہ محل میں چلا گیا اور یہ کہ ماعیوں نے مہرِ عورت دے دیے قید کر دیئے میں نے دو راست و سہ راست سے انکی ماں کو جانی اور ہر رازہ کو کچھ محو سے ہر مکان کے پائے کے لئے کیا لیکن ماعیوں نے ہر توجہ

اور شاید اس وقت انکی بابت سوچنا بھی اچھا ہے اُن ناریچوں کا لحاظ رکھ کر جن میں وہ واقع ہوئے ہیں۔ یہی تہمت بہادر شاہ دہلی کے مغرول شاہ کی طرف ہے کیونکہ اُنھوں نے برٹش گورنمنٹ کا نظر بند ہو کر بہت دفعہ دہلی میں اُنسی اور اکتوبر ۱۷۵۷ء کے درمیان میں محمد نجات خان رحبٹ کے صوبہ دار و دیسی افسروں اور اُورنا معلوم فوج کے سپاہیوں کو اسٹیٹ کے خلاف بغاوت کے جرموں میں مدد دی۔ یہی عدالت کو ثبوت کا دسواں حصہ بھی بیان کر کے تکلیف دینا نہیں چاہتا وہ ثبوت جن کے سبب یہ تہمتیں قائم ہوئیں لیکن شاید اُن کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

مسٹر سندھ ریفٹ گورنر کے ایجنٹ اور کمشنر نے بیان کیا ہے کہ کن شرطوں سے یہ قیدی برٹش گورنمنٹ کے نظر بند بن گئے۔ یعنی اُن کا دادا شاہ عالم مرہٹوں کے قبضہ میں تھا جب مرہٹوں نے ۱۷۵۳ء میں انگریزوں سے شکست کھائی تو اُسے مرہٹوں کے قبضہ سے نکل کر انگریزوں کی پناہ میں آئی کی درخواست کی۔ اُس وقت سے صرف نام کو دہلی کے بادشاہ انگریزوں کی نیشن خوار رعایا بن گئے۔ یہ خیال کرنے کی بات ہے اور بغور دیکھنا چاہیے کہ اس خاندان کو برٹش گورنمنٹ سے کسی طرح کی شکایت نہ تھی صرف فائدے ہی فائدے تھے جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

قیدی کے دادا شاہ عالم نے صرف اپنے ہاتھ سے تخت ہی نہیں کھویا بلکہ اُن کو اپنی آنکھیں نکلوانی پڑیں اور طرح طرح کی بے عزتی کا شکار ہونا پڑا۔ اور ابھی وہ قید ہی میں تھے کہ لارڈ لیک نے انھیں اُس سے آکر نجات دی اور انکی بدقسمتیوں کے بدلے فیاض بھاری کے ساتھ انکو عہدہ اور نیشن دیدی جو اُس کے جانشینوں تک جاری رہی۔ اور جس نے انکو عزت بخشی کہانی کے سانپ کی طرح اُنھوں نے اپنا پھن اُن پر مارا جنکو اُنھوں نے انکی زندگی

ہمارے سامنے واقعات کے متعلق ہیں۔ دہلی میں میگرن کے اڑنے کے ساتھ ہی عداوت کے دغ ہو چکی ہر ایک امید خالی رہی اور بہت مدت تک رہی۔ یہ قتل آخری مخالف سے انگریزوں کی طاقت کا نشان رہا۔ اگرچہ علیحدہ علیحدہ شکلوں میں تھے اور اسی شک گورنمنٹی و در در کہتے تھے۔ ان کا ایک عہدہ از گشت سے اسی عائن پچانے کا مرض ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی مدعا توں سے بھر گئی تھی جھوٹوں نے ہم گھنٹے میں بہت قتل کیے اور جو مشکل سے تمام پچھلی شرارت کی ہرست میں لکھائے جاسکتے ہیں۔

یہ وقت اب ہے کہ مادشاہ سلامت مدات خود ایک ٹرے تماشہ کرے والے کی طرح تماشے میں آتے ہیں جس میں صرف انگریز اور یورپ کے لوگ ہی تماشہ دیکھے و لے رہے تھے ملک بہت سے مہذب اور غیر مہذب لوگوں نے بہت ٹرے شوق سے دیکھا جو حق ہو اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ اسی کی سہ پہر کو مادشاہ دیواں حاض میں گئے اور تخت پر بیٹھ گئے۔ حسب کہ سبھی امرا و سب لوگ باری باری سامنے آئے اور ان کے آگے کورسٹ سجلائے اور اس کے سائے طاقت میں آئی کی روحاست کی۔ مادشاہ نے یہ بات ناں لی اور سب لوگ حو کچہ آئے دل میں آیا کہتے ہوئے چلے گئے۔

گواہ بھی علام عباس قیدی کے وکیل سے حکم معلوم ہوتا ہے کہ مادشاہ کے معراج کے سر پر ہاتھ رکھنے کی تقریب انکی نوکری اور مراں سرداری کے سامنے کے برابر ہے اور وہ آگے بیان کرتا ہے کہ اگرچہ مادشاہ کسی باقاعدہ مسادی سے بنا واقعہ ہے جو کہ دہلی میں مادشاہ کے عائن حکومت ہاتھ میں بیسے کے سب سے ہوئی ہے تو اسی اکو ایک حرم پر کے متعلق بتیاریا تیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن اسی لڑائی کے دل سے مادشاہ کی حکومت قائم ہوئی اور رات کو لا توپوں سے مادشاہ کی سلامی ہوئی۔ یہ اکو ایک قیدی کی بہمت کی طرف بجاتے ہیں۔

میں تھا۔ شہزادہ جواں بخت کی گفتگو سے کافی طور سے یہ سب باتیں معلوم ہوتی ہیں جسکی خوشی انگریزوں کے قتل کرنے کی پیشقدمی کرنے میں اس قدر ہے کہ وہ اُس کے اظہار کو چھپا نہیں سکتا۔ مگر میرا بڑا مقصد یہ ہے کہ اُس بات کو صاف کر دوں جو کہ حتیٰ ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ منصوبہ شروع ہی سے صرف سپاہیوں ہی پر محدود نہ تھا اور انھیں سے یہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ شہزادہ قلعہ میں بھی جال بندی تھی اور قاتل جن کا ابھی ذکر ہوا ہے اس بات کا یقین دلاتے ہیں۔ یہ کمولفین ہے کہ میگزین اڑنے سے پہلے نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ فوج کے باغیوں نے اُس پر حملہ کیا اور جب یہ وقوع ہوا تو بادشاہ کو ہم نے اول اول دیکھا جو باغیوں کے ساتھ حکومت کی بابت صاف عہد و پیمان کر رہا تھا اُس وقت سے پھر کوئی بات نہیں چھپائی گئی اور نہ اس کی کوشش کی گئی۔

خاص طرح بغاوت کی نندی میں گر کر وہ طغیانی کے سبب سے جلدی اُبھرا یا جو کہ اُسکو نہ سنبھال سکی جیسا کہ تخت ہندوستان کو وہ خیال کرتا تھا۔ بلکہ اپنے بہاؤ میں اسکو ایک بکسی کی حالت میں خاک پر چھوڑ دیا۔

میں ایک لمحہ کو غفلت و لف بائی اور اُن بہادر لوگوں کے بیان کرنے کے لیے ٹھہر گیا جو کہ اُنکے ماتحت تھے اور جو اتنے عرصہ تک اتنے بشمار باغیوں کے مقابلے میں لڑے۔ میگزین اُن کو دیدیا گیا۔ ہم میں اب ایک بھی مشکل سے نہیں جان سکتا کہ اُن میں کون سب زیادہ تعریف کے قابل تھا۔ فراست اور عقلمندی جس نے ایک ہی نظر میں اپنی بربادی کی ممکن ضرورت کو پہلے سے دیکھ لیا اور موافق انتظامات کر لیے یا وہ دلیر تدبیر جسکے نتیجہ سے آخری قتل ختم ہوا۔ ایسی بہادری کا انصاف کرنا یا رخ نویں کا عمدہ فرض ہوگا میں اُسکو ایک سرسری نظر سے دیکھ سکتا ہوں کیونکہ مجھے اور باتوں کا تذکرہ کرنا ہے جو کہ



پانی کے طوطان کے ساتھ تمام ملک کو مراد کرتا ہوا اٹھنے والا تھا اور عیاسی اس عسکری نے  
 بیاں کیا ہے اس (عقاب) سے کاغذ نگریوں کے بربادی کے نشانات بادشاہ فارس کے  
 اہل قوتوں سے ظاہر ہوئے جس نے دیہی بادشاہ فارس نے ہندوستان کے فرمانرواؤں  
 کو دھارما اُسکے ملک دیکھے کیا اس پر بھروسہ کرے کے سب ایشیا کی دوسری قوتوں کو  
 حرکت ہوئی اور وہ ایسے فیصلوں پر دلیر ہو گئے۔ ہم کو معلوم ہے کہ اور حالتوں میں اور ہر  
 ملک میں سولے مشرقی ملک کے ایسی دل حوت کس حالت خیال کر چکے ہیں بہت ہی سہل  
 ہے اور تعجب کو لے کی کشت کے لئے مائل نے دیا ہے۔ لیکن اس مقام پر عمومی معاوضہ کی  
 ترقی اور رعیت پر سجدگی کے ساتھ غم کو لے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہزاروں پر رانی کے  
 ممالک کا اثر ڈالنے کا دخل رکھتے ہیں۔

میر سمولی طاقت یا قوت کو میگزین کے دیہی حملہ نامے میں ظاہر کی گئی اس سے یہ  
 باتیں نکلتی ہیں مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں صرف سپاہیوں ہی کے اتعاق پر دلائل  
 نہیں کہیں کیونکہ مادساہ کے اپنے تربتے صحوں نے اول اول قلعہ کرنا چاہا عمومی  
 دستور کے موافق جس طریقہ سے یہ کارروائی ہوئی اس سے حکومت ظاہر ہوتی ہے  
 یہاں کسی قسم کی اتسری نہ تھی کوٹ کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی میگزین کے مختلف  
 دھاروں پر مخالفت کیواسطے غیر کیش امر مقرر کیے گئے جو سامان امداد سے اہر مردوں  
 کے درویشوں سے رکھوا رہے تھے اور دھیرہ اٹھوا رہے تھے جو اہر پڑا تھا۔ مادساہ کے ترب  
 بغیر کسی قسم کے حکم کے ایسے کام کے لئے کیونکر تیار ہو سکتے تھے۔ اگرچہ میں جو مادساہ کو  
 بین آئے دئے اہل قوتوں کی بات کو دہائی کو ہونے والے سے پہلے سے حریفیہ میں  
 کامیاب نہیں ہوا مجھے بھروسہ ہے کہ یہ نرا ہوا کہ بھید محل کے معرر رہے والوں کے قلعہ

میں پائی جاتی ہے۔ تجویز کے مقصد اور ترقی سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی منصوبہ پہلے سے باندھا گیا تھا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے خیالات چند آدمیوں کی صلاح سے پکائے گئے تھے۔

بیشک یہ خیال کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ شخص جو پہلے سے اس راز سے واقف نہ ہوتا و واسطہ خوبی اور ستغری کے ساتھ کیونکر ان اجزا کو اس کام کے عمل لانے کے واسطے اختیار کرتا۔ ہیکو فیصلہ کی غایت قدر اور غرض کی قدر کا پھر خیال آ سکتا ہے۔ ایسے بے ترتیب اندازہ کے خلاف بہت سی قوی دلیلیں ہمارے خیال میں آویگی۔ بیشک بادشاہ کو پختہ اور مجرموں کے ساتھ اتفاق کر سکی ترغیب دینی گئی تھی۔ جبکی نہ کو پہنچنا اسکی سمجھ سے باہر تھا۔ بے شک بادشاہ نے ایسے سخت کام میں مشغول ہو کر ہر چیز اپنی جان اور ان سب لوگوں کو جو اس سے تعلق رکھتے تھے معرض خطر میں ڈال دیا اور یہ سب کچھ اس نے تاج حاصل کرنے کی امید پر کیا۔

کیا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس کمزور اور لاغر بڑھے آدمی نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر جبکہ بلوہ و فساد برپا تھا اپنا مطلب حاصل کر سکی غرض سے میگزین کو قبضہ میں لینے کے لیے افواج کو فوراً روانہ کر دیا ہو۔ اور کیا ہمارا خیال صحیح ہے کہ فوج پہلے سے اس غرض کے لیے آمادہ تھی اور جو جہتیں پیچھے سے آرہی تھیں وہ اسی کا حصہ تھیں، اگر یہ مان لیا جائے کہ بادشاہ اور قرب و جوار کے آدمیوں میں پہلے سے ساز باز نہیں ہوئی تو کیا ہم ان باتوں کو ضعیف اعتقادی اور خواب کی تعبیر پر محمول کریں۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی زیادہ سنجیدہ طریقہ سے دل کو شکین نہیں دے سکتیں اس حال میں ہم نے ایک طوفان کی بائٹ جو خواب میں دکھائی دیا تھا سنا ہے جو مغرب سے بہت سے

یا لم ٹھیرا لے کے نئے اعلیٰ قانون ہے جسے ہر ملے والا اعلیٰ میں لاسکتا ہے اور جس کا فیصلہ  
قانونی محمد یو جی قانون سے زیادہ سہج ہے۔ یہ قانون ملکی صوابط - انسانی فطرت بہتری  
مقوں کا پاسدہ ہیں یہ قانون خالق نے ہر شخص کے دل میں ودیعت کیا ہے۔  
اور کیا اس موقع پر نئے مالے طاق رکھا جاسکتا ہے۔

اگر اس وقت ہم میگرین کا کچھ حال بیان کریں اور دیکھیں کہ وہاں مایوں نے کیا  
کیا کارروائی کی تو شاید کچھ سچا ہو۔ کہتاں فورسٹ نے بیان کیا ہے کہ صبح کے نوے  
ہندوستانی رسالوں کا مشاہدہ سگیں پڑ جائے اور تھپتھپا راستہ کے فوجی ترتیب سے  
پل پر سے اترے۔ اس میں سمانا گئے تھے۔ اس مات کو ایک گھنٹہ بھی نہ گرا تھا کہ اڑتیسویں  
ہندوستانی پیدل کے صوبہ دار نے میگرین گارڈ کا کمانڈنٹ تھا کہتاں فورسٹ وغیرہ  
سے کہا کہ اودتہا لے میگرین پر قبضہ کر لے اور میگریوں کو گرفتار کر کے قلعہ میں لے آئیے گی  
گاردیہیں ہیں اب انکو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر وہ آئیں تو انہیں میگرین سے ماہر بچائے  
دیا۔ کہتاں فورسٹ نے اسوقت تو گارڈ کو کہیں دیکھا مگر شخص یہ پیغام لایا تھا اُسے  
اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ وہ خوش لباس مسلمان تھا مگر اس کے کچھ ہی بعد ایک بادشاہی  
امیر گارڈ کو لیکر پہنچا اور صوبہ دار کو اور غیر کیشت امیروں نے کہا کہ مجھے بادشاہ نے  
تم لوگوں کی سجدہ دہی کے لیے بھیجا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ میگرین پر قبضہ کر لے کے یہ کس قدر عجلت اور ہمتی کی گئی اس  
یعنی ہوتا ہے کہ یہ فوری اور محرک فیصلہ یا تو خود بادشاہ کی طرف سے تھا یا عدالت کی طرف  
سے۔ اس قسم کی کوئی بات اس پر محمول کرنی گویا انکو اس کے اعزاز کی لے اعتنائی کی  
ستاسی دی ہے جس سے عروج سے ملی ہوئی ہے اور جو سل انسانی کے زیادہ اعلیٰ مدنی

سب صاحب لوگوں کو آپ پہنچے تو مارا ہے لیکن جب میں کپتان ڈوگلز کے کمرہ میں گیا تو میں نے وہاں اُسے سسکتا ہوا پایا۔ ممدو نے یہ دیکھ کر اُس کے ماتھے پر سونٹا مارا اور وہ فوراً مر گیا۔ چونکہ اب یہ ثابت ہو گیا کہ سیموں کے قاتل قیدی کے خاص ملازم تھے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکیم احسن اللہ خان کی شہادت پھر دیکھیں اور معلوم کریں کہ قیدی نے ان قتلوں کی اطلاع پر کیا کارروائی کی۔

اس موقع پر جو کچھ اُس نے حکم دیا وہ محل کے دروازے بند کرنے کا تھا جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ قاتلوں کے بچانے کی غرض سے تھا مگر شہادت اسکے خلاف ہے حکیم صاحب نے آئندہ استفسار پر مجبوری یہ اقرار کیا کہ قیدی نے مجرموں کے دریافت کرنے یا سزا دینے کے لئے یا گرفتار کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی اور اسکی وجہ اسوقت کی پریشانی بتائی۔

اگر بادشاہ کے اختیارات واقعی اُس کے ملازموں نے بالائے طاق رکھ دیئے تھے تو دوبارہ باختیار مہنکے لئے سب سے قوی دلیل یہ تھی کہ اُسکو فوراً ملازموں کو سزا دینا تھا یہ توہین معلوم ہو گیا کہ یہ کارروائی نہیں کی گئی اور ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر اُس نے ان افعال پر اپنے ملازموں کو ترغیب نہیں دی تھی تو بھی اسکی پہلے سے یہی خواہش تھی۔ اور اس کے ثبوت میں ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی ملازم نہ تو برخاست ہوا اور نہ اسکی کوئی تحقیقات یا تفتیش کبھی ہوئی۔ گواہ کا بیان ہے کہ بادشاہ قاتلوں کو برابر بخواہ دیتا رہا اور انکو اپنی ملازمت میں رکھا اور واقعی یہی خبر ہم نے اُس وقت ایک اخبار میں بھی پڑھی۔ اس کے بعد کیا یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ یہ فعل خاص اُسکے نہیں تھے یا تھے۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس بارہ میں قانون ملکی کیا تھا کیونکہ عقل و تمیز کا قانون اُسکو بری کرنے

جوبلہ تہاں بارہ میں کل ضروری حوروں سے واقف تھا۔ قاتلوں کے نام تو عام طوطی پر مشہور ہوئے ہی تھے مگر اس قدر عمدہ کے بعد بھی جسے ہر شخص اور اس کا نام دریافت کر لیا یہ تو مشہور تھا ہی نہیں کہ بادشاہ کے خاص ملازم ہی قاتل تھے مگر اسی وقت ستر کے اُردو اخبار نے اس واقعہ کو بالخصوص چھاپا تھا۔

اسکے بعد مجھے اُن لوگوں کی تنہا دت کر دکر کرنے کی ضرورت نہ رہی جنہوں نے حساب صاف بیان کر دیا کہ بادشاہ کے ملازم ہی قاتل تھے اور انکی تنہا دت مستحکم اور اہل ہے۔ یہ کافی ہوگا اگر میں اُن میں سے ایک کا بیان نقل کروں جو حسب ذیل ہے۔

میں وقت مشہور ہو کر ملک کے صبح کرنے کے نیچے رہے اور جب وہ اس میں مشغول تھے میں نے غور سے دیکھا کہ حامی اور جوہری لے آسکو تلوار سے قتل کیا اور تقریباً اسی وقت بادشاہ کے چند ملازموں نے اُسکی طرف تلوار چلائی اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ مقررہ ریر کے قاتلوں میں سے ایک مٹھی تھا۔ اس کے بعد وہ اوپر کے درجہ میں گھس پڑے اور اس میں لوٹا دوسرے دروازے سے دوڑا اور ریہے کا سب سے اوپر کا دروازہ مدد کر دیا۔

میں تمام ریہے کے دروازے مدد کرنے میں مشغول تھا کہ یہ جوانی دروازے سے آگئے اور اُس طرف کا ایک دروازہ کھوکھو لکھو لوگ آمد آگئے اور میں لوگوں نے مقررہ ریر کے قتل کرنے میں مدد کی تھی انکو مدد کے دید یہ لوگ فوراً اُل کھڑوں میں گھس پڑے جس میں کپتان ڈگلس مشہور چھپس اور مٹرنگلس آرام کر رہے تھے اور تلوار سے تیار کر کے اُنکو اور دو عوام لیڈیوں کو مار ڈالا۔ اس میں زبیر سے پیچھے اُراحب میں نیچے آگیا تو مجھے مار مار شاہ کے باہر لے پکڑ لیا اور مجھے پوچھا کہ تار کپتان ڈگلس کہاں ہیں؟ تم نے جسکو پناہ دی ہے وہ محکوم و دہشتی ریہے کے اوپر لے گیا۔ میں نے اُس سے کہا تم لے

ہم ان مصنوعی اثرات کے کچھ حصہ کو جو مسلمانوں میں جبلا ہوتے ہیں ظاہر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ باوصف تعلیم و شاہی خاندان اور متین و مہذب ہونیکے اس بد طبع اور سفید سر آدمی نے انسانیت سے گزرے ہوئے اور غیر مانوس جنگلیوں کے وحشیانہ فعلوں میں کس طرح ساتھ دیا۔

ہم اس بات کے دریافت کرنے کے لیے جو برسوں بعد دہرائی جا ئیگی ذرا تامل کرتے ہیں کہ کیا عدالت کو یہ ثابت ہو گیا کہ خاندان تیموریہ کا آخری بادشاہ اس بد معاشی میں شریک تھا یہ حالات مفصل بیان کیے جائیں گے۔ قتل کھلم کھلا دن کے وقت درجنوں شاہدوں کے روبرو ہوئے جیسا کہ خاص قیدی کے ملازموں نے بیان کیا یہ قتل قلعہ کے حدود کے اندر ہوئے جہاں باوجود کمپنی کی حکومت کے قیدی کے اختیارات سب سے بڑھے ہوئے تھے میں اس سے ہرگز یہ تاویل نہ کروں گا کہ اُنکے قتل کے لیے پہلے سے قیدی کی منظوری حاصل کر لی گئی تھی کیونکہ اسی تاویلات کو منصف عدالت کبھی تسلیم نہ کرے گی۔ بلکہ شہادتیں پیش کیا جائیگی حکیم احسن احمد خاں کا بیان ہے کہ جب وقت یہ خبر لگی کہ سالہ والوں نے مسٹر فریرز کو قتل کر دیا اور کپتان ڈگلز کے قتل کرنے کے لیے اُوپر گئے ہیں اور جسکی صداقت پالکی والوں نے دہلی آ کر کی کہ فریرز صاحب ہمدے سامنے ہی قتل ہوئے اُنکی لعش دروازے میں پڑی ہے اور سوار بالا خانہ والوں کے قتل کرنے کے لیے اُوپر چڑھے ہیں۔ میں اور غلام عباس وکیل قیدی اُس وقت بادشاہی کے پاس تھے۔ یہ بات سبھوت خیال میں آسکتی ہے کہ جن بادشاہی ملازموں نے اس قتل میں شرکت کی اُنکے نام گواہ نے کیوں نہ ظاہر کیے۔ گواہی کے آخری حصہ میں اُس نے یہ کہا ہے کہ شاہی ملازموں کی شرکت کی مجھے خبر نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ عام طور پر یہ مشہور نہیں ہے کہ قاتل کون تھے۔ خاص شاہی طبیب کا یہ بیان ہے

اور اس سے تیاریاں کر لیں یہاں سب کو حیرت مٹی کیونکہ شورش سارٹھ ہے جہ کے شریع ہوئی  
 مٹی اس لئے اُٹھوں نے اندھیرے ہی اندھیرے میں سب کا رروائی کر لی۔ اور یہی دراصل  
 ہوا مٹی۔ جب انگریزی امپریہ بدوشانی فوج کی لین میں پہنچے۔ اسی اندھیرا ہی تھا پھر بھی کوئی  
 سپاہی دکھائی نہیں دیا اور نہ کوئی یہ کہے والا تھا کہ وہ کہاں گئے۔

بعد کی تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ باغیوں نے ٹری ہوئیاری یہ کی مٹی کہ جب میرٹھ سے  
 دہلی روانہ ہوئے تو سیدھی اور خاص سرنگ اختیار کی اور نہ فوجی ترتیب قائم رکھی بلکہ اندھیرا  
 ہوتے ہی دس دس پہنچ پہنچ سول مقصود کی طرف چل پڑے۔

میرٹھ سے انکی روانگی تو دروازہ مٹی مگر دہلی میں داخل ہوا جہاں مخالفت کے لئے انگریزی  
 رسالہ کوئی دفعہ خلاف مصلحت مٹی اس موقع پر انھیں دھمکا اور سمجھ سے کام لے لیا تھا۔  
 چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُٹھوں نے حق کے حق اور مکمل فوجی ترتیب میں چل عموماً کیا اور  
 ایک جگہ کو لری کو قاعدہ آگے بھیجا۔

اب ہم پہلے پہل یہ بات کرتے ہیں کہ مٹی اس قیدی سے جو اس وقت عدالت میں موجود  
 ہے بے ہوش تھے۔ پہلا نقطہ مسلکی طرف وہ رجوع کرتے ہیں اور پہلا شخص جسکو وہ اپنا مخاطب  
 ساتے ہیں دہلی کا خطانی ماوشاہ ہے سید واقعہ مطلب حیر ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان  
 میں پہلے سے سدا مار مٹی قیدی کا طور و روش فوجی ظاہر ہوئے تھا۔ عادات اپنی ہی  
 صورت اختیار بھی نہ کرے پائی مٹی کہ اس کے خاص ملازموں نے قلعہ کے اندر کے اندر ہی اس کے  
 آنکھوں کے ساتھ ۶ انگریز اس کے ساتھ پڑے اس کے حلق میں اپنے ہاتھ رنگے کے لئے  
 درڑے۔ جب ہم مقتولین میں دو حواں اور مارک ادا م میوں کا خیال کرتے ہیں جن کا کوئی تصور  
 نہ تھا اور جس پر سولے اُن انسانی صورتوں کے حصوں نے اُنھیں برا دیا تھا پھر شخص رحم کیا۔

جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔ اور یہ حالت جب تک کہ سازش پاک نہ گئی اور کھلم کھلا بغاوت کا وقت نہ پہنچ گیا اسبطح قائم رہی۔

۹ مئی کی رات کو نمبر ۳ کولری کے باغیوں کے قید ہونیکے ۱۲ گھنٹہ بعد بھی ایسی ہی قابل اطمینان رہی جیسی کہ قریب ہی کے میگزین پر کوچ کرنے کے وقت پیشتر کی رات رہی تھی مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ دہلی کے سپاہی اس حرکت کی تیاریاں کرتے جس کا اظہار میرٹھ کے واقعات نے انکی امیدوں سے پیشتر کر دیا۔ اس لیے دہلی سے از سر نو خط و کتابت کرنی اور سپاہیوں کو اس سوانگ کی خبر دینی جو امئی کو پیر کے دن ہونیوالا تھا ضروری معلوم ہوئی اس کا ثبوت کپتان ٹانکر کے اظہار سے بخوبی ہوتا ہے کیونکہ اقوار کی سہ پہر کو سپاہیوں کا کٹاری میں بیٹھ کر میرٹھ سے دہلی آنا اور سیدھے اڑتیسویں ہندوستانی پیدل کی لیں میں جانا کسی اذربات کا یقین نہیں دلاتا۔

مکر یہ کہ جو وقت میرٹھ میں بلوہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا اس سے بھی اس مکاری اور حرزدگی کا ثبوت ہوتا ہے۔ میرٹھ کی چھاو نیوں کی تجویز سے بھی اس سازش میں بہت سہولت ملی۔ ہندوستانی فوج کی لینیں انگریزی رسالوں سے اس قدر فاصلہ پر ہیں کہ کھلم کھلا بے یقینی اور بغاوت کے غل غپاڑے کی آواز بھی سنائی نہیں دے سکتی یا اس وقت تک اسکی خبر نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسکی اطلاع نہ دی جائے۔

افسر غالباً اپنے ماتحتوں کے دلوں سے بغاوت کے دور کرنے میں ایسے سرگرم ہے ہوں کہ انھیں یقین ہو کہ ہمیں فوراً اسکی اطلاع ملی گی۔ کچھ ہی ہو کار تو سوں کے نکالنے اور انگریزوں کو ڈینے اور افسروں کو جمع کرنے اور کم از کم دو میل کوچ کر لینے میں توقف ہوا۔ اور توقف اور توقف در توقف کا اندازہ باغی ہی خوب کر سکتے ہیں کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بلا حرج و



صاحباں! میرے خیال میں ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر ہمیں اس منصوبے کی کوئی تہادت نہ ملتی اور اس سازش کی پہلے سے خبر نہ ملتی تو اس طوہ سے یہ نتیجہ ہوتا کہ ہم میں سے ایک شخص بھی نہ بچتا۔

اطلاقی اور مادی دنیا میں ہر ایک بات کا سبب اور نتیجہ ضرور ہوتا ہے اور اگر ہم گوشتہ سال کے ہولناک قتل کی سلسلے رسائی صرف کلر تو سوں ہی پر محدود کر دیں اور مضمر اور پوشیدہ اسباب کو نہ تلاش کریں تو یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے سیانہ اور بھی رہ جائیگا یہ بات قابل ستادہ ہے کہ کلر تو سوں والا معاملہ جس پر امٹی سے قتل میرٹھ اور مقامات پر حکم کھلا اور مار با اصرار تھا سازش کے مضبوط اور پختہ ہونے کے ساتھ غیر میرٹھ گیا اور حوصت باغیوں نے دہلی میں اول لڑائی کا شور مچا رکھا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے جو مشارک کیا گیا تھا وہ پورا ہو گیا اور اس کے بعد ہر دلوں سے یہ خیال ٹھٹھا دیا گیا۔ کیونکہ یہ خیال بہت ہی مکرور یا یوں ہی سا تھا اس لئے عدلی سے حاتمہ اور اس سے مشار لور پختہ ارادہ ظاہر ہو گیا۔

اگر ہم ان باغیوں کے احوال و حکمت کو دیکھیں تو کچھ عورتا معلوم ہو جائیگا کہ اس معاملہ میں انداز ہی سے مکاری اور سازش سے کام لیا گیا تھا مثلاً اُس کے ۸۵ ساتھیوں کو اُنکے ماسے چٹکڑیاں ڈال کر مٹی کی صبح کو حلیا ہیمیا گلاس سے کوئی خوش پایا ہوا۔ ان آدمیوں نے دیکھ کر کوئی بے اطمینانی ظاہر کی جو اُس وقت یا عرصہ سے اُنکے دلوں میں لعنت کی آگ مٹ رہی ہو اور نہ کوئی ایسی حرکت نمایاں ہوئی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ انہیں ملزموں سے چھوڑ دی ہے۔ اور واقعی اُنکے چہروں سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ٹھٹھ کی پیدل جھٹ اور دھرم کہ لری کا ماتی ماند چھٹا یا ہوا اور تا بعد اسے

قوی کچھ اور ہی چیز تھی جس پر یہ کارروائی ہوئی۔

وہ مشنری جس نے اتنی بڑی بغاوت اور قتل کو حرکت دی اور جسکی حرکت ایک ہی وقت میں ہندوستان کے ایک عمر سے سے دوسرے سرے تک محسوس ہوئی اگرچہ دوراندیشانہ دانائی کے ساتھ نہیں تاہم ہولناک خرمزدگی اور نہایت کامیاب ہونیوالی مکاری پر مبنی تھی۔ اس مضمون پر غور کرتے وقت ہمیں یہ بات بھی یاد کر لینی چاہیے کہ بہت سے مقامات پر جہاں ہندوستانی فوج نے اپنے انگریزی افسروں کے ساتھ زیادتی کی کار توں سوں کا بہانہ بالکل نہ تھا۔ اکثر لوگ تو بغاوت کر نیچے پئے اس موقع کو اچھا سمجھا کیونکہ انکی تعداد ایک کے مقابلہ میں سو تھی۔ انھوں نے خیال کیا انھیں تاخت و تاراج کرنے والوٹے اور قتل کرنے سے نہ صرف نجات ہی پائیں گے بلکہ کچھ فائدہ بھی ہوگا۔

کار توں سوں کے سوال پیدا ہوئے تھے۔ بیشتر اگر ہندوستانی فوج میں ربط و اتحاد نہ ہوتا تو کیا یہ خوفناک نتیجے یکدم کھیل پا جاتے؟ کیا کوئی شخص یہ خیال کر سکتا ہو کہ یہ کینہ و رعا لگ کر مٹی جسکے مہیب ثبوت حال میں ہمارے ہاتھ لگے ہیں ان خیالات کا نتیجہ ہے جو یکایک و ناگہانی طور پر افر و ختہ کیے گئے ہوں۔ کیا حوادث زمانہ کا یہی اثر ہے کہ صرف ذرا سے اشتعال طبع پر اس قدر سخت عداوت پیدا ہو جائے؟ یا ہندوستانیوں کی عقل حیوانی یا روایات یا طبیعتوں کا یہی خاصہ ہے کہ بے احتیاطی و بلا تحقیقات اور بلا خیال کسی امر کے انسان کے خون میں اپنے ہاتھ آلودہ کر لیں اور اس آمدنی و فائدے کو جسکے سبب وہ ترتیب رکھنے اور گورنمنٹ کی خیر خواہی کرنے کے پابند ہوں نظر انداز کر دیں۔ یا سب سے بڑہ کہ یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ میرٹھ کی تین رجمنٹوں نے دہلی کی رجمنٹ سے ملکر اپنی ہی قوت پر سلطنت برطانیہ ہند کو نکال دینے کا یقین کر لیا ہو۔

کار توں اُس وقت ہمیتہ ہر بات پر پیش کیے مانتے تھے۔ اُنکے استعمال آتے سپاہیوں کی  
 برہمی کا مسلسل خوف پیدا کر دیا تھا۔ اگرچہ فکر و غور کریں اگرچہ یاد کریں کہ اُن تینوں رشتوں  
 میں حصوں سے پہلے پہل حد کیا اور صرف مردوں ہی کو قتل کیا بلکہ عورتوں اور بچوں پر بھی  
 دست ظلم مارا کیا ایک ہی چوٹی دارکار توں تھا اور اُن سے وہ خود بھی کھوئی واقعہ تھے  
 تو جب ہم خیال کرتے ہیں کہ اگرچہ دارکار توں چوتھے ہی اور انہیں مرد و دونوں کے ہاتھ  
 سے چھوٹے ہی مانتے تو کسی مسلمان کو بھی قومی تعصب کے سبب تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر  
 یاد رہی عقیدے کے مطابق انہیں وقت چوتھی اور جب ہم وہ مات بھی کہیں جو ہندوستان  
 میں عوام ہندو عوام مسلمان عوام اگر یہ سب کو معلوم ہے یہی ہندوستانی سپاہی نے لایا اس  
 میں ان ہی کار توں کے چھوٹے کی ملا کسی تحقیق نے پٹنی کے خواہش کی جو پوری کی گئی  
 تو کسی واقعی یا مری رنج کے سبب اُنکے ایسے سخت تہمت کر سکی کوئی وجہ نہیں یا کئی تھی۔  
 یہ مان لیا جائے کہ توہمات و جہش و شرارت یا حماقت کے ہمیں کرنے والے جواب ایسے  
 ہی تھے جیسے کہ خیال کیا گیا۔ یہ مان لیا جائے کہ ژالی کی تحریکیں ایسی ہی سخت تھیں جو ممکن  
 ہو سکتی ہوں اور سپاہی جسیراں کا اثر تھا جہالت کی وجہ سے سرے الاعتقاد ہندو ہے تھے  
 تو ہی اگرچہ دارکار توں کے توکیش کا ایک رہبر ملا تیراں کا تہ و انہوں میں ان محرموں کا  
 ہتھیار ہوتا تو علاج کس قدر آسان تھا۔ انہیں یہ مانے کے لیے زیادہ علم کی ضرورت تھی  
 اور کسی طبعی کی کہ صرف بھڑائی کی وجہ است کہ دیے سے ہی وہ ان سب پریشانیوں سے  
 نجات پائیں گے۔

ایک صاحبان! مجھے نہیں معلوم کہ آپ اس تکلیف دہ سوال کا کیا نتیجہ نکالیں مگر سر پہلو پر  
 غور کر کے حد میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ چوٹی دارکار توں کے استعمال سے زیادہ غمناک اور

جو اس وقت عدالت میں حاضر ہے اس سلطنت کے خلاف جسکی وفاداری اور اطاعت کا اقرار وہ خود کر چکے تھے اڑنے لگے تھے اس وقت اُنکے غدرات کہاں گئے تھے۔

اُن بشارتوں میں سے جو دوران کارروائی میں عدالت کے روبرو پیش ہوئی ہیں عدالت کو تعجب ہوگا کہ اُن میں سے شاید کسی میں بھی سپاہیوں نے کسی خاص اور شدید ظلم کا اشارہ تک نہیں کیا جس سے یہ الزام عائد ہوتا ہو۔

ہم نے عدالت کے روبرو ایک سوائسی سے بھی زیادہ درخواستیں پیش کی ہیں جو اونی سے اونی اور اعلیٰ سے اعلیٰ مضمون کی ہیں جو سائلوں کی نمک حلائی کا نمونہ ہیں مگر باوجود آزادانہ تحریرات کے جن میں انھوں نے اپنے خیالات کو اپنے فرضی بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ اور اپنے قدیم آقاؤں کے خلاف اپنی مخالفت ظاہر کرنے میں اپنی طلاق لطف و خیالات پر قابو نہیں رکھا۔ ہمیں نہ تو اصل مقصود کا پتہ چلتا ہے اور نہ چادر مکھرامی پر چپکنے دہنے نظر آتے ہیں۔ مگر عبرت انگیز تو یہ واقعہ ہے کہ باوجود ہماری نسبت الفاظ ملعونہ ناری کافر استعمال کرنے کے وہ اس مصرحہ ابتدائی جرم سے دست بردار ہوتے ہیں جسکے سبب انھوں نے غداروں بناؤت کے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کا خیال کر نیسے بدن کا پتلا ہے۔

باوجود اس خیال کے کہ انگریزی افسرانگی وفاداری اور اطاعت کی بابت کسی قسم کی غلط و فتنش نہ کریں گے انھوں نے چربی دار کارٹوسوں کے معاملہ میں اسکی بھی پروا نہ کی۔ ہم نے کوئی شکایت ایسی نہیں سنی جو واقعی ہوتی اور ہر وقت اُنکے ذہن نشین کر اُنکے خیالات خراب کرنیوالی اور اُنکے دماغوں میں بسنی ہوتی اور ہمارے خون کا پیاسا بناتی اور اُن کے لیے تخفیف سزا کا باعث ہوتی جو اس وقت انھیں رحم سے دور کرتی ہے۔

جو تقریریں انھوں نے انگریزوں کو سنائے کی غرض سے کیں اُسکا کیا علاج۔ چربی دار

مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہب پر اثر پڑتا ہے ہر گرجاؤں کے میگزین میں تیار ہوتے  
کیونکہ اول تو مزدور ہی اسکے ہانے سے انکار کرتے علاوہ اریں یہ مات بھی یاد رکھئے  
فائل ہے کہ مسلمانوں کا مذہب کچا نہیں ہے کیونکہ وسط ہندوستان کے آدمی عاؤم  
مسلمان اور آدیہ ہندو ہیں سور کا گوشت تک چھو لیتے ہیں اور مذہب میں نقص واقع  
ہو سکا ہوا نہیں کرتے۔

ہم میں سے کون ایسا ہے جو اس کا رور مشاہدہ نہیں کرتا کہ یہی مسلمان بحقیقت مسلمان  
اس چیر کی قافیں اور رکامیاں بھری ہوئی اٹھاتے ہیں جس کا ہواہ اصول نے کار تو سوں  
کے معاملہ میں کیا تھا۔ اگر یہ ماں بھی لیا جائے کہ کد تو سوں میں اول سے آخر تک سورا  
کھانے کی چنی لگی ہوئی بھی تو بھی مسلمانوں کو اسکے استعمال کرے میں بدھی لحاظ سے  
بھی حد نہ ہو سکتا تھا۔ اسکے بھائی مدوں کو اصروں کی رخ کی ملازمت میں ہر قسم کے  
کھانے پکائے اور انھیں میروں پر بچے میں کھی دینے ہیں جوتا۔ اس بارہ میں مسلمان  
سپاہیوں کے عدالت سر نیالیے لمو ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی معررا اور سمجھنا آدمی ان  
کار تو سوں کی اصلیت حوامیج یا جھوٹ دیافت کر لینی کو تش کرے حکو وہ ایسے مذہب کی  
حالی کا دیکھتے تھے تو نہی معلوم ہوتی ہے۔

کم ملکہ سب کم معد آدیوں سے اسے ہائیوں کے چال و چل سے بدلتی ہے اور  
رکستی احتیام کی مگر ایسے آدمیوں کو اس معاملہ میں حسب پر ظاہر تھا۔ غصمات اور میان  
کی حد ورت مئی ملکہ انہوں نے اس مضمون پر جس میں جھوٹ کی گھاسق اور غلطی کا موقع  
ہما دیتے بحال ہیں میرٹھ یا دہلی کے مسلمان اور ہندو جبکہ انگریزوں کے قتل کے لیے  
کار تو سوں دوق و تروق سے لیا اور استعمال کر یا جاتے تھے یا قیدی کے جھڑے کے بیج

ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں معمولاً پانچ گھنٹے صرف ہوتے ہیں اور باغیوں کو ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جو سہولت حاصل تھی وہ کپتان ٹائڈر کے اظہار سے ظاہر ہے اس اظہار میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ اتوار کی شام کو میرٹھ کے باغی ایک گاڑی میں ہٹھیکر اڑیشویں ہندوستانی سپیل کی لین میں بظاہر اس غرض سے گئے تھے کہ ان لوگوں سے کہہ سکیں کہ اپنے باغی ساتھیوں کے لیے پیر کی صبح کو مناسب انتظام کر لیں۔ اگرچہ کوئی پختہ شہادت اسکی نہیں ہے کہ اسی اتوار کو یہ کارروائی ہوئی بلکہ یہ مان لینا چاہیے کہ ہر اتوار کو مفسدوں کے خفیہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ یہ بات تحریر میں آچکی ہے کہ جس حالت میں میرٹھ کے باغی سواروں کا مقدمہ کیا تھا اس سے اس کا اندازہ کر لیا تھا کہ اگر کار تو سول کے استعمال پر زور دیا گیا تو دہلی اور میرٹھ کے رسالوں میں اتفاق کر لینے اور ایک دم بغاوت کو روکنے کا معاہدہ ہو لیا ہے۔ اس انتظام کی یہ افٹاک تکمیل اور موافقت ہوئی تھی کہ قلعہ کے دروازہ کے گارڈ نے اتوار کی شام ہی کو اپنے ارادوں کو خفیہ نہ رکھا بلکہ جو کچھ چل ہو ہوا تھا اس کا آپس میں تذکرہ کر دیا۔ اس معاملہ کے واقعات و خلاف واقعات کے سمجھنے و فہم کرنے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس وقت ان منصوبوں کی تکمیل ظہور پذیر ہوئی اس وقت نہ تو میرٹھ کی رجسٹروں کے کسی میگزین میں اور نہ دہلی کے میگزین میں چربی دار کارٹوس تھے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستانی آدمیوں کے سوا اور دوسرا آدمی ان امور سے بچو بی واقف نہ تھا کہ جو کارٹوس اس کے استعمال کے لیے کسی وقت بنے وہ انھیں کے ہرنگ ہندوستانی آدمیوں نے بنائے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ ناپاک چیز دھوکے سے اُنکو دی جاتی رجسٹروں کے خلاصی جو کارٹوس بنانے پر تعینات تھے اگر ان میں کچھ بھی خرابی ہوتی تو کبھی کا اس کا تذکرہ کر چکے ہوتے اور قابلِ غدر کارٹوس (جن سے میری یہ مراد ہے کہ

سہادت و شہادت ہیں جو سکتی۔ تاہم ہمیں امید ہے کہ ہماری کوششیں ماکمل برائیاں ہیں  
 گئیں اگر ہمیں کامل کامیابی نہیں ہوئی تو اس کے لگ بھگ ضرور پوچھ گئے۔ میرا اچھا ہے  
 کہ جب ہی آدمی اس صحیح کارروائی کو ملاحظہ کرتے وقت یہ نتیجہ نکالیں گے کہ ہمارے دل میں عرصہ  
 سے، ماورب پھیلا ہوا تھا۔ ظاہری قوت کیسی ہی صیغہ اور قابلِ حقارت کیوں نہ ہو۔  
 مسلمان پھر بھی اس مرضی ہمارے ساتھ کو اپنے دیں کا ہستی اور صحت الراس خیال کرتے تھے۔  
 اور لاکھوں آدمیوں کی امیدوں اور آرزو کا مرکز تھا۔ وہ اسے مدینہ عرب ملک اس سے  
 سی زیادہ خیال کرتے تھے اور یہ قابلِ مزاح بات نہ صرف مسلمانوں ہی کے دل پر جمی ہوئی  
 تھی بلکہ ہزاروں اور آدمی بھی اس کے معتقد تھے جن سے کسی موقع پر ساتھ دیے کی امید  
 ممکن تھی۔ اس بات کی تشریح ایک دل کیا ایک مہینہ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ رہا جو حقیقت  
 کا اثر افشا کر کے والا ہے لاریب ویر یا بخدی ٹرائی اور مدینہ کے چشموں کو ظاہر  
 کر دیکھا اور اس وقت تک ہیں اپنی تحقیقات کے نتائج پر قناعت کرنی چاہیے مجھے یقین ہے  
 کہ حقدار ساریں ہم سے توڑی ہیں وہ سب تسلیم کیا جائیگی اور مجھے اس کے مارے میں پستی  
 کر کے ضرورت نہیں۔ اسی ماہ میں چند شہادتیں پیش کرونگا مگر سب معلوم ہوتا ہے کہ  
 شروع میں ان واقعات کا ٹھیک ٹھیک حال بھی ساں کر دوں۔ مجھے یہ کہنا ضروری  
 ہے کہ کار توں۔ ایسے کے صلب مٹی گرتے ہیں مقام میرٹھ ۱۹۵۵ء میں کا حرم لائٹ  
 کیوری کے غیر کمیش اسرار سپاہی سے کورٹ ارٹل ہوا۔ ۱۹۵۵ء کی صبح کو پریٹ میں ابھیں  
 حکم سا کردالات میں مدد کر دیا اور امی کی تمام کو سارے جیسے میرٹھ کی تین راتوں نے  
 حکم کیا انعامات کردی۔ چھتیس گھنٹہ کا وقفہ اس قدر کافی تھا کہ میرٹھ ۱۹۵۵ء کے رسالے اُن پر  
 سے خولہ میں اُن سے میرٹھ میں آکر لے ہوئی حاکمات ہو سکتی تھی۔ گورنمنٹ کی میں

اگر مشکل کے ساتھ کامیابی بھی ہوئی مگر جو واقعات ہو گئے اُنکے مقابلہ میں جہاں سخت کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کے تعلق میں وہ الزامات ہیں جن پر قیدی لیاؤں جواب دہ ہے اور اگرچہ اُس کے سابق مرتبہ اور بادشاہت کی وجہ سے فیصلہ آخری جو آج آپ کو لکھنا پڑے گا بے شبہہ معمول زیادہ ضروری ہو گا تاہم خواہ وہ بریت پر مبنی ہو یا اگر قتاری پر مبر سے خیال میں اُن بڑے بڑے امور کے مقابلہ میں جنگی طرف اس قدر توجہ مبذول ہے اور ابھی حرت تک رہے گی اصلیت ثابت ہو جائے گی۔ جس بلا تک اُن کا بابہ خواہ بعید خواہ قریب کی طرف اشارہ کرتا ہوں جنگی وجہ سے بغاوت پھیلی۔ جنگی نہ تو سنگدلی میں اور نہ اُس یخبری کی جو کسی مذہب سے روا نہیں رکھی صرف نتائج پر مثال نہیں ہے یہ دونوں باتیں اُس مذہب کے مقابل مشترکہ جہاد میں جو بلحاظ اس ملک کے باشندگان کے خواہ مسلمان خواہ ہندو ہرگز معتمدہ پر داری تھا ایک جگہ اکٹھی ہو گئی تھیں۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ یہ مضمون ابھی تک پورا پورا واضح نہیں ہوا اور اگر میں بیسوں کی اُس تحریک کو جو امنوں نے اُن لوگوں کو جو مذہب میں خون میں رنگ ہیں۔ سادات میں۔ خیالات میں۔ غرض ہر ایک بات میں اُن سے غیر ہیں اپنے ملک سے نکال کر قوت و ملک حاصل کرتے ہیں کی مذہبی غلبہ سے منسوب کروں جو بعد میں ملکی ثابت ہو تو شاید اُس میں بیس غلطی پر ہوں۔ اس بارہ میں آخری رسلے کچھ ہی ہو مگر وہ سوالات جہاں تک بیس واقف ہوں ابھی تک اطمینان کے قابل صاف نہیں ہوئے ہیں کہ کن واقعات کے باعث یہ خونخوار بغاوت جس میں سلسل کشت و خون ہوئے پیدا ہوئی اور کون اس کے اصلی محرک تھے مجھے یقین ہے کہ ممبران عدالت کی بھی یہی رسلے ہو گی کہ ہمارے سوالات کے کامل جوابات دستیاب نہیں ہوئے اور کیوں نہ ہوئے اسکی بابت میرا خیال یہ ہے کہ محض مقامی تحقیقات سے مختلف مقامات اور ذریعوں سے جو بے شبہہ ہیں پورے پورے طور پر معلوم ہو سکتے ہیں



مکر یہ کہ بخوانہ اس قتل حکم کے جس میں میں نے مرزا معل سے سپاہیوں کی حرکتات کی  
 حکایت کی ہے اور جو قطب صاحب اور وہاں سے مکہ شریف حائیکا ارادہ ظاہر کیا پورا اور جو  
 شامل مثل ہے مجھ یاد ہیں کہ ایسا حکم میں نے جاری کیا ہے۔ یہ حکم مرہاں اردو ہے اور  
 سیرے سکتے کے دفتر میں کل کام فارسی میں ہوا کرتا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کہاں اور  
 کس طرح تیار ہوا۔ چونکہ صبح سے تنگ آکر نہیں دیا سے ہاتھ اٹھائے اور پتھری احتیاً  
 کرنے اور کہ چلے حائیکا ارادہ ظاہر کر دیا تھا ممکن ہے کہ مرزا معل نے یہ حالت دیکھ کر اپنے  
 دفتر میں ایسا حکم لکھوایا ہوا اور میری مہر اس پر کرائی ہو۔ بہر حال میری ناراضگی اور مایوسی  
 اس حکم سے بھی ثابت ہوا اور اس سے میرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر کاحات  
 میں نقل و مراسلات درجہ کلاس سگہ کے نام میں وکیت حان کی درخواست جس پیری  
 دستخطی مہرب اور اور کاحات و مسائل مثل ہیں انکی مات میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے کچھ  
 نہیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اسراں صبح نے جس کاحات پر چاہا اعلیٰ میں مجھے دستخط  
 کر کے اور اس پر مہر شت کرائی اور مجھے یقین ہے کہ یہ کاحات بھی اسی دلیل سے ہیں اور  
 جو حکم انھوں نے مجھے تحت حان کی درخواست پر لکھوایا وہ مثل دیگر رجسٹروں کے لکھا گیا

دستخط  
 ہادیار شاہ

## بحث جج ایڈووکیٹ

صاحبان! اس بحث سے میرا یہ اشارہ ہے کہ دوران کارہ حائی میں مختلف واقعات متفرق  
 طور پر ظہور میں آتے ہیں وہ کچھ جو حائیں اور جیسا تک ممکن جو اصل صورت میں آپ کے سامنے  
 پیش ہوں۔ میں وقت کہ اس سب میں ملو کی ملداری بھی ہماری تحقیقات کئی مہینہ تک جاری  
 رہا اور مجھے ہر دوسرے کہ ہیں مذکورہ مالدہ میں مختلف واقعات کے دریافت کرنے میں

میز سے نام سے کیا۔ جبکہ انھوں نے اپنے افسروں اور با اختیار حاکموں کو قتل کر ڈالا میں  
 بلا فوج و خزانہ اور بغیر گولہ و بارود کیونکر اُن کا انسداد کر سکتا یا مخالفت کر سکتا تھا۔ جب پہلے  
 باغی رسالہ لکے جبر و کون کے دروازے میرے بس میں تھے آئیں غوراً میں نے بند کر دیا  
 تھا۔ قلعہ کے کمانڈنٹ گارڈ کو بلا کر اس معاملہ کی اطلاع کر دی تھی اور اُسے باغیوں میں جانے  
 سے روک دیا تھا۔ میں نے قلعہ کے کمانڈنٹ گارڈ اور ایجنٹ لفٹنٹ گورنر کی تعمیل حکم میں  
 دو پالکیاں مسمیوں کے لئے اور دو توپیں قلعہ کے دروازوں کی محافظت کے لئے بھیج دی  
 تھیں۔ ماسوا میں نے اُسی دن اُونٹنی سوار کے ذریعہ سے نواب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو اس واقعہ  
 کی اطلاع کرا دی تھی۔ جو کچھ میرے اختیار میں تھا وہ میں نے کیا۔ جلوس میں بھی میں اپنی  
 خوشی سے نہیں نکلا۔ میں سپاہیوں کے بس میں تھا جو کچھ چاہا انھوں نے مجھ سے کرا لیا۔ چونکہ  
 باغی رسالوں کی طرف سے مجھے بہت خوف تھا اس لئے جو چند آدمی ہیں نے ملازم رکھے وہ  
 اپنی جان کی حفاظت کے لئے رکھے تھے۔ جب یہ رسالے بھاگنے شروع ہوئے تو میں بھی  
 موقع پا کر کھڑکی کی راہ سے نکل کر سپاہیوں کے مقبرہ میں جا کر ٹھیرا وہاں مجھے جب یہ حکم ملا کہ  
 ہتھاری جاں بخشی کیجاتی ہے تو میں اُسی وقت سرکاری حفاظت میں آگیا۔ باغیوں نے  
 تو مجھے اپنے ہمراہ لیجا نا چاہا تھا مگر میں نہیں گیا۔

مندرجہ بالا جو کچھ میں نے لکھوایا ہے اُس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے اور نہ کوئی بات  
 سچائی کے خلاف ہے۔ اس بات کو خدا جانتا ہے اور وہی میرا گواہ ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے  
 وہ بالکل صحیح ہے اور اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں ابتدا میں حلف اٹھا چکا ہوں  
 کہ جو کچھ کہوں گا بلا کم و کاست سچ سچ کہوں گا اور ایسا ہی میں نے کیا ہے۔

دستخط بہادر شاہ

کہ جو کچھ وہ کہتے تھے کرتا تھا اگر ایسا نہ کرتا تو کسی کا وہ مجھے مار چکے ہوتے اور یہ حال سب کو معلوم ہو  
میرے اہلکاروں کو بھی جاں ببری کی اُمید نہ تھی اور میں لوہی جاں سے یہاں تک غاری ہو گیا  
تھا کہ مادرِ نہایت پرگندائی کو ترجیح دیتا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ گیر واک پڑے پس کر پہلے قتل جسٹا  
کے سرار پر جاؤں اور وہاں سے اہمیر شریف اور پھر کعتہ اللہ چلا جاؤں مگر صبح والوں نے  
مجھے نہ مارے دیا۔

ماہی سپاہیوں نے میگنیں اور جہانگیر کھاری لوٹا اور جو پاہو سکیا نہ تو لوٹ مار میں سے  
بیکش لے آئے تھے کچھ لیا اور نہ خود انھوں نے ہی مجھے کچھ دیا۔ ایک دن وہ ریت محل کے مکان  
کے ٹوٹے کے ارادے سے بھی گئے تھے مگر کامیاب نہ ہوئے یہ بات بھی قابلِ عذر ہے کہ اگر  
وہ میرے اختیار میں ہوتے یا میں اس سے ملتا ہوتا تو ایسی حرکتیں کیوں ہوتیں اور وہ مجھ  
میری بیوی کو قید کر لے سکے یہ مانگنے کی حرکت کیسے کرتے۔ چنانچہ ایک غریب آدمی کی  
بیوی کو بھی کوئی نہیں مانگ سکتا۔

فخر معشی نے مجھے تکرمانی رخصت حاصل کی تھی میں نے اسے ایران نہیں بھیجا اور  
کوئی خط شاہ ایران کو اسکی معرفت روانہ کیا۔ جس کسی نے یہ خبر دی ہو غلط ہے۔ محمد ولیق  
والی درحاست میری تحریر نہیں ہے کہ اس پر اقتدار کیا جائے اگر میرے یا میاں جس مسکری  
کے کسی دشمن نے اس درخواست کو معیا ہو تو وہ قابلِ اعتبار نہیں۔

ماہی صبح کی یہ حالت تھی کہ اس نے کسی مجھے سلام تک نہیں کیا اور نہ میرا کبھی ادب کیا  
وہ عورتیاں ہیں نہ بار حاص اور دارالریاست میں پھر اترتے تھے جس حالت میں کہ انھوں نے  
اپنے آقاؤں کو قتل کیا میں کیونکر ان پر بھروسہ کر سکتا تھا جس طرح انھوں نے انھیں قتل کیا  
اسی طرح مجھے قید کیا مجھ پر ظلم کئے اپنی حراست میں رکھا اور میرا نام کر لے کے لئے جو کو چاہا

ملازموں خصوصاً حکیم احسن الدخان محبوب علیہاں اور ملکہ زینت محل کو انگریزوں سے سازش رکھنے کا الزام بھی لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم انہیں اس حرکت پر مار ڈالیں گے چنانچہ انہوں نے ایک دن حکیم احسن الدخان کا مکان ٹوٹ لیا اور مار ڈالنے کے ارادہ سے قید بھی کر لیا مگر جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو اس ارادے سے باز رہے مگر اب تک قید کر رکھا تھا۔ اسکے بعد انہوں نے میرے اور ملازموں مثلاً شمشیر الدولہ ملکہ زینت محل کے والد کو قید کیا۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ مجھے تخت سے اتار کر مرزا مغل کو تخت نشین کر دیں گے ایسی حالت میں یہ امر غور طلب ہے کہ میرے کسٹوراء اختیارات تھے اور میں کیوں نگران سے مطمئن ہو سکتا تھا۔

افسوس فوج اس قدر گستاخ ہو گئے تھے کہ انہوں نے مجھے درخواست کی کہ ملکہ زینت محل کے تعلقات انگریزوں سے دوستانہ ہیں وہ ہیں دیدیجائی کہ ہم انہیں قید کر لیں۔ اگر اُس وقت میرا اختیار ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ حکیم احسن الدخان اور محبوب علیہاں قید ہو جائے اور احسن الدخان کی جائداد لوٹ جاتی۔

باغی سپاہیوں نے ایک اجلاس قائم کر رکھا تھا جس میں تمام امور پر بحث ہوا کرتی تھی اور جو بات بعد بحث قرار پاتی تھی اُس پر عمل درآمد ہوتا تھا مگر میں کبھی ان کے جلسوں میں شریک نہیں ہوا۔ اسی طرح انہوں نے نہ صرف بہت سے آدمیوں ہی کو ٹوٹا بلکہ چند بازار کے بازار ٹوٹ کر حبس کو چا ہا مار ڈالا اور حبس کو چاہا قید کر لیا اور سودا گروں اور شہر کے معزز اشخاص میں سے جس کا مال اچھا پایا ضبط کر لیا۔

جو کچھ ہوا وہ باغی فوج کی وجہ سے ہوا میں اُنکے ہاتھ میں تھا کیا کر سکتا تھا۔ انہوں نے تو مجھے پیجری میں آکر قید کر لیا تھا۔ میں بالکل بے بس تھا اور مجھ پر کچھ ایسا خوف طاری ہو گیا تھا

مقرر ہو گئے۔

میری مہر اور میرے دستخطی احکام کے متعلق صاف صاف بات تو یہ ہو کہ جس دن میاں بیوی  
 نے انگیروں کو قتل کیا اسی دن انھوں نے مجھے بھی اپنا قیدی سا لیا اور عیا کرکے اب تھا رہے  
 تانوں میں ہیں اس طرح اس وقت اسکے بس میں تھا جس طرح کے احکام انھوں نے چاہے  
 کھولے اور ان پر مجھے سحر مہر کرائی۔ کبھی تو وہ احکام کے مسوے میرے پاس لاتے  
 سے انھیں میرے سکر سے صاف کر لیتے تھے اور کبھی صاف شدہ حکم لاتے تھے اور مسودے  
 دفتر میں چھوڑ دیتے تھے اسی سب سے مختلف خطوں کے مسودے اس کارروائی میں  
 شامل ہیں۔ اکثر سامنے عامل پر انھوں نے مہر کرائی جس میں مجھے نہیں معلوم کیا کیا کاعدلت  
 کس کس کے نام انھوں نے بھیجے۔ اسی کارروائی میں ایک یہ مدعا است بھی ہے جو کسی نامعلوم  
 گروہ کے نام مک لال نے لکھی تھی اور جس میں ہر ست احکام ہے جو اس دن جاری ہوئے  
 تھے۔ چنانچہ اس میں تشریح موجود ہے کہ اس قدر احکام ملاں ملاں تمھیں کی ہدایت سے جاری  
 ہوئے ادا مستدر ملاں تمھیں کی ہدایت سے اور ایک بھی میرے حکم سے نہیں جاری ہوا۔ چنانچہ  
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس نے جو احکام چاہے ملا امارت میرے جاری کیئے اور اسکے  
 جملہ سے بھی مجھے آگاہ کیا اور میں اور میرا سکر اسی جملہ کے عرف کے بارے کچھ  
 کہہ بھی سکتے تھے۔ جن مدعاتوں پر میرے حکم تحریر ہیں انکی بھی یہی حالت ہو چکی تھی  
 سپاہی یا مرزا مسل یا مرزا حیر سلطان یا ابوالاقر کوئی حکم میرے پاس لائے تو اپنی مرضی کے  
 احکام بھی ملے گا عد پر لکھتے لائے اور انکو محض دو دستوں پر لکھا یہ کہ یہ مجھے عموماً کیا  
 لومت ایسا سید کہ وہ لوگ اس قسم کی دیکھاں میں دیا کرتے تھے کہ جو شخص ہمارے مرضی پر  
 پہلے نکالتا تھا اور جان کے خوف سے میں کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ ساتھ ہی اسکے دو دیر

پکڑ لائے دجنکو انھوں نے میگزین میں سے گرفتار کیا تھا اور انھیں قتل کرنا چاہا مگر اس نے  
 انکو قتل کرنے سے روکا اور بارے وہ اس وقت مان گئے۔ مگر انھیں اپنی ہی نگرانی میں قید  
 رکھا اس کے بعد بھی دو مرتبہ انھوں نے انگریزوں کو قتل کرنا چاہا مگر اس نے انھیں سخت  
 ساجت کر کے قتل سے باز رکھا مگر آخر مرتبہ باوجود میری سخت ساجت کے انھوں نے کچھ  
 بہد انکی اور ان بچاروں کو قید خانہ سے لاکر قتل کر ڈالا۔ میں نے اس قتل کے لئے خود کوئی  
 حکم نہیں دیا مگر مغل اور میرزا خیر سلطان و مرزا ابوالباقر بہت میرے مصاحب نے جو  
 سپاہیوں سے ملے ہوئے تھے ممکن ہے میرا نام لے دیا ہو مگر جانتا ہوں مجھے علم ہے  
 انھوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ میرے مسلحہ ملازم بغیر میرے حکم کے  
 اس قتل میں شریک ہوئے ہوں اگر انھوں نے ایسا کیا بھی ہوگا تو مرزا مغل کے کہنے سے  
 شاید کیا ہو؟ بعد قتل کے مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔ باوجود اس امر کی شہادت کرنے کے کہ سٹر  
 فریز اور کمانڈنٹ گارڈ کے قتل میں میرے ملازم شریک تھے میں یہی جواب دوں گا کہ میں نے  
 کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو اپنی ہی مرضی سے کیا ہوگا مجھے نہ اس کا  
 علم ہو نہ اطلاع ملی۔ میں خدا کو گواہ کر کے حلفیہ کہتا ہوں میں نے فریز صاحب اور انگریزوں  
 کے قتل کے لئے کبھی کوئی حکم نہیں دیا۔ مگر لال وغیرہ گواہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ  
 محض غلط ہے۔ مرزا مغل اور مرزا خیر سلطان و ابوالباقر باغیوں سے ملے ہوئے تھے۔ اگر  
 انھوں نے کوئی حکم دیا ہو تو تعجب نہیں ان واقعات کے بعد باغی عزرا مغل مرزا خیر سلطان  
 و ابوالباقر کو میرے پاس لائے اور کہا کہ ہم انھیں اپنا افسر بنانا چاہتے ہیں۔ اور تو میں نے  
 انکی یہ درخواست نامنظور کی مگر جب انھوں نے اصرار کیا اور مرزا مغل بھی بگڑ کر اپنی ماں کے  
 پاس چلے گئے تو میں خاموش ہو رہا اور پھر طرفین کی رضا مندی سے مرزا مغل فوج کے سپہ سالار

نہو سے پیتر بلود کے متعلق مجھے اصلاً خبر نہ تھی صبح کو کوئی آٹھ بجے سحری کی حالت میں ماعی  
سواروں نے میرے محل کے دیچوں کے پیچے کھڑے ہو کر محل چھایا متوجہ کیا کہ انگریزوں نے  
کا تو سہل پر چکائے اور سو کی چوٹی ملکر سہلوں اور مسلمانوں کے مذہب میں حائل امدادی کرنی  
چاہی تھی اس لیے ہم تمام انگریزوں کو قتل کر کے میرٹھ سے چلے آئے ہیں۔ حسب سیرے کالوں  
میں انکی یہ صدا پونچھی تو میں نے حکم دیا کہ دریچوں کے ریریں دھوارے لٹکا کر دیئے جائیں  
اور اس بات کی حترقلہ کے امیر گارڈ کو کر دیا جائے یہ پیغام پا کر وہ فوراً میرے پاس آیا اور یہ  
جہالت کی کہ میں نے خود پیچے جا کر سواروں سے گفتگو کروں اور اس سے دھاروں کے کھولنے کے  
لیئے کہا میں نے حسب اسے اس حرکت سے باز نہ آؤں اس نے کٹھرے کے پاس جا کر سواروں  
سے گفتگو کی اور مجھے یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں اسی جا کر اس کا ہمدوست کرتا ہوں تنواری ہی دور  
کے بعد فریر مصافحے دو تو ہیں اور امیر گارڈ نے دو پاکیاں منگوا لیں کہ جو میں اُس کے پاس  
تھیں وہ مجلس میں چھپا دیا جائیں۔ پاکلیاں تو میں نے فوراً سموا دیں اور توپوں کے لیے  
حکم دیدیا یا لکیاں روانہ ہی ہوئی تھیں کہ مجھے فریر مصافحہ و کمانڈ مٹ گاڑا اور ان میںوں کے  
مل کی جو کمانڈ مٹ کے ساتھ ٹھہری ہوئیں تھیں حرکت کی۔

اس امر کو کچھ زیادہ دیدہ ہوئی تھی کہ باشی دربار خاص میں گھس گئے اور صحن و دربار خاص  
اور دارالریاست پر قصد کر کے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور عاصی ستری تھیات کر دیئے  
میں نے اُن کا مطلب دریافت کیا اور اتنی کی تم یہاں سے چلے جاؤ

اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ تم حاسن تماشہ دیکھے جاؤ ہم اپنی حاروں پر کھیل رہے  
ہیں جو بارے امتیاز میں ہے اُس کے کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھیں گے۔ حان کے  
دوب سے میں حاسن ہو کر اپنے ساتھ میں چلا گیا قریب تمام مسجد کچھ انگریزوں اور میوں کو

اسی اعلان میں اور بخت خان کے اعلان میں فرق تھا۔

وہابی کئی مقامات سے آئے تھے مثلاً۔ جمپور۔ بھوپال۔ پانسی۔ حصار اور کچھ لاتی بھی تھے مگر مجھے کسی خاص مقام کا نام یاد نہیں جہاں سے وہ آئے۔ یہ تمام تفصیل مرزا مغل کے محافظ خانہ میں تھی۔

شہر کے باہر و اندر ہندو بھی انگریزوں کے ایسے ہی دشمن تھے جیسے ابتدا میں مسلمان تھے مگر حبیب بخت خان نے اگر مسلمانوں کو جمع کیا اور مولویوں کو فتویٰ دینے پر مجبور کیا جسکی رو سے انگریزوں پر مسلمانوں کو جہاد کرنا واجب ہو جائے تو مسلمانوں میں جوش بڑھ گیا اور انگریزوں کے خلاف غول کے غول کھڑے ہو گئے۔

بلند شہر و علیگڑھ و میرٹھ وغیرہ میں ہندو انگریزوں کے ایسے دشمن تھے جیسے کہ مسلمان ایک مرتبہ بخت خان نے بادشاہ سے یہ بھی کہا تھا کہ اخوند سوات کے پاس سے ایک آدمی آیا ہے۔ دوسرے دن پیرزادہ جن عسکری نے دو آدمیوں کو پیش کیا ان میں سے ایک نے اخوند کی جانب سے ایک تلوار پیش کی۔

اکیسویں دن مختلف تحریات اور ان کے خلاصے جو متعلق بلوہ تھے ترجمان نے قیدی کے روبرو پڑھے اور ترجمہ کر کے عدالت میں پیش کیے

بیسویں دن قیدی نے بزبان اردو جواب دعویٰ پیش کیا جو ترجمان نے بحسنہ عدالت کو قیدی کے روبرو پڑھا کر سنایا اور بعد میں ترجمہ کے لیے اسے دیا گیا۔

(اکیسویں دن کی کارروائی)

جج ایڈوکیٹ نے قیدی کا حسب ذیل جواب دعویٰ پڑھا

میں حسب ذیل واقعات پیش کرتا ہوں۔



ہاتھی اختیار کرتے پر راضی ہے۔ مادتاہ نے یہ درخواست کھان کے پاس بھیج دی تھی۔  
 کہ اس کا کیا جواب دیا جائے۔ اُس نے یہ رٹ دی تھی کہ فوج تیس ڈویژن میں تقسیم کی جائے  
 پہلے ڈویژن میں دہلی و میرٹھ کی پیادہ ریشیں۔ دوسرے میں بھت خاں کی ہمرہی فوج و بیج  
 والی رگڑیر اور سرسہ کے آدمی۔ اور تیسرے میں ماتی کل فوج۔ مادتاہ نے مرزا معل کو  
 لٹایا اور یہ رٹ لے آئے تھانے سے بیاں کی۔

بھت خاں کے اس عہدہ پر ممتاز ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ دہلی میں آیا تو اُس نے  
 مادتاہ کو یہ مشورہ دیا کہ اپنے بیٹوں کے ہاتھ میں اس قدر اختیار دے دو اور سمجھایا کہ اگر کل احکام میرے  
 ہم کھے جائیں تو مادشا کے مقصد کے موافق کارروائی ہوگی۔

مادشا پہلے ہی سے اپنے لڑکوں کی عدول عکمی کی وجہ سے غیر مطمئن تھے اس لیے بھت خاں  
 کی نصیحت مادشا کی خواہش کے موافق آتری اور رد و رد مرزا باوشتاہ کی نظروں میں اُسکی  
 قدر بڑھتی گئی۔

### دہانی

مسندہ کے زمانے میں لوگ سے کچھ دہانی آئے اور یہ شکایت کی کہ اصحاب نے تو ہمیں کچھ  
 روپیہ دیا۔ کسی قسم کی مدد کی۔ یہ لوگ اور مقامات سے بھی لکھتے تھے۔

بھت خان و سوتوی محمد تقی رسالہ اردو مولوی امام خاں رسالہ اردو مولوی عبد العزیز و مولوی  
 سرور علی بھی دہانی تھے۔ بھت خان سرور علی کو محاصرہ میں کاپتیرا مہر کر دیا اور اُن کی مدد  
 کرتا رہا۔ ان دہانیوں نے ایک اعلان جیسو کے شائع کیا اور تمام مسلمانوں کو نہ ہر  
 لڑائی لڑنے کے لیے نوید دی۔ ایک فتویٰ بھی اس بارہ میں شائع ہوا تھا کہ تمام مسلمان  
 جہاد کریں اور ہم جہاد کر چکا اُس کا گھر لٹوٹ لیا جائیگا۔

میرٹھ میں کوئی عامل مقرر نہیں ہوا۔ بلند شہر کی گورنری ولید خان کو دی گئی۔ ڈاکٹر فریڈل  
کے نام بھی اودہ کی گورنری کا پروانہ جاری ہو گیا تھا مگر وہ وہاں نہیں گیا۔ علیگڑھ کے لئے کوئی  
نامزد نہیں ہوا۔ روسلکینڈ میں خان بہادر خان گورنر تھا علاوہ اس کے اور افسر نہیں ہوئے  
کوئی شخص راجپوتانہ نہیں گیا۔ اور اگرچہ ایک شخص ضلع گوڑا کا نوہ کے لئے نامزد ہو گیا تھا مگر وہ  
ضلع کا چارج لینے کبھی نہیں گیا۔

اصولِ فوج کی بابت میں کوئی تفصیلی خبر نہیں ملے سکتا۔ بادشاہ سے کبھی ان معاملات  
میں مشورہ نہیں ہوتا تھا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو فوج انگریزوں پر حملہ کرنے کی غرض سے لکائی  
گئی تھی اور لڑنے والی رجمنٹوں کے موانع تین یا چار سیکشن میں تقسیم ہوا کرتی تھی مثلاً نصیر آباد  
وینچ سیکشن وغیرہ۔ اور اسی طرح حملہ ہونے کے ایک دن پیشتر افسروں نے مرزا مغل کے  
مکان پر مشورہ کر کے اس کا انتظام کر لیا تھا۔ باقی رجمنٹوں میں بلا تیز سپاہی جہاں جی چاہا  
رہے۔ گوری شنکر نے افسروں کو جمع کرنے اور انکو اس درجہ پر لگانے کی اجازت حاصل  
کر لی تھی جس درجہ پر وہ انگریزی ملازمت میں تھے۔ مگر یہ بات بھی نہیں چلی۔ ہر شخص اپنے  
رتبہ پر برقرار رہا۔

فوج میں مناسب قاعدہ جاری رہنا میری رائے میں ناممکن تھا۔ بخت خان کے گورنر  
جنرل کیے جانے پر فوج بہت ناخوش ہوئی تھی۔ دراصل انھوں نے ایک درخواست بادشاہ  
کو دی تھی اور اس میں بخت خان کی ماتحتی میں رہنے سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ  
بخت خان محض توپخانہ کا افسر ہے اسے گورنری سے کیا کام؟ نہ وہ خزانہ اپنے ہمراہ لایا  
اور نہ بادشاہ کی تعظیم کرتا ہے۔ مرزا مغل بادشاہ کے صاحبزائے جنہیں فوج کے معاملے میں  
پورے اختیارات حاصل ہیں گورنر جنرل کے عہدے کے شایاں ہیں اور فوج بھی ان کی

اور صبح میں ستاہرادوں کو مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ انصاف کرنا معنیوں اور  
صمد صمد کا کام ہے اور صبح اور امراں مال اُس میں مداخلت نہ کریں۔ مگر اس حکم پر کبھی  
عمل نہ رہا ہے۔ ستاہرا لے صبح کے معاملات میں راز و سب اندازی کرتے تھے۔

بادشاہ نے وصول مالگرہری کے لئے خود تو کسی تحصیلدار کو تعینات نہیں کیا مگر صحت مان  
نے پبل پوڈل و شاہزادہ میں تحصیلدار مقرر کر کے۔ اور گوڑگانوہ میں ایک صلحدار تعینات  
کیا مگر مالگرہری صمد وصول ہوئی۔ ستاہرادوں نے بھی وصول مالگرہری کی عرص سے ہی  
صبح بھیجے کا ارادہ کیا مگر یہ ارادہ عمل میں نہیں آیا۔ مولوی حیر احمد اگر وہ لے ستاہرا دے  
مرزا میر سلطان و مرزا معل میر مداخلت مقرر ہوئے تھے۔ کو تو ال و تھاہ دار شہر میں تعینات  
ہوئے تھے اُن میں سے مجھے ایک کا بھی نام یاد ہے۔ استادین معین الدین خان  
پسرواب قدرت اللہ خان ماشدہ دہلی کو تو ال شہر مقرر ہوئے تھے مگر انھوں نے  
رہا کیا کو دانا شروع کیا تو انھیں علیحدہ کر دیا اُس کے بعد یہ جگہ خواجہ صاحب الدین خان کی  
سماعت پر قاضی معین اللہ کو دی گئی اور اُس کے بعد میر مسدک شاہ ہاستدہ ملاؤ رامپور کو  
دیکھی۔ صف گڈہ و مہرولی و شاہزادہ و پہاڑ جمع و مد پور پر تھاہ دار مقرر ہوئے تھے۔ مگر  
مجھے اُن میں سے کسی کا نام یاد نہیں۔ بادشاہ دادوں کے علاوہ صحت مان بھی ان معاملات  
میں دخل دیا کرتا تھا۔ اُس نے تھاہ داروں کو یہ حکم تحریر کرا دیا تھا کہ صحت مان کے حکموں کی  
تفصیل کی جائے۔

سپاہی کہا کرتے تھے کہ تمام ملک کو فتح کر لیجئے تو مختلف صوبے چند ستہرادوں کے  
سپر کو لپٹے جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ انتظام کے لئے بہت آدمی مقرر نہیں ہوئے تھے  
اور صحت تعینات ہوئے تھے وہ سب یا تو صحت مان کے مقرر کردہ تھے یا ستہرا لے تھے۔

بند بلیکھنڈ۔ جیلپو۔ مالوہ۔ ملک کن۔ مجھے یاد نہیں کہ ان مقامات سے بھی  
آئیں تھیں یا نہیں۔

نظام حیدرآباد و کن۔ کچھ۔ گجرات۔ صوبجات مشرقی۔ کلکتہ۔ بارکپو۔  
منگیر۔ دینا پور۔ نہ تو نظام سے خط و کتابت ہوئی اور نہ کسی اور جگہ سے درخواستیں آئیں۔  
پٹنہ۔ نہ نواب پٹنہ ہی کی کوئی درخواست آئی اور نہ کسی اور شخص سے دہلی والوں کی خط و کتابت  
ہوئی پنجاب۔ نہ تو پنجاب اور نہ دو آب کے زمینداروں کے خط آئے اور نہ یہاں سے  
وہاں خط گئے۔ میں نے نہیں سنا کہ فوج نے پنجاب سے کراے کے آدمی بلائے تھے۔  
اقوام بندیلہ کے پاس سے نہ تو خط گئے نہ جواب گئے۔ اور نہ ان میں سے کوئی آیا۔

بادشاہ اور سوات کے اخوند سے خط و کتابت نہیں ہوئی مگر بخت خان نے دو آدمیوں کو یہ  
کہہ کر کہ اخوند کے پاس سے آئے ہیں بادشاہ سے ملا یا تھا اور حسن عسکری انہیں بادشاہ کے روبرو  
لے گیا تھا۔ یہ دونوں ولایتی (افغانی) تھے۔ ان میں سے ایک نے جو سید مرغز معلوم ہوا تھا  
ایک تلوار اخوند کی طرف سے بادشاہ کو نذر کی اور ایک خط اخوند کا مٹھری بھی دیا تھا اس میں  
تحریر تھا کہ حامل اخوند کا خلیفہ ہے۔ اس نے التجا کی کہ شہر میں یہ بات مشہور کر دیجائے کہ اخوند  
کے پیروند ہی لڑائی میں شریک ہونے کی غرض سے دہلی آ رہے ہیں۔ اس بات کو بادشاہ نے  
شہر کر دیا۔ مگر دوسرے دن ایک سید نے جس کا نام مجھے یاد نہیں، بادشاہ سے کہا کہ شخص  
اخوند کا بھیجا ہوا نہیں اور نہ اس کا پیرو ہے اور یہ تحریر بھی جعلی ہے۔ بادشاہ نے اس بات  
کی تحقیق کے لئے بخت خان کو حکم دیا مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس معاملہ میں بخت خان نے کیا  
کارروائی کی۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ وہ آدمی تین دن کے بعد دہلی سے چلا گیا۔

بادشاہ کی انتظامی حکمت عملی۔ ایک دفعہ یہ حکم جاری ہوا تھا کہ عام انتظام ریت

ہو کہ ایک مہینے میں مر گیا۔ سخت جان کے سائل کے حقوق استمراری کی سست ایک یروارہ حاصل کر لیا تھا مگر چونکہ امر اوہامہ مر چکا تھا اس لیے وہ پروارہ عطیہ دار کے پاس نہ پہنچ سکا۔ اگر وہ اس صلح سے کوئی درخواست نہیں مانی مگر میں آؤں کہ چکا ہوں کہ وہاں سے مولوی یعقوب احمد ڈاکٹر وزیر خان (سب اسٹنٹ سرجن) آئے تھے۔ آخر اللہ کرشمہ انگریزی عورتانہاں سخت جان لے اس کی معاش کر کے گورنر آگرہ مقرر کر دیا تھا۔ جب سخت جان دہلی سے بھاگا تو وزیر خان بھی اس کے ساتھ ہی بھاگ گیا۔

علی گڑھ۔ کانپور۔ فتح گڑھ۔ ان صلحوں سے بھی حادثات ہیں ہوئی۔

میں پوری۔ راجہ میسوری نے ایک درخواست میں موج مانگی تھی۔ بادشاہ نے مر اسل کو حکم دیا کہ وہی مسروں سے مشورہ کرنے کے بعد وہاں موج بھیجے گا۔ مسدوست کر دے مگر دوسرے دن مسروں نے کہا موج وہاں جائے پر بھی راضی ہیں۔ یہ جب تک وہ انگریزوں کو یہاں سے نہ نکال دیں گے وہاں رہ جائیں گے۔ چنانچہ اس معین کا احاطہ سمجھ لیا گیا۔ وہاں سے اور آؤں کی درخواست آئی۔

گورکھپور۔ فتح پور۔ مسوا۔ جہانک بھیجے یا دے۔ تو ان صلحوں سے اور یہ صلح کادوں سے کوئی درخواست نہیں آئی۔

آلہ آباد میں پہلے سیاں کر چکا ہوں کہ اللہ آمادہ سے مولوی لیاقت علی لکے تھے اور انھیں وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اور یہی درخواست نہیں آئی۔

راجہ ریا۔ تو کوئی عقدہ اور بھی لیا اور اس پاس سے کوئی تحریر آئی۔

اعظم گڑھ۔ شاہ جہانپور۔ اٹاوا۔ غازی پور۔ بنارس۔ گیا۔ ان صلحوں سے کوئی حادثات نہیں ہوئی۔

زمینداروں کی بھی کوئی درخواست نہیں آئی۔

سیرٹھ۔ یہاں سے بھی کوئی درخواست نہیں آئی۔

بلند شہر۔ ولیداد خان کا حال میں بیان کر چکا ہوں اور یہاں سے بھی کوئی درخواست یا تخریر کسی فرقہ کے نام نہیں آئی۔

سہارنپور و مظفرنگر۔ اس ضلع سے کسی سے خط و کتابت نہیں ہوئی۔

بجنور۔ اس ضلع کے زمینداروں کی درخواست تھی کہ اس ضلع کا انتظام بادشاہ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ انکو جواب دیا گیا تھا کہ فوج جبوقت تمہاری ضلع میں پہنچے گی اُس وقت انتظام اختیار کیا جائیگا۔ غدر سے تین مہینے بعد یہ درخواست آئی تھی۔

مراوا آباد۔ نہ تو وہاں سے کوئی درخواست آئی اور نہ دہلی سے کوئی تخریر وہاں گئی۔

بریلی۔ خان بہادر خاں (جسے بخت خان نے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا) نے ایک ایجنٹ کے ہاتھ ایک درخواست بھیجی اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا اور سوا شرفیاء بادشاہ کے لئے نذرانہ بھیجیں۔ مجھے ایجنٹ کا نام تو یاد نہیں مگر بخت خان نے اُسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا تھا اس کے جواب میں ایک شفقہ گیا کہ ہم تمہارے انتظام سے بہت خوش ہیں اور اصلاحات سے بعد خرچ کے جو کچھ بچا ہوا ہے فوراً دہلی روانہ کر دو۔

بدایوں و پیلی بھیت۔ ان ضلعوں سے بھی کوئی درخواست نہیں آئی۔

ممتھرا۔ ڈوٹ نے خان کے بھائی جاگیر دار گڑھی نے درخواست کی کہ جو جاگیر گورنمنٹ انگریزوں نے میرے ضبط کر لی ہے وہ چھوڑ دیجئے۔ بخت خان نے اس پر سفارش کی۔ یہ درخواست غدر سے کوئی تین مہینے بعد آئی تھی۔ بخت خان نے عامل درخواست کو فوج کے ساتھ انگریزوں پر ایک ہی حملہ میں شریک ہونے کی درخواست کی مگر وہ شخص داماد بہادر اُس موقع پر زخمی

نام مجھے یاد ہیں جو پتھر انگریزوں کی ملازمت میں گورنر گانہ میں تعینات تھا مسجد یا حاکم  
چنانچہ یہ شخص صلحدار یعنی انچارج صلح مقرر کیا گیا۔ مگر مجھے یہ خبر نہیں کہ وہ گورنر گانہ گیا  
نہی یا نہیں۔ دہلی متع ہوئے صرف پندرہ یا بیس روز پتھر ہی اس شخص کا تقرر ہوا تھا۔  
میں اٹھنے لے چھ تحصیلدار بھی صلحدار کے پیچھے مقرر کیے تھے۔

ریویاڑی راویلا رام ریویاڑی کے استعماری عدولت دارے تحت حاکم کی معرفت اپنے  
ایجنٹ کے ہاتھ ایک درخواست بھیجی اور لکھا کہ میں علاقہ کا انتظام کر رہا ہوں اور جو اصلاحات  
مصلح حال سے ہوئے تھے وہ روح میں صرف ہو گئے جاگیر مستقل طور سے مل جائیگی امید پر  
اس نے پتائیس ہزار روپیہ بطور مدد مانجھے چنانچہ تحت حاکم نے ایک برادہ ریویاڑی کی  
مستقل جاگیر داری کا نظام کے نام حاصل کر لیا۔ یہ کارروائی عدد ہونے سے تیس ماہ بعد  
ہوئی اور دہلی متع ہوئے دس روز پتھر چالیس ہزار روپیہ حراہ شاہی میں داخل کر دیا۔  
بادشاہ پور مادتاہ پور کے زمینداروں نے ایک تحصیلدار کے لئے درخواست کی جس پر  
صلح دار کا نظام کرنے کا حکم دیا گیا۔

دہلی شہر کے ماہر سے کسی گروہ نے کسی قسم کی درخواست نہیں کی۔

رشتہ نگار یہاں والوں نے کوئی درخواست بادشاہ کو نہیں کی تھی انہوں نے رسد کا نظام  
کیا تھا حصہ دار جیٹا حصہ دار محکمہ پرمٹ کے حکام نے بادشاہ کو درخواستیں بھیجیں اور لکھا  
کہ ہمیں دہلی آنے کا شوق تھا مگر اسے۔ درخواست کنندوں کے نام تو مجھے معلوم نہیں مگر  
درخواستیں عدد سے دو بیسہ لکھائی تھیں۔

کرناٹک یہاں سے کوئی درخواست نہیں آئی۔

سر سہ شاہراہ مدینہ عظیم کے چال ملین کا مال میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں اس صلح کے

صدر بورٹو نے دہلی آکر شاہی ملازمت اختیار کی۔

نواب رامپور کو بھی شفقہ بھیجا گیا تھا مگر وہاں سے بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ بخت خان نے وہاں بھی خط لکھنے پر بادشاہ کو مجبور کیا تھا اور کہا کہ جب میں رامپور گیا تو نواب صاحب نے کسی کی طرف داری نہ کر نیکا وعدہ کیا تھا۔

نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان جاگیرداران لوہار و حسن علیخان برادر نواب جھجھر نواب حامد علیخان اُس وقت دہلی ہی میں تھے انہیں اور اجیت سنگھ مہاراجہ پٹیالہ کے چچا کو بادشاہ سے ملاقات کرنے کے شفقہ بھیجے گئے تھے ان میں سے کسی نے شفقوں کا تحریری جواب نہیں دیا مگر تعمیلاً بادشاہ سے ملاقات کرنے گئے اور جب فوجوں کے آنے پر اُن سے رجحیم وغیرہ کی امداد مانگی گئی تو سب کچھ نہ کچھ بہانہ کر دیا اور کوئی رقم نہ بھیجی۔ اسی وجہ سے سواروں نے انہیں لوٹ لینے کا ارادہ کر لیا تھا اور چانچہ ایک مرتبہ اپنے اس ارادہ کو پورا بھی کیا۔ مرزا ابوبکر بادشاہ کے پوتے نے جو باقاعدہ فوج کے افسر تھے نواب حامد علیخان کے گھر کو لوٹ لیا اور انہیں قید کر کے قلعہ میں بیٹھ گئے۔ نواب ضیاء الدین خان اور امین الدین خان نے فوج کا مقابلہ کیا اور اس میں وہ اپنے جنگل سے بچ گئے۔

رہس پٹودی کو بھی شفقہ گیا تھا مگر اُس نے بھی جواب نہیں دیا مجھے یاد نہیں کہ رئیس دو جانہ کو بھی کوئی شفقہ لکھا گیا تھا مگر وہاں سے کوئی درخواست نہیں آئی تھی۔

اب میں اُن ضلعوں کا تذکرہ کروں گا جہاں کی رعایا کی طرف سے درخواستیں آئیں تھیں گوڑگاٹوہ۔ یہاں کے فاضل زمینداروں نے ایک درخواست میں بادشاہ کو اطلاع دی کہ ضلع کی حالت خراب ہے آپ کسی افسر کو انتظام سکاڑے کے تعینات کریں۔ سپر مولوی فیض الحق نے جو اور سے آئے تھے یہ تجویز پیش کی کہ اٹکا بھانجا جس کا۔



معدے کے تین ماہ بعد ہوا۔

مانا صاحب کے پاس سے کوئی درخواست وہیں آئی مگر صدر ہوسکے دو ماہ بعد اُس کے ایجنٹ دمرہٹیں دہلی کو مرزا محلے نادرہ کے رور وپت کیا۔ مرا کے کہنے سے نادرہ نے اُسے ایک شقہ مانا صاحب کو دہلی آئے کے لئے لکھا اور ایجنٹ وہ دفعہ سے کر۔ اپس چلا گیا۔

سک والوں کی بھی درخواستیں ہیں آئیں اللہ سیٹھ لکھی چند سے وحوں کے لئے ہر ایک لاکھ روپیہ قرض منگا یا گیا تھا اُسے یہی لکھا گیا تھا کہ آیا ایک ایجنٹ حراہ کی سپردگی کے لئے عیوض قرضہ کے عوض میں وصولی مانگداری اُس کے سپرد کر دے اور اُس کے علاوہ سود دیے کا بھی وعدہ کیا تھا مگر سیٹھ نے کچھ جواب نہیں دیا۔

میرے علم میں کسی سرکاری ملازم کی درخواست نہیں آئی اللہ یہ سماتا تھا کہ ملکہ تہرکا ایک مسلمان جو سرکار انگریزی کے ہاں ایک ممتاز افسر تھا اولیاد ہاں سے مل گیا تھا مجھے اُس کا نام یاد نہیں۔ معنی صدر الدین صدر ایں اعظم و کرم علیاں مصعب و مولوی عباس صدر امین دہلی اور مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار ہرولی کے پاس شقہ عیوض گئے تھے کہ وہ اسی عیوض پر جس پر وہ سرکار انگریزی کے ہاں ممتاز ہیں مادتہا ہی ملازمت اختیار کر لیں مگر اُس نے انکار کر دیا میں نے سارے کتبحت ہاں کے کل دہلی کے مولویوں اور علماء کو جامع مسجد میں جمع کر کے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دینے کے لئے مقرر کیا تو بحث ہاں نے معنی صدر الدین کو کسی فتوے پر مستحکم کرنے کے لئے مقرر کیا۔ مولوی عباس ثانی بخت ہاں کے آئے سے پیٹیری دہلی چھڑ کر ہما پار پے گئے تھے

آگہ سے کسی غرو کی طرف سے درخواست نہیں آئی اللہ مولوی معصوم ملازم

نہیں بھیجے مگر جب جواب اُنکی ہی تحریروں کے نہ آئے تو کہنے لگے تمام رئیسِ نمکحرام ہو گئے  
انگریزوں کو مغلوب کر کے اُنکی بھی خبر لی جائیگی۔

باغیوں میں یہ بھی افواہ تھی کہ رئیس یہ دیکھ رہے ہیں کہ اُونٹ کس کل بیٹھتا ہے اور  
موجودہ حالات سے خائف ہو کر وہ قطعی رے قائم نہیں کرتے۔ گوری شنکر ایک نہایت  
ہوشیار افسر یہ کہا کرتا تھا کہ دہلی کے سامنے پہاڑیوں پر انگریزی فوج ہم لوگوں کے بیٹے  
سخت کاٹتا ہے جس وقت یہ یہاں سے ہٹا دیئے جائیں گے تو تمام معاملہ درست ہو جائیگا  
سپاہی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ابتدا میں انگریزوں کی صرف دو جمہٹیں پہاڑی پر پھنسیں  
جن میں سے اب صرف دو یا تین سو سپاہی رہ گئے ہیں جس وقت یہ لوگ بھی مرجائیں گے  
تو انگریز اُسی وقت پہاڑی خالی کر دیں گے۔

فوج کے کسی افسر نے بادشاہ کو نواب بہاولپور سے خط و کتابت کرنیکی رشتے نہیں دی  
اور نواب نے خود بھی کوئی تحریر بادشاہ کے پاس نہیں بھیجی۔ اسکی زیادہ توجہ یہ ہے کہ نواب کو  
بادشاہ سے دلی رنج تھا جس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ نواب بہاول خان سابق رئیس بہاولپور  
دہلی ہو کر گزرا اُس وقت بادشاہ نے ممانعت کر دی کہ اُس کا بیٹا تا وقتیکہ اپنے ہتھیار نہ کھولے  
اور سامانِ زیبائش اپنے بدن سے دور نہ کرے دیوانِ خاص میں نہ گھسنے پائے۔

چکھہ دار یا حاکمانِ اودہ کی بھی کوئی درخواست نہیں آئی۔

اکہ آباد کے سرگروہ مولوی لیاقت علی کی بھی درخواست آئی تھی اُس میں لکھا تھا کہ  
میر دہلی آنے کے لئے تیار بیٹھا ہے نہ اہم رہا کہ اسے اس علاقہ کے رہائشیکے لئے ہتھیار  
فوج بھیج دیجئے۔ اُسکے آئیگی امید پر اُس وقت کوئی جواب نہیں دیا مگر جب وہ دہلی آیا۔ تو  
نجات خان نے اُسے بادشاہ سے ملا یا اور اپنے حاکم لکھتو ہونیکی سند لیکر واپس چلا گیا یہ

راہ گھاس گھگ کی جانب سے یہ لکھا تھا کہ میں عقیقہ اپنے رسالوں سمیت دہلی روانہ ہوں  
والا ہوں اور راستہ میں بہا لڑ چٹیا کو تنصیہ کرتا ہوں دہلی پہنچوں گا۔ چونکہ امیر دوست محمد خان کا  
امیر میرا بہت احباب ہے اس لئے وہ بھی مادشاہ کی خدمت کرنے سے منع نہ کریجئے اس  
شفقہ میں لڑکھ کو مع سامان جنگ کے دہلی آنے کے واسطے لکھا گیا تھا۔

دوسرا جمعہ شب گڑھ و فرحنگ و خاں بہا و معان و ایسے ریلی نے توشتوں کا جواب  
دیدیا مگر ماقیامہ و کامیلاں مادشاہ کی طرف نہ لکھا اس لئے انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا  
عدو پہنچا اور گوالیار انگریز کی حکومت کی دوستی میں مستحکم رہے اور ان کے رسالوں کی لغات  
سے بھی ان میں تغیر پیدا نہ ہوا۔

محرور اس وجہ سے شفقہ نہیں گیا تھا کہ مامی سالوں سے مادشاہ سے کہہ دیا تھا کہ  
وہاں کاراد تچ ہے اور ریاست کا انتظام انگریز امیروں کے ہاتھ میں ہے۔  
نہ تو اندر سے ہی خط و کتابت ہوئی اور نہ کورسنگہ شاہ آماد کے مامی سے سدا در ملکہ  
راہ و پواں۔ جواب مادہ و دوسرا مانگہ و جواب بہا و لپور و کپور تھلہ و دوسرا تھلہ ایسی و  
جس میں پال سے بھی خط و کتابت نہیں ہوئی۔

مامی موت کے دہلی میں جمع ہونے کے بعد جس جن رئیسوں کے مام انھوں نے تائے  
ان کے مام تھے جیسے گئے اور چونکہ انھوں نے راہ و پواں کے مام خط کہنے کی کوئی ضرورت  
خاص نہیں کی اس لئے اس کے مام کوئی خط نہیں لکھا گیا۔

رہیاں گجرات و دکن و ملوہ و پٹیاں و اصفہان و وروہ حیر کے رئیسوں سے بھی خط و کتابت  
نہیں ہوئی۔

امداد مامی یہ کہتے تھے کہ شاہی ماموں نے رئیسوں کو خط ہی نہیں بھیجے جواب

وہیں سے کوئی خط آیا۔

جھجھر و بلب گڈھ و فرخنگر کے رئیسوں اور دلیر خان رئیس مالگڈھ ضلع بلند شہر کی دستیں بادشاہ کے پاس بدیں مضمون آئی تھیں کہ ہم حضور کے تابع ہمار ہیں مگر بدانتظامی کے خیال سے اپنی ریاستیں چھوڑ نہیں سکتے۔ نواب جھجھر نے اپنے خسر عبدالصمد خاں کے زیرِ حکم تین سو ارا اور رئیس بلب گڈھ نے پندرہ بھیجے تھے۔ فرخنگر سے کوئی رسالہ نہیں آیا۔ اور ولید خان نے سواروں اور توپوں کی نسبت استفسار کیا تھا مگر غدر کے بہت عرصہ بعد تک بھی اُس نے کچھ نہیں بھیجا۔ اسے حکومتِ دو اب کا فرمان پاتے ہی دہلی کو فوراً چھوڑ دیا۔ خان بہادر خان نے بخت خان کے توسل سے ایک درخواست اور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا مع چاندی کے ساز کے اور ایک سو ایک اشرفیاں نذرانہ میں بھیجیں راؤ تلارام نے کئی درخواستیں سواروں کے روانہ کرنے کی بابت بھیجیں اور چالیس ہزار روپے نقد بھیجے جو بخت خان کی معرفت خزانہ شاہی میں داخل ہو گئے۔ باغی رسالوں کے کہنے سے بادشاہ نے مندرجہ ذیل رئیسوں کو سوار اور سامان جنگ لیکر آنے کے لئے شقے بھیجے جھجھر۔ بلب گڈھ۔ فرخنگر خان بہادر خان و ایسے بریلی۔ و جیسپور و آورو جو دہ پور و بکائیرو گوالبیار۔ بیجا بائی اور جیلیر۔ بیجا بائی کے پاس دو شقے بھیجے گئے مگر اُس نے اُن میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔

بخت خان کی معرفت راجہ پٹیا لہ کو بھی ایک شقہ بھیجا گیا تھا اُس میں بادشاہ نے اُس کا مقصود معاف کر کے روپیہ طلب کیا تھا اور انگریزوں کے برخلاف لڑنیکئی خواہش کی تھی۔ ایک شقہ راجہ جموں کے نام بھی لکھا گیا تھا اور بخت خان کو روانگی کے لئے دیا گیا تھا اس شخص نے ایک جعلی درخواست چہا راجہ جو کی طرف سے لکھ کر بادشاہ کو دی اور اُس میں

تیار بیٹھے ہیں۔ جس معمول حواب گیا تھا۔

## لدھیانہ

لدھیانہ سے ایک درخواست آئی تو مصروفیتی مگر یہ معلوم نہیں کہ کسکی معرفت آئی تھی اور اس کا کیا معنوں تھا اللہ اتنا سنا تھا کہ وہاں سے بھی رسالے آئے مائے ہیں یہ درخواست اگر آئی ہوگی تو ملود سے کوئی دو جہیدہ بعد آئی ہوگی۔ حواب بھی غالباً دیا گیا تھا۔

۔ تو کوئی درخواست سادس۔ اعظم گڑھ۔ گورکھپور۔ کانپور۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ سمروا۔ آنا۔ منٹو۔ منچہ۔ ریلو۔ آگرو۔ شاہجہانپور۔ حاری پور کے رسالوں کی آئی اور ۔ امرتسر۔ ہوشیارپور۔ کالکٹ۔ لاہور۔ اہل۔ پشاور۔ ملتان۔ گوگیرا۔ گجرات۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ ڈیرہ غازی خان۔ شاہجہانپور۔ جالندھ۔ یالیہ کے رسالوں کی۔

اسی طرح کلکتہ۔ یامارکپور۔ یا مشرقی صوبوں کی دیگر عیادتیوں سے کوئی درخواست نہیں آئی۔ مٹی یا سہدہ کے رسالوں نے بھی کوئی درخواست نہیں بھیجی مگر مایوں نے بادشاہ سے انکی درخواست آئے اور ان کے دہلی روانہ ہوئے تاکہ کرہ کیا تھا۔ میں نے ایک یا دو مرتبہ اس کا تذکرہ سنا تھا میں تحقیق کے ساتھ درخواست کے آئے یا۔ آئے کی سبب نہیں کہہ سکتا۔

گو ایار کے رسالوں کی درخواست پھل پر سے کسی مقام سے صہ کے درواہ بعد آئی تھی انھوں نے لکھا تھا کہ ہمارے پاس پچاس تو ہیں اور سامان گورا ماری استعداد ہے اسکی بار برداری کے لئے پانچہر انگاڑیاں دکار ہوگی مگر دیا اسوقت فعلیٰ رہے اور ہم اُسے صبر نہیں کر سکتے۔ اس کا احترام یہ دیا گیا تھا کہ جب دیا اتر جائے اُس وقت تم لوگ آنا ۔ تو دہلی کے عامی رسالوں نے میکا۔ یو۔ جیلیر۔ وعدہ پور۔ مالوہ۔ کوٹیا۔ لودھی۔ حلیہ۔ اور

رسالوں کی درخواست لایا تھا سپاہیوں میں سے کوئی اُس کے ساتھ نہ تھا اُس کا مضمون یہ تھا کہ ہم پھلوں میں بادشاہ کی طرف سے لڑنے کے بعد دہلی روانہ ہونگے حسب معمول جواب بھیجا گیا مگر عرصہ کے بعد اُن میں سے دو سو آدمی دہلی آئے تھے۔

## جالندہر

چند سپاہی مسافرانہ حیثیت میں جالندہر کے رسالوں کی درخواست لائے اور ریشٹ جھٹ نمبر لاہندوستانی پریل کے کسی افسر نے اُسے پیش کیا تھا۔ مضمون معمولی تھا اور جواب بھی ویسا ہی دیا گیا تھا۔

## سیالکوٹ

سیالکوٹ سے ایک درخواست بلوہ کے دو چیمین کے بعد بذریعہ ڈاک آئی تھی اور اس کو دہلی کی باغی رجبوں کے کسی افسر نے پیش کیا تھا جواب اُس کا چلا گیا تھا مجھے یہ یاد نہیں وہاں سے کوئی آیا بھی تھا یا نہیں۔

## جہلم

جہلم سے درخواست بہت بدیر یعنی بلوہ کے تین ماہ بعد آئی تھی اور رڑکی کے سفر مینا کے افسر فادرخش نے اُسے پیش کیا تھا اُس کا مضمون بھی مثل اور درخواستوں کے تھا اور معمولی جواب بھیجا گیا تھا۔

## راولپنڈی

دوسرا سپاہی برہمن مسافروں کے بھیجیں نہیں راولپنڈی کے رسالوں کی درخواست لائے تھے یہ درخواست غدر کے کوئی دو چیمین کے بعد میرٹھ جھٹ کے کسی افسر نے بادشاہ کے سامنے پیش کی تھی۔ سالوں نے لکھا تھا کہ ہم دہلی روانہ ہوئے اور بادشاہ کی خدمت کرنے کے لیے

## کرنال

کرنال سے کوئی رسالہ نہیں آیا۔

## تضمیر آباد

دوسرا ہی صوبہ معمول درجہ است لائے جس میں سالوں سے اپنے دہلی سواہ ہو گیا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ مرا معل لے یہ درجہ است بادشاہ کے سامنے پیش کی اور اس کا معمولی جواب بھیج دیا گیا۔ دو یا ڈھائی ہزار سوار و پیادے مع توپوں کے دہلی آئے۔

## ساگر و جلیپو

ان دونوں مقامات میں سے بھی درجہ استیں آئیں تھیں اور ان کا جواب گیا تھا۔

## پنجاب (فیروز پور)

ایک سپاہی ایک قیر کے بھیس میں ایک درجہ است فیروز پور کے رسالوں کی طرف سے لایا مرر اسل نے اس درجہ است کو معدودہ کے شروع ہونے کے قریب چھ مہینے بعد بحث خاں کے آگے سے پہلے پیش کی۔ ہر کارہ کو حکم ملا کہ کل جواب دیا جائیگا اس سے مجھے تذکرہ کیا کہ میں میر درجہ کے رسالوں کی طرف سے ایک درجہ است لایا ہوں مگر میں نے اس درجہ است کو نہیں دیکھا اور وہ مرر اسل نے مجھے اس کا تذکرہ کیا۔ صرف سچ اور حواسی کے درجہ است حان کے سامنے آئے ماتی کل اس سے پہلے ہی آپکھتے۔

## انبالہ

ایک سپاہی قیر کے بھیس میں اسلار کے رسالوں کی درجہ است لایا تھا مگر مجھے اس معاملہ میں تحقیق نہیں ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا جواب گیا تھا۔

پھیلور جہانگ مجھے یاد ہے بیل دھٹ (مر ۲ ہندوستانی پیدل) کا ایک امر پھیلور کے

جواب دیا گیا اور قریب قریب تین سو سفر بنیا کے آدمی قادر خان کی ماتحتی میں دہلی آگئے ہیں۔  
افسر کا مزا خیر سلطان سے بڑا خلا ملا ہو گیا اور بادشاہ کے مزاج میں بہت دخل حاصل کر لیا  
فوجی امور میں بغیر اسکی صلاح کے کوئی کام نہ ہوتا تھا اور اس نے نجات خاں کے ساتھ ملکر بادشاہ  
سے نیکوں اور دو لقمندوں سے روپیہ مانگنے کی اجازت حاصل کر لی۔

## فرخ آباد

دہلی آنے سے پیشتر نجات خاں تھوڑی سی فوج فرخ آباد میں چھوڑ آیا تھا۔ بلوہ سے کچھ کمزور  
بعد اس نے بادشاہ سے اس کا تذکرہ کیا۔

## ہانسی

ہانسی سے ایک سو اور درخواست لایا جس میں یہ تحریر تھا کہ ہم بادشاہ کی طرف سے انگریزوں سے لڑ رہے  
ہیں اور مذہب کے لیے لڑنے کی خاطر دہلی آرہے ہیں۔ یہ درخواست شاید کلاشاہ میرٹھ کے  
رسالوں کے کانڈر نے مفسدہ کے کوئی چھ ہفتہ کے بعد بادشاہ کے روبرو پیش کی تھی۔ ہانسی  
سے تین سو بھی آئے تھے۔



غدر کے قریب چھ ہفتہ کے بعد دوسرے تین درخواستیں سرسہ سے لائے جن میں سے ایک  
گوری شنکر کلید رجبت کے افسر کی دوسری کولری کے ایک رسالدار کی طرف سے جس کا نام اس  
وقت مجھے یاد نہیں اور قیسری شاہزادہ محمد عظیم کی طرف سے تھی جو محکمہ کسرٹ میں ملازم تھا ان  
دو خواتین میں یہ درج تھا ہم بادشاہ کی خدمت پہلے بھی کرچکے ہیں اور اب محکمہ محصولات کا کل  
روپیہ لیکر دہلی آتے ہیں۔ معمولی جواب بھی دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رسالے مع تین ہزار روپیہ  
اور کوئی دو سو پیل اور پچاس یا ساٹھ بھیج دیے گئے۔



حجاب لکھا گیا۔

## علی گڑھ

ملود کے کوئی ڈھائی ماہ بعد ایک مامی انسر نے علی گڑھ کے رسالوں کی طرف سے ایک درخواست پتہ کی مجھے یہ نہیں معلوم کہ مد ریغہ ہرکارہ آئی تھی یا مد ریغہ ڈاک مگر مضمون اسابی کچھ تھا کہ ہم دہلی رواد ہو گئے یا رواد ہوئے والے ہیں۔ انھیں جواب میں یہ لکھا گیا کہ تمہیں یہاں آنا چاہیئے۔

## منٹرا

حد کے کوئی میں دن کے بعد دو ہرکارے منٹرا کے رسالوں کی درخواست لائے والیٹر رحٹ کے امروں نے اُسے مادتاہ کے رو رو پتہ کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ ہم حراہ لیکر دہلی آتے ہیں جواب حسب معمول دیا گیا اور وہ ایک لاکھ روپہ لیکر دہلی میں آئے۔

## بلند شہر

مراملے ملہ شہر کے رسالوں کے ایک سپاہی کو حاکم درخواست لایا تھا مادتاہ کے ساسے پتہ کیا اُس میں لکھا تھا کچھ حراہ یہاں موعود ہے ہم اُسے لیکر دہلی آرہے ہیں چاہے پتہ میں ہراند وہیہ اپنے ہمراہ لائے مگر مجھے بعد میں یہ معلوم ہوا کہ اُس کا کچھ حصہ انھوں نے راستہ ہی میں صرف کر دیا تھا۔

## رڑکی

سراہ کے عیس میں ایک سپاہی رڑکی کے رسالوں کی درخواست لایا تھا ملود کے قریب ڈیرہ ماہ بعد سرمد ہا دستانی بیڈل رحٹ کے امروں نے مادتاہ کے رو رو پتہ کی تھی اُس میں دہلی لکھنے کی خواہش اور داداری سے گذر رازی کرشیکا اظہار تھا حسب معمول

نہیں ہیں اس لیے ہمارا ارادہ دہلی آسکا ہے کہ وہاں سے بھاری توپیں لا کر قلعہ آگرہ کو فتح کریں۔ یہ درخواست غوث خان اور سیرنگھ صوبہ دار کی جانب سے بھی اُس میں اُنھوں نے اپنے انگریزی افسروں کے قتل کر ڈالنے کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ شتر سوار کے ذریعہ سے جب یہ درخواست دہلی پہنچی تو تختِ خاں اُسے بادشاہ کے روبرو لایا نیچ کے رسالوں کی بڑی تعریف کی بادشاہ نے کہا اُنھیں جواب لکھ دو کہ وہ سب دہلی چلے آئیں  
خیا پچ جواب بھیجا لکھا۔

## جھانسی

جھانسی کے رسالوں نے ایک درخواست ہرکارہ کے ہاتھ بھیجی جسے خواجہ سراؤں نے باؤشا کے سامنے پیش کیا اُس میں اُنھوں نے لکھا تھا کہ ہم نے اپنے انگریزی افسروں کو قتل کر دیا اور ہم دہلی آنا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے اُنھیں بھی دہلی آنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

## دانا پور

دہلی کے رسالوں کے ایک افسر نے عذر کے شروع ہونے کے دو یا ڈیڑھ مہینے بعد دانا پور والوں کی ایک درخواست پیش کی تھی جس میں سائلوں نے دہلی روانہ ہو جانے کا تذکرہ لکھا تھا۔ بادشاہ نے اُنھیں بھی دہلی آ جانے کے لیے جواب لکھوا دیا تھا مگر میں تحقیق کیا یہ نہیں کہہ سکتا وہاں سے کوئی رسالہ آیا بھی یا نہیں؟

## الہ آباد

مسافروں کے بھیس میں دوسرا ہی الہ آباد کے رسالوں کی درخواست لائے تھے۔ ویسٹ ریل کے افسر نے اُسے عذر کے ڈیر مہینے بعد پیش کیا تھا اُس میں اُنھوں نے بادشاہ کی اطاعت اور اپنے دہلی روانہ ہونے کے ارادہ سے اطلاع دی تھی اُنھیں بھی یہاں آ جانے کے لیے

ہوئے کیونکہ وہ اودھ جیسے وسیع ملک کے انتظام میں بھٹس گئے ہونگے۔ جہانک میں  
حال کرتاموں و احد علیشاہ کے لشکے کے اعتیارات سے سپاہیوں سے تحت نشیں کیا  
محض نام کے ہو گئے۔

واحد علیشاہ کے قیام کلکتہ میں کوئی خط و کتابت اُس سے نہیں ہوئی۔ علی نقی شاہ سے  
ساتھ میں مراچید کی معرفت کچھ خط و کتابت ہوئی مگر بعد میں اُس نے لکھنؤ میں اتنا  
کاشتہ ہوا مظاہر کیا اور بادشاہ نے اُس سے انکار کیا اور اسکو آئندہ خط بھیجے کی ممانعت  
کر دی تو اُس کے بعد تو وہ دہلی آیا اور پھر اُسکی معرفت ہروداد شاہوں میں خط و کتابت  
ہوئی چونکہ بادشاہ اودھ کے ساتھ وہ کلکتہ نہیں گیا تھا اس لئے واحد علیشاہ اور بادشاہ دہلی  
میں کبھی خط و کتابت نہیں ہوئی۔

میں نے کسی سپاہی سے بادشاہ اودھ کی نسبت یہ بہت سا کہ اُنھوں نے حیاہوں کو  
لنات کے لئے متعلق کیا ہو۔ چونکہ اودھ رسالہ دہلی میں نہیں لکے اس لئے اُنکی بات میں  
کچھ حیاں نہیں کر سکتا۔ بلوہ کے زمانہ میں میں نے سنا تھا کہ مراچید لکھنؤ میں تھا مگر  
اگر یہاں سے علی گھاٹیر دیگر باتریشیوں کے ساتھ اُس کا ذکر کیا ہے۔

زمانہ بلوہ میں بادشاہ و مراچید میں خط و کتابت نہیں ہوئی خط و کتابت تو واقعی ہیوت  
ترک ہو گئی تھی جب اُس نے بادشاہ کے شیعہ مذہب اختیار کر لی شہرت لکھنؤ میں کی تھی۔  
میں اب اُن رحمتوں اور مقامات کا نام تاؤٹھا جہاں جہاں سے درجائیں آئی تھیں۔

پیچ

مج کے رسالوں نے بادشاہ کے پاس ایک درجہ اسد اس معنوں کی سمجھی کہ جسے آگرہ کے  
مخ حاصل کی اور انگریزوں کو قلعہ میں شکاراں کا محاصرہ کر لیا ہے مگر ہاؤسے پاس ٹیڑی تریں

قبضہ سے نکل جائیگا خواہ وہ لڑے یا نہ لڑے اور ایک دن دہلی بھی بادشاہ کے ہاتھ سے جاتی رہیگی۔ سپاہی بغارت کے لیے آمادہ ہو چکے تھے اودہ اگر نہ بھی لیا جاتا تو بھی غدر ضرور ہوتا۔

تین یا چار باغی رجبٹوں نے لکھنؤ سے بادشاہ کو درخواست بھیجی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ ہم اودہ لینے کے بعد دہلی روانہ ہونگے ہم نے اس وقت انگریزوں کو بلی گھاٹ پر گھیر رکھا ہے۔ قدرت اللہ خاں رسالہ دار جو سپاہیوں کے ساتھ اودہ کے رسالوں کی جانب سے یہ درخواست لایا تھا اسے بخت خاں نے بادشاہ کے روبرو پیش کیا اس نے بادشاہ کے نام کا نیا سکندر کیا جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

”سراج الدین بہادر شاہ غازی نے سونے کا سکہ بیاوگا رفتح تیار کرایا“  
سانکوں نے یہ بھی عرض کیا کہ ہم نے واجد علی شاہ کے ایک لڑکے کو جس شرط پر گدی نشین کر دیا ہے کہ اسے بہادر شاہ کا وزیر بننا ہوگا اور بادشاہ کی اطاعت قبول کرنی ہوگی۔ اور شاہراہ سے اس مضمون کا ایک اقرار نامہ تحریر کرا لیا ہے اور اس سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اگر بادشاہ دہلی بھاری گدی نشینی منظور کر لیں گے تو تم تخت نشین کر بیٹے جاؤ گے۔

بادشاہ نے بخت خاں کو حکم دیا اس درخواست پر ہماری طرف سے منظوری لکھو۔  
جو اشرفیاں قدرت اللہ رسالہ دار نے بادشاہ کو نظردی تھیں وہ صاحب کشن دہلی کے پاس ہیں۔ میرے نزدیک واجد علی شاہ اودہ نے اس کارروائی میں شرکت نہیں کی۔ اگر واجد علی شاہ یا علی نقی خان سے سپاہیوں کی ساز باز ہو جاتی تو یہ معاملہ خفیہ نہ رہتا اور سپاہی لکھنؤ ہی جاتے اور واجد علی شاہ اور ان کے بڑے لڑکے کو محروم کر کے ان کے چھوٹے بیٹے کو تخت نشین کر سکتے۔ میری رائے میں اودہ کے رسالہ بلی گھاٹ پر قبضہ کرنے کے بعد دہلی روانہ نہیں

(۴) مادشاہ دہلی فوج بنوئیکی وجہ سے ہتھاتا

(۵) مادشاہ کے پاس حواہ ہندو حواہ مسلمان رئیس جمع ہوئے میں اپنا فخر سمجھیں گے  
رسالوں نے تو مادشاہ کو پہلے سے اپنے ارادہ سے آگاہ کیا تھا اور مادشاہ کو یہ  
علم تھا کہ والیسٹر حملہ اور میرٹھ کے رسالوں میں ایسا ہو گیا۔

جہاں تک مجھے علم ہے کہ فی جاگیر حسط ہیں ہوئی اس لئے ستہروالوں کو العام یا جاگیر  
کی حسطی کے متعلق شکایت نہ تھی مگر سپاہی یہ کہا کرتے تھے کہ گورنمنٹ تدبیر کل انعامات  
میں حسط کر لگی اور کسی کے پاس جاگیر وغیرہ نہ رہیگی۔

الحاق اودہ کی مات دہلی میں بہت کچھ چڑھا تھا۔ دہلی والے فیتہ مسلمان اور سنی  
ہیں اور چونکہ مادشاہ اودہ کے حکم سے بہت سے سنی اور ایک مولوی مقام ہواں گڑھی  
کے "اٹھادیئے گئے تھے اس لئے دہلی کے مسلمانوں میں الحاق اودہ پر تنویر  
پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ رحلاف اسکے وہ سمجھے تھے کہ مادشاہ اودہ کو منگیاہ سلیوں کے  
خوں بہانے کی یہ سرائی ہے دہلی کے ہندو تو کسی طرح اس اڑب سے سعل ہیں ہوئے  
تھے سپاہی یہ تو ضرور کہتے تھے کہ جس طرح انگریزوں نے اودہ لیا ہے اسی طرح ہندوستان  
کے تمام مقامات پر قصد کر لیں گے۔ الحاق اودہ پر زیادہ کھیدہ خاطر نہیں ہوئے تھے۔

اودہ میں انگریزوں کے انتظام مالگاری کی شکایت بھی سپاہیوں نے کسی ہیں کی  
میرے خیال میں اودہ کا الحاق عدہ کا ماعت ہیں ہوا۔ میرے نزدیک اس بارہ میں آگے  
رکھ دینا ہوئے گا کوئی سبب تھا اودہ حاسے برائگی گرہ سے کچھ نہیں کیا بلکہ سلطنت  
دود کے ظالم سے سچ گئے دہلی والی رحمت نے بھی اودہ کے متعلق کوئی خاص تدبیریت  
ہیں نہ انتہا سمجھا کہ جس طرح اودہ لیا گیا ہے اسی طرح اور ملک ہاں سے

انہیں جواب دیا کہ جب تک میری مستورات اور بچے قتل نہیں کئے ہیں مہموں اور بچوں کو تمہارے حوالہ نہ کروں گا تو غالباً سپاہی محاصرہ میں عیسائیوں کو قتل کرنے نہ گھستے۔  
بادشاہ کو ایسا ہی کہنا اور کرنا تھا اور بار بار اس نے اسی طرح سپاہیوں سے گفتگو کی۔  
اگر بادشاہ ہی کی مرضی نہ ہوتی تو سرکاری تحریرات میں یہ نہ لکھا جاتا کہ بادشاہ سے منظورنی حاصل کر لی گئی ہے۔

رہبت اور الگزنڈر رجٹوں کے افسرانگریزوں اور عیسائیوں کے جانی دشمن تھے اور اگر کلاب شاہ اور رہبت اور نصیر خواجہ سراہوں نے تو شاید وہ عیسائیوں ہی کو ہارتے میرے خیال میں آنکے سوا اور کوئی عیسائیوں کا اس قدر دشمن نہ تھا

سب سے پہلے باقاعدہ سوار اور اس کے بعد دہلی کی ولینٹر رجٹ قلعہ میں داخل ہوئی سواروں کے ساتھ ولینٹروں کی دو کمپنیاں تھیں جنہیں انہوں نے (سوار قلعہ کے دروازوں پر تعینات کر دیا تھا۔ ولینٹر رجٹ کے افسر باواز بلند کہہ رہے تھے۔ میرٹھ سے سوار تو آگئے ہیں پیدل رجٹیں بھیجے آ رہی ہیں“

دہلی کی رجٹ کے افسروں کی گفتگو سے میں سمجھ گیا کہ دہلی اور میرٹھ کے رسالوں میں کامل اتفاق ہے۔ چٹھیاں اور حکم جو دیگر چھانوئیوں کی رجٹوں کو بھیجے گئے ان میں کبھی آنکے وعدہ کا حوالہ نہیں دیا گیا صرف یہ مضمون ہوتا تھا کہ فلاں رجٹیں آگئی ہیں اور کیا تم بھی آؤ گے، میری رٹے میں باغی دہلی میرٹھ سے محض ان وجوہ سے آئے۔

(۱) دہلی میرٹھ سے قریب تھا اور دہلی اور میرٹھ کے رسالہ ہم خیال تھے۔

(۲) دہلی میں میگزین وغیرہ بہت تھا۔

(۳) دہلی میں شہر نیاہ بھی اور محافظت خوب ہو سکتی تھی۔

امسروں اور مادشاہی ملازموں میں نصیر خان اور سنت علی مشیر خواجہ اور ان کے پاس بیویوں اور انگریزوں کے قتل کی ترغیب دی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ گلاب شاہ اور اس کے ساتھی حیات بخش والے مع میں مقیم تھے اور حاکم سراؤں کے ساتھ شاہی محلات کے دروازوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ شاہزادوں میں مرزا ابوالسافر اور مرزا میر سلطان قتل میں سرگروہ تھے اور باقی شاہزاد انکی اہل میں ہاں ملائے والے تھے۔

حاکم سراؤں نے انگریزوں کے قتل کے لئے مادشاہ سے حکم طلب کیا تو یسے انکی موجودگی ہی میں مادشاہ سے کہدیا تھا ہمارے مذہب میں عورتوں اور بچوں کا خون بہانا روا نہیں ہے علاوہ ازیں قتل کا بھی یہی تھا صاحبے اُنکو قتل سے بچایا جائے۔ یسے مادشاہ کو یہ رے دی تھی ہمارے ایک قوی لیکر وحی امسروں کو دکھا دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو محاسبہ میں حفاظت کے ساتھ رکھا جائے۔ اس ترکیب سے جو بہتر نتائج پیدا ہوتے وہ میں نے سب سمجھا دیئے تھے اور حاکم دیا تھا کہ جنگ افغانستان میں حقدار انگریزی قیدی تھے سردار محمد اکبر خان نے اُنکے ساتھ کس طرح سلوک کیا اور اُس رتناؤ کی وجہ سے اُنکے باپ امیر دوست محمد خان کو جو انگریزوں کے قیدی تھے آزادی ملگئی اور امسر کو بھڑاچہ دتت دیدیا گیا۔

یہ باتیں سکرمادشاہ تو بھیائیں گے قتل کی مطلوبی دیکھتے سے مار دیا اور وہ دن تک بچکے۔ مگر بعد میں سائلوں نے مادشاہ پر صامدی ظاہر کرنے کے لئے سخت زہر دیا اور بدست اور شدید سمیر حاکم سراؤں نے انگریزوں کو گلاب شاہ کے حوالہ کر دیا اُس نے اُن سب کو جو اس کے قریب قتل کر ڈالا۔

اگر مادشاہ عورتوں اور بچوں کو باپی مجلس میں رکھتا اور سپاہیوں کے استدعا کرے یہ

میں خط و کتابت نہیں ہوئی اگر ایسا ہوا ہوتا تو جو چٹھیاں بعد سپاہیوں کی طرف سے  
رہنمائیوں کو لکھی تھیں ان میں ان کا کچھ نہ کچھ ضرور حوالہ ہوتا۔ اور کچھ باغی سپاہیوں کے  
درہنمائیوں کے پاس ضرور جاتے۔ اور ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں ہوئی۔

فوج نے عذرا اپنی مرضی سے کیا کسی رہنمائی کے بہکانے سے نہیں کیا اگر ایسا ہوتا  
تو فوج اُنکے پاس چلی جاتی یا وہ فوج سے آکر مل جاتے۔

دیہاتی بھی فوج والوں سے ملے ہوئے نہیں تھے اگر ملے ہوئے ہوتے تو فوج اُنکے  
ساتھ سلوک کرتی اور ظلم و تعدی اُن پر روا نہ رکھتی۔

عذر ہو بیسے بیشتر فوج میں دہلی کے مسلمانوں سے بھی اتحاد نہیں ہوا تھا اور نہ اس صورت  
میں اُن پر ایسی بیرحمی نہ کرتی۔

شہر کے اور فرقوں کو بھڑکانے کی ضرورت نہ تھی وقت ہی ایسا تھا کہ وہ خود سپاہیوں  
سے جاملے تھے۔ میرے نزدیک گوجروں اور باغیوں میں کوئی اقرار نامہ نہیں ہوا تھا بعد میں  
کچھ باغی امیروں نے بادشاہ سے کہہ کر دہلی کے قرب و جوار کے دو گوجروں کو ایک ڈھول  
اور ایک لکڑی دلوادی تھی اور وہ انگریزی کمپ کی رسد لٹنے میں شریک ہو گئے تھے۔  
اسی طرح سکندرہ ضلع بلند شہر کے قرب و جوار میں ایک راؤ کو بھی ایک ڈھول اور ایک لکڑی  
اسی غرض کے لئے دی گئی تھی۔

بلوہ کے ایام میں انگریزوں کے دیوانی انتظام کے متعلق کوئی شکایت نہیں ہوئی۔  
سپاہیوں نے تو اپنے ہی ظلم کی وجہ شکایت کی اور رعایا اس وجہ سے انتظام کی شاکہ تھی کہ  
حکام بالا کی غفلت سے سپاہیوں کا ظلم بڑھ گیا تھا۔

سوار امیروں میں گلاب شاہ اور پیدل رجمنٹوں میں رعیت اور الگرنیڈ رجمنٹوں کے



اور اسکی صاف و حد یہ ہے کہ کار تو سوں کے جھگڑے میں مدھی پہلو تامل تھا اور عاقل آدمی  
 دھوکے میں یہ سمجھتے رہے کہ وہ (سپاہی) دراصل مدھب کی خاطر لڑ رہے ہیں اور اس لئے  
 اُنکے معصومے پورے اُترے۔ خود معائنہ تھے اُنہیں فائدے کے خیال نے ادا کار دیا  
 تھا سامعی انگریزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُنہیں نصاریٰ اور کافر کہتے تھے۔  
 مگر کسی نے اُنکی نشان میں بدکلمات اپنی رباں سے نہیں نکالے۔ یہ اُن کا نگلیہ کلام تھا  
 کہ گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں کوئی رئیس یا اختیار نہ رہے گا اور نہ کسی جہد و ستانی کی عزت  
 ہوگی۔ جہد و ستانی لوح کے سپاہی حواہ جہد و حواہ مسلمان دونوں گورنمنٹ سے مدد  
 ہو رہے تھے اور جہدوں کی تعداد عقائد مسلمانوں کے زیادہ تھی مگر شہر دہلی میں مسلمان  
 جہدوں سے زیادہ مدد ملے۔

مسلمانوں کے زیادہ تر مخالف ہو چکی وجہ یہ ہے کہ نذر عید کے موقع بیگانہ کو کستی کے  
 معاملہ میں اُنکے خلاف فیصلہ ہوا تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی شہرت تھی کہ گورنمنٹ جہد و ستانیوں  
 کو سوز کا گوشت کھلا کر عیسائی سامان چاہتی ہے۔

لہذا یہ معلوم ہوا کہ سپاہی اپنی حرکات پر مادم ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ بہتوں نے  
 تو پرشیدہ طور سے اپنی اپنی رزمیں چھوڑ دی تھیں۔ لہذا سے اپنے افسروں کو ترقی رتبہ  
 اور اضافہ تنخواہ کے لئے مدد حاصل دیں جس سے وہ نامعلوم ہوئیں تو کھلم کھلا کارہ کشتی کی۔  
 قلعہ والوں اور شاہراہوں کو گورنمنٹ کے خلاف دہلی کی ولیٹر ریمٹ اور میرٹھ کے  
 رسالوں کی سارن کا حال پتیر سے معلوم تھا۔ دہلی کے عامی افسروں نے اس سے  
 مدد کر دیا تو اُنہیں معلوم ہوا۔

سیرے خیال میں عداوت کے ظاہر ہونے سے پتیر سپاہیوں اور جہد و ستانیوں

بیان نہیں کر سکتا مگر میرے خیال میں جو کچھ تدابیر انھوں نے سوچی تھیں انکی تکمیل سے پیشتر ہی یہ واقعہ پیش آ گیا۔ میں نے یہ نہیں سنا کہ ان تدابیر کے اجراء کے لئے کوئی خاص دن مقرر ہوا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان خطوں میں جو دہلی کے باغیوں نے دوسرے رسالوں کو بھیجے کچھ نہ کچھ تذکرہ ہوتا مگر ان میں مطلقاً اس کا ذکر بھی نہ تھا۔ اگر انھیں اس کا اظہار کرنا ہوتا تو ان الفاظ میں خط لکھے جاتے تو تم نے فلاں تاریخ روانہ ہونے کا وعدہ کیا تھا مگر اب تک یہاں نہیں پہنچے اور اس لئے تم نے وعدہ خلافی کی۔“

جس واقعہ کا اوپر تذکرہ کیا ہے کہ تدابیر کے پختہ ہونے سے پیشتر ظہور میں آیا اس سے میرٹھ کا واقعہ مراد ہے۔

اگر میرٹھ والا واقعہ اس قدر جلد ظاہر نہ ہوتا تو کوئی شبہ نہیں کہ باغیوں کے منصوبے پورے نہ ہوتے اور جب قدر زیادہ زمانہ گزرتا اسبق دران کا اتفاق مستحکم ہو جاتا اس واقعہ کے جلد ہونے کی دوہی وجہ ہیں یا تو میرٹھ کے رسالوں نے خود جلدی کی یا گورنمنٹ کی طرف سے ان کے ساتھ زیادہ سختی برتی گئی۔

گلاب شاہ نمبر ۳ کو لری کے افسر نے جو میرٹھ سے آیا تھا بیان کیا تھا کہ گورنمنٹ نے رسالوں کے ساتھ اس قدر سختی کی کہ ان سے ہتھیار رکھ لیں اور سواروں کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دیں تھیں۔

علاوہ کار تو سوں کے سپاہی گورنمنٹ سے بدل ہو جانے کے یہ بھی سبب بیان کرتے ہیں کہ ہمیں تھوڑی تھوڑی خصمتیں دی جاتی تھیں۔ ہمارا بھتہ بند کر دیا تھا۔ ہمیں سمندر میں کرنے کے لئے حکم دیے جاتے تھے اور بالآخر ہماری پہلی سی قدر و منزلت ہی نہ رہی تھی۔ مگر غرض کہ ایسے انھوں نے کار تو سوں ہی کا بہانہ قوی سمجھا ان کے دیگر عزرات اس قدر قوی نہ تھے

کیا کرتے تھے کہ اگر ہم میں اتفاق رہا تو ہمیں سرکاری رسالے شکست نہیں دے سکتے اور مالاکہ ہم  
اس ملک کے مالک ہو جائیں گے۔

ہندوستانی رسالوں نے جو کچھ کیا محض دنیاوی فائدے کی امید پر کیا نہ ہی ملاؤ سے  
تو اصل مشاکمہ چاہنا مطلوب تھا اگر وہ مذہب کی خاطر لڑتے تو لوگوں کے نہ تو مکانات دہشت  
اور اُٹھیں اور میں دیتے ملکہ صرف انگریزی گورنمنٹ کے خلاف ہی لڑتے۔ جس کے ایام  
میں ماعی رسالے کہتے تھے کہ ہم اس ملک کے مالک ہیں اور مختلف شاہزادوں کو مختلف  
صوبوں کا حاکم سائیں گے۔

دہلی کی ہالیڈیو ریسٹ لے یہ کہتے ہیں کہ جس سے پیسہ تیرہ سو روپے رسالوں سے ملے گا اور  
تمام مقامات کے رسالوں کو خط بھیج کر دہلی میں اکٹھا ہوئے پر آمادہ کر لیا تھا۔

جس طرح بے یوفانی کی تو میں سمجھ گیا کہ دہلی میں صرف خطوط پہلے سے آئے ہیں اور ان کے  
قدیم سے آپس میں کچھ جھگڑیاں ہوئی ہیں۔ ماعیوں سے دہلی سے اور ریسٹوں کے نام  
بھی دہلی آئیے تھے جیسے جیسے میٹک ماعی اسروں کی وجہ اس پر بادشاہ نے منع اور  
میرور پر تو غیر کے رسالوں کو ملاؤ کے خط لکھے ہوئے تھے اس صوبوں سے آیا کرتے تھے  
ان میں سے اس قدر یہاں آئے ہیں تم بھی جلد آؤ۔

ماعی اسروں کی وجہ استیر بادشاہ مشینوں کو یہ حکم دیا کرتے تھے کہ جو یہ کہتے ہیں لکھو  
جو کچھ میں جانتا تھا میں نے یہاں کر دیا اس کے علاوہ ہندوستانی رسالوں کی ساریش کے  
متعلق مجھے معلوم ہیں۔

ملوہ کرنے سے پیسہ تیرہ سو رسالوں سے کل انگریزوں کے دواہر دہلی عورت  
یہ کہہ کر یہاں آواہ کر لیا تھا جو اہتمام ماعیوں نے کیے تھے میں تحصیل دار

اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جب میں نے اور غلام عباس شکیل نے باوشاہ سے کہا کہ قلعہ کا کھانڈنٹ گارو اور ایجنٹ لفٹنٹ گورنر نے دو توپیں مع دو توپچیوں کے اور وہ پانچیاں میمنوں کے واسطے منگائی ہیں تو باوشاہ نے بلا غور تحصیل کرنیکا حکم دیدیا تھا۔ کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ چپائیاں کیوں تقسیم ہوئیں تھیں اور نہ یہ معلوم کہ کس کی تجویز تھی تمام قلعہ ملے اس بات پر تھیرے کہ ان سے کیا غرض ہے۔ مجھ کو اس بارے میں خود تو باوشاہ سے گفتگو کرنیکا موقع ملا نہیں البتہ اور آدمیوں نے اس کا تذکرہ اس سے کیا تھا اور مطلب دریافت کیا تھا۔

میرے خیال میں چپاتیوں کی ابتدا اسی غالباً ہندوستانی ہی فوج سے ہوئی۔ اولاً وہ اودہ میں تقسیم ہوئیں تھیں مجھے اس پر تعجب تو ہوا تھا مگر یہ سمجھ گیا تھا کہ کچھ بھید ضرور ہے بعض کی تو یہ رے تھی کہ ہندوستانی فوج نے یہ چپائیاں کسی خاص بات کی علامت تھوڑی ہیں اور بعض کا یہ عقیدہ تھا کہ ان میں ضرور کچھ سرار ہے کہ تمام ملک میں تقسیم ہوئیں اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کون موجود ہے اور کہاں سے اسکی ابتدا ہوئی۔ لوگ یہ بھی گمان کرتے تھے کہ یہ چپائیاں بعض ضعیف الاعتقاد لوگوں نے اسوجہ سے ایجاد کی ہیں کہ ملک کے ہر حصہ کو حراب ہوئیے بجائیں جسکی بابت یہ خبر اڑ چکی تھی کہ گورنمنٹ نے دو سال کے اندر تمام ہندوستان والوں کو علیانی بنائیے کا ارادہ کر لیا ہے۔

مجھے فوج کے افسروں نے یہ کہا تھا کہ ہم نے اس وجہ سے غور کیا کہ گورنمنٹ کا توسل پر چربی ملنی ہے اور کٹے میں لپی ہوئی پڑیاں اس وجہ سے ملاتی ہے کہ ہم سب بیدین ہو جائیں یہ بھی وجہ گورنمنٹ کے خلاف ان کے ہتھیار اٹھانیکے کہی جاتی ہے مگر مجھے حیدر حسن سے جس کا فوجی افسروں نے غلاماں تھا یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ لوگ آپس میں تذکرہ

کہ موج سے میرٹھ میں دعاوت کر دی اور مقرب سوار و پیادے دہلی میں پہنچا جاتے ہیں اس  
حر کے ایک ہی گھنٹہ کے بعد دہلی کی مقیم رحمت قلعہ میں داخل ہوئی اور پھر میرٹھ کے ماعی  
رسالے بھی قلعہ میں گھس گئے اس سے پہلے اس معاملہ کی کوئی حر نہ تھی۔

میری موجودگی میں میرٹھ سے اُن سپاہیوں کے کورٹ مارشل کی حر ہیں آئی سمجھنے  
حدید کار توں ایسے سے اٹھا کر کیا تھا۔ ممکن ہے یہ حر باج یا چہرہ رو رہندہ رینہ احار آئی ہو  
میرے خیال میں بادشاہ نے کسی کو اس عرص سے میرٹھ نہیں بھیجا کہ وہاں سپاہیوں  
کے کار توں۔ ایسے پر عوکیہ کار روائی ہوئی ہو اسکی حر لائے۔

میں نے یہ بھی نہیں سنا کہ ریت محل سے میرٹھ کسی کو اس عرص کے لئے بھیجا تھا۔  
ہاں بادشاہ کو رسالوں کے اس طرح کے پر حیرت ہوئی تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی قسم کی حر  
نہ تھی تھی اس لئے مجھے بھی تعجب تھا اگرچہ کار توں کے معاملہ کی خبر یہ یقین تھا کہ ضرور کچھ  
خرانی پھیلے گی۔ بعد رسالے پہنچے اس شام کو میں نے بادشاہ سے کہہ دیا تھا کہ جس آدمیوں  
نے اپنے آقاؤں سے یوٹائی کی اُن سے ملائی کی اُمید کرنا بیکار ہے میں نے بادشاہ  
کی جانب سے ایک چٹھی جو نواب نصرت گورہ اگرہ کو لکھی اُس میں ماعی رسالوں کے شہر  
میں پہنچے اور انگریزی امروں کے قتل کا مال تحریر کر دیا تھا اس بات کی استدعا کی تھی  
کہ بادشاہ تو اس قاتل نہیں ہیں کہ اسکی ماعت کر سکیں آپ انگریزی موج مدد کے لئے روانہ  
کریں۔ صبح کو مجھے بادشاہ سے تھلیہ میں گھٹا کرنا تو درکار ماعی رسالوں اور بادشاہی  
بار مسوں کا قلعہ میں اسلحہ رجوع تھا کہ مجھے سرسری طور پر بھی بادشاہ سے گھٹا کرے کا موقع  
ہو گیا ملا۔

بادشاہ نے ماعیوں کی آمد کے لئے پہلے سے کچھ تیاری نہیں کی تھی اور جس کا نت

کہ ہم پر بہت سختی ہوتی ہے۔ کار تو سوں کا بہانہ انہیں اچھا لگیا۔ مفسد اور شریر آدمیوں کو تمام فوج کے بٹیر کاسے کا اچھا موقع ملتا آیا اور مذہبی نمک مرچ چٹک کر انہیں گورنمنٹ سے برگشتہ کر دیا۔ انہیں یہ وہم سمایا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی بیماری ہی وجہ سے قائم ہے۔ انگریز ہمارے متقابل کی تاب نہ لاسکیں گے۔ لوگ تو جاہل تھے ان کا یہ خیال تھا کہ واقعی گورنمنٹ ہمارے مذہب کو خراب کیا جاسکتی ہے اور بیشک یہ بات بھی شہرت کیلنگھی تھی کہ کانڈراچیف نے تمام ہندوستان کو دو سال میں عیسائی بنانے کا بیڑا اٹھا ہے۔ ہوشیار اور مکار آدمیوں کے منصوبے پورے اترے اور جاہل ان کے ساتھ ہو گئے۔

ہندوستانی فوج کے خیالات گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بہت خراب تھے۔ اگرچہ جدید کارنوس جاری بھی نہ ہوتے تو وہ غدر کرنے کے لئے اور بہانہ نکالتے کیونکہ اگر یہ باتیں صرف مذہبی امور کی وجہ سے ہوتیں تو وہ نوکری سے مستعفی ہو جانے اور اگر انہیں ملازمت کرنی پڑتی تو کبھی غدر نہ کرتے۔

بادشاہ کی بھی یہی رائے تھی کہ گورنمنٹ دراصل رعایا کے مذہب میں دست اندازی کرنا چاہتی ہے مگر میں نے اکثر انہیں سمجھایا کہ یہ صرف بد معاشوں کی باتیں ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے میں نے یہ بھی کہا کہ انگریز دانشمند ہیں وہ کبھی ایسی بات نہ کریں گے جس سے تمام رعایا کو نقصان پہنچے اور نہ میرا یہ خیال تھا کہ فوج کے ساتھ کچھ زیادتی ہوئی ہوگی۔ میری اس قسم کی گفتگو سے بادشاہ کو اطمینان ہو جاتا تھا مگر خواجہ سراؤں اور بیگیا کی گفتگو سے پھر اس کے ویسے ہی خیالات ہو جاتے تھے۔

میری موجودگی میں کوئی خبر میرے لئے نہیں آئی۔ پیر کی صبح کو بعد طلوع آفتاب ایک انیسٹر سپاہی نے جو قلعہ کے لاہوری دروازہ پر تعینات تھا بار خاص کے دربان سے آکر یہ کہا

اُسکی ضرورت تھی۔ بادشاہ کے مرید صرف مسلمان تھے اور ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

بادشاہ نے کبھی ہندوستانی رسالوں سے خط و کتابت نہیں کی البتہ جب کبھی کوئی لڑائی ہوتی تھی تو ہندوستانی فوج کی حیرت کے حواہاں رہا کرتے تھے اور چونکہ انگریزی گورنمنٹ سے مدد ملتی تھی اس لیے جب کبھی اُن کے پاس یا ہونے کی ضرورت پڑتی تھی تو ان کا کھانا تھا اور سلطنت انگریزوں کو پس پا کر گئی وہ فوج تباہی حامیوں سے ہونے کے میری بہت قدر و قیمت کر گئی۔ العرصہ انہیں یقین تھا کہ انگریزوں کی سرمدی پر میری اقامت کا دار و مدار ہے۔ مجھے یہی طرح تو یاد ہیں اُن میں اچھا خیال ہے کہ سچا بے بیسے کے بعد بھتہ رکنے کے سبب بعض ہندوستانی رعیتوں میں عرصہ ہوا اُسکی اطلاع بادشاہ کو پہنچی تھی اور بادشاہ نے اُسے بہت اطمینان سے سنا تھا۔

مجھے ٹھیک ٹھیک ہدیہ تو یاد نہیں جس میں کلکتہ کی رعیتوں نے حدید کار تو سوں کے لیے سے اکھاڑ کیا تھا یہ عرصہ بریہ احبار کے آئی تھی اور حوں حوں یہ بھتہ ٹرہتی حاتی تھی لوگ اُسے درجی پہلو پہ پتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام ملک میں عام جو سن پھیل گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیسی فوج نے انگریزی گورنمنٹ کو چھوڑ کر اُس کے حاتمہ کی فکر کی۔ بادشاہ نے اس صحت میں یہ خیال کیا کہ میری حالت اس طرح سبھل جائیگی اور اگر سی سلطنت سے واسطہ ہی ہوا تو اُس کے نزدیک میری وقت زیادہ ہوگی۔

تاہر اردوں کا یہ خیال تھا کہ دیسی فوج یا توایراں جائیگی یا میپال یا چونکہ بادشاہ کے پاس نہ تو روپیہ تھا نہ فوج اس لیے اُن کا کبھی یہ خیال نہیں ہوا کہ وہ بادشاہ سے آکر کھائیگی اگر یہ ملک کی سرحد سے توڑے گا تو اس ہی میں مکرر اصل صرف یہی وجہ ہیں تھی ہندوستانی فوج کے بہت سے آدمی عرصہ سے انگریزوں سے لاف اندازہ مدد مل رہے تھے اُن کا خیال تھا

دیا جاتا تھا یہ سواج اس طرح جاری ہوا۔ دہلی کے پیرزادے جو بادشاہ کو روحانی تربیت دیتے تھے انھوں نے عوام الناس کے دلوں پر یہ نقش کر دیا تھا کہ بادشاہ دنیا کے روحانی معاملات میں نائب خدا ہے اور جو شخص اس کو اپنا پیشوا بنا لے گا اس کے لیے یہ بات باعث فخر ہے۔ اس طریقہ سے یہ ضرور فائدہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے کل دینی یا دنیاوی معاملات میں اپنے ہادی کے حکم کی متابعت کرتے ہیں مرید بنانے کی رسم بہادر شاہ کے والد کے زمانہ میں پڑی مگر بہادر شاہ کے زمانہ میں مریدوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ مرید بنانے میں صرف ایک طریقہ پر عمل درآمد ہوتا تھا۔

میں نے یہ کبھی نہیں سنا کہ بادشاہ کا ہندوستانی فوج کے مرید کرنے سے یہ نشا ہو کہ انھیں انگریزی گورنمنٹ سے برگشتہ کر دیا جائے مگر یہ بات صریح ہے کہ اُس سے پیر کا یہ نشا ضرور ہوتا ہے کہ مرید اسکی ہر حالت کا شریک بن جائے۔

میں نے یہ بھی نہیں سنا کہ کسی سپاہی نے جو بادشاہ کا مرید ہو کبھی اس بات کا اظہار کیا ہو کہ میں تمھارا بادشاہ کا مرید ہو چکی وجہ سے ساتھ دیتا ہوں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُن میں سے کوئی بھی اس غرض سے نہیں آیا اور نہ اُس نے زوالی نشانی دکھائی۔ علاوہ ازیں انھوں نے اس پانچ ماہ کے عرصہ میں جس میں وہ دہلی پر قابض رہے بادشاہ کو اپنا پیشوا تک نہ سمجھا اور اسکی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ غالباً بادشاہ کے مرید سپاہیوں میں سے مسوقت نسب چمٹھی پرہوں کیونکہ جہاں تک مجھے مرزا مغل کے کاغذات سے جو اس وقت گورنمنٹ کے قبضہ میں ہیں معلوم ہوا میں کہہ سکتا ہوں کہ بادشاہ کے مرید اس بلوہ میں شریک نہیں تھے اور اُن میں سے کسی کی درخواست ان کاغذات میں نہ تھی۔ کار تو سوں کے معاملہ کے بعد پانچ مہینے تک کوئی سپاہی بادشاہ کا مرید نہیں ہوا۔ میں ہر وقت رہا کرتا تھا اگر کوئی مرید ہوتا تو مجھے



حاکم کے مارے میں مادشاہ کے انتقال ہی پر منحصر نہ تھا۔

حس رمانہ میں ایران سے انگریزوں کی لڑائی جو رہی تھی لھسن لھسن شاہراہوں کی انکھس  
لگتی ہوئی تھیں کہ اگر روس نے ایران کو مدد دیدی تو انگریز شکست پائیں گے اور ایرانی تمام  
ہمدوشاں پر قائل ہو جائیں گے اور مادشاہ بھی انکی ہاں میں ہاں ملا دیا کرتے تھے۔  
جہاں تک میں نے سامرا میں لے ایران سے کوئی ضرورتی میں نہیں بھیجی اگر اس نے  
بھیجی ہو تو شاید بچے بھائی مرزا حیدر کے پاس لکھو بھیجی ہو۔

حس رمانہ میں مادشاہ کو ایران سے مدد کی اس لگتی ہوئی تھی اس وقت بھی ہمدوستانی  
شاہراہوں پر قابو پانے کی کوئی تدبیر نہیں ہوئی تھی وہ یہ ہے کہ مرزا حیدر لکھو جانے کو  
نہر کھدی دہلی میں ہیں آیا یہی شخص بڑا مسد تھا اس نے پہلے نو مادشاہ کو شاہ ایران سے خط  
دکھات کر پناہ دہ کیا اہا اگر یہ بیان ہوتا تو ضرور شاہراہوں کو بچے میں رکھے کی تدبیر  
بھی سمجھاتا۔

لارڈ ٹاٹلر مروے عیدین و نوروز مادشاہ کی سالگرہ کے دن خود سیر کے مادشاہ  
کو مدد میں دیکھتے تھے اس کو مدد کر دیا اہا اس سے مادشاہ کی ہتک ہوئی۔ حواں تحت  
کے ویسہدی و سلسلہ معاملہ میں بھی اسکو ٹری ہتک ہوئی۔ اسے انگریزی گورنمنٹ سے ہالفرم  
اگر کسی انگریزی احقر سے مخلصوں و نادہ تھا مگر وہ مدد بھیجی کا دقتن نہ تھا۔

مرید ہلے میں مادشاہ مدھی اصول کی یا مددی کیا کرتا تھا کہ دیوی اور صرف ہلڈتالی  
مرج کے سیاہی جی اس کے مرید۔ تھے ملکہ بہت نے آدمی اسے اپنا پیتر اسمتے تھے ملو  
سے پیتر ہی سے یہ علاج جاری تھا بہادشاہ کے والد بھی پیری مریدی کیا کرتے تھے۔  
بہادشاہ نے اللہ یہ مدت کی تھی کہ شخص ان کا مرید ہوتا تھا اسے ملکانی رنگ کا ایک مال

مجھے خواجہ سراؤں سے رُسعت اور کالیناں سے جن سے مجھے شدید قنبر کی معرفت کا غذا جانیکا حال معلوم ہوا تھا، یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ جب شدید قنبر کو دستخطی کاغذات دیئے گئے تو بادشاہ نے اسے ہدایت کی کہ یہ کاغذات مرزا نجف کو دیکر اس کے جواب اور نیز پیشتر کی تحریرات کا جواب مانگنا۔

میرے خیال میں اس کے سوا کوئی اور خبر اس ضمن میں اخبارات میں شائع نہیں ہوئی اگر مئی انھیں پڑھنا بھی تو مجھے خواجہ سراؤں سے اس کا حال معلوم ہو جاتا۔ جب اخباروں میں مرزا نجف کے ایران پہنچنے کی خبر شائع ہو چکی تو شدید قنبر یہاں سے روانہ ہوا۔ شدید قنبر کے جانیکے ایک سال بعد صوبہ اودہ انگریزی حدود میں شامل ہوا۔ ہنومان گڑھی کا واقعہ بھی شیریں قنبر کے بعد ہوا۔

جس وقت بوشہر پر لڑائی ہو رہی تھی بادشاہ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے ایران سے روپیہ اور فوج کی بہت کچھ امید تھی اور اس زمانہ میں اکثر وہاں کے حالات دریافت کرتا رہتا تھا۔ چونکہ ہر ایک بات پوشیدہ رکھی گئی تھی اس لیے پہلی تحریر کے وقت تو بادشاہ کی امید کا حال نہ کھلا مگر جب مرزا نجف کے ایران پہنچ جانیکی خبر لگی اور ساتھ ہی بوشہر میں لڑائی کی اطلاع ہوئی تو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو وہاں سے مدد کی امید ہے۔

بادشاہ کا یہ خیال تھا کہ میرے بعد سرکار میرے خاندان کو قلعہ سے نکال دیگی کیونکہ سرکار کا یہ خیال حزانہ فتح الملک کے حقوق تحت نشینی کے تصفیہ کے بعد ظاہر ہوا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ یہ بات تو بار بار کہا کرتے تھے کہ مرزا فتح الملک کو تحت نشینی کا لطف تو آئیگا نہیں کیونکہ بعد میرے میرے جانشینوں کے اقتیارات یا تو ضبط ہو جائیگے یا وہ قلعہ کے باہر نکال دیئے جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار کا ارادہ قلعہ کے

ظاہر کے مارے میں مادشاہ کے انتقال ہی پر منحصر نہ تھا۔

حس برآمد میں ایراں سے انگریزوں کی لڑائی جو رہی تھی بعض بعض شاہزادوں کی لشکروں  
لگی ہوئی تھیں کہ اگر روس نے ایراں کو مدد دیدی تو انگریز شکست پائیں گے اور ایرانی تمام  
ہندوستان پر قابض ہو جائیں گے اور مادشاہ بھی انکی ہاں میں ہاں ملا دیا کرتے تھے۔  
جہانگیر میں نے سامرا میں لے ایراں سے کوئی حردہلی میں نہیں بھیجی اگر اُس نے  
بھیجی ہو تو شاید پہلے بھائی مرزا حیدر کے پاس لکھو بھیجی ہو۔

حس زمانہ میں مادشاہ کو ایراں سے مدد کی اس لگی ہوئی تھی اُس وقت بھی ہندوستانی  
شاہزادوں پر قابو پانے کی کوئی تدبیر نہیں ہوئی تھی وہ یہ ہے کہ مرزا حیدر لکھنؤ جانے کے بعد  
چھ کھری دہلی میں نہیں آیا یہ تھیں بڑے مسدود اُس نے پہلے تو مادشاہ کو شاہ ایراں سے خط  
دکات کرے پرامادہ کیا اھا اگر یہ بیان ہوتا تو ضرور شاہزادوں کو پہلے اس میں رکھے کی تدبیر  
بھی سمجھاتا۔

لارڈ ڈائلبرو نے حیدر کو فوراً مادشاہ کی سالگرہ کے دن حیدر کو مادشاہ  
کو مدد دیکرتے تھے اُس کو مذکور دیا اھا اُس سے مادشاہ کی ہنگ ہوئی۔ حالِ سخت  
کے وسیع ہدی ہوئے معاملہ میں بھی اُسکو ٹری ہنگ ہوئی۔ اسے انگریزی گورنمنٹ سے بالعموم  
اور کسی انگریزی افسر سے بالخصوص مناد تھا مگر وہ مدد نہ دیا کیونکہ نہ تھا۔

مرید ہلے نے میں مادشاہ دہلی اصول کی یا سدی کیا کرتا تھا کہ دیوبند اور صرف ہندوستانی  
مرج کے سپاہی ہی اُس کے مرید۔ تھے ملک بہت بڑے آدمی اُسے اپنا پیشوا سمجھتے تھے طو  
سے پیشتر ہی سے یہ علاج جاری تھا بہادر شاہ کے والد بھی پیری مریدی کیا کرتے تھے۔  
بہادر شاہ نے التہ یہ حدت کی تھی کہ جو شخص اُن کا مرید ہوتا تھا اسے مغلانی رنگ کا ایک مال

مجھے خواجہ سراؤں سے رُسبت اور کالینجاں سے جن سے مجھے شیدی قبر کی معرفت کا غذا جانیکا حال معلوم ہوا تھا۔ یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ جب شیدی قبر کو دستخطی کاغذات دیئے گئے تو بادشاہ نے اسے ہدایت کی کہ یہ کاغذات مرزا نجف کو دیکر اُنکے جواب اور نیز پشتیر کی تحریرات کا جواب مانگنا۔

میرے خیال میں اس کے سوا کوئی اور خبر اس ضمن میں اخبارات میں شائع نہیں ہوئی اگر میں انہیں پڑھتا بھی تو مجھے خواجہ سراؤں سے اُس کا حال معلوم ہو جاتا۔ جب اخباروں میں مرزا نجف کے ایران پہنچنے کی خبر شائع ہو چکی تو شیدی قبر یہاں سے روانہ ہوا۔ شیدی قبر کے جانیکے ایک سال بعد صوبہ اودہ انگریزی حدود میں شامل ہوا۔ ہنومان گڑھی کا واقعہ بھی شیریں قبر کے بعد ہوا۔

جس وقت بو شہر پر لڑائی ہو رہی تھی بادشاہ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے ایران سے روپیہ اور فوج کی بہت کچھ امید تھی اور اُس زمانہ میں اکثر وہاں کے حالات دریافت کرتا رہتا تھا۔ چونکہ ہر ایک بات پوشیدہ رکھی گئی تھی اس لیے پہلی تحریر کے وقت تو بادشاہ کی امید کا حال نہ کھلا مگر جب مرزا نجف کے ایران پہنچ جانیکی خبر لگی اور ساتھ ہی بو شہر میں لڑائی کی اطلاع ہوئی تو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو وہاں سے مدد کی امید ہے۔

بادشاہ کا یہ خیال تھا کہ میرے بعد سرکار میرے خاندان کو قلعہ سے نکال دیگی کیونکہ سرکار کا یہ خیال حُر زفتح الملک کے حقوق تحت نشینی کے تصفیہ کے بعد ظاہر ہوا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ یہ بات تو بار بار کہا کرتے تھے کہ مرزا فتح الملک کو تحت نشینی کا لطف تو آئیگا نہیں کیونکہ بعد میرے میرے جانشینوں کے اقلیات یا تو ضبط ہو جائیں گے یا وہ قلعہ کے باہر نکال دیئے جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار کا ارادہ قلعہ کے

حلو کیا بہت کر نیکا خیال سمجھایا ہوا اور حالاً اُس نے یہ سمجھایا ہو گا کہ میرے بھائی عمر را  
 سع کے ایراں بھیجے سے پتیر شاہ ایراں کو بادشاہ کے شیعہ ہو جانے کا حال معلوم  
 ہو جائیگا اور اس مصیبت میں میرے بھائی کی بڑی قدر و منزلت ہوگی۔

بہادر شاہ اپنی تمامیر ملکی کے متعلق بہت کم احتیاط کیا کرتے تھے معمولی سے معمولی  
 ملازم بھی اُن پر حاوی تھا۔ حواحدہ سراسر ہر وقت اور ہر جگہ موجود رہتے تھے اس لیے اُس سے  
 کوئی بات پوشیدہ نہ تھی مادشاہ اپنی بیگمات سے بھی مصلحت ملکی میں رسلے لیا کرتے  
 تھے چاہے پریت محل سلیم کو خوش کرنے کے لیے اُس کے بیٹے حواحدت کے لیے جو کم  
 سی کے سبب ولیعہدی کے قابل بھی نہ تھا اُس کے ولیعہد ہوئے کی درخواست کی  
 ہر بعید کی بات حواحدہ سراؤں کو معلوم تھی اور وہ حلویت حواحدت تک میں آیا ہوا کرتے تھے  
 اور حواحدہ محبوب علی کے ہاتھ میں کل شاہی کاروبار تھے۔

حواحدہ مادشاہ نے شاہ ایراں کو لکھا میں نے یہیں دیکھا۔ حواحدہ میرے شاہراہ علی مت  
 کی رمانی معلوم ہوا وہ میں پہلے ہی میاں کر چکا ہوں۔ میرے خیال میں مادشاہ دہلی سے  
 رویے اور موج سے مدد مانگی ہوگی۔ مادشاہ رویہ پرچاں دیتا تھا میں کا تجربہ یہ ہے کہ  
 اُس نے بڑا پے میں ہا کر لالچ کیوہ سے ایساں ملا۔

میں نے کبھی یہ نہیں سنا کہ اس تحریر سے مادشاہ کا یہ ایلا تھا کہ ہندوستانی فوج کو  
 سرکا کے طاب عادت کرے پتا مادہ کیا جائے اور میرا خیال ہے کہ اس کا کچھ بھی  
 اشارہ ہو کیوہ کہ اس بات کا قلعہ میں کچھ بھی جریا نہیں ہوا۔

میرے خیال میں جب مادشاہ نے شاہ ایراں سے رسم اتحاد پیدا کر نیکا خیال کیا ہے  
 کسی کو بھی یہ سوچا ہو گا کہ ہندوستانی موج کے دلوں پر تاپا پائیں۔

میری مدد کرو امیری حالت اس وقت بہت زبون ہے مگر اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔  
 چند عینے کے بعد شہیدی قبر سنبھل کر سنے اور مکہ جانے کے لیے چھٹی کی درخواست کی۔  
 یہ درخواست صحن عسکری واپس کے ایک سیرزادہ کی معرفت منظور ہو گئی اور اس کو کچھ روپیہ مل کر  
 راہ بھی دیا گیا۔ چند روز کے بعد حبل نے جو سرکار کی طرف سے قلعہ میں مقرر تھا مجھ سے  
 شہیدی قبر کے جانے کی صداقت چاہی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے خیال میں شہیدی قبر  
 مکہ تو گیا نہیں وہ ایران گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس معاملہ کی خبر نہیں۔ مگر  
 بعد میں خواجہ سراؤں سے پتہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی وہ ایران گیا ہے اور سیرزادہ  
 صحن عسکری نے روانگی کے وقت کچھ کاغذات بھی دیئے ہیں جن پر بادشاہ کی مہر ثبت ہو  
 اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہیدی قبر مرزا نجف کے پاس بھیجا گیا تھا کہ بادشاہ کی تحریر  
 کا کچھ جواب ملنا چاہیے۔ چونکہ مرزا حیدر نے بادشاہ کے مذہب کی تبدیلی کرائی تھی اس لیے  
 یہ کل معاملات سنیوں سے (جن میں سے ایک میں بھی ہوں) چھپائے گئے تھے مگر خبریں  
 مجھے اور لوگوں سے معلوم ہوئیں۔ یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ جس زمانہ میں بوشر پر لٹائیاں  
 ہو رہی تھیں اس وقت بادشاہ کو وہاں کے حالات معلوم ہونیکا بڑا اشتیاق رہتا تھا۔

مرزا حیدر معمولی شخص نہ تھا وہ بادشاہ کا عزیز یعنی بھتیجا تھا اور لکھنؤ میں اسے ایک  
 ہزار روپیہ تنخواہ بھی ملتی تھی وہ شیعہ تھا اس کے مذہب کی رو سے جو شخص کسی کو لاندہ  
 کرے وہ عابد اور قابل قدر خیال کیا جاتا ہے اس نے بادشاہ کے مذہب بدلنے پر اپنا  
 ذاتی فائدہ ضرور مد نظر رکھا ہو گا اور نیز یہ کہ بادشاہ کے شیعہ ہو جانے سے تین بادشاہ  
 ایک مذہب کے ہو جائیں گے۔ یعنی شاہ دہلی و لکھنؤ و ایران۔

کچھ شبہ نہیں کہ مرزا حیدر ہی نے اپنے کثیر فائدے کی امید پر بادشاہ کو شاہ ایران سے

لکھو جا کر مراد شاہ کے ایک علم کو بادشاہ کی طرف سے شاہ عباس کے مقبرہ پر چڑھایا اور  
 ایک چسلی لٹھ جس پر بادشاہ کی مہر ثبت تھی اور جس کا مصموں یہ تھا کہ میں تیری مہر کو ہند میں  
 تبلیغ کرنا اور خوشیہ ہونا چاہتا ہوں معتمد کو دیا۔ یہ حرچیدار ساہرا دوں کے حلوٹ سے ح  
 تھی شہزادہ چند سیوں کی درخواست سے معلوم ہوئی۔ اُس میں سے ایک شخص مسیحی عبد اللہ  
 تھا جس کی درخواست تھی جو دہلی کا رہنے والا تھا مگر اُس وقت لکھنؤ میں رہتا تھا اور ایک عورت  
 شیشی لال کی جو شیر بادشاہ کا ملازم تھا مگر بعد میں لکھنؤ میں نوکر ہو گیا تھا۔ جب یہ حرشہر  
 میں مشہور ہوئی تو عاص حاصلہر بادشاہ کے پاس گئے اور اس کی اصلیت دریافت کرنی چاہی  
 بادشاہ نے جواب دیا کہ مراد حیدر نے بہت سے لکھے ہوئے کا عدول پر میری مہر ثبت کی تھی  
 اور انکو اپنے ہمراہ لکھنؤ لے گیا تھا اور ایک شخص میں نے معتمد کو بھی لکھا تھا جس کا مصموں یہ  
 تھا کہ مجھے اہلیت سے محبت ہو اور جس شخص کو اُن سے اُنس ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ بعد  
 میں بادشاہ کی درخواست پر ایمنٹ لفٹ گورنر نے اُس شخص کی ایک نقل معتمد سے منگوا دی  
 اُس کا مصموں بالکل وہی تھا اور درخواستوں سے معلوم ہوا تھا۔ اس سے یہ یقین چھیا  
 کہ علاوہ شفق کے بادشاہ نے شاہ ادودہ کو بھی حو شیعہ تھا کوئی تحریر بھی تھی اور مراد حیدر کو اس  
 یہ امید ہوئی کہ اگر بادشاہ دہلی اور شاہ ادودہ کی ملاقات ہو جائے تو مجھے کچھ فائدہ پہنچ جائے گا  
 ایک ہی سال بعد مراد خف کے ایمان جا بھی کر آئی۔ مراد خف مراد حیدر کے بھائی  
 ہیں اور ادودہ دہلی کے تھے۔ یہ حرمولوی مقرر کے احار میں چھپی تھی اُس میں یہ بھی لکھا  
 تھا کہ شاہ ایران نے اُنکے ساتھ بہت اچھا رتاؤ کیا۔ میں نے مراد خف کے رُخ سے دوست  
 مراد علی بخت سے دریافت کیا تھا کہ وہ بادشاہ کی طرف سے کوئی خط شاہ ایران کے نام لکھے  
 ہیں۔ انہوں نے خط کا احوال کیا اور کہا اُس میں بادشاہ نے یہ لکھوایا کہ میں شیعہ ہو گیا ہوں

روز میں ہوتی تھیں یہ خبر سنی سنائی کہتا ہوں کوئی ثبوت نہیں دے سکتا۔

غلام عباس وکیل قیدی کو اس کا سابق حلف یا دولا یا گیا (جرح حج ایڈوکیٹ)

(سوال ۱) ان ۱۲ کاغذات کو دیکھو آیا یہ قابل اعتبار ہیں یا نہیں؟

(جواب) جن پر پینسل سے حکم لکھا ہے وہ قابل اعتبار ہیں کیونکہ پینسل حکم قیدی ہی کے قلم کے ہیں۔ دیگر کاغذات کی نسبت بھی یہی نہیں کہہ سکتا کہ وہ قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ دستخط خود بادشاہ کے ہاتھ کے ہیں۔

### شہادت حکیم حسن اللہ خان

لاڑواہین برو کے عہد انتظام میں جس وقت سے گورنر جنرل کا بادشاہ کو تہرہ دینا بند ہوا ہے بادشاہ ہر وقت اُداس رہا کرتے تھے اولاً تو انھوں نے اس معاملہ کے لئے ولایت میں تحریک کی اور بعد میں ہمیشہ اس حکم کے شاکہ رہے اس کے سبب اپنی بددلی ظاہر کرتے رہے۔ بعد میں جب گورنمنٹ نے انکی یہ خواہش کہ ان کا چھوٹا بیٹا جواں بخت باوجودیکہ یہ بچہ پانچپن تھا کہ سب سے بڑا لڑکا مرزا فتح الملک ان کے بعد گدھی نشین ہوگا و لی عہد بنا دیا جائے پوری نکی تو ان کو اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ اُس کے کچھ عرصہ کے بعد مرزا حیدر سپہ مرزا خان بخش سپہ مرزا سلیمان شکوہ مع اپنے بھائی مرزا مراد کے لکھنؤ سے دہلی آئے۔ وہ بیشتر بادشاہ سے ملاقات کیا کرتے تھے سب سے پہلے انھوں نے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ ایجنٹ کو لکھنا چاہئے کہ میں (بادشاہ) نے ان شاہزادوں کو گورنمنٹ کے دفتر میں اپنا ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ ایجنٹ لکھنؤ گورنر نے اس انتظام کو پس وجہ سے منظور نہ کیا کہ ایسے فرائض پر کبھی شاہزاد مقرر نہیں ہوئے۔ پر یہ شاہزادے بادشاہ کی مہر ثبت کر کے چند کاغذات اپنے ہمراہ لے گئے وہ بلا روک ٹوک محلات شاہی میں بھی آیا جایا کرتے تھے۔



(جواب) نمبر ۱۶ قیاعدہ کو لری کے ایک مسلمان امیر سنی مراعاتی خان نے مجھے تذکرہ  
 کیا تھا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ انقلاب صرف ہونگا اور انگریزی حکومت جاتی رہے گی  
 یہ گفتگو تیار میں ہوئی تھی اور اب مجھے یاد ہیں کہ ۱۹۵۵ء میں ہوئی تھی یا ۱۹۵۶ء میں  
 ۔ الہ کیا تم نے کبھی کسی ہندوستانی کو یہ کہتے بھی سنا کہ انگریزوں کو یہاں حکومت  
 رہنے کے مستند زمانہ گر گیا اور انکی حکومت اب زیادہ رہے گی؟ (جواب) نہیں

(سوال) کیا کمپنی کی حکومت کے خلاف ہندو زیادہ تھے یا مسلمان؟ (جواب) مسلمان  
 (سوال) کیا تھے ساہ فارس کی معوج ہندوستان آنکی حریف سی تھیں یا ہندوستانیوں  
 کو انگریزوں اور ایسویوں کی لڑائی کا تذکرہ کرتے سنا تھا؟

(جواب) نہیں مجھے کسی ہندوستانیوں سے اس بارہ میں گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا  
 جو کچھ مجھے حریف معلوم ہوتی تھیں انگریزی احادوں سے ملتی تھیں۔

(سوال) کیا ہندوستانیوں کو روس کے ہندوستان میں آٹیکا میں تھا یا ملوہ سے  
 پشتر وہ اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے؟

(جواب) نہیں میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے ہندوستانیوں سے ملنے کا  
 اتفاق نہیں ہوا۔

قیدی نے حج سے انکار کیا (حج عدالت)  
 (سوال) جو کچھ تم نے دہلی پر ہڑتاء کی رو سے تم یہ جگہاں کر سکتے ہو کہ قیدی باغیوں سے  
 سمجھتی نہیں ہے؟

(جواب) جو کچھ میں نے اس قیدی میں کہہ سکتا ہوں اتنا اڑا ملوہ سے مارا ملکی ظاہر  
 کی تھی مگر اب اس سے کہہ نہیں سکتے کہ وہ کیا تو قیدی میں مل گیا اور یہ بات پھر

(سوال) کیا مسعود نے روس یا کسی اور چیز سے کمپنی کی ملازمت ترک کر چکی تریغیب دی؟  
 (جواب) نہیں۔ (سوال) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جو کچھ مسعود نے تم سے ملازمت ترک کرنے کے لئے کہا وہ بادشاہ یا کسی اور اہلکار کی طرف سے کہا۔ یا خود

(جواب) میں ایسا خیال نہیں کرتا مجھے تو یہ اُسی کی بیوقوفی معلوم ہوتی ہے  
 (سوال) کیا تمہیں معلوم ہے کہ کسی اور سے بھی کمپنی کی ملازمت ترک کر چکی اور شاہی ملازمت اختیار کرنے کے لئے کہا تھا؟ (جواب) مجھے نہیں معلوم

(سوال) جو چاچا تیاں غدر سے پیشتر گاؤں گاؤں تقسیم ہوئیں انکی نسبت بھی تمکو کچھ معلوم ہے  
 (جواب) نہیں۔ میں اُس وقت اپنے گاؤں میں چھٹی پر تھا میں نے صرف انکے تقسیم ہونے کی خبر سنی تھی کسی نے اُسکی وجہ مجھے نہیں بیان کی۔

(سوال) اُسی سے کتنے پیشتر سے تم دہلی میں تھے؟  
 (جواب) تیرہ یا چودہ روز پہلے سے۔

(سوال) کیا اُن دنوں میں لوگوں کو کہتے سنا کہ غقریب فساد ہو گیا ہے؟  
 (جواب) میں بیمار تھا شہر والوں سے بات کر نیکا مجھے موقع نہیں ملا۔

(سوال) تم بیان کر چکے ہو کہ مسعود نے تم سے بعد بلوہ کے روسیوں کے تمام ملک لینے کا تذکرہ کیا تھا۔ کیا تمہارے نزدیک شہر والوں کا بھی یہی یقین تھا؟

(جواب) ہاں میں تو ایسا ہی خیال کرتا ہوں مسلمانوں میں جن سے مجھے ملنے کا موقع ملا تھا اس کا عام تذکرہ ہوتا تھا۔ اُن کا گمان تھا کہ آئندہ موسم گرما میں روس یہاں آئیگا۔

(سوال) بلوہ سے پیشتر تمہیں اپنی رجٹ کے ہندوستانی افسروں سے کمپنی کی ملازمت پر گفتگو کر نیکا موقع ملا تھا؟

(جواب) منسجم اتحاد کو لوری کے ایک مسلمان امر سنی مراعاتی جان نے مجھے تذکرہ کیا تھا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ انقلاب ضرور ہو گا اور انگریزی حکومت ماتی بریگی یہ گفتگو تیار ہیں ہوئی تھی اور اب مجھے یاد ہیں کہ ۱۸۵۷ء میں ہوئی تھی یا ۱۸۵۸ء میں (سوال) کیا تم نے کبھی کسی ہندوستانی کو یہ کہتے تھے کہ انگریزوں کو یہاں حکومت کرتے کس قدر مہار گر گیا اور انکی حکومت اب زیادہ بریگی؟ (جواب) نہیں

(سوال) کیا کہیں کی حکومت کے خلاف ہندو زیادہ تھے یا مسلمان؟ (جواب) مسلمان (سوال) کیا تمہیں شاہ فارس کی معوج ہندوستان آنکی حریف سی تھیں یا ہندوستانوں کو انگریزوں اور ایمائیوں کی لڑائی کا تذکرہ کرتے ساقا؟

(جواب) نہیں مجھے کبھی ہندوستانوں سے اس بارہ میں گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا جو کچھ مجھے حریف معلوم ہوتی تھیں انگریزی امانوں سے ملتی تھیں۔

(سوال) کیا ہندوستانوں کو روس کے ہندوستان میں آئیگا بیتیں تھا یا ملوہ سے پستروہ اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے؟

(جواب) نہیں میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے ہندوستانوں سے ملے کا اتفاق نہیں ہوا۔

قدی سے جرج سے انکار کیا (جرج عدالت)

(سوال) جو کچھ تم نے دہلی ریپورٹس انکی رو سے تم یہ کہاں کر سکتے ہو کہ قدی ہامیوں سے سمجھتی نہیں ملا؟

(جواب) جو کچھ میں نے اس اس قد میں کہہ سکتا ہوں اتنا ازا ملوہ سے مارا منگی ظاہر کی تھی مگر جب اس سے اپنے تئیں اس سے پتے روکیا تو قد میں مل گیا اور یہ بات ہندو

(سوال) کیا مسعود نے روپیہ یا کسی اور چیز سے کمپنی کی ملازمت ترک کر نیکی ترغیب دی؟  
 (جواب) نہیں۔ (سوال) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جو کچھ مسعود نے تم سے ملازمت ترک کر کے  
 کیے کہا وہ بادشاہ یا کسی اور ملکار کی طرف سے کہا۔ یا خود

(جواب) میں ایسا خیال نہیں کرتا مجھے تو یہ اُسی کی بیوقوفی معلوم ہوتی ہے  
 (سوال) کیا تمہیں معلوم ہے کہ کسی اور سے بھی کمپنی کی ملازمت ترک کر نیکی اور شاہی ملازمت  
 اختیار کرنے کے لیے کہا تھا؟ (جواب) مجھے نہیں معلوم

(سوال) جو چاہتیاں اندر سے پیشتر گاؤں گاؤں تقسیم ہوئیں انکی نسبت بھی تمکو کچھ معلوم ہے؟  
 (جواب) نہیں۔ میں اُس وقت اپنے گاؤں میں چھٹی پر تھا میں نے صرف اُنکے تقسیم  
 ہونے کی خبر سنی تھی کسی نے اُسکی وجہ مجھے نہیں بیان کی۔

(سوال) اسی سے کتنے پیشتر سے تم دہلی میں تھے؟  
 (جواب) تیرہ یا چودہ روز پہلے سے۔

(سوال) کیا اُن دنوں میں لوگوں کو کہتے سنا کہ غمگین فساد ہو رہا ہے؟  
 (جواب) میں بیمار تھا شہر والوں سے بات کر نیکا مجھے موقع نہیں ملا۔

(سوال) تم بیان کر چکے ہو کہ مسعود نے تم سے بعد بلوہ کے روسیوں کے تمام ملک لینے کا  
 تذکرہ کیا تھا۔ کیا تمہارے نزدیک شہر والوں کا بھی یہی یقین تھا؟

(جواب) ہاں میں تو ایسا ہی خیال کرتا ہوں مسلمانوں میں جن سے مجھے ملنے کا موقع  
 ملا تھا اس کا عام تذکرہ ہوتا تھا۔ اُن کا گمان تھا کہ آئندہ موسم گرما میں روس یہاں آئیگا۔

(سوال) بلوہ سے پیشتر تمہیں اپنی رجسٹر کے ہندوستانی افسروں سے کمپنی کی ملازمت  
 پر گفتگو کر نیکا موقع ملا تھا؟

مشورہ دیتا ہوں۔ میں نے اسکی وہ پوچھی تو اس سے جواب دیا کہ موسم گرما میں روسی تمام مقامات پر پاقعد کر لیجئے میں نے اس کے ان خیالات پر قہقہہ مارا اور اس سے کہا کہ اس وقت تو ماؤ مجھ پر صحت نہیں ہے میں تم سے کسی اور وقت ملو گا۔ یہ گفتگو بخشی ۱۷ کو وقت ۱۱ بجے دن کے ہوئی اسکے بعد وہ بھرہ آیا اور ج میں کو توالی سے رہا ہو کر نکسے ہاں گیا تو اس نے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ تم وہاں سے چلے آؤ۔ اس نے محمد سے یہ بھی کہا کہ ایک ملشی قسرامی ملوہ سے دو سال پیتر یہاں سے قسطنطنیہ روانہ ہو چکا اور اسکی رواجی کے وقت اسکے مکہ جایکا ہوا۔ کیا گیا تھا مگر وہ دراصل مادشاہ کی طرف سے بطور ایلمچی روسیہ سے مدویسے گیا ہے اور قسمرے رواجی کے وقت یہ کہا تھا کہ میں دو سال میں واپس آؤں گا۔

(سوال) کیا تمہارے وہاں قیام کے زمانہ میں مسعودے ملوہ کے متعلق تم سے کچھ اور بھی کہا ہے (جواب) ہمیں ملوہ کے متعلق تو کچھ اور نہیں کہا البتہ وہ رات کو مکاں پر واپس آیا کرتا تھا اور جو کچھ دن میں گزرتا تھا وہ کل حرن مجھے سایا کرتا تھا اس نے ایک موقع پر مجھے یہ بھی خبر دی تھی کہ مادشاہ نے اپنے تمام بیٹوں اور عائدین کو ایک دن مدامام میں جمع کر کے کہا کہ عاری الدین مگر کی لڑائی ہوئی ہے تم لوگ میری طرف سے توجہ اٹھاتے ملے جو جس کا سبب ناٹا لڑائی ہے۔ مادشاہ نے یہ بھی کہا کہ اس وقت تم سکو اتفاق کر کے انگریزوں کو پھاڑی پر سے نکال دیا جائیے اگر تم ایسا نہ کرو گے تو یاد رہے انگریز تیرا کایح دنیا سے میت ونا لو کر دیں گے۔ مسعودس یا مارو ستاسی مستی ملا لیا گیا اور تیرا مادشاہ کے حاص ملازموں میں تمام ہر وقت اسکے ساتھ رہتا تھا اور جو کچھ اس نے کہا وہ سب صحیح ہوا۔

نے سٹر جارج سکر کے ہال پکڑ کر کو توالی سے پچاس قدم کے فاصلہ پر بٹھا اپنے پستول سے  
 اُنکے گولی باری پراگد گولیاں بھی چھوٹیں اور اُنکا وہیں کام تمام ہو گیا۔ میں کھڑا سوچ رہا  
 تھا کہ سوار آ کر اب میرا بھی یہی حشر کریں گے مگر سٹر سکر کو مار کر وہ فوراً قلعہ کی طرف دوڑ کر گئے  
 پر مجھے کو توالی کے ایک حوالدار نے حکم دیا کہ اور قیدیوں کے پاس جا کر بیٹھو اور میں ہاں  
 چالیس اور قیدیوں کے ساتھ جن میں مرد عورتیں اور بچے تھے کوئی کچیس روز رہا اسکے  
 بعد مولوی اسماعیل نے یہ شہادت دیکر کہ ہم مسلمان ہیں اور اگر مسلمان نہیں ہیں تو آٹ  
 مسلمان ہو جائیں گے اور جو شخص مسلمان ہو جائے اُسے قتل نہ کرنا چاہیے چھوڑو دیا۔  
 مگر ہم کو شہر سے نکلنے کی اجازت نہ دی اور میں پھر ایک حبشی کے ہاں جس کا نام مسعود تھا رہا  
 (سوال) کیا تمہاری اس شخص سے پہلے سے ملاقات تھی؟

(جواب) میں اس شخص سے خوب واقف تھا یہ پہلے کرنل سکر کے ہاں ملازم تھا جہاں سے  
 وہ ۱۸۶۲ء میں خود علیحدہ ہو گیا تھا۔

(سوال) بلوہ کے زمانہ میں یہ حبشی کس کے ہاں ملازم تھا؟

(جواب) بادشاہ کے ہاں اور کئی سال سے وہاں تھا۔

(سوال) کیا اُس نے تمہیں کبھی کمپنی کی ملازمت ترک کرنے اور بادشاہی ملازمت اختیار  
 کرنیکی ترغیب دی؟

(جواب) ہاں اُس نے مجھے اس کا تذکرہ کیا تھا بلوہ ہونے سے تین روز قبل میرے مکان  
 پر گیا تھا میں اُس وقت اپنے رسالہ کے گھوڑے دیکھ رہا تھا اُس نے مجھے کہا کہ مجھے تم سے  
 کچھ کہنا ہے جب میں اُسکے حلیہ میں گیا تو اُس نے مجھے کہا کہ کیا اچھا ہوا اگر تم مع اپنے  
 رسالہ کے کمپنی کی ملازمت چھوڑ کر شاہی ملازمت کر لو۔ اُس نے مجھے کہا کہ میں تم کو دوستانہ

اس سے کہا کہ دن بھر مجھے چھپاؤ اور کسی نہ کسی طرح مجھے شہر سے نکال دو۔ میں ایک ستارہ در  
 اسکے مکان پر بارہو سر سے دن اُٹھوں نے مجھے کہا کہ میرے پڑوسیوں کو تمہارے  
 یہاں چھپنے کی خبر نہیں ہے اس لیے میں قلعہ حاتمہوں کہ مادساد سے بخاری محاملت  
 کے لیے کچھ گار دے آؤں۔ مستخرج سکتے ہی اسی کے مکان میں چھپے ہوئے تھے۔  
 ایک گھنٹہ کے بعد اُس نے مجھے کہلا بھیجا کہ بادشاہی طبیب حکم احسن الدعاں مجھ پر سخت  
 ناراض ہو کہ تمہیں عیسائیوں کو اپنے مکان میں کیوں چھپا رکھا ہے حکیم احسن اللہ حال کھمرا  
 عظیم میگ میں رشتہ داری بھی اور کہلا بھیجا کہ فوراً مکان خالی کر دو۔ جیساچہ میں تو حیرت  
 ہی وہاں سے چلا گیا مگر مشرطاج سکتے اسکے ملازموں کے رماں حاتمے میں دستور چھپے  
 ہے۔ میں سوار بہادر کے مکان سے کوئی دو سو گر گیا ہنگامہ میں نے ماعی سپاہیوں کو کہتے  
 دیکھا ایک مسجد قریب ہی تھی میں اُس میں چلا گیا اور خیال کیا کہ اگر چپکا یہاں بیٹھ گیا تو ستارہ  
 ماعی یہاں سے مجھے دیکھ لے لیر چلے جائیں مگر جب وہ مسجد کے پاس آئے تو ان میں سے ایک  
 نے مجھے پہچان لیا اور پکارا کہ ایک انگریز مسجد میں چھپا ہوا ہے اُٹھو اُٹھو مجھے پکڑ لیا اور  
 مرا عظیم میگ کے مکان پہنچ کر مشرطاج سکتے کو بھی گرفتار کر لیا۔ وہ ہم دونوں کو لیکر کوتوال  
 کی طرف چلے کر اسے میں سر لائٹ کو لہری کے گیارہ سوار اور بھی لے اور لٹکا کر پوچھا  
 تم کون ہو اور ان قیدیوں کو کہاں لے جائے ہو کیا یہ عیسائی ہیں اُٹھو اُٹھو جواب دیا  
 کہ ہاں ہم ابھس کو توالی لے جاتے ہیں اس پر اُٹھوں نے کہا کہ کو توالی لے جائے  
 کیا نائمہ لاؤ انھیں یہیں مدوق سے مار دیں۔ سپاہیوں نے کہا کہ کو توالی یہاں سے  
 قریب جو انھیں وہاں حاتمے دو معد میں تھا لاؤ وہی جا ہے لٹکا کر ما کو توالی پہنچا کر اُٹھوں نے  
 کو توالی سے رپورٹ کی کہ ہم دشکار لائے ہیں کو توالی نے کچھ جواب نہ دیا اور ایک سو

مذاق کرتا ہوں۔ میں نے کہا، "اگر جیسا کہ تم کہتے ہو ایسی صورت ہو تو سب سے پہلے مختار  
 ہی سر کھلا جائیگا" اس نے کہا کہ ایرانی دہلی کی طرف آرہے ہیں اور جب وہ دہلی پہنچ جائیگا  
 تو اول تم دونوں ہی گرفتار ہوگی اور میں تمہیں بچا کر لاؤنگا۔ اس کے بعد وہ چھاپے پاں  
 سے چلا گیا میرے خیال میں یہ گفتگو پر پہلے شہداء میں ہوئی۔

قیدی نے جرح سے انکار کیا اور شاید کو عدالت سے جائیکا حکم ملا۔

(دستریوں دن کی کارروائی)

صادق الاخبار کی اصل و ترجمہ قیدی کے روبرو پڑھا گیا جس میں بلوہ کے متعلق  
 خبریں تھیں (دٹھا رہویں دن کی کارروائی)

جان اریوریٹ بقاعدہ کولری کی چودہویں رحمت کا سابق سارجنٹ اور پولیس کا موجودہ رسالہ دار  
 عدالت میں طلب ہوا اور اسے حلف دیا گیا۔ (دع جج ایڈوکیٹ)

(سوال) کیا اسٹیٹسٹ کو تم دہلی میں تھے؟

(جواب) میں دہلی ہی میں تھا۔

(سوال) بلوہ کے متعلق جو تم نے دیکھا ہو بیان کرو؟

(جواب) ۹ بجے کے قریب میرے آئے ہوئے باغی شہر میں داخل ہوئے اور آتے ہی  
 انگریزوں اور عیسائیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا آٹھ گھنٹے کے بعد میگزین کے قریب بندھتے  
 چھٹنے کی آوازیں آئیں۔ میں دہلی میں بیماری کی چھٹی پر تھا بیماری کی وجہ سے چپ چاپ  
 گھیر میں بیٹھا رہا۔ چونکہ کرایہ کے مکان میں رہ کر مجھے اپنی جان کا خوف تھا اس لیے اندھیرا  
 ہونے پر میں وہاں سے نکل کر کونسل سیکٹر کے مکان پر پہنچا اور وہ رات وہاں بسر کی۔ صبح  
 ہونے پر مرزا عظیم بیگ و منبرا بقاعدہ کولری کا پنشن یافتہ سردار بہادر کے مکان پر گیا۔ اور



یا تم کو اطلاع ملی کہ کیا ہوئے والا ہے۔

(حواہ) ہاں انھوں نے صاف العاطفین کہہ دیا تھا کہ ملوہ ہو گا اور اتنا لہ کی رات کی آتشزدگی اس کا ثبوت ہے۔ پہلی آگ تو حسد میں عیلہ والے کا تو سچھوڑے اسوقت لگی اور اس دل سے اسکی تکبر اور رات کو آگ لگتی رہی۔ ہم نے اس عیلہ والے کا تو س پہلے پہل اس پر پل کو چھوڑے تھے باوجودیکہ گورنمنٹ سے اس شخص کو حوالم کی اطلاع نے ٹرانعام نیسے کا پالغ بھی دیا تھا مگر کسی نے آتشزدگی کی بات کسی کوئی اطلاع نہیں دی یہ بھی ایک خاص بات عام مدلی اور ملوہ ہو چکی سرمدتی تھی۔ میں نے مکمل و جی بیڈ کو اس وقت میں اس وقت اس سال میں سے اس بات کی رپورٹ کی اور مسیعموں کی ایک حصہ تحریر کیا اسٹیشنس کو حرج کا اسٹنٹ ایڈ جرنل حوالہ بھی۔ گواہ کو دہائی کا حکم دیا گیا۔ اظہار مس علیمنگ یعنی سارٹ علیمنگ کی سیم عدالت میں طلب ہوئی اور اسکو طلع یا گیا

### حرج ایڈ وکیٹ

(سوال) گوشتہ اپریل کی آخری تاریخوں میں کیا تم ریت محل قیدی کے مکان میں رہتی تھیں اور کیا تم نے حواہ بخت کو وہاں دیکھا تھا۔ (حواہ) ہاں

(سوال) اتچا کو کچھ اس موقع پر گرا سیاں کروا

(حواہ) میں حواہ بخت کی سالی کے پاس بیٹھی تھی اور وہ اپنی بیوی کے پاس کھڑا تھا۔ میری اکلوتی لڑکی مسٹی سنگھی بھی میرے ساتھ تھی۔ میں حواہ بخت کی سالی سے باتیں کر رہی تھی کہ میری بیٹی نے مجھے کہا۔ اتنا تم سستی بہ یہ ستریا می کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے میں چہد سی رو میں انگریزوں کو مارا کرو دھکا اور پھر مہدوں کو قتل کرونگا۔ یہ س کر میں حواہ بخت سے مخاطب ہوئی اور اس سے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو چہ اس سے حواہ دیا کہ میں و

(جواب) انہالے والے تو اس بات کو کبھی کبھی اس طرح ظاہر کیا کرتے تھے گویا انھیں یہ بات ناپسند معلوم ہوتی تھی مگر جب غدر ایک ہفتہ بعد میں کرنال میں منبر کو لڑی کے سپاہیوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے یہ کہا کہ تم نے کل ہندوستان فتح کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا اب کوئی ایسا ملک نہیں رہا جو تمہیں لینا ہوا اور تمہارا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے دین و ملت پر بھی حملہ کرو۔ یہی اس وقت کرنال میں کسرپٹ افسر تھا اور وہ سپاہی ہمارے وفادار تھے۔

(سوال) کیا سپاہیوں نے انگریزی و غلطوں کو دسیوں کے عیسائی بنائیں بھی تم سے شکایت کی تھی؟

(جواب) نہیں میں نے اپنی زندگی میں نہیں سنا۔ اسکی تو انھیں ذرا بھی پروا نہ تھی۔

(سوال) کیا جو کار توں ڈپو میں سپاہیوں کو استعمال کے لیے دیئے جاتے تھے اُن میں چربی ملی ہوئی تھی۔

(جواب) نہیں۔ میگزین سے بھرنے کے وقت اُن میں چربی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ اور جن کار توں پر تقسیم سے پہلے چربی ملی ہوئی تھی وہ انھیں نہیں دیئے جاتے تھے بلکہ انھیں سارے کار توں دیدیئے جاتے تھے اور وہ خود موم روغن ملا کر کٹتے تھے جو بازار سے خرید لایا کرتے تھے۔ (سوال) زبردستی بیدین کرنا بھی بابت کیا ہندو مسلمانوں کی شکایت میں کچھ ہنسیا تھا؟

(جواب) ہاں کار توں کے مسئلہ پر تو مسلمان ہنسا کرتے تھے اور ہندو بے دین ہو جانے کے خیال سے سخت شاکی تھے مگر الحاق! وہ کی بابت میں نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان رنجیدہ ہوئے یا نہیں؟ قیدی سپاہیوں سے انکار کیا۔

(رجع عدالت)

(سوال) کیا بلوہ سے پیشتر تم نے اپنے سپاہیوں کے طرز عمل میں کوئی نئی بات محسوس کی

ہیں جس شکاریہ ہے کہ ہمیں دہندوستانیوں کی رر دستی کھالی پڑیگی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سے ایک دن جزا دین دے کے لئے کہا جاوے گا۔ اور وہ یہ کہا کرتے تھے حیا کھانا دیا دیں۔  
 (سوال) کیا تمہارے خیال میں ڈوپہیں حقد ر سپاہیوں کے دستے تھے اُن سکا ہی خیال تھا  
 (جواب) ہاں میرے نزدیک تو سکا ہی خیال تھا  
 (سوال) کیا اُس میں یہ بھی چرچا تھا کہ گورنمنٹ اُنکو دے دین کرے کے لئے آئے ہیں پس ہوتی  
 ہڈیاں ملوا رہی ہے۔

(جواب) پہلے یہ خبر میں نے ماہ بلوچ میں سنی تھی۔ مجھے یہ شکایت ہوئی تھی کہ حقد ر آٹا ڈوپہ  
 سے سپاہیوں کو دیا جاتا ہے اُس سب میں پس ہوتی ہڈیاں ملی ہوئی ہیں۔  
 (سوال) کیا تمہارے نزدیک کل سپاہی اسی خیال پر مبنی ہوئے تھے؟  
 (جواب) میں نے مختلف اور سپاہیوں کے خط دیکھے مجھے سپاہیوں نے ثبوت میں دکھائے  
 کہ اس آٹے میں سیرج ہڈی ملی ہوئی ہے۔

(سوال) کیا تم سے سپاہیوں نے اہمات کی بھی شکایت کی جسکی وجہ ملائی جا رہے ہوں  
 (جواب) انھں صرف اس مات کی شکایت تھی اور یہی اندیشہ تھا کہ گورنمنٹ رر دستی ہمیں  
 دین سے دے دیں کرنا چاہتی ہے۔

(سوال) کیا انھوں نے تم سے گورنمنٹ کے ہمد و میواؤں کے اور دوا ح تانی کے بارے میں  
 دس امازی کرنے کا بھی تذکرہ کیا؟

(جواب) ہاں اسارہ میں انھوں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ گورنمنٹ ملے افاق پر بھی حلا کرتی ہے  
 (سوال) کیا انھوں نے اودو کے لیے یہ پرکھی یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ کل ہمد و ستانی  
 ریاستوں کو راد کو دیگی؟

اس حرکت کی شکایت فریز صاحب سے کی مگر انھوں نے یہ کہہ کر کہ وہ بیوقوف ہی بات کو  
 ٹال دیا۔ اسکے بعد مٹھی کو وزیر اعظم نے میرے لڑکے کو اپنے پاس بیٹاتی حساب کے لئے  
 بلایا اس موقع پر بھی جواں نجات نے اُسے بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہا کہ چند ہی دن میں تیری  
 گردن اترو لے دیتا ہوں۔ چنانچہ میرا لڑکا بھی بلوہ میں قتل ہوا۔

قیدی نے جرح سے انکار کیا اور گواہ کو واپسی کا حکم دیا گیا۔

سولہویں دن کی کارروائی

دسویں ہندوستانی پیدل کا کپستان ماٹینو عدالت میں طلب ہوا اور اسکو باضابطہ حلف  
 دیا گیا۔ (دفعہ جج ایڈوکیٹ)

(سوال) کیا جنوری لغایت مئی ۱۹۴۷ء تم انبالہ میں ڈپو کے بند و قچیوں کے معلم رہے۔  
 (جواب) ہاں۔ اُس زمانہ میں میں وہاں معلم بند و قچیاں تھا۔

(سوال) کیا ہندوستان کی ہر ایسی رجسٹرڈ کے سپاہیوں کا دستہ وہاں بند و قچیاں کی  
 تعلیم کے لئے آیا کرتا تھا؟

(جواب) نہیں ہر رجسٹرڈ میں سے نہیں بلکہ ہندوستانی رجسٹرڈ میں سے ہر چوالیس آدمیوں  
 میں سے پانچ سپاہی آیا کرتے تھے۔

(سوال) کیا تم نے ان آدمیوں سے ان چاہتیوں کے متعلق جو ان اضلاع کے مختلف  
 دیہاتوں میں بلوہ سے پیشتر تقسیم ہوئی تھیں کچھ استفسار کیا تھا؟

(جواب) میں مختلف سپاہیوں سے اکثر اس معاملہ پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ میں نے ان سے  
 پرچیا کہ تم ان چاہتیوں سے کیا مطلب نکالتے ہو اور یہ کس نے تقسیم کرانی تھیں انھوں نے  
 جواب دیا چونکہ وہ جہازی بسکٹوں کی مانند ہیں چنانچہ یہ یقین ہو کہ سرکار کی طرف سے تقسیم ہوئی

دعوائے ہاں میرے ایک قدیم ملازم نے جو عرصہ ۲۰ سال سے میرے عمارتوں کا کھوار  
 تھا اُس زمانہ میں چھٹی کی درخواست کی میں نے اُس سے واپس آئے پر اصرار کیا تو اُس نے  
 مار مارا موس سے یہ جواب دیا کہ شتر طیکہ جھوٹا چلو لگا کر رہا تو اتنا ارشاد ضرور حاضر ہو گیا  
 جس سے اُنکی یہ مراد متنی کہ اگر میں اور میرے عمارتوں کی حالت اُنکے نوکر رکھے کی رہی  
 تو وہ آج بھی۔ یہ الفاظ اُسے ملوہ سے بہتہ ماعتروہ متیر کہے تھے۔ وہ اسی زمانہ میں میرے  
 پاس سے چلا گیا اُسے اتنی ہی لے اُنکی کچھ خبر نہیں تھی۔

قیدی نے جمع سے انکار کیا اور گواہ کو عدالت سے جانکی امارت دینی۔  
 سلاٹ طیکہ (بازار سلاٹ) دہلی، عدالت میں طلب ہوا اور اُسکو ماحصلہ طلع پایا گیا  
 جمع ح ایڈوکیٹ

(سوال) کیا اگر تینہ مئی میں ملوہ سے پتیر تھارا لڑکا قیدی کے ماحول سے حواں بحت  
 کے گھوڑوں کو پھرایا کرتا تھا۔؟

(جواب) ہاں اُس نے کوئی پانچ یا چھ سال تک گھوڑے پیرے۔

(سوال) تمہارے لڑکے کی کیا عمر ہوگی؟ (جواب) کوئی انیس سال کی۔

(سوال) کیا ملوہ سے کچھ پیشتر اُس نے تم سے کسی حواں بحت کی مدد مالی کی تسکایت کی؟

(جواب) اپریل ۱۹۵۷ء کے آخری دووں میں اُس نے ایک دن فریڈ صاحب کے دفتر سے

جہاں وہ کچھ بکھے کا کام کرتا تھا آکر کہا کہ آج میں حسب معمول دریا عظم کے کھس چرگیا تھا

وہاں قیدی کے لڑکے حواں بحت میں تھے انہوں نے مجھے کہا دو مارہ دیباں مرگر۔ اتنا

میں کاوڑ ٹکریروں کی صورت دیکھا سمجھیں کرتا اور کچھ مارہ جاتا ہے کہ تم سب کو مل

کر کر اپنے پاؤں سے مار دوں گا حواں بحت نے اُس کے صبر پر تھوکی بھی دیا۔ اُس نے

یا قیامانہ کو جب انھوں نے اپنے ہتھیار ہلا کر کھڑے کر دیئے تو ہم انکو  
 مکان کے اندر لے گئے اُس دن سخت گرمی تھی اُن میں سے کچھ آدمی ترلوڑا اور مٹھائی  
 اپنے ہمراہ لائے تھے مجھے اور کپتان کارڈونر سے اُسکے چھکنے کے لیے بہت اصرار کیا  
 یہ بات بھی ہمیں نئی معلوم ہوئی۔ اس اثنا میں وقتاً فوقتاً شہر میں جو روشنی دکھائی دیتی تھی  
 دیکھنے کے لیے بلائے گئے۔ اس کے بعد ہی ایک توپ کی آواز سنی اس کا سبب ہم  
 نہیں سمجھے کہ کیا تھا جب ہمیں انبالہ اور دیگر مقامات کی آتش زدگی یاد آئی تو ہمیں گمان  
 ہوا کہ شہر میں کچھ نہ کچھ اندیشہ ناک حالت ہو مگر کپتان کارڈونر نے مجھے کہا کہ خدا کا شکر  
 ہے ہمارے سپاہی اس وقت بہت نیک معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے انھیں دھوپ میں  
 چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنائے دیکھ کر منع کیا اور اندرائی کے لیے حکم دیا انھوں نے جواب دیا  
 دو ہمیں دھوپ اچھی معلوم ہوتی ہے، مگر میں نے انھیں مکراندر آئی کی تاکید کی جب میں  
 ایک کمرہ کے اندر گیا تو وہاں ایک آدمی کو جو صورت سے سپاہی معلوم ہوتا تھا کمپنی والوں  
 سے اس طرح پکار پکار کر باتیں کرتے دیکھا کہ مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر قوت یا سلطنت  
 کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ انگریزوں کے زمانہ کا  
 خاتمہ آگیا ہو۔ میرا ارادہ ہوا کہ اُسے قید کر لوں کہ اتنے میں شہر والا میگزین اڑا اور دو  
 کمپنی کے آدمی پر پتلی راج کی بے پکارتے ہوئے ہتھیار اٹھا شہر کی طرف دوڑ پڑے۔  
 (سوال) کیا کسی سبب سے تھکو، اسی سے پیشتر اپنی رجٹ کے سپاہیوں کی بددلی کا  
 گمان ہوا تھا۔؟ (جواب) نہیں

(سوال) کیا بلوہ سے پیشتر کوئی ایسا واقعہ تھا جسے پیش نظر ہوا جس سے دہلی میں فساد  
 ہونیکا گمان ہوتا؟

لعنت گیسو ایڈوٹ مچ کے ہاں گئے وہاں کرنل نیوٹ رحمت کے کمانڈر کپتان  
 کمانڈر اور گریڈ پر میجر کپتان میکمل موجود تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ تم فوراً جا کر ایسی اور  
 کیتان کمانڈر کی کہی کو لے آؤ مجھے یہ بھی حکم ملا تھا کہ دو سو آدمی پورے کر کے انہیں  
 کارتوس وغیرہ دیکر تہرہ کے ماہر بارود والے میگزین کے آویر کے ٹیلہ پر جا کر کھڑا ہوں  
 اور کسی کو اس طرف سے دیا عبور کرنے دوں۔ میں اور کیتان کمانڈر فوراً ایس گئے، ہاں  
 جا کر دیکھا تو ہماری کہیوں کے آدمی حوت میں بھرے بیٹھے ہیں انکو وقت، عیا کر کے  
 سو سو آدمیوں کی نو کپنیاں پوری کیں۔ کارتوس وغیرہ لیے ہیں جب دیر ہوئی تو میں نے  
 دیر کی وجہ دیات کی پھر جو جا کر سب پوچھا تو خلاصیوں نے کہا وہ ہم کیا کریں سیاہی جسے  
 کمانڈر توں وٹوپاں لیے میں جھگڑتے ہیں اور عکری کو کمانڈر توں وٹوپاں لے رہے ہیں کتے  
 میں حلی کر کے کہی میں واپس آیا جب کمانڈر توں وغیرہ دیکھے تو ہت سے  
 آدمیوں نے تقدوسے رائے لیئے مگر محنت کی وجہ سے اس وقت تو میں نے کچھ نہ کہا مگر  
 سب کو دھیان کر لیا کہ بعد میں اس طلب کو سرا دوں گا۔ کیتان کمانڈر نے بھی مجھے ہی شکایت  
 کی کہ میری کہی والوں نے بھی مقدار سے زیادہ کمانڈر توں وغیرہ لیے ہیں۔ اسکے بعد کہیوں  
 کو دماغی کا حکم دیا گیا جس وقت لین جیوڑنے لگے تو اس میں عیب حوت تھا، وقتاً  
 وقتاً ضروری کرتے تھے کہ ہم اسکو روک سکے۔ میں یہ سب کرنا حاصل گیا کہ اس سے پہلے  
 ایک عام ہڑنٹ مار کپور میں ایلیور پاڈے کے کورٹ ہارسل کا تیلہ سارے کے لیے ہوئی  
 تھی جس پر تمام رحمت نے ناخوشی ظاہر کی۔ مجھے سخت تنوع ہوا کہ آج کیا مات ہی تیر  
 کسی ایسا میں ہوا۔ میگزین کے آویر کے مکان پر بیٹھ کر میں نے دریا کے مختلف موڈن  
 سسری مقرر کر دیئے۔

۲۱۶  
(جواب) مجھے معلوم نہیں۔ گواہ کو واپسی کا حکم دیا گیا۔

کپتان ٹائیکر منسٹر ہندوستانی سپید عدالت میں طلب ہوا اور اُس کو حلف دیا گیا  
حج حج اٹھ و کیٹ

(سوال) کیا ۱۰ مئی گزشتہ کو تم وہلی میں تھے؟ (جواب) ہاں

(سوال) کیا تم نے اُس دن کسی گاڑی کو جس میں ڈاک جاتی ہے اپنی رجٹ کی لینوں میں  
جاتے سنایا اپنی آنکھ سے دیکھا اگر تمہیں کچھ معلوم ہو تو بیان کرو؟

(جواب) ہاں ۱۰ مئی دیم کیشنبہ کو سپریم کے ۳ بجے میں نے بگل کی آواز سنی اور گاڑی  
میرے دروازے کے پاس سے گزری جہاں میں رہتا تھا وہاں عام طور سے گاڑیاں نہیں  
گزرتی تھیں یہ آواز سنکر میں نے اپنے ملازم کو حکم دیا کہ باہر جا کر دیکھ کون آیا ہے۔ اُسے آکر  
جواب دیا کہ ایک گاڑی میں چند ہندوستانی لین میں آئے ہیں۔ چونکہ میرا مکان ایک گوشہ  
پر تھا اور گاڑی مکان کے تین طرف ہو کر جاتی تھی یہ گاڑی ابھی دوسری ہی طرف مڑی تھی کہ  
کہ میں نے اُس ملازم کو حکم دیا کہ صوبہ دار میجر کو میری طرف سے سلام کہو اور یہ کہو کہ صاحب  
بلاتے ہیں اس گاڑی کے آنے سے میرا یہ خیال ہوا تھا کہ صوبہ دار میجر اور رجٹ کے اور  
ہندوستانی غصہ تو کورٹ مارشل میں میرٹھ گئے تھے شاید آئے ہیں ملازم نے تھوڑی سی  
دیر میں آکر کہا کہ اُس گاڑی میں تو اور بہت سے ہندوستانی میرٹھ سے آئے ہیں ان میں  
سے کوئی بھی ہماری رجٹ کا نہیں ہے اس گفتگو سے میں فوراً یہ سمجھ گیا کہ یہ باغی سپاہی  
ہیں۔ (سوال) اچھا گیارہ مئی کو کیا واقعہ پیش آیا؟

(جواب) گیارہ مئی کی صبح کو کوئی ۹ بجے نمبر کا ملازم دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ لکٹنٹ ہانڈ نے  
اطلاع بھیجی ہے کہ سوار دہلی آرہے ہیں۔ میں کپڑے پہن کر اُنکے پاس گیا۔ پھر میں اہرودہ



سوال کیا ہے۔ یہ دونوں لڑکیاں جس عسکری کی مریدہ تھیں مگر انھیں جس عقیدت بہت تھی  
(سوال) کیا کبھی قیدی فوج کی محبت مددگار کے لئے قلعہ کے ماہر نکلاتا؟  
(جواب) ہاں حملہ کے دو دن بعد یعنی ۱۴ ستمبر کو ماہر شاہ کھلی پالکی میں بیٹھ کر فوج کے ہمراہ یگرین  
جائیکے لئے قلعہ سے نکلے تھے مگر قلعہ سے دو سو گرج کے ماحصل پر کوئی گھنٹہ بھر ٹھہر کر واپس گئے  
اور فوج درخواست ہوئی۔

(سوال) ہرودشاہ کسوج سے ٹھہر گئے اور اس کے متعلق کیا خیالات تھے؟  
(جواب) وہ فوج ملکہ انگریزوں کے شہر سے نکالنے کے لئے گئے تھے مگر چند سالہ لڑائی میں  
مصرود تھے تو انکی محبت مددگار کے لئے ٹھہر گئے۔

(سوال) کیا ماہر شاہ عالم صاوق الاحار ملاحظہ کیا کرتے تھے؟

(جواب) چڑبے کی بات تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ اور دیگر احار انکے پاس آیا کرتے تھے۔

(سوال) کیا ملوہ سے چند ماہ پیشتر دہلی کے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف معمول سے زیادہ  
عزت تھا؟ (جواب) مجھے معلوم نہیں۔

(سوال) کیا تم صاوق الاحار پڑھتے تھے؟ (جواب) میں نے کسی نہیں پڑھا۔  
قیدی بے جرم سے انکار کیا۔

### حسب عدالت

(سوال) کیا سولے مکدلال کے کوئی اور بہدو بھی حصہ عیسویوں میں شریک ہوتا تھا؟

(جواب) نہیں کسی اور بہدو ویرا سندر اعتماد نہ تھا۔

(سوال) کیا ملوہ کے بعد دہلی سے کوئی ایٹمی پاس فوج کو ملوہ کی ترغیب دینے کے لئے گیا تھا

اور اس وقت عداوت میں شریک نہ تھی؟

(سوال) بادشاہ کے خفیہ جلسوں میں کون کون شریک ہوتا تھا؟

(جواب) محبوب علیخان خواجہ سرا۔ وزیر اعظم۔ پیرچی حسن عسکری۔ وزیریت محل۔ بادشاہ بیگم ونی بیگم و آغا بیگم دختران قیدی و اشرف النساء زوجہ ثانی موجود ہوتے تھے اور جب کسی تحریر کی ضرورت ہو کر قتی تھی تو احسن اسدخان اور کابینہ مسیحی مکند لال کی نگرانی میں سکرٹری کے دفتر میں لکھی جا پا کرتی تھی۔

(سوال) نمبر ۲ و ۳ و ۴ بمقتل گواہ کو دکھائے گئے اس کے بعد اس سے پوچھا کہ تم خط پہچانتے ہو؟

(جواب) میں نہیں پہچانتا۔ یہ کاغذ صوبہ دار بخت خان کے دفتر میں لکھے گئے ہونگے اُن کے ہاں ایک مولوی اُن کا غدو کو مرتب کر کے بادشاہ کی مہر لگائیے لیے لایا کرتا تھا۔

(سوال) کیا تم کبھی بادشاہ کے خفیہ جلسوں میں شریک ہوئے؟ (جواب) نہیں

(سوال) جب تم شریک نہیں ہوتے تھے تو تمہیں بادشاہ ایران کے پاس بھیجی جانیکی کیسے خبر ہوئی۔ (جواب) میں ملازم تو بادشاہ ہی کا تھا مگر محبوب علیخان کی خدمت میں رہا کرتا تھا اس لیے کبھی کبھی خفیہ حالات بھی معلوم ہوتے تھے۔

(سوال) کیا قلعہ میں عام شہرت تھی کہ حسن عسکری بادشاہ کے مزاج میں بہت دخیل ہے۔

(جواب) ہاں قلعہ ہی میں نہیں بلکہ تمام شہر میں شہرت تھی کہ حسن عسکری اور محبوب علیخان بادشاہ کے مزاج پر بہت حاوی ہیں۔

(سوال) کیا بادشاہ کی کوئی لڑکی حسن عسکری کی مزید تھی اور کیا ان ہی دونوں لڑکیوں میں سے تھی خلی بابت تم نے خفیہ جلسوں میں شریک ہونیکا ذکر کیا ہے۔

(جواب) بادشاہ کی بیٹی نواب بیگم زوجہ مرزا زماں شاہ حسن عسکری کی مریدہ تھی مگر اسے مرے

(جواب) یہ صرف ایک بات تھی جس سے یہ مشار تھا کہ اگر رار کھلے تو توت دیے کا موقع رہے کہ آپس میں نا اتفاقی تھی۔

(سوال) یہیں اور پچھ قلعہ میں قید تھے وہ کس کے حکم سے قتل ہوئے۔

(جواب) یہ قیدی تین روز تک تو قید خانہ میں رہے جو تھے رو پیدل اور سالہ کے لوگ مرزا معل کے ساتھ مادشاہ کے پاس ان کے قتل کے لیے حکم حاصل کر کے عرص سے گئے بادشاہ اس وقت حلو تھا یہ تھے مرزا معل اور دست علی جاں اور گئے اور سپاہی ماہر کھڑے رہے کوئی نہیں سٹ کے بعد وہاں سے نکلے اور دست علی جاں نے ماوار ملکہ کہا کہ مادشاہ نے ان کے قتل کر لیا حکم دیدیا چاہیہ ماوتساہی ملازموں نے خلی گجراتی میں قیدی تھے قید خانہ سے لاکر تھوڑے سے مامی سپاہی آپے ساتھ لیکر سب کو قتل کر دیا۔

(سوال) اس کے علاوہ یقین اور کیا کر رہے؟

(جواب) لطافتی شروع ہو جانے کے بعد جو شخص انگریزی سپاہی یا امر کو پکڑتا اسے دوپٹہ لپی کس العام ملتا۔

(سوال) کیا کسی کوئی سپاہی یا امر قید ہو کر مدہ قلعہ میں آیا۔؟

(جواب) نہیں۔ (سوال) ملوہ سے پہلے کیا مسلمانوں نے کوئی سازش یا اتفاق کر لیا تھا؟ (جواب) مامیوں کے شہر میں گھسے ہی صرف چھوٹے درجے کے مسلمان اس سے بچتے تھے اور غالباً پہلے سے کوئی سازش نہیں ہوئی تھی۔

(سوال) اعلیٰ درجہ کے مسلمان حلوہ میں شریک۔ تھے ان میں سے کسی کا نام ساو۔  
مادشاہ اور کل شاہراہ تو ضرور شریک تھے۔

(جواب) جو کچھ میں نے لکھا وہ ملوہ کے دل کی مات تھا بعد میں جو کچھ ہوا اسکا مجھے نام نہیں۔

بہادر شاہ اس ملک کے بادشاہ اور ان کا حکم بالاتر ہے۔ دوسرے دن ۱۲ مئی کو جب میرٹھ کے سوار اور دہلی کے رسالے ملے بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کر وزیر محبوب علی خاں کو کل فوج کی دعوت کر لیا حکم دیا چنانچہ فوج میں شیرینی تقسیم ہوئی اور افسروں کو روپیہ بھی دیئے گئے ۱۸۷۲ء سے پیشتر بادشاہ خاص خاص موقعوں پر چاندی کے تخت پر بیٹھ کر جو دربار خاص میں رہتا تھا انعامات دیتے تھے مگر اس کے بعد ایجنٹ گورنر جنرل نے اس رسم کو بند کر دیا اور تخت کو اٹھوا کر بادشاہ کے خلوت خانہ کے نیچے والے راستہ میں رکھوا دیا ۱۲ مئی کو بادشاہ نے اسے شکا کر اس پر بیٹھ کر دربار کیا۔

(سوال) کیا ۱۱ مئی سے پیشتر فوج نے کچھ تجاویز بادشاہ کے سامنے پیش کی تھیں۔

(جواب) مجھے ان تجاویز کے کھلم کھلا پیش ہونے کی تو خبر نہیں البتہ شاہی دربانوں میں تذکرہ ہوتا تھا کہ فوج غنیمت بغاوت کر کے قلعہ میں داخل ہوگی اور بادشاہ کی حکومت پھر قائم ہو جائے گی اور قدیم ملازموں کے رتبے اور تنخواہوں میں اضافے ہونگے۔

پندرہویں دن کی کارروائی

اظہار کمند لال ناتمام۔ جج ایڈووکیٹ (ناتمام)

(سوال) بادشاہ کے کون کون ملازم یہ باتیں کرتے تھے؟

(جواب) نسبت علی خاں اور تمام آدمی یہی تذکرہ کرتے تھے۔

(سوال) بلوہ ہونے سے کس قدر پیشتر یہ باتیں ہوا کرتی تھیں۔؟

(جواب) چار روز پیشتر۔ (سوال) بمخالفے بیان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ ایران سے

جو خط و کتابت ہوئی اس میں مرزا حیدر شکوہ بھی شریک تھے مگر معلوم یہ ہوا ہے کہ لکھنؤ میں نام

کرنے کے سبب بادشاہ ان سے ناراض ہیں اس کا کیا سبب ہو۔

اسکے بعد مرزا حیدر آباد کے بھائی لکھنؤ واپس چلے گئے اور بادشاہ کے دور دراز کے ایک عزیز مرزا نغف اور مرزا ملائی سپر مرزا مسرف الدین سپر مرزا آغا حاکم کے ہاتھ اسی قسم کی تحریر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ تین سال کا عرصہ ہوا کہ دہلی کے انگریزی سپاہی مرزا علی اور محمد حاکم کے دربار سے بادشاہ سے ملنے گئے تھے مرزا علی کا یہ کام تھا کہ حقدار و خواہش آئیں وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوں اور بادشاہ ہر ایک کو اس وقت ایک تحریر دیتے تھے جس میں پہلے آئیہوں کے ماتر تیب نام ہوتے تھے اور ایک رومال بطور نشانی دیا جاتا تھا یا پختہ نقشہ جو رنر کو اس معاملہ کی اطلاع ہو گئی اصول لے لے حقیقات بادشاہ کو مع کر دیا کہ آئیدہ انگریزی سپاہیوں کو اپنا مریدہ سائنس۔ بادشاہ اور فوج میں تعلقات پیدا ہو چکی ہیں تاہم ہر سعادت سے میں روپوشتر حرارتی تھی کہ میرٹھ میں فوج حد کر دیوالی ہو مگر یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ حد کر کے وہ دہلی ہی میں آئیے۔ سارے ولے سے پہلے قلعہ کے گھر و کوں کے بیچے آکر کھڑے ہوئے اور انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم نے حقدار انگریز میرٹھ میں تھے انھیں قتل کر دیا اور حقدار یہاں ہیں انھیں بھی قتل کر بیٹھے اور آپ با سے بادشاہ ہیں اور حقدار انگریز ہندوستان میں تھے سب تہ تیغ کر دیئے گئے۔ اصول لے یہی کہ تمام فوج آئیدہ سے تابع فرماں ہو بادشاہ نے اس کا یہ حاتمے یا کہ ٹھہرا یہی ارادہ تھا تو نگو ہر ایک مات کے لئے تیار ہوا چاہیے اور اگر تم تیار ہو تو اس معاملہ کے کل انتظام آپ ہاتھ میں لیں۔ یہ باتیں سو ہی ہر تھیں کہ معد شہر میں گھس کے بادشاہ کے خاص ملازم اس کے پاس اور قادر وادخان ایک کامی لے مشرفرید کو قتل کر دیا اور پیدل سپاہیوں نے شاہی ملازموں کے استاد سے اسے لگا کر قلعہ کے مکان ریڈیٹر حکمران کا بھی حاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد حرا انگریز شہر میں آئے ہاتھ لگا قتل ہوا۔ اس دن یہ ٹھہڑا لپٹا کہ بادشاہ عالم سے اور

اس سرگزشت کی پہلے سے خبر تھی۔ ستمبر گزشتہ میں لفٹنٹ والبرٹ نے مجھے کہا تھا کہ  
امام بخش صوبہ دار میجر نے کپتان رسل سے تذکرہ کیا تھا کہ اسی سے دو ماہ پیشتر سے  
ہماری لینوں میں آدمی آیا جایا کرتے تھے اور سپاہیوں کو نجات پر آمادہ کرتے تھے  
کپتان رسل توہ جون کو بادی سرے میں مارے گئے مگر امام بخش صوبہ دار میجر اب تک  
میرٹھ میں ہے۔ میرے خیال میں کپتان رسل کو یہ خبر بعد بلوہ کے ملی۔

قیدی نے جرح سے انکار کیا اور گواہ کو واپس ہونیکا حکم دیا گیا۔  
مکند لال بادشاہ دہلی کا سکر عداالت میں طلب ہوا اور اسکو حلف دیا گیا

جرح جج ایڈوکیٹ

سوال کیا تھیں ہندوستانی فوج کی نجات کی کچھ اصلیت معلوم ہے؟  
(جواب) کوئی دو سال پیشتر سے بادشاہ دہلی گورنمنٹ کی جانب سے بدل ہو گیا تھا اور  
گورنمنٹ کی وقت اسکے دل سے جاتی رہی تھی۔ جسکی تفصیل یوں ہے۔ جب مرزا جید شکوہ  
اور مرزا فرید پسران مرزا خان بخش پسر مرزا سلیمان شکوہ لکھنؤ سے گئے تو انھوں نے  
حسن عسکری سے ملکر بادشاہ کو آمادہ کیا اور سمجھایا کہ ایک نامہ شاہ فارس کو بھیجا جائے اور  
اُس میں یہ لکھا جائے کہ انگریزوں نے بادشاہ کو قید کر لیا ہے اور جس عزت کا وہ مستحق  
تھا اسکی وہ عزت نہیں رہی اور ولیعہد کی تخت نشینی کی بابت کوئی آئندہ امید نہیں ہے  
اور نہ یہ امید ہے کہ علاوہ ولیعہد کے اور کوئی شاہزادہ ولیعہد کیا جائے۔ اس خط سے  
نشاریہ تھا کہ باہمی ملاقات و خط و کتابت قائم ہو جائے۔ شدید قنبر بادشاہ کا خاص سلیم  
ملازم اس خدمت پر مامور ہوا اور اسکو محبوب علیخان کی معرفت سو روپیہ زادراہ کے لئے  
دیگر مع خط ایران روانہ کیا اور یہ خط بادشاہ کے خاص سکر کے دفتر میں لکھا گیا تھا۔

اور کچھ مٹی مٹی وہ رگڑ رگڑ کر یو کو ماسائی۔ گریو صاحب کے پاس اُس قُب دو بویں  
 اور سردی کے تئیں سو سپاہی تھے جو میرے حال میں اُس وقت تک فرماں بردار تھے  
 مگر میرے وہاں سپردہ منٹ پہنچے کے بعد بازگشت ہوئی۔ سپاہیوں نے کہا ہم تمہاری  
 حاکم کے ساتھ ہیں اور یہاں ہی سے اتر کر چھاؤنی والی سڑک پر پڑ پڑے اور لین کے قریب  
 پہنچے پر ایک ایک دو دو کر کے ایسی کوٹھڑیوں میں گھس گئے اور حب میں نے اُس سے  
 پوچھا کہاں جاتے ہو تو یہ جواب دیا پانی پیسے جارہے ہیں وہ اپنے ساتھ ہدیہ وغیرہ بھی  
 لے گئے اچھے چپتے۔

یہ دیکھ کر میں ایسے حمیہ کے گارو کے پاس گیا اس وقت سات سے ہو گئے ہیں  
 ہر چہ اپنے ساتھ ایک ہی ترعیبی اور اُس سے کوئی آدھ گھنٹے ماتیں کرتا رہا مگر صرف  
 ایک حوالدار میرا اور دو سپاہی میرا ساتھ لیے کے لیے تیار ہوئے۔ ہم اسی وقت چل پڑے  
 مگر رات میں راستہ بھول گئے اور حب صبح کو دیکھا تو دہلی سے صرف چار ہی میل کے  
 فاصلہ پر تھے۔ شہر سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر روف کے کھتوں میں تین دن تک  
 چھپے رہے حوالدار اور ایک سپاہی تو پہلی صبح کو اس بہار سے کہ ہم ہمارے لیے کھانا  
 لے آئیں چلے گئے اور دوسرا سپاہی دوسرے دن چپت ہو گیا۔ میں مالا آخر تنہا  
 ایک حقیر کے ساتھ کربال بھاگ گیا۔

رسول (تم نے) اُمئی کو یا اس سے قتل پاپی و صوح کو کس رنگ میں پایا کیا تمہارے رویہ  
 سرزد ہندوستانی پیادگان کے سپاہیوں کو میرٹھ سے ماحیوں کے آنے کی خبر پہلے  
 تھی۔ ماحی (اس) اُمئی یا اس سے قتل مجھے اس قسم کے آثار ظاہر نہیں ہوئے مگر اُمئی  
 کے واقعات دیکھ کر اور حوض میں لحد میں لگیں اُن سے یقین ہو گیا کہ ہندوستانی سپاہیوں کو

بھاگ کر وہیں جمع ہو گئے ہیں۔ میں نے اُس سے کہا کہ اُن سے جا کر کہہ دو کہ کشمیر دروازہ  
 پر آجائیں اُنکے ساتھ کوئی انگریزی افسر نہیں تھا۔ حوالدار میجر نے مجھے کہا کہ چند سوار  
 ہمارے ساتھ یہاں تک آئے اور سارے راستے ہمیں غدر کرنے کے لیے ورغلانے  
 ہے اس کے بعد کچھ افسر اور سپاہی جا کر اُن لاشوں کو اٹھا لائے۔ میجر ریٹ کی ماتحتی میں  
 نمبر ۷ اور کپتان ڈی ٹیشر کے تو چنانہ کی دو توہیں بھی آکر مل گئیں۔ دو بجے کا وقت  
 ہو گا کہ میگزین کی طرف سے توپوں کے چھٹنے کی آواز آئی جو ساڑھے تین بجے میگزین  
 اڑنے تک چھلتی رہی۔ میں یہ میان کرنا بھول گیا کہ جو وقت ہم کشمیری دروازہ پہنچے  
 تھے اُس وقت مٹر گیلوے نے خزانہ کی حفاظت کے لیے کچھ مدد مانگی جو میں نے اُنکے  
 ساتھ کر دی۔ میگزین سے بچکر لفٹنٹ ولپی بھی ہمارے پاس بھاگ آیا اُس نے کہا ہانڈا  
 نے صبح کو میگزین پر قبضہ کرنے کے لیے فوج کو بھیجا تھا مگر ہم نے انکار کر دیا اور جو چند انگریز  
 وہاں تھے اُنکی مدد سے میگزین کی روک تھام کرتے رہے بالآخر دو بجے باغی زینے  
 لگا کر انڈر گس آئے۔ ہم سب پانچ بجے تک کشمیری دروازے پر رہے کہ یکایک ہمارے  
 قریب ہی سامنے سے ہندوؤں کی باٹھ چلی جس سے کپتان گورڈن اور نمبر ۷ کا لفٹنٹ  
 ریولی تو فوت ہو گئے اور نمبر ۵ کے لفٹنٹ اوسبرن زخمی ہوئے۔ لائٹ کمپنی کے  
 ایک سپاہی نے اپنے ہتھیار میرے شانے سے مار کر کہا بہتر ہے آپ چلے جائیں۔  
 ورنہ کوئی گولی مار دیتا۔ میں نے جب دیکھا وہاں ٹھیکرنا بیکار ہے اور نمبر ۵ کے سپاہی  
 بنے قابو ہو گئے ہیں تو میں وہاں سے چل دیا اور بعد میں نمبر ۷ کا ایک افسر بھی میرے  
 ساتھ ہولیا۔ ہم بڑی سڑک کی راہ باؤٹے کو جا رہے تھے کہ لائٹ کمپنی کے اس سپاہی  
 نے کہا کہ سڑک محفوظ نہیں ہے تم بنگلوں بنگلوں باؤٹے جاؤ۔ ہم نے اس طرح کیا



انھیں لے کر اور سرزمین کے ہندوستانی پیدل کے افسروں کو گولیاں مار کر گرا دیا۔ میں نے  
 دونوں کمپنیوں کو مدد و قیں بھر نکالیا حکم دیا اور مدد و قیں بھری ہی جارہی تھیں کہ میں نے  
 کرنیل رپلی کو کشمیری دروازہ سے باہر کئی جگہ سے دھکی ماسری میجر کے سہارے آتے  
 دیکھا۔ میں مامیوں سے مقابلہ کی امید پر لگے ٹر ہالکر اُن میں سے ایک ہی لڑے پڑا اور  
 سرزمین ہندوستانی پیدل میں سے جو کرنیل رپلی کے ہمراہ گئی تھی کوئی دکھائی دیا سرزمین  
 ہندوستانی پیدل کے صرف پچاس آدمی جو لٹھٹ پروکٹر کے ماتحت تھے آتے دکھائی  
 دیئے کہتاں ولس نے کہا کہ اس اڑتیسویں پیدل سے اپنے سامنے کرنیل رپلی کو دھکی  
 ہوتے دیکھا اور ماوحد کریل کی درخواست کر کے بھی آسمانوں سے اُس کے بچانے کی  
 کوشش نہیں کی مسئلہ سپاہیوں نے بھی خائفانہ ایسا ہی کرتا دیکھا کہ میں نے سرزمین پیدل  
 کے چند مہروں کہتاں سمجھ کر کہتاں مروس و لٹھٹ اڈورڈس و لٹھٹ و اڈورڈس و لٹھٹ  
 میجر کو گرجا کے معر فی حاکم ہوا پایا۔ توپوں کو قائم کر کے اڈورڈس کو مختلف ناکوں پر  
 مقرر کر کے میں لٹھٹ و لٹھٹ سے کہا کہ چلو اُن افسروں کی لاتیں اٹھا لائیں مگر سپاہیوں  
 نے منع کیا کہ ابھی کیا جلدی ہے ابھی تم وہاں نہ جاؤ سوار ضرور افسروں کی تاک میں رہو  
 ہم جا کر اٹھا لائیں گے ہمیں کوئی کچھ نہ کہے گا۔ مگر وہ خود بھی اُس وقت نہیں گئے تھوڑی  
 دیر کے بعد اڈورڈس و لٹھٹ افسروں اور لٹھٹ ٹیلر حکو شہر والوں سے رجوع کر دیا تھا۔  
 جیسے آکر لے۔ ایساں انجلا بھی ہمارے پاس آگیا اور سب دم بخود کھڑے تھے کہ مارو  
 وٹ کمپنی کے ایک سوار لے آکر مجھے کہا کہ حوالدار میجر نے دیانت کیا ہے کہ ایک جرحٹ  
 کس طرف جائیگی۔ میں نے اُس سے کہا کہ وہ کہاں ہے، جواب میں اُس نے کہا کہ سری  
 ندی میں جس سواروں نے افسروں کی گولیاں رسائی شروع کیں تو سب جھانک کر

تو اسے دہلی میں دیدیے جانے تھے اور ایک ہزار اس کے خاندان والوں کو لکھنؤ میں ملتے تھے۔  
اس کے علاوہ ڈیرہ لاکھ سالانہ اسے زمینوں اور مکانات کی آمدنی سے بھی وصول ہوتا تھا۔  
قیدی نے جرج سے انکار کیا اور گواہ کو واپسی کا حکم دیا گیا۔

میر پٹر سن بنبر ہندوستانی پیادگان کی عدالت میں طلبی ہوئی اور باقاعدہ حلف دیا گیا۔  
جرج ایڈوکیٹ

(سوال) کیا امی گزشتہ کو تم دہلی ہی میں تھے؟

(جواب) ہاں۔ (سوال) جو کچھ تم نے اس موقع پر مشاہدہ کیا بیان کرو؟

(جواب) امی کی صبح کو احکامات سنائیکے لیے پریڈ ہوئی اور حسب معمول بلا اظہار کسی علامت  
بلوہ کے ٹیمس ہو گئی مگر نوہی بجے رجسٹ کی لکڑی پڑ ہوئی اور اسکو یہ حکم دیا گیا کہ دریائے  
جننا کے کشتی کے پل پر جا کر تاکہ بندی کریں اور جو تیسرا سالہ میرٹھ سے آ رہا ہے اسے دریائے  
کرنے سے روکیں۔ جب میں پریڈ میں پہنچا تو کرنل رپلی نے مجھے حکم دیا کہ دو کمپنیاں اپنی ڈگریٹیل  
سپاہیوں کی اور نمبر کو لیاؤ اور وہاں دو توپوں کی نگرانی کرو مگر پہلے راستہ میں کپتان ڈی ٹی شبر  
ملکر اور حکم بھی لے لینا۔ کپتان ڈی ٹی شبر نے مجھے کہا تم چلکر صدر بازار میں ٹھہرو میں ابھی  
دو توپیں بھیجتا ہوں۔ پون گھنٹہ تک میں وہاں انتظار کرتا رہا مگر جب توپیں نہیں پہنچیں تو  
میں نے لفٹنٹ وائبرٹ کو توقف کی وجہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا اور خود جلدی کے سبب ٹیس  
کمپنیوں کو ساتھ لیکر پل کی طرف روانہ ہو گیا۔ لفٹنٹ وائبرٹ نے آدھے راستے میں لے کر کہا کہ  
ہندوستانی گولہ انداز ابھی نکالے گئے ہیں اور بہ توپیں ابھی آتی ہیں۔ پل کوئی ڈیڑھ میل ہوا  
جو گا کہ توپیں بھی پہنچ گئیں۔ کشمیری دروازہ کوئی سو ہی گز رہ گیا ہو گا کہ کپتان ولس نمبر ۷  
ہندوستانی سپیل نے جو اس ہفتہ میں افسر مبدان تھا مجھے کہا جلدی جاؤ باغی شہر میں

متعلق تمام عدالت کو کچھ اطلاع دے سکتے ہو؟

(جواب) علامہ فاروقی صاحب شاہ عالم ماڈل اسکول دہلی کی آنکھیں کھلیں اور اسکی سمیت میجر جی کی توہینہ میں مرہٹوں نے اپنا قانون پایا تشدد میں حب لارڈ لیک کے علیگزادہ فتح کر کے دہلی پر حملہ کیا اسوقت ماڈل اسکول کے اقتدارات شہر دہلی کے اندر ہی اندر تھے وہ نسل قیدی کے تھا۔ مرہٹوں نے دہلی سے چھ میل فاصلہ پر مقام پیش جمع موح آرہے تھے کی مگر لارڈ لیک نے حملہ کر کے انہیں شکست فاش دی اور شہر اور قلعہ کو مرہٹوں سے علی کر لیا اس وقت شاہ عالم نے انگریزوں کی سپاہ میں آئیکی درخواست کی اور یہاں ستمبر کو ۱۸۵۷ء کے واقعہ میں اور ریادہ قابل یاد کار تباہ ہو گئی ہے انگریزی موح شہر میں داخل ہوئی اسوقت سے ماڈل اسکول دہلی انگریزوں کے پیش حارس اور مرہٹوں کی قید سے نکل کر انگریزوں کی مزم حکومت میں آئے۔ تشدد میں قیدی تھے دہلی پر مٹھا اسکے اقتدارات صرف قلعہ کی چاندیواری کے اندر تھے اور وہ محض اپنے ہی ملازموں کو حطامات اور جلعت خطا کر سکتا تھا دوسروں کے لئے اسے ممانعت کر دی گئی تھی۔ اور سولے سلطنت عالیہ کے کوئی لوکل عدالت اسکو کسی قسم کا اختیار نہیں دے سکتی تھی۔

(سوال) کیا قیدی کے لئے سلحا آدمیوں کی تعداد محدود کر دی گئی تھی؟

(جواب) قیدی نے لارڈ آکلینڈ سے درخواست کی تھی کہ مستند وہ مناسب سمجھے مستند سلحا آدمیوں کی تعداد رکھنے کی اجازت دیکارے۔ ہاب گورنر مرل سے جواب میں حکم دیا تھا کہ مستند آدمیوں کی تعداد تمام اپنی پتہ سے دیکھتے ہو کہ ہو۔

(سوال) ملود کے وقت قیدی کو کورسٹ سے کس قدر پیش مٹی تھی؟

(جواب) اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ مالہ کی پتہ مسطور ہوئی تھی جس میں سے ساڑھے ہزار

دسوال کیا تم نے اپنے قیام دہلی میں بلوہ کے متعلق ہندو اور مسلمانوں کے خیالات میں فرق پایا؟ (جواب) ہاں مسلمان غدر ہونے سے خوش تھے اور محرم میں میں نے مسلمان عورتوں کو اپنے مذہب کی کامیابی کے لیے خود دغا کرتے اور اپنے بچوں کو دغا کی تلقین کرنے سنا تھا اور ان دعاؤں میں انگلیزوں کو بددعا کیجاتی تھی۔

دسوال جب مسلمان اور ہندو دہلی میں یکجا تھے تو کیا ان میں مذہب کی بابت آپس میں کچھ جھگڑا ہوا تھا؟ (جواب) میرے نزدیک جب رسائے پہلے پہل شہر میں آئے تو ہندوؤں نے بادشاہ سے یہ عہد لے لیا تھا کہ شہر میں گاؤ کشی نہوگی اور اس عہد کی پابندی بھی ہوئی۔ جہانک مجھے یقین ہے بلوہ کے زمانے میں ایک گائے بھی ذبح نہیں ہوئی۔ بقر عید پر گاؤ کشی کے سبب جھگڑا ہونے لگا اور یہی گداؤ سوقت مسلمانوں نے گاؤ ذبح نہیں کی۔ ۹ ستمبر کی صبح کو بھیس بد لکرا اور اپنے بچوں اور ملازموں کو ساتھ لیکر میں دہلی سے میرٹھ بھاگ گئی۔ قیدی نے جرح کرنے سے انکار کیا۔

### جرح عدالت

دسوال (محققین کہاں سے معلوم ہوا۔ کیا محققین یقین ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں یا دہلی والوں نے انگریزی عورتوں کی بہت بھرتی اور بھرتی کی۔ (جواب) ہاں گواہ کو واپسی کا حکم دیا گیا۔

چھوہویں دن کی کارروائی۔ ۱۲ فروری ۱۸۵۷ء

مسٹر سی بی سائڈرسن کیشنر اور ایچٹ لفٹ گورنر عدالت میں حاضر ہوئے اور انھیں حلف دیا

### جرح ایڈوکیٹ

دسوال جن وجوہ سے بادشاہ دہلی گورنمنٹ انگریزی کی رعیت اور نیشن خوار بنا اس کے

ہیں۔ قتل کے ایک گھنٹہ بعد معنی صاحب نے آکر شاہی گارو سے کہا کہ میں ماقیامہ پانچ  
 قیدیوں کو دیکھا جانتا ہوں؟ انھوں نے ہیں ہماری حانوں کی حوت جبری سائی اور  
 کارروالوں سے کہا کہ انہیں کسی محوطہ تک لیجاؤ مگر اس مات کا خیال رکھا کہ دن کے وقت  
 نہ لیجا ماسا دا کوئی سپاہی یا شہری انہیں قتل کرے (مجھے یہ کہہ دیا ضرور ہے کہ ان میں  
 بعض کو ہمارے عیسائی ہونی کا ستہ تعلق شام کو ہم پھر اپنے وردی کے مکان پر گئے اور  
 آمیدہ مکمل کو اس علاقہ کے بھانیدار نے پھر یہیں قید کر لیا۔ مرا معل کے سامنے لے گیا  
 تھا۔ دارے مرا سے کہا کہ عیسائی ہیں انھوں نے بھیس دل رکھا ہے اور مرا سے ہمارے  
 پچاسی پر پچھانیکا حکم دیا مگر اڑتیسویں رجیٹ کے سپاہیوں نے انہیں ہمارے قتل سے  
 مار رکھا اور ہم بیڈوں کی لڑائی تک وہیں قید رہے اسکے بعد اڑتیسویں رجیٹ کے سپاہیوں  
 نے ہیں رہا کر دیا۔ سپاہی جب شکست کھا کر وہاں سے شہر میں واپس آئے تو آدمی مایوس  
 یہ کہہ گئے کہ انگریزوں کے مقابلہ میں ہمارا کامیابی کی کچھ امید نہیں اس پر ہندو سپاہیوں  
 نے انہیں شرم دلائی کہ اسی تو انگریزوں سے پہلی جی لڑائی ہوئی ہے اسی رتے پر اپنے  
 درہکے نیے لڑنے آٹھے تھے۔ انھوں نے شے افسوس سے کہا کہ صورت واقعہ بدل گئی  
 اور قہ ہے ان مسلمانوں پر جسوں نے ہیں مدد کے ہمارے دھوکے میں رکھا اور  
 اس مات پر سہ کر لے گئے کہ کیا واقعی انگریزی حکومت کا یہ مشار تھا کہ ہمارے مذہب میں  
 حطل امارتی کرے۔ بہت سے ہندو سپاہیوں نے تو اس وقت یہ ظاہر کیا کہ اگر نہیں  
 اسی ماں بخشی کی امید ہو تو ہم پھر سرکاری ملازمت بخوشی اختیار کر لیں مگر مسلمانوں نے  
 اسکے برخلاف یہ کہا کہ مادتا ہی ملازمت انگریزی ملازمت سے درجہا بہتر ہے اور یہیں تقیں  
 سے کہ نواب اور دادا دتاہ کو مدد بھیجیں گے اور ہم انگریزوں پر فتح حاصل کر لیجے۔

(جواب) ہم ابھی درزی ہی کے مکان میں تھے کہ یہیں نے ایک عرضی بادشاہ کے نام لکھی تھی  
 اور اسکو اپنے پاس اس غرض سے رکھا تھا کہ بذات خود بادشاہ کو دونگی مگر جب لاہوری  
 دروازہ پر گارو والوں نے مجھے قید کیا تو وہ درخواست بھی انھوں نے مجھے لیلیٰ اس میں  
 میں نے یہ لکھا تھا کہ یہیں اور میرے بچے کشمیری مسلمان ہیں اس لیے مجھے اوروں سے  
 علیحدہ کھانا دیا جاتا تھا اور بادشاہی ملازم بھی مجھے مسلمان سمجھ کر میرے ساتھ کھایا کرتے تھے  
 پیر کے بلوہ کے بعد میں نے ارکان اسلام سیکھ لیے تھے اور اپنے بچوں کو بھی یاد کرا دیئے  
 تھے اور ہم انھیں بخوبی ادا کر سکتے تھے۔ ہم مسلمان سمجھے جاتے ہی کمی وجہ سے بچے  
 ۱۶ مئی کی صبح کو شاہ کے خاص ملازم اور کچھ پیدل سپاہیوں نے آکر کہا کہ سولے پانچ  
 مسلمانوں کے کل عیسائی باہر آجائیں۔ عورتوں اور بچوں نے یہ سمجھ کر کہ اب قتل ہونگے  
 رونا پٹنا شروع کر دیا۔ انھیں تسکین دینے کے لیے مسلمانوں نے تو قرآن کی اور ہنڈوں  
 نے جنما کی قسم کھائی کہ تم قتل نہیں کئے جاؤ گے بلکہ ہم تمہیں اچھی جگہ لیجاتے ہیں اور جو آدمی  
 اس جگہ رہیں گے وہ بعد میں میگزین جائینگے۔ یہ سن کر وہ سب باہر نکل گئے جہاں انھیں  
 شمار کر کے جنگی تعداد مجھے معلوم نہیں مثل قیدیوں کے ان کے گرد رسی کا حلقہ ڈال کر لینگے  
 یہیں خود تو نہ دیکھ سکی مگر مجھے معلوم ہوا کہ انھیں پیل کے درخت کے نیچے حوض کے پاس  
 بادشاہ کے بیچ کے ملازموں نے تلواروں سے کاٹ دیا۔ اس قتل میں کوئی سپاہی شریک  
 نہ تھا۔ انکے قتل کرنے کا کام بادشاہی ملازموں نے خود اس واسطے اپنے ذمہ لیا تھا کہ اگر ہم  
 اللہ کافروں کو مارینگے تو ہمیں جنت میں درجے ملیں گے۔ اس بات کی خبر مجھے ایک مہترانی  
 نے دی تھی اور بغاوت کے دنوں میں جب میں وہلی میں آکر رہی تو اسکی اور تصدیق ہو گئی  
 قتل کے بعد ہی دو توہیں ملی تھیں جنگی بابت یہ مشہور ہوا کہ اس خوشی کے اظہار میں چھوٹی

شیہاں و ایک بچہ و مس کورٹ اور ایک لڑکی و مس شیر و مس کوچین و مس ایم ہیٹ و مس  
 اے سیرسٹ و مس ایل بائیلی و مسٹر جڈ و مسٹار و مس ایلین ستار و مس اس ستار و مسٹر رابرٹس  
 و لڑکا و مسٹر کرو و مسٹر سمٹھ کے علاوہ ایک مرد اور دو عورتیں اور بچے بھی تھے اُن کا نام  
 محے یاد نہیں۔ ہم سب ایک تنگ تار کرے میں جس کا صرف ایک ہی دروازہ معاند کر دیئے  
 گئے تھے معائے تنگ نو دو مردان سیار کا معاملہ تھا اور جب کوئی سیاہی مافیا یا عہدہ بچوں کو  
 ڈرائے آتا تھا تو محو کہ ہم اُس ایک دروازے کو بھی سد کر لیتے تھے۔ سیاہیوں کی ہد و قیں بھری  
 ہوئی تھیں اصداں پر سیگیں چڑھی ہوئی تھیں اور ہم سے مار بار پوچھتے تھے کہ اگر بادشاہ بھاری  
 خان بخشی کرے تو تم مسلمان ہو جاؤ گے؟ مگر بادشاہ کے خاص مسلح سپاہی حوان سپاہیوں کیا  
 نے ہوئے تھے اُن کو مس کر تے تھے کہ ہمیں جانوں کی امید نہ دلاؤ ہم اسے ٹکڑے ٹکڑے  
 کر دیے اور اُن کا گوشت چیلوں اور کون کو دیئے۔

جمرات کے دن کچھ سپاہیوں نے اگر میوں سے کہا کہ ہم قلعہ میں سرگنگھا کرتے ہیں کہ  
 اڑا دیئے ہیں کھانے میں بہت موٹی موٹی ملاطتی تھی صرف دو مرتبہ بادشاہ سے عہدہ  
 کھانا صحا یا تھا۔ اس دن اور کچھ نہیں ہوا بعد کے دن ایک سپاہی نے ایک میم دھاکا مسٹیر  
 سے آکر یہ پوچھا کہ اگر انگریزوں کو اختیار ہو جائے تو ہمارے ساتھ کیا کریں گے۔ حرجل حوالہ معلوم  
 یہ دیکھ دیا تم نے ہمارے غامدوں اور بچوں کے ساتھ کیا۔

دوسرے دن یعنی ۱۶ مئی سہ ماہیہ استثنائے میر سے اور ایک مسلمان بڑھیا کے جو بکچہ  
 کھانا دیتی تھی کل انگریزوں کو قید خانہ میں سے لیا کر قتل کر دیا۔

دسوال ہم کس طرح قاتی ہو کر کل آدمی قتل ہوئے اور تمہارے اور تمہارے بچوں کے ساتھ  
 رہی کہنے کا کیا سبب تھا؟

دھیسائیوں کو قتل کر ڈالیں یا انھیں گھروں سے نکال دیں کہ راستہ میں ان کا فیصلہ کر دیں  
 بالآخر یہ بات طے پائی کہ ہم اس شرط پر آمینہ شام تک ہاں رہیں اُسکے بعد ہم وہاں سے  
 چلے جائیں گے۔ مگر اُسی رات میرا مینٹھی میرے پاس میرے درزی کو لایا میں نے اُس سے  
 دریافت کیا کہ تیری داستان میں کوئی اور ایسی محفوظ جگہ ہے جہاں ہم چھپ رہیں۔ اُس نے  
 جواب دیا یہ سنا جاتا ہے کہ نواب احمد علیاں انگریزوں کو اپنے ہاں پناہ دے رہے ہیں میں  
 آپ کو وہاں لیچاؤں گا۔ وہ نواب کی گاڑی لینے چلا گیا مگر واپسی پر اُس نے آکر یہ کہا کہ  
 باغیوں کو انگریزوں کے نواب کے گھر میں چھپنے کا حال کھل گیا اور انھوں نے مکان پر  
 توپیں لگا دی ہیں مگر اب میں آپ کو اپنے گھر ہی لے چلوں گا۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور  
 ہم اسی کے ہاں تھے کہ اُس نے یہ سنا کہ کچھ انگریز قلعہ میں گئے ہیں اور باوجود محبوس ہونیکے  
 بادشاہ نے انکی جانوں کی ضمانت کر لی ہے اور مجھے یہ رٹے دی کہ تم بھی وہیں چلی جاؤ  
 بدھ کی رات کو آٹھ بجے کے درمیان وہ ایک اور باغی سوار سسی قادر وادھاں کو اپنے ہمراہ لایا  
 اور یہ دونوں بحفاظت ہمیں قلعہ میں لیگے۔ درزی نے کسی وقت اُن کے ساتھ کوئی مہتری  
 کی تھی اس لئے باغی نے ہماری حفاظت کرنے کی حامی بھری اور کہا کہ باوجود انگریزوں  
 کے قتل کرنے کے متعلق باہمی قسم قسمی کے میں تمھارا ساتھ دیتا ہوں جب قلعہ کے لاہوری مسافر  
 پر پہنچے تو شاہی گارڈ نے ہمیں قید کر لیا اور مرزا منگل کے پاس لیگے انھوں نے حکم دیا  
 کہ انکو بھی اور انگریزوں کے ساتھ قید خانہ میں بند کر دو۔ اس طرح ہم ۱۳ مئی منگل کی رات کو  
 وہاں گئے۔ جہاں تک میں خیال کر سکتی ہوں مرد و عورت اور بچے ملا کر کل انگریز ۴۶ سے ۵۰  
 تک قید خانہ میں بونگے۔ میری اور میرے بچوں کی یاد کے موافق اُنکے نام یہ تھے۔ مس  
 سکلی اور اُنکے تین بچے۔ مس گلن و مس ایڈورڈس و دو بچے مس ملائی اور دو بچے مس



مشر الذہیل اور میرے آگے گہرا دل سے پہلے سے ساسانی مٹی اُس کی سیوی اور لڑکیوں  
 لے مجھے بڑی خاطر سے اُتروایا۔ ہم رات کے آٹھ بجے تک تو وہاں رہے اس کے بعد مرا  
 عبداللہ نے کہا کہ میں تنگور یا وہ محوطہ جگہ یعنی اپنی ساس کے گھر پہنچا دیتا ہوں اُصول  
 ہمیں وہاں پہنچا دیا اور میرا دوپہر پیہر اپنے پاس رہے دیا اور مجھے کہا اس وقت اُس کا بازار  
 میں سے لیکر جانا مناسب نہیں صبح کو اپنے مٹی کو بھیج کر منگالسا۔ چایچہ میں نے صبح کو مٹی  
 کو اپنے دو سو روپیہ اور کچھ چادری کی پشتریاں لایکے لئے بھیجا مگر مرا عبداللہ نے اسکار کیا  
 کہ میرے پاس نہیں ہے اور پھر دھکی دی کہ اگر تم میرے ساس کے مکان سے چلے گئے تو میں  
 آدمیوں کو بھیج کر قتل کرادوں گا اور ایسا ہی ہوا کہ اُصول نے شام کو اپنے چچا اور چچا دیو  
 کو بھیجا کہ اگر میں نہ چلی گئی ہوں تو مجھے قتل کر دیں۔ میں نے اُن کے چچا کو تو نہیں دیکھا البتہ  
 اُسکے آدمیوں نے ہمارے قتل کے لئے تلواریں سوتھلی تھیں مگر میرے مٹی کی سیوی نے  
 اُنہیں سخت لعنت ملاست کی اور کہا اگر مرا کی یہی جہاں لواری ہے اُصول کا یہی ارادہ تھا  
 تو اُصول نے ایسے ہاں کیوں اُترے دیا۔ کیا یہ پناہ اور امن دیے کا وعدہ محض قتل  
 کر کے لئے تھا؟ اور اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر تمہیں اُنیں قتل ہی کرنا ہے تو پہلے مجھے  
 قتل کر دو میں نے ان عیسائیوں کا نمک کھایا ہے اُنہیں اپنے ساس سے قتل ہوتے دیکھ کر  
 اُس نے اُن سے طر آئے بھی کہا۔ میں سیدالی اور سیدہ ہوں مجھے بل کر کرنا نام یاد ہے  
 یہ اشارہ اُس نے اس لئے کیا تھا کہ وہ سیدہ مٹی اور پادشاہ کا خادماں مٹی تھا اور سیدوں نے  
 آل مٹی یا سیدوں کو اندازہ قتل کیا تھا۔ اُصول نے اُسے جواب دیا کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہم  
 کا دوسرے سے مٹی مدتر میں گرچہ کہ ہے عیسائیوں کے قتل کا حتم ارادہ کر لیا ہے اور جو لوگ  
 عیسائی ہیں ہم اُنہیں نصیحت کرتے ہیں کہ یا تو وہ عہد گھروں کو چھوڑ دیں کہ ہم اُنہیں

اس وقت آٹھ بج گئے تھے اور میرٹھ کے باغی دریاعبور کر کے اس کنارے پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد ان انگریزوں نے جو ہمارے مکان میں جمع ہو گئے تھے اور کھلی آندامع عورتا و مرد بچہ پیش سے زائد بچی دروازوں کی ناکہ بندی شروع کر دی اور عورتوں اور بچوں کو کوٹھے کے مکان پر بھیج دیا فونٹے کے قریب باغی پل عبور کرتے دکھائی دیے۔ ان میں بیشتر سوار تھے اور کچھ پیال اور یہ لوگ ہمارے مکان کی دیوار کے نیچے سے گزرے۔ جوب دریا واقع تھا اور ان میں سے کئی نے ایک انگریز پر جو چیت پر کھڑا تھا گولیاں اریں یہ جماعت پھر چلیانہ کی طرف غالباً قیدیوں کے رہا کرنے کے لیے چلی گئی۔ اسکے بعد ہی ہمارے معلوم ہوا کہ انھوں نے شہر میں گس کر جہاں کہیں انگریزوں کو پایا تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ اتنے ہی میں ایک مسلمان جو ذات کارنگریز تھا تلوار کھینچے ہمارے مکان میں گس آیا۔ اسکی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زبان پر کلمہ توحید جاری تھا اور پکار رہا تھا کہ انگریز کہاں ہیں؟ مسٹر لون نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے اور جب اُس نے کچھ جواب نہ دیا تو اُسے گولی مار دی۔ یہی ایک شخص ہمارے مکان میں گھسنے پایا تھا بعد اُسکے پچاس یا ساٹھ ہمراہی دروازے کے باہر جمع ہو گئے۔ کوئی گیارہ بچے ایک مسلمان نے مس فون کو ہمارے مکان پر پہنچایا۔ چند شہر والوں نے اُسکے مکان کے اندر گھسکر مکان کو ٹوٹ لیا اور اُسکے سر کو سخت زخمی کر دیا تھا۔

تین بچے میگزین اڑے تھانکہ کبھی سنتا وادانتا نہیں ہوتی کیونکہ مجھے میرے ملازموں نے کہا تھا کہ باغی تو ہیں لینے گئے ہیں۔ میں نے مسٹر الڈویل سے کہا مجھے اس مکان سے مع تینوں بچوں کے نکل جانے دو میں اور جگہ چھوونگی۔ ہندوستانی کپڑے پہن تینوں بچوں کو ساتھ لے ڈولی میں بٹیکریں بادشاہ کے پوتے مرزا عبداللہ کے مکان پر گئی۔

اور ان کو حلف دیا گیا۔

(جمع جمع ایڈوکیٹ)

دسوال کیا اہمٹی شہداء کو تم دہلی ہی میں تھیں؟ (دعابہ) ہاں

دسوال تم کہاں رہی تھیں اور چند دستانی رسالوں کے میرٹھ سے دہلی آئی کی صریح پہل  
تم نے کہہ لی؟

(دعابہ) میں صریح میں دہلی تھی میں نے اہمٹی کو آٹھ نو بجے کے قریب سپاہیوں کے  
میرٹھ سے دہلی میں آئی صریح تھی۔

دسوال تم نے کچھ اس دن دیکھا بیان کرو؟

(دعابہ) میرے ایک ساتھی نے مجھے آکر کہا کہ میرٹھ میں جا کر کے سوار یہاں آ گئے ہیں  
اور جو انگریز اہمٹی رہے میں نے انکو قتل کر ڈالا اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ گاڑی میں  
بیٹھ کر یہاں سے کل چلا جا بیٹھے کیونکہ انھوں نے یہاں بھی انگریزوں کے قتل کرتے کی  
قسم کھائی ہے میں ساتھیوں سے باتیں کر رہی تھی کہ میرے پڑوسی مشرف نون نے اسکی  
نقدیق کی اور مجھے کہا کہ میں مشرف نون سے ملنا چاہتا ہوں۔ ان دونوں کی یہ بات  
ہوئی کہ ہمارا مکان بہت وسیع ہے گرد و فواح میں مقتدا انگریز ہیں وہ سب یہاں جمع ہو کر  
حتیٰ الا مکان دسمہ کی کوشش کریں یا لگ آئے تک روک تمام کرتے رہیں اس کے بعد  
مشرف نون دہلی اور مشرف نون دونوں قریب کے ہسپتال والے گارو کے پاس گئے اس  
کار میں کل ہندوستانی سپاہی تھے ان دونوں نے ان سے ایسی محاطت کیا اسطے کہا  
اور یہ بھی کہا کہ اس مدت کے معاوضہ میں لگ آجائے یہ انگریز متھاری ہر طرح دد کر بیٹھے  
سپاہیوں نے عزاب دیا ناؤ اپنا دوست محو کرنا اور ہم اپنا ہمد و مس کر لیں گے۔

(جواب) قیدی تو باقاعدہ نہیں پڑھا کرتا تھا البتہ کبھی کبھی شاہزادے اُس کا کچھ حصہ پڑھ کر شادیا کرتے تھے۔

(سوال) کیا کوئی شاہزادہ ایرانیوں کے متعلق مضامین بہت دلچسپی سے پڑھتا یا ان مضامین کو ضروری سمجھتا تھا اور ایرانیوں کے انگریزوں کو پس پا کر فی کی بابت رے زنی کیا کرتا تھا؟  
(جواب) میں نے خود تو وہ اخبار پڑھا نہیں مگر سنتا ہوں اُس میں ایرانیوں کے انگریزوں کو مغلوب کرنے کے مضامین اکثر ہوا کرتے تھے اور شاہزادے اُن خبروں کو ضروری سمجھ کر وقت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

(سوال) کیا بلوہ سے بیشتر بالعموم مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ انگریزی حکومت قریب لافتمام ہے اور کیا شاہزادے اُنکے اس خیال کی تائید کرتے تھے۔  
(جواب) میں نے کبھی یہ بات نہیں سنی۔

(جمع قیدی)

(سوال) تم نے یہ بیان کیا ہے کہ بادشاہ کی لازمت میں بارہ سو سپاہی تھے اچھا بتاؤ بادشاہی فوج کے حصوں کی وردی کیا تھی اور مختلف رجمنٹوں کے کیا کیا نام تھے۔  
(جواب) پیادگان کی دو رجمنٹیں تھیں اور ہر ایک میں پانسو سپاہی تھے۔ بعض کی وردی سیاہ تھی اور بعض کی خاکی مگر گھڑیاں اور پیٹیاں سبکی سرخ تھیں وردیوں پر کوئی نشان آرائش نہ تھا جس سے مختلف درجوں کی تمیز ہوتی۔ تو بچانہ میں تقریباً چالیس آدمی تھے اُنکی وردی گہری نیلی مٹی اور گھڑیاں اور پیٹیاں سرخ اُنکی وردیوں پر بھی کسی قسم کا نشان زیبائش نہ تھا قیدی کے خاص گارڈ کا کوٹ سرخ اور گھڑیاں اور پیٹیاں سیاہ تھیں۔

مس آئڈویل زوجہ الگزیٹر آئڈویل مین خوارگورمنٹ عدالت میں طلب ہوئیں

ہو گئے مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے محمد باقر علیہ السلام کے احار میں پڑھا تھا کہ مرزا صف قیدی کا معیتی  
ایرانی صبار میں گیا تھا اور شاہ فارس شری حاضر تواضع سے پیش آئے تھے۔

(سوال) کیا یہ شخص ماوتاہ دہلی کی طرف سے گیا تھا؟

(جواب) مجھے خبر نہیں۔ البتہ اس شخص کا بھائی دو سال ہوئے بہت سے کاغذ لیکر کلکتہ گورنمنٹ  
میں بھیجا گیا تھا۔

(سوال) جن عسکری بے حوشیدی قمر کو فارس بھیجا تھا اس کے متعلق تم کچھ اطلاع عدالت کو  
دیکھتے ہو۔ یہ سہادت ہو چکی ہے کہ تم سے ہر اہم کام میں مشورہ لیا جاتا تھا اور حاضر تشریف میں  
تواور بھی اور ہیں یقین ہے کہ تمہیں اس معاملہ کی ضرورت ہے؟

(جواب) میں غلط فہمی کہتا ہوں میں نے کوئی مات نہیں دیکھی اور نہ اس میں غلط بیانی کی اگر میں  
طالع ہوتا تو شاید مجھے ایسی باتوں کا سرو سہ کیا جاتا۔ بہت سی ضروری باتیں مجھے طاہر بھی  
کیجاتی تھیں مثلاً بادشاہ کا اچھی موئی تاج محل کو طلاق دیا عداوت کی ڈومسی اور ادنیٰ دفعہ کی  
تھی اور جس سے ماوتاہ لے بعد میں تادی کر لی تھی۔ اس معاملہ میں اور سیرجہاں سہت کی تحت  
نشینی کے معاملہ میں جو ضروری معاملات ہیں مجھے کسی ریلے نہیں لگتی۔ جو کچھ قیدی جو عسکری  
اور شیدی میں ملے پایا اس کی مجھے اصلا خبر نہیں۔

(سوال) کیا بادشاہ نے ملوہ سے پتھر لے لیا اور کتات یا کسی اور دریلے سے  
کپڑی کی مچ کے ہندوستانی ماسروں یا سپاہیوں سے ساز باز کی تھی؟

(جواب) نہیں میرے خیال میں تو ہوئی ہیں اور ممکن ہے کہ ہوئی ہو۔ مجھے اسکی اطلاع نہیں  
(تیرہویں دن کی بھر پورائی) حکم جس عدالت میں طلب ہوئے اور انکو سابق ملع یاد دلایا گیا  
(درج مع ایڈوکیٹ) (سوال) کیا قیدی ملوہ سے پتھر صادق الا حارالعموم دیکھا کرتا تھا؟

(سوال) بادشاہ کے پاس کس قدر توپیں تھیں؟

(جواب) احتمال میں تو صرف چھ تھیں اگر کچھ غیر مستعمل ہوں تو مجھے انکی تعداد معلوم نہیں۔

(سوال) اسمی کے بلوہ کے دن یہ فوج کس طرح تعینات کی گئی تھی؟

(جواب) انکی تقسیم قلعہ کے دروازوں اور بڑے بڑے حکام کے مکانات کے گاروں میں تھی۔ ان سپاہیوں میں بیشتر تو وہ تھے جن کو پیشگی روپیہ مل چکا تھا۔ اور بعض ملازم تھے مگر مالہ نسخہ ہیں گھر بیٹھے پایا کرتے تھے۔

(سوال) اس قدر صحیح اور سچے قلعہ میں کیوں آئے اور کس واسطے مجھوس کیے گئے؟

(جواب) باغی انھیں اپنے ہمراہ لائے تھے جب انھیں قلعہ میں جگہ مل گئی تو ان قیدیوں کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے آئے۔

(سوال) تمہاری اس سے کیا مراد ہے کہ اگر کسی نے انگریز یا میم یا بچے کو پکڑا تو اسکی خود مگرانی کی

(جواب) نہیں جس انگریز کو وہ پکڑ کر لائے اسکی اطلاع بادشاہ کو ہوئی اور اسے مطیع میں رکھنے کا حکم ہوا

(سوال) انگریزوں کے مطیع میں رکھنے کی تجویز کس نے کی تھی؟

(جواب) بادشاہ نے خود باغیوں سے کہا کہ وہ عمارت بہت وسیع ہے اسی میں انھیں رکھو

(سوال) بلوہ سے بیشتر بادشاہی مسلح آدمیوں کا افسر کون تھا؟ (جواب) محبوب علی خان۔

(سوال) کیا اسمی کو ان میں سے کوئی میگزین پر حملہ کرنے گیا تھا اور کیا تھا تو کس کے حکم سے

(جواب) نہیں جو احکام میں نے سنے ان میں تو کسی کو وہاں جانیکا حکم نہیں ہوا اور نہ میرے

علم میں کوئی گیا مگر ممکن ہے جو لوگ شہر میں رہتے تھے ان میں سے کچھ یا کل گئے ہوں۔

(سوال) کیا بادشاہ کا کوئی ایلیچی اس وقت شاہ فارس کے پاس ہوا یا بیشتر گیا تھا؟

(جواب) نہیں۔ موجودہ زمانے کی بابت تو یہی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کوئی دو یا تین سال گزرے

لائق نہ تو انکی عمریں ہیں اور نہ انھیں تجربہ ہے اور نہ وہاں عہدوں کے ذرائع سے قہ  
ہیں جس بہوہ قیوں بہت ماراں ہوئے اُس دن تو وہ ملتوی رہا مگر دوسرے دن وہ  
مرامیڈ صومرا ہوتا اور شاہ اور مرزا عبدالقداد و چھدھو جی افسروں کو اپنی سعارش کے لئے لائے  
اور انکا خزانہ کو کہاں لگائی اور رو دیاں دیدی گئیں۔

(سوال) ہم نے بیان کیا ہے کہ درخواست کرنے پر پادشاہ نے دو پاکیاں میوں کے ملائے  
کے لئے بھیجی تھیں کیا عبادت شاہ کو مسٹر فریر اور کپتان ڈیکلس کے مرے کی حرگی تو  
انھوں نے قانون کی گرفتاری یا سزا کے لئے کوئی حکم دیا یا نہیں؟  
دعابہ، ہمیں اُس وقت ایسی سے ترقی تھی کہ کچھ ہو سکتا تھا۔

(سوال) یہ تہادت گر رکھی ہے کہ بادشاہ کے خاص ملازموں ہی نے مسٹر فریر و غیر کو قتل  
کیا تھا۔ کیا پھر بھی انھیں براہ تجواہ ملتی رہی اور وہ ملازم رہے؟  
دعابہ، میں نے کسی یہ نہیں سنا کہ بادشاہ کے ملازم بھی قتل میں شریک تھے مگر بلاستہد  
کوئی اس جرم میں بر طرف نہیں ہوا۔

(سوال) کیا اس سے تھمادی یہ مراد ہے کہ قانون کے مام عام طور پر مشہور نہیں ہوتے تھے  
دعابہ، ہمیں نہ عام طور سے انکی شہرت ہوئی تھی اور نہ مجھے معلوم کہ کھل کر نپولے کوں تھے۔  
دعابہ، کیا اسکی حقیقت میں کسی تحقیقات نہیں ہوئی؟ (دعابہ) نہیں۔ ہرگز نہیں۔

(سوال) ملوہ سے چیترا دشاہ کے پاس مسلح ملازم کس قدر تھے؟  
دعابہ، کل تقریباً بارہ سو۔ (۱۲۰۰)

(سوال) کیا یہ متعلق قسم کی مروج میں سے ہوئے تھے مثلاً تو بیجا، و رسالہ و پیدل و غیرہ میں؟  
دعابہ، ہاں وہ تو بیجا و رسالہ و پیدل میں قسم تھے۔

نیچے اترے۔ یہی اور غلام عباس تو مذکورہ بالا پیغام پہنچا دیکھے بے سیدھے بادشاہ کی طرف  
 گئے اور فریر صاحب پٹے ہوئے راستہ میں کھٹی ہوئی جگہ پر ٹھہر گئے۔ چھ مہینے اسی وقت  
 بادشاہ کی اجازت حاصل کر کے میموں کے لانے کے لیے فوراً پاکیاں روانہ کر دیں اور  
 توپوں کے لیے بھی حکم دیدیا۔ اتنے میں یہ خبر لگی کہ رسالے والے لاہور میں دروازہ سے  
 قلعہ کے اندر گھس گئے اور مسٹر فریر کو قتل کر دیا اور اب کپتان ڈگلس کو قتل کرنے کے  
 لیے اوپر چڑھے ہیں۔ بادشاہ نے یہ سن کر حکم دیا کہ قلعہ کے کل دروازے فوراً بند کر دیئے  
 جائیں جس کا جواب انھیں یہ دیا گیا کہ اڑتیسویں ہندوستانی پیدل کے گارونے جس کی  
 تعیناتی قلعہ کے دروازہ پر تھی دروازے بند نہیں ہونے دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسالہ  
 کے کوئی پچاس سواروں نے دیوان خاص کے قریب گھوڑوں سے اتر کر جانوروں کو  
 قریب کے باغ میں باندھ دیا۔ پیادگان بھی قلعہ میں گھس گئے اور انھوں نے بھی جہاں  
 جگہ پائی بستر لگا دیئے۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ پیادے کس رجٹ کے تھے مگر میرے خیال  
 میں جو تین رجٹیں دہلی میں رہتی تھیں ان ہی میں سے ہونگے۔ اُس دن کوئی اجلاس نہ تھا  
 مگر بادشاہ تین چار مرتبہ دیوان خاص میں جسکے سامنے باغی خمیہ زن تھے آئے۔ باغی تمام  
 دن اور رات میں بھی جوق جوق قلعہ کے اندر آتے رہے۔ منبر پر ہر شام کو قلعہ میں داخل  
 ہوئی مگر فوراً سلیم گڑھ پر قبضہ کرنے کے لیے چلی گئی اور وہاں دوسرے دن جو توپیں سگین  
 سے لائے تھے میرٹھ سے آنے والی انگریزی فوج کو دہلی میں آنے سے روکنے کے لیے  
 لگا دیں۔ تین شبانہ روز انگریزوں کے آئینکی خبریں ملتی رہیں اور باغی فوراً بجل بجا کرتا رہا  
 تھے۔ ۱۲ مئی کو قیدی کے تین لڑکوں مرزا مغل، مرزا خضر سلطان اور پوتے مرزا ابو بکر نے  
 درخواست کی کہ ہمیں فوج میں اعلیٰ مکان دیئے جائیں۔ یہی نے بادشاہ سے کہا کہ ان عہدوں



ایک جی حر کردا اور کہو کہ حسب ضرورت اس معاملہ میں کلمہ دانی کریں۔ مادی شاہ اٹھ کر مکان  
 کے اندر چلے گئے اور میں دیواں خاص کے کمرہ میں آ گیا۔ غلام عباس اسی وقت کنتال  
 ڈھگل کے ساتھ واپس آ گئے۔ کپتان صاحب نے آتے ہی تبادہ میں جا کر اُس سوار  
 سے کہا یہاں سے چلے ماونا دساہ کامل ہے تمہارے عمل سے اُنہیں تکلیف ہوگی سوار  
 یہ سکرور راج گھاٹ کی طرف چلے گئے۔ یہاں سے قلعہ کے جنوبی حصہ شہر میں آ گیا راستہ پر  
 بادشاہ کو جب کپتان ڈھگل کے آنیکی خبر ہوئی تو فوراً ماہر اکراں سے ایسے علوت خانہ  
 اور نار خاص کے درمیانی محس میں ملاقات کی۔ کپتان صاحب نے اُس سے کہا گھڑ سکی  
 کوئی بات نہیں ہے یہ مادیور راج ہو جاوے گا اور ہم آدمیوں کو دھمکا دینے سے اس حرص  
 سے اُنہوں نے جانا چاہا اور دعا ست کی کہ جس طرح کے بچے کا دھارہ کھول دیا جائے  
 تاکہ میں بچے جا کر سواروں کو سمجھا دوں بادشاہ نے کہا نہ تو تمہارے پاس تیغ ہے۔  
 اور نہ مدق اور سیاہی ہتھیار بہد ہیں۔ تمہارا اُن گھوڑوں کے پاس تہا جانا طاعت غل جی  
 اُس نے کپتان ڈھگل اپنے قیام گاہ کو واپس چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد کپتان ڈھگل  
 صاحب کا دارم پراں تعداد مجھے اور غلام عباس کو ملائے آیا ہم اُس کے ساتھ کپتان حسنا  
 کے پاس گئے اُنہوں نے مجھے کہا کہ میرے پاؤں میں سوج آگئی ہے۔ اس وقت مجھے ہاں  
 ایک اور بھی صاحب تھے حکومت میں نہیں پہچانتا وہ ایک بنگ پر بیٹھے تھے اُن کے دائیں  
 ہاتھ میں تلوار کا رم تھا کپتان ڈھگل نے کہا کہ دو پالکیاں مع کہاڑوں کے مسجد دک  
 میں اُس میں شیکر بادشاہ بیگم کے پاس چلی جائیں اور انکی نگرانی میں رہیں، اسی وقت  
 شرسائیں فرار سے نکرہ کے اندر کہ کہا کہ بادشاہ کے ہاں سے دو تو ہیں اور تو بھی ناکار  
 دھارہ پر لگا دو۔ پھر میں اور غلام عباس اور فریر صاحب کپتان صاحب کے ہاں سے

قید تھے اُنکے قتل کے لیے فوج نے استعداکی بادشاہ نے اُن قیدیوں کو فوج کے حوالہ کر دیا کہ جس طرح تم چاہو کرو اور بعد میں قیدی قتل کر دیئے گئے۔ دربار میں رگوسا دوسرا اور افسران و اخبار نویس حاضر تھے۔

(سوال) تم اُمئی کو دہلی ہی میں تھے۔ (جواب) ہاں میں دہلی ہی میں تھا۔

(سوال) جو کچھ تم نے اس موقع پر دیکھا ہو بیان کرو۔

(جواب) ۱۶ رمضان مطابق اُمئی کو صبح کے کوئی سات بجے اڑتیسویں ہندوستانی سپاہیہ رجمنٹ کے ایک ہندوستانی سپاہی نے دربار خاص پر پہنچ کر کسی دربان سے یہ کہا کہ ہندوستانی فوج نے سلطنت کے خلاف غدر کر دیا ہے اور باغی غمخیز دہلی میں آیا چاہتے ہیں اور جو فوج میں رہے ہیں وہ کمپنی کی ملازمت ترک کر کے اپنے اپنے مذہب کے لیے لڑنیکو تیار ہیں میرا مکان قلعہ میں دربار خاص کے پاس ہی تھا اس لیے ایک مسلمان دربان نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع کی۔ مجھے یہ اطلاع ہوئی ہی تھی کہ بادشاہ دہلی نے مجھے طلب فرمایا۔ میں فوراً وہاں گیا بادشاہ نے مجھے غرمایا دو دیکھو زیر جھروکہ والی سڑک پر رسالہ آ رہا ہے میں نے دیکھا کمپنی کے باقاعدہ سواروں کو کوئی ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر آتے دیکھا۔ اُن میں پیشتر تو رو دیاں پہنتے ہوئے تھے باقی ہندوستانی کپڑے زیب تن کئے تھے۔

میں نے فوراً بادشاہ کو راسے دی کہ جھروکے کے نیچے والا دروازہ بند کر دیا جائے۔

دروازہ بند ہوا نہی تھا کہ پانچ یا چھ سو ارب سمن برج کے نیچے والے دروازے سے پہنچ گئے بادشاہ محلات کے قریب ہی رہا کرتے تھے۔ سواروں نے غل مچایا تو وہاں ہی بادشاہ کی

ہمیں مذہب کے لیے مود دیا جائے، بادشاہ نے نہ خود جواب دیا نہ آدمیوں کو جواب دے دیا۔ بلکہ غلام عباس شمشیر الدو کہ کو یہ حکم دیا کہ کپتان ڈگلس افسر گار و قلعہ کو ان سواروں کے

حملہ آور تو سس بر سر ڈٹے قتل کر دیا مگر بعد میں معلوم ہو کر حقدار آدمی سک میں تھے  
سب قتل ہو گئے۔ یہ واقعہ دن کے بارہ بجے ہوا۔

(سوال) کیا کل سب قتل ہو گئیں یا ان میں سے کچھ آدمی بھی لیگے؟

(جواب) وہ سب کی سب فوراً قتل کر دی گئیں۔ ان میں سے کوئی قید میں نہیں رہا۔

(سوال) کیا ننگ پر حملہ کے وقت بھی ماوتساہی مسلحہ ہمراہی ساتھ تھے۔

(جواب) نہیں۔ (سوال) کیا بادشاہے ملوہ کے بعد ہی ملپے تئیں مطلق العنان مشہور کیا

(جواب) ہاں ملوہ ہی کے دن سہ پہر کو تین گھنٹے یہ ڈھنڈورا بجا کباب پھر بادشاہ کی حکومت  
ہو گئی۔ قیدی بے طرح سے انکار کیا۔

(جمع وکالت)

(سوال) کیا تمہیں اس قدر عرصہ تک قیدیوں کے محبوس رہنے کا اند قتل کے لئے فائدہ  
مقرر کر دیا گیا ہے؟

(جواب) نہیں مجھے ان دونوں باتوں میں سے ایک کا بھی علم نہیں سیدی کو فاپسی کا حکم دیا گیا  
علیم احسن الدرداں مکبرہ الت میں طلب ہوئے اور سابق ملک پرانے کے اظہار ہوئے

(جمع وکالت)

(سوال) کیا بادشاہ کے حکم سے ملوہ کے راتہ میں کوئی روزنامہ واقعات رکھا گیا تھا؟

(جواب) روزنامہ تو حث مشہور ملوہ سے بہت قریب رہتا تھا۔

(سوال) اس وقت کو دیکھو اور متاؤ کر تم اسکی تحریر کو پہچانتے ہو؟

(جواب) ہاں یہ روزنامہ چونس کی تحریر ہے اور یہ ورق بھی بعد ماچہ ہی کا ہے۔

درمطالعہ روزنامہ پڑھ کر اسکی تحریر متاؤ کر تم اسکی تحریر کو پہچانتے ہو؟

(جواب) اس معاملہ میں حکم کی بابت تو میں نے کچھ سنا نہیں مگر بغیر حکم ایسا ہو نہیں سکتا۔  
 (سوال) کیا عام طور سے یہ گمان تھا کہ بادشاہ نے ان مسموم اور بچوں کے قتل کا حکم دیا؟  
 (جواب) اُس وقت تو یہ مشہور نہیں ہوا۔ البتہ آدمیوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ قیدی پر سوں قتل ہونگے  
 (سوال) کیا بادشاہ کے علاوہ اُس وقت کوئی اور اُن لوگوں کے قتل کا حکم دینے کا مجاز تھا۔  
 (جواب) صرف بادشاہ یا مزارمعل ہی کے حکم سے قتل عمل میں آسکتا تھا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ  
 ان دونوں میں سے کس نے حکم دیا تھا۔

(سوال) تمہارے خیال میں اُس وقت کس قدر انگریز قتل ہوئے ہونگے کیا وہ قتل سے پیشتر  
 باندھ دیئے گئے تھے؟

(جواب) میں تعداد نہیں بتا سکتا وہ ایک قطار میں کھڑے تھے اور اُنکے قاتل اُنہیں گھیرے  
 ہوئے تھے مگر مقتولین میں زیادہ تعداد بچوں کی تھی اور وہ بندھے ہوئے نہیں تھے۔

(سوال) تمہیں معلوم ہے ان لاشوں کا کیا حشر ہوا؟

(جواب) نہیں۔ قتل کے بعد فوراً سیاہیوں نے آدمیوں کو قلعہ کے باہر نکال دیا اور میں نے  
 لاشوں کی بابت کبھی کچھ نہیں سنا۔

(سوال) تم نے کیونکہ کے قریب بھی قتل ہوتے دیکھا؟

(جواب) ہاں مشربیر سفر ڈاؤن کی بیوی کو اپنی آنکھ سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا جب باغیوں  
 اور شہر والوں نے بنک پر حملہ کیا اس وقت میرے سفر ڈاؤن اور انکی سیم بیرونی وقر میں چھپ گئے  
 مگر جب وہاں اُنکا پتہ چل گیا تو حجت پر بھاگ گئے۔ چونکہ مشربیر سفر ڈاؤن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور انکی  
 سیم کے پاس نیزہ تھا اس لیے کسی کی ہمت نہیں پڑی کہ سامنے کے زینہ پر سے اوپر چڑھ جائے  
 ایک شخص نے یہ سلسلہ وی کہ چکر کھا کر مکان کی پشت کی دیوار پر زینہ لگا کر چڑھنا چاہا۔ ایک

میں سے شاہی حلوں آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اللہ ایک موقع پر مرزا معل کمانڈر انچیف کی شاہی  
 حلوں کی کیا تھا۔ قیدی نے جرح سے انکار کیا اور گواہ کو واپس لایا حکم دیا گیا۔  
 حکماء ہر کارہ عدالت میں طلب ہو اور اسکو حلف دیا گیا  
 (جمع جمع ایڈوکیٹ)

(سوال) ماویسی گرتہ میں حبس میں اور یہ قلعہ میں قتل ہوئے تو کیا تم دہلی میں تھے اور تھے  
 انہیں قتل ہوتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔

(جواب) ہاں میں دہلی ہی میں تھا اور میں نے اپنے سامنے انہیں قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔  
 (سوال) ہم نے اسے قتل ہوئے کی حریفی پہل کب تھی؟

(جواب) میں نے قتل سے دور رہی تھی۔ لوگ کہتے تھے دو دن میں انگریز قتل کر دیئے  
 جائیں گے مگر یہ یاد نہیں کہ میں یہ حشر نہی تھی۔ جس دن قتل ہو گیا قلعہ میں دن کے دس بجے  
 آدمیوں کا ٹھٹھا لگا ہوا تھا۔ میں بھی ایک بھیڑ کے ساتھ قلعہ میں گھس گیا۔ حبیبیہ بھی میں  
 پہنچا تو وہاں کل قیدیوں کو ماوشاد کے خاص مسلح آدمیوں اور اعلیٰ پایہ داروں سے گھرا ہوا  
 دیکھا قتل کا اشارہ ہوتے تو میں نے دیکھا نہیں۔ گاہا آدمیوں نے یکدم تلواریں کھینچ کر  
 قیدیوں کو ہیاٹنگ مارا کہ ان میں سے ایک کو بھی ماتی رہوڑا قاتلوں کی تعداد سو یا ڈیڑھ سو  
 ہوگی (سوال) کیا تم نے اسکو آنکھ سے چائے کی کوشش کرتے دیکھا یا سا کہ کسی نے ہاتھوں سے  
 اس کے ارہ میں معاش کی مو۔ ۱

(جواب) تو میں نے اسکو آنکھ سے چائے کی کوشش کرتے دیکھا اور اسکی ماوشاد سے لکے  
 اسے میں معاش کرتے تھا۔ (سوال) تم سب کچھ ہو کہ اس لوگوں کے قتل ہو چکی تھیں  
 دو ورثہ معلوم ہو گئی تھی کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے حکم سے یہ قتل ہوئے؟

اسی طرح قلعہ میں واپس آ گئے۔ قلعہ سے روانہ ہوتے وقت اور واپس آئے کے وقت آپس  
 آپس نوپوں کی سلامتی ہوئی تھی۔ (حج قیدی)

سوال کیا جانی رسائے میرٹھ سے آئے انہوں نے یہ کارروائی بادشاہ کے ایثار سے کی  
 یا پانچول سے؟ (جواب) مجھے اس کے متعلق کچھ خبر نہیں۔

سوال تم نے اس مکان کے متعلق جس میں میں اور بچے رکھے گئے کل یہ بیان کیا تھا  
 کہ وہ بادشاہی مفتی کے ہستمال میں تھا۔ اور اب میں یہ کہتا کہ معتز آدمی کے لیے ایسی جگہ  
 تعمیر یا جلنا باعث تنگ ہے۔ یہ بیان کیسے ایک دوسرے سے موافق ہو سکتے ہیں؟

(جواب) بوجہ دفتر ہونے کے ہر کس و اکس اور فی و اعلیٰ و ہاں جایا کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ  
 مشنر شخص کے رہنے کے لیے مناسب نہیں تھا۔ مفتی صاحب کے رہنے کی جگہ نہ تھی بلکہ یہ  
 انکا دفتر تھا۔ گواہ کو واپس جانے کا حکم ہوا۔

چنی الی بساطی عدالت میں طلب ہوا اور اس کو حلف دیا گیا۔

(حج ایڈوکیٹ)

سوال کیا ۱۱ و ۱۲ مئی گزشتہ کو تم دہلی میں تھے؟

(جواب) ہاں ان دونوں تاریخوں پر میں دہلی ہی میں تھا۔

سوال کیا ان تاریخوں میں سے کسی تاریخ پر بادشاہ کے خود مختار ہو میکا ڈھنڈ وراٹھا تھا۔

جواب ۱۱ مئی کو آدھی رات پر قلعہ میں بیس ضرب توپ فیر ہوئی تھیں یہ آواز میں نے اپنے گھر

پر سنی تھی اور دوسرے دن دوپہر کو اس بات کا ڈھنڈ وراٹھا تھا کہ ملک پھر بادشاہ کے قبضہ

میں آ گیا۔ سوال کیا یہ بادشاہ ہاتھی پر بیٹھ کر نکلے تھے تو ان کا شاہی جلوں تم نے

اپنی آنکھ سے دیکھا تھا؟ (جواب) نہیں بلکہ اس کے چند ہی روز بعد میں نے قلعہ کو چھوڑ دیا تھا

اُٹھے ہی کو تھیں تو میں وہاں جا کر اس خاکروہوں سے خلی وہاں نوکری تھی ملا تو معلوم ہوا کہ  
۵۲ انگریز قتل ہوئے ہیں اس وقت لاشیں ایک دائرہ میں زمین پر پڑی تھیں۔

(سوال) اُن میں مردوں کی لاشیں کتنی تھیں؟

(جواب) صرف پانچ یا چھ عورتوں اور بچوں کی تھیں۔

(سوال) یقین معلوم ہے کہ بعد میں اُن لاشوں کا کیا ہوا؟

(جواب) اُن حکم شاہ انھیں دریا میں غرق کر کے لئے گاڑیوں میں بھر کر سلیم گڑھ کی طرف گئے

(سوال) قتل کے بعد کیا خوشی میں توہمیں میر ہوئی تھیں؟

(جواب) نہ تو میں نے اپنے کان سے سا اہر کسی سے سنا کہ توہمیں چھوٹی تھیں۔

(مارہویں دن کی کاہروائی)

(سوال) کیا تم عدالت کو اور انگریزوں کی مایت حشر کے اور مقامات میں قتل ہوئے ہو ان اطلاع

دلیکے ہو؟ (جواب) کو کچھ نہیں اور پر بیان کہ بچا ہوں اُسکے علاوہ میں سے کوئی قتل نہیں دیکھا

البتہ انصاف کے ساتھ کہ کشن گڑھ میں کوئی ۱۵ انگریز جنگ اُسکے پاس گولی ماروت رہی اپنے

بچا تے رہے یہ سامان ختم ہو گیا تو انھیں تہ حلوں میں سے لاکر چند مسلمانوں نے مامی

سواروں کے ساتھ ملکر قتل کر ڈالا۔

(سوال) کیا دہلی میں بادشاہ کے اختیارات تہتر ہوئے تھے اور اگر ہوئے تو کب ہوئے تھے

(جواب) اسی کو بادشاہ نے دکانوں کے کھولنے کے لئے دھندلہ اٹھایا اور دودوں بعد

باتمی پر سوار ہو پیدل رات وچہ توہمیں اور اپنے مسلح ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ سے ماہر پہلے تھے

یہ کارروائی دوکانیں کھولنے کے لئے ہوئی تھی۔ وہ ٹرے بازار کے اُس حد تک گئے تھے

جہاں مکانات ہر دو جانب بالی صورت میں سے ہیں۔ اور جس تاں و شوکت سے پہلے تھے

(سوال) پھر کون لوگ رہتے تھے؟ (جواب) کچھ حصہ عمارت تو رومی خانہ تھا جس میں ملزم بادشاہ کی طرف سے قید کیے جاتے تھے۔ (سوال) اگر حفاظت کیجاتی تو کیا میں اور نیچے اُس میں محفوظ رہ سکتے تھے۔ یا وہ جگہ کھلی ہوئی ہے کہ جس کا جی چاہے گھس سکے۔

(جواب) نہیں وہ کھلی جگہ ہے نہ تو کسی قسم کی حفاظت ہے اور نہ اُسکی چار دیواری ہے۔

(سوال) کیا اگر کوئی معمولی عزت کا ہندوستانی اُس جگہ رکھا جاتا تو وہ اس میں اپنی ہتک عزت خیال نہ کرتا؟ (جواب) ہاں قطعی وہ وہاں رہنے میں اپنی بے عزتی اور سبکدوشی سمجھتا۔

(سوال) کیا قلعہ میں ہی ایک جگہ خالی تھی جس میں میں اور نیچے رکھے گئے؟

(جواب) قلعہ میں عمارت کی کمی نہ تھی جس میں میں اور نیچے باسائش رہ سکتے۔

(سوال) کس کے حکم سے انگریز قتل ہوئے؟

(جواب) بادشاہ کے حکم سے اور اُس کے سوا اور کون ایسا حکم دے سکتا تھا۔

(سوال) کیا تم نے بادشاہ کے کسی لڑکے کو اس قتل کا تماشا دیکھتے ہوئے دیکھا؟

(جواب) اُس جگہ بڑا جوم تھا میں نے اُن کا خیال نہیں کیا۔ البتہ مرزا مغل کی چھت پر کچھ آدمی

کھڑے تھے اور میں نے یہ بھی سنا تھا کہ وہ چلن میں سے یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔

(سوال) کیا قتل سے پیشتر انگریزوں کو رسیوں سے جکڑ دیا تھا۔

(جواب) میں نے اس کا خیال نہیں کیا؟

(سوال) کیا قتل سے پیشتر انگریزوں کو رسیوں سے جکڑ دیا تھا؟

(جواب) میں نے اس کا خیال نہیں کیا۔ (سوال) کیا قتل سے پیشتر انہیں ایک قطار میں بٹھایا

تھا۔ (جواب) میں ہجوم کی وجہ سے اُس خاص مقام پر نہ جاسکا۔ مگر پولیہ میں رہا مگر قتل کے بعد

جب بھیٹر منتشر ہوئی اور لاشوں کے اٹھائے جانے کا حکم بادشاہ کے پاس سے آیا اور وہ



پیتھراس میں حاصل کردہ قلعہ کے متعلق حیرت ہوتی تھیں اور کبھی کبھی دیگر امور پر بھی بحث ہوتی تھی اس کا نام سراج الاحار تھا۔

(سوال) کیا کسی انگریز کے قتل ہو سنے کے موقع پر تم کبھی قلعہ میں گئے تھے۔

(جواب) میں گیا تھا مگر یہ مئی کے مہینہ کے پہلے یا چھ روز بعد میں قلعہ میں ایک مسافر عظیم بریابو کی حیرت سے یہ سکر میں وہاں گیا اور قلعہ کے اندر راہ دہلی دروازہ حدید محل کے پاس پہنچ کر میں نے شاہی مسلح دستکاروں اور باغی سپاہیوں کو قریب ساڑھے نو یا دس بجے انگریزوں کو قتل کرتے دیکھا ایک شاہی ملازم سے مجھے دیکھ کر یہ کہا کہ تو انگریزوں کے لئے حیرت جمع کرتا ہے یا دہ ہے اگر آئیدہ ایسا کیا تو تیرا ہی حیرت ہو گا اس شخص کا نام تھیکا تھا اور قیدی کے بیٹے مرزا عثمان کی خدمت میں تھا۔

(سوال) یہ انگریز کہاں سے لائے گئے تھے؟

(جواب) مجھے نہیں معلوم مگر میں نے سنا ہے کہ شاہی مطبع سے آئے تھے۔

(سوال) کسا شاہی مطبع اور آرام گاہ ایک ہی محس میں ہیں؟

(جواب) شاہی آرام گاہیں قلعہ کے ایک جانب ہیں اور مطبع محس میں انگریز محس تھے اس کے متعلق دوسری جانب اور ان دونوں کے درمیان میں دہلی خاص و دہلی عام کی عمارتیں ہیں اور ان کا فاصلہ ایک دوسرے سے دو سو یا ڈھائی سو گز ہے۔

(سوال) جس جگہ میں اور پے رکھے گئے تھے وہاں کس رتہ کے آدمی رہتے تھے؟

(جواب) اس جگہ ایک ماہ شاہی مولوی رہا کرتے تھے۔

(سوال) کیا اس سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ جس جگہ میں اور پے قید تھے وہاں محس اور رٹے

آدمی رہا کرتے تھے؟ (جواب) ہرگز اس قسم کے آدمی وہاں نہ رہتے تھے۔

ایسا مضمون یاد رہے جس سے اس بات کا یقین ہو؟

(جواب) مجھے کوئی خاص مضمون یاد نہیں جس میں مقابلہ دیگر مضامین کے زیادہ مخالفت ہو  
مگر جو مضامین ایرانیوں اور روسیوں کے متعلق شائع ہوئے انکی تحریر ہمیشہ مخالفانہ رہی ہے  
(سوال) کیا تم نے یہ بھی سنا تھا کہ ایک چٹھی اس مضمون کی مجسٹریٹ پاس پہنچی کہ کشمیری دروازہ  
پر حملہ ہوئے والا ہے اور وہ انگریزوں سے چھین لیا جائیگا۔

(جواب) نہیں مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسی خبر سنی ہو۔

(سوال) کیا تمہیں چپا تپوں کے موضع موضع گردش دیئے جانیکا بھی کچھ حال معلوم ہو؟  
(جواب) ہاں مجھے یاد ہے کہ بلوہ سے پیشتر چپا تپاں تقسیم ہوئی تھیں۔

(سوال) کیا ہندوستانی اخبارات نے بھی اس مضمون پر بحث کی تھی اور کی تھی تو اس سے  
کیا مطلب ظاہر ہوتا تھا؟

(جواب) ہاں اس کا کچھ حوالہ ضرور تھا اور اس سے یہ خیال کیا گیا تھا کہ کسی آنیولے فساد کی  
پیش بندی ہے اور علاوہ ازیں یہ بھی سمجھا گیا تھا کہ یہاں والوں کو کسی خاص مطلب سے

جس کا اظہار بعد میں ہو گا ایک جگہ اکٹھے ہونیکے لئے یہ چپا تپاں بطور نیوٹے کے تقسیم ہوئی ہیں  
(سوال) تمہیں معلوم ہے انکی ابتدا کہاں سے ہوئی یا کہاں تک ہندوستانیوں میں سکا پرچہ تھا

(جواب) مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ ابتدا انکی کہاں سے ہوئی مگر عام خیال پانی پت اور کرناں  
کی طرف تھا۔ (سوال) کیا صادق الاخبار کی کوئی کاپی قلعہ والوں کے پاس بھی جاتی تھی۔

(جواب) ہاں قلعہ میں تو کسی کاپیاں جایا کرتی تھیں مگر یہ نہیں معلوم کسی معرفت جاتی تھی۔

(سوال) کیا بلوہ کے ایام میں قیدی نے کوئی حدائق رسالہ نکال رکھا تھا؟

(جواب) ہاں ایک رسالہ نکلا کرتا تھا جو قلعہ کے اندر شاہی چھاپہ خانہ میں طبع ہوتا تھا۔ بلوہ

دسوال کیا کوئی ایسا ہندوستانی اخبار دہلی سے شائع ہوتا تھا جس میں انگریزوں کے خلاف  
مضمون نکلتے ہوں؟ (جواب) ہاں حال الدیں ایک ہفتہ وار اخبار نکالتا تھا جسکے مضامین  
قطعی انگریزی حکومت کے خلاف ہوتے تھے اس اخبار کا نام صادق الاخبار یا سچی خبریں تھا  
(سوال) کیا یہ پرچہ پڑھتا تھا اور اسکی اشاعت بہت تھی؟

(جواب) دہلی شہر میں اصلاً ہر اسکی دو سو کاپیاں نکلتی تھیں اور یہ پرچہ چھپا ہوا ہوتا تھا۔  
(سوال) کیا یہ پرچہ ہفتہ وار ہی نکلتا تھا یا خاص ضرورت کے لئے خاص طور پر بھی نکلتا تھا؟  
(جواب) جسکبھی ضروری خبریں مل جاتی تھیں تو خاص طور پر بھی نکلتا تھا۔

دسوال کس لوگوں اور کس فرقوں میں اسکی زیادہ اشاعت تھی؟  
(جواب) ملائمیر ذات ہر حادہ فرقہ میں اسکی اشاعت تھی۔

دسوال دہلی جیسے بڑے شہر کے لئے دو سو اخبار بہت تھوڑے ہیں کیا ہندوستانیوں میں  
یہ معمول ہے کہ اخبارات سے کے لئے احباب ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ایک اخبار  
کئی خاندانوں کے لئے کافی ہوتا ہے؟

(جواب) ہاں غریبوں کی یہ عادت ہے کہ ایسے اخبارات ایسے دوستوں اور عزیزوں کو پڑھنے  
کے لئے دیدیتے ہیں۔ دسوال کیا صادق الاخبار دہلی کا شواہد تھا اور دیگر اخبارات  
اس کا کیا تناسب تھا؟ (جواب) ہاں دہلی میں شواہد اخبار سمجھا جاتا تھا اور جو مضامین جن  
میں سے اکثر انگریزی اخبارات کا ترجمہ ہوتے تھے، اس میں شائع ہوتے تھے مسلمانوں کو  
بڑی توجہ سے دیکھتے تھے۔ دیگر اخبارات کے ساتھ اسکا تعلق میں نہیں تھا کہ اسکی کیا تھا  
انگریزوں کو کہوں گا کہ مقابلہ دیگر اخبارات کے اسکی اشاعت بہت تھی۔

دسوال تم نے بیان کیا ہے کہ اسکی تحریر انگریزی گورنمنٹ کے خلاف ہوتی تھی تمہیں کوئی

(سوال) تم نے پیشتر اُسکے پکارنے کی بابت کچھ نہیں کہا کیوں! کیا تم بھول گئے تھے؟  
 (جواب) اس واقعہ کو اٹھ عہدینے ہوئے جو کچھ مجھے یاد آتا جاتا ہے بیان کرتا جاتا ہوں جب  
 میں وہاں سے چلا اس وقت سوار دین دین پکار رہے تھے اور ہندوستانیوں کو یقین دلا  
 رہے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو تکلیف نہ دینگے۔

(سوال) تم گیارہویں سے پیشتر کس قسم کی خبریں شائع کیا کرتے تھے کیا کسی مضمون میں تم نے  
 ہندوستانی فوج یا اُسکی فرضی بدولی کا تذکرہ کیا تھا؟

(جواب) میرے پرچہ میں عام مذاق کی اور وہ کل خبریں ہوتی تھیں جو میں چاہے ہوے پرچوں  
 سے لیا کرتا تھا مجھے یاد ہے کہ چند موقعوں پر میں نے کلرکوں اور فوج کے باغیانہ خیالات  
 کا تذکرہ کیا تھا۔ (سوال) کیا تم میں یاد ہے کہ تم نے کبھی ایرانیوں کے ہرات پر چڑھنے کا  
 بھی اُس میں ذکر کیا تھا؟ (جواب) مجھے یاد نہیں کہ میں نے خاصہ کوئی تذکرہ کیا ہو مگر جو کچھ  
 خبریں وہاں کے (ایران) متعلق شہر کے رسالہ میں جایران میں طبع ہوتا تھا ملتی تھیں ان میں  
 نقل کر دیتا تھا۔ (سوال) اپنے چند ہندو گان کے سامنے خبریں تم خود پڑھا کرتے تھے یا  
 تم کہہ سکتے ہو کہ کس قسم کی خبروں سے انہیں زیادہ دلچسپی تھی۔ کیا سپاہیوں کی بدولی کی خبریں  
 زیادہ کان لگا کر سناتے تھے۔

(جواب) ان خبروں سے ہندووں پر تو کچھ اثر ہوتا تھا البتہ ایرانیوں کے متعلق خبریں مسلمان  
 بڑی دلچسپی سے سنتے تھے اور اس بات پر شیخی مارا کرتے تھے کہ ایرانی آکے چن کر نیگے چاں کریں گے  
 یہی فوج کی عام بدولی اس سے بھی مسلمان ہی موثر ہوتے تھے اور بیشک جوش میں مجھ جیسے تھے  
 (سوال) جس زمانہ میں ایرانیوں کے آئینے افواہ تھی کیا روسیوں کی بابت بھی تذکرہ ہوتا تھا؟  
 (جواب) ہاں دونوں کا تذکرہ ہوتا تھا۔ مگر پیشتر ذکر ایرانیوں کا ہوتا تھا۔

المنہ اول تنام فارس کے اعلان اور دوسرے اسالہ میں منگلوں کے حملے اور چینی وار  
کارہ اس کے استعمال کے سبب فوج میں بددلی کی حشروں کی وجہ سے شہر میں بڑی اطمینانی  
اور جوش پھیلا ہوا تھا۔

سوال کیا تم اپنا احار نکال کر تے تھے اور کس نام سے نکالتا تھا؟  
دواہب ہاں میں ایک احار نکالتا تھا اور اس کا نام احار وئی تھا گو وہ اس نام سے یا کسی  
اور نام سے مشہور تھا کیونکہ اس میں محض تصحیل معصا میں ہوتی تھی۔ میں رومارہ حشر قلی  
لکھ کر اپنے چہرہ و ہند گاں کو سیا کرنا تھا۔

سوال کیا تم نے اکٹھا کرتے مانتے تھے اور کیا اس وقت تمہارے پاس کوئی انکی کافی ہے  
دواہب میں نے قتل و بعد اعداد اصل کا عدات کو قاعدہ تھی کر دیا تھا اور گیارہ مئی تک کے  
احارات کا ایک ویولہ میں جس وقت تاجہ بی رومارہ فتح ہوئی تو مد کشور کی مدد سے حاکمی  
اس میں باقی تھی اسے یوراکو کے کل عدات میں نے کریل میں دہلی کے وحی گورر کے  
حوالہ کر دئے میں جنوں نے اس کا ترجمہ کرایا تھا۔

سوال کیا یہ مئی کو جمعہ کے کسٹہر سوار شرفریہ کے ہمراہ تھے؟  
دواہب ہاں میں سمیت اس گارو میں مائیں یا تئیں آدمی تھے حملہ کے وقت لٹا ہوا  
شرفریہ کے ہمراہ تھے۔

سوال تمہاریاں کر چکے ہو کہ اوحدو قاعدہ مرتب ہو سکے یا بیج یا عید سواروں کے پیچھے پر  
وہ سب جاگ گئے تھے اس سے تمہاری کیا مراد ہو گیا انہیں پہلے سے اس واقعہ کی اطلاع تھی؟  
دواہب میری رائے میں انہیں پہلے سے اس کا کچھ علم تھا مگر باغیوں کی بوس دیں کی آواز  
سے مجھ والوں کو کالت یہودی فرید صاحب کو چوڑا نا پڑا۔

کے تھانہ کے افسر دوم کو ساتھ لیکر دروازے پر چڑھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فریز صاحب نے نیچے اتر کر جمہور والے سواروں کو درست کیا اور اسی طرح پولیس کے کچار کو مرتب کر کے تلواریں نکالنے اور اس جگہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ مٹھا اسی وقت سات سوار اور دو اونٹ سوار دریا گنج سے قلعہ والی ٹرک پر سرپٹ دوڑے ہوئے آئے اور پتول کے نشانہ کی حد پر پہنچ کر سب نیک نحت انگریزوں پر فیر کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر تمام بھیڑا دھڑا منتشر ہو گئی اور میں بھی گھر چلا آیا۔ مگر چلنے سے پیشتر اتنا ضرور دیکھا کہ جمہور والے سوار کچھ مزارع نہیں ہوئے بلکہ فریز صاحب کو چھوڑ کر جس طرف سے یہ سوار آئے تھے اسی طرف فوراً بھاگ گئے۔ اسکے بعد شام تک میں گھر سے باہر نہیں نکلا اور اس دن کے اور حالات مجھے معلوم نہیں۔

(سوال) جب تم کلکتہ دروازہ پہنچے تو کیا وہاں پہلے سے بہت آدمیوں کی بھیڑ تھی؟  
(جواب) انگوری باغ والی تھوڑی سی زمین پر اس وقت وہاں کم از کم چار سو یا پانچ سو آدمی ہوئے  
(سوال) اس وقت کیا ہوا ہو گا؟

(جواب) شاید نو بجے ہونگے۔ مگر میں ٹھیک وقت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

(سوال) جبکہ وہاں بکری کا سامان کچھ نہ تھا پھر کس لیے اس قدر آدمی وہاں جمع تھے؟  
(جواب) غیر معمولی طور پر دروازے کے بند ہونے سے لوگوں میں ہل چل مچ گئی تھی اور اسی وجہ سے وہاں اس قدر آدمی جمع ہو گئے تھے بھیڑ اس وجہ سے اور بھی ہوئی دھوبی دروازہ کے بند ہوجانے کے خوف سے دریا پر سے چلے آئے تھے۔

(سوال) جب تم اخبار نویس تھے تو ملک و ہرات کی خبر رکھتی چاہیے تھی۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ شہزادوں کو ایک یا دو دن پہلے بھی یہ خبر نہ تھی کہ گیارہ تاریخ کو کیا ہو گا؟  
(جواب) گیارہ مئی والے بلوہ کی جو کچھ پہلے سے ساز باز ہوئی ہو اس کی مجھے اصلاً خبر نہیں تھی

دعوائے وہ عبادتخار کے برابر والے راستے سے گئے تھے۔

دسوال کیا قیدی نے گورنمنٹ انجیری کی ماتحتی میں رعایت ہو سیکا اظہار نہیں کیا تھا؟  
 دعوائے ہیں اسکا اشارہ گورنمنٹ کی طرف نہ تھا بلکہ اُن حمایتوں کا تھا جو کپتان ڈگلس  
 نے اُس کے ساتھ کی تھیں اور جس کا تذکرہ اُس نے کیا تھا۔

دسوال کیا کپتان ڈگلس نے محروکوں کے نیچے حاکم باغیوں سے باتیں کر سکی ہستہ  
 قیدی سے نہیں کی تھی اگر ہاں ایسا نہیں کیا تو پھر قیدی کو اُس کے ارادہ سے کیسے جڑی  
 دعوائے اس واقعہ کو دیکھیں گے گئے مجھے اسی طرح یہ بات یاد نہیں البتہ کپتان ڈگلس  
 نے اپنے کے دربارہ کھولے کی عمارت ظاہر کی تھی۔

جارج مالے کے سب اس اظہار کو آئندہ دن کے گیارہ بجے تک ملتوی کیا۔

گیدھویوں دن کی کامدائی۔ لقیہ اظہار کش سگہ چہر اسی

دسوال کیا اسی شہداء کی صبح کو تم دہلی میں تھے؟

دعوائے ہاں میں گھڑی رہتا تھا۔ سوال کیا تم نے سپاہیوں کو اُس دن میرٹھ سے آتے  
 دیکھا تھا اگر دیکھا ہو تو جو کچھ تم جانتے ہو سیاں کروا

دعوائے ہیں میں نے اپنی آنکھ سے تو نہیں دیکھا۔ مگر میں نے یہ سنا کہ شہداء کے  
 مدجو رہے ہیں تو میں تہمتا دیکھنے کے خیال سے ماہر نکل آیا اور حب میں چاندنی چوک  
 میں بیٹھا تو پولیس کا ٹرا اسر دکایں مدکرار ہاتھا۔ اسکی رہائی یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سرتیرو  
 فیلڈ شکاں صاحب بھی دکایں مدکرارے پھر رہے ہیں۔ میں آدمیوں کے حول کیا تھا  
 دلائے گیا دہلی میں فرید اور چارپای اور صاحب لوگ کھڑے تھے۔ مسٹر فریر کا جھجھروالا  
 سوار کھڑا دیکھے ہوا تھا فریر صاحب ایک اور صاحب اور تریف المی کو تو ال سریر مٹی

تاریخ سے جنگ میں جوہ کے کٹرہ سے دہلی واپس ہوا کبھی قلعہ میں نہیں گیا۔ مجھے یہ بیان  
 کر دینا چاہیئے حملہ کے وقت اس غول کا سر گروہ اڑتیسویں ہندوستانی پیدل مسلمان  
 حوالدار تھا جسکی تعیناتی قلعہ کے لاہوری دروازہ پر تھی۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ اور  
 نہیں معلوم۔ قیدی نے جرح کرنے سے انکار کیا اور گواہ کو واپسی کا حکم دیا گیا۔  
 کشن سنگھ سرکاری چہر اسی عدالت میں طلب ہوا اور اسکو باقاعدہ حلف دیا گیا  
 (جرح جج ایڈوکیٹ)

(سوال) تم گیارہ مئی گزشتہ کو کیا دہلی میں تھے؟  
 (جواب) ہاں میں کپتان ڈگلز کی اردلی میں تھا۔  
 (سوال) جب کپتان ڈگلز شاہی مکانات کی طرف باغیوں سے جھروکے کے نیچے  
 باتیں کر نیچے مقصد سے گئے تو کیا تم وہاں موجود تھے اور کیا کپتان ڈگلز نے اس وقت  
 بادشاہ سے باتیں کی تھیں؟

(جواب) ہاں میں اس وقت وہیں تھا اور کپتان ڈگلز اور بادشاہ سے کچھ باتیں بھی ہوئی  
 تھیں اور بادشاہ نے کپتان صاحب کو باغیوں سے نیچے جا کر باتیں کرنے سے منع بھی کیا  
 تھا اور کپتان صاحب سے جاتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ اگر قلعہ کے دروازے بند بھی کر دیئے  
 جائیں تو اس کے ملازموں کی آمد و رفت بند نہ کی جائے۔

(سوال) جس وقت یہ باتیں ہوئیں بادشاہ اور کپتان ڈگلز میں کتنا فاصلہ تھا؟  
 (جواب) یہ باتیں چلتے چلتے ہوئیں بادشاہ اس وقت اپنے عبادت خانے کے دروازہ پر کھڑے  
 تھے اور کپتان صاحب اور بادشاہ میں صرف چار قدم کا فاصلہ تھا۔ (جرح قیدی)  
 (سوال) کپتان ڈگلز واپس دربار خاص کے پاس سے گئے تھے یا کسی کو راستے سے؟



کھڑے دوڑے آئے سواروں کے آگیا اعلیٰ جیگیا۔ انگریزوں کے پاس پہنچے ہی اُن  
 میں سے ایک نے بچس صاحب کے مازویر گولی ماری دیگر سواروں نے بھی میر کئے مگر  
 سب خالی گئے اس پر مریر صاحب اور کپتان ڈگلس گاڑی سے اتر پڑے اور ماعین کے  
 راستے سے پکڑو وارہیر گارو عمار کے قریب کھڑے ہو گئے اور دعا مگریر اور بھی اُنکے پاس  
 آگئے مریر صاحب نے کاسٹل سے مدد لی لیکر ایک سوار کے گولی ماری اس کا رطلانی  
 سے دیگر سوار اپنی حرکت سے باز آئے اور گھوڑے پھر کر محال گئے۔ اتنے ہی میں آدھیوں  
 کا ہجوم زیادہ ہو گیا اور کپتان ڈگلس اور ایک انگریز کھائی میں کود کر ادرہ پی ادر اور مریر  
 صاحب اور اور انگریز مریر مریر صدارہ پر پہنچ گئے گرد ہاں اُسوقت ایسی ہل چل تھی کہ مجھے  
 اُنکے صدارہ پہنچ گیا تھا تب تھا۔ کپتان ڈگلس کو خندق میں کودنے کے مدد سے  
 عش آگیا تھا ہم لوگوں نے اُنہیں اٹھا کر کلیات خار میں لٹایا۔ تھوڑی دیر کے بعد پادری  
 جیگ صاحب اُوپر سے اترے اور اُنکے کہنے سے ہم نے کپتان صاحب کو دروازے  
 کے اُوپر کے کمروں میں لیجا کر لیگ پر لٹا دیا اور جیگ صاحب نے ملازموں کو ہٹا کر حکم دیا  
 کہ شور مٹا کر کہیں اُنکے بعد ہیں تباہی خلیہ کے لڑنے کا حکم ہوا اور عداوت چراسی اُنہیں  
 مار کرے آیا حکیم اس اندھاں گئے ہی تھے کہ کوئی پانچ تباہی ملازم دیں پکارتے  
 ہوئے ہٹے ہوئے راستے کی طرف سے آتے دکھائی دیئے۔ مریر اُس وقت سے ریمہ  
 کی پیچ کی سٹری پر تھے کہ ان آدمیوں نے اُن پر حملہ کیا اور تلواروں سے اُنہیں کاٹ  
 ڈالا۔ دروازہ کے شمالی خاص تو یہ ہوتا تھا صوفی ریمہ سے ایک اور مول تلواہیں اور  
 سوئے لیکر اُوپر کے کمروں پر چڑھ گیا اور شمالی ریمہ والا مول بھی اُن سے جا کر مل گیا۔  
 اُس وقت سر شخص کو اپنی ہاں بجائی نسل ہو گئی اور میں بھی مان بچا کر پیچے محال اُس

معائنہ کے لیے لیکر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک سوار کو کلکتہ دروازہ سے سرپٹ آتے دیکھا  
 سوار قلعہ کے دروازہ تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ میں نے دروازہ پر کپتان صاحب کو کھڑا دیکھا۔  
 انہوں نے اُس سے باتیں کیں اور سوار میرے دروازہ پر پہنچنے سے پہلے گھوڑا پھیر کر چل پڑا  
 کپتان صاحب نے مجھے حکم دیا کہ اُدھر چلو میں قلعہ میں ہو کر ابھی آتا ہوں۔ میں دروازہ پر ٹھہرا  
 رہا اور کپتان صاحب لکھن اور کشن سنگھ کو ساتھ لیکر قلعہ میں گئے۔ کپتان صاحب گئے ہی  
 تھے کہ فریز صاحب گاڑی میں بیٹھے ہوئے آئے اور کپتان صاحب کو دریافت کیا۔ فریز  
 صاحب گھبی سے اتر کر ٹہلتے ہوئے پے ہوئے راستہ سے کھلے ہوئے مقام تک آئے۔  
 اور مجھے کہا کہ کپتان ڈگلز جب واپس آئیں تو کہہ دینا کہ وہ (فریز صاحب) کلکتہ دروازہ  
 گئے ہیں۔ اسکے بعد میں شاہی مکانات کی طرف بڑھا۔ کپتان صاحب بڑی پریشانی کی  
 حالت میں وہاں سے واپس آ رہے تھے میں نے انکو فریز صاحب کا پیغام پہنچایا۔  
 کپتان ڈگلز صاحب وہاں سے سیدھے قلعہ کے لاہوری دروازے پر گئے اور منہ دستا  
 گارو کو دروازہ بند کر نیک حکم دیا جو فوراً بند کر دیا گیا اور یہ بھی حکم دیا کہ کھائی کے صلبہ پر هجوم  
 نہ ہونے پائے۔ اُسی وقت ایک شاہی افسر جو بظاہر کپتان معلوم ہوتا تھا شہر کے بڑے  
 بازار کی جانب سے آیا دروازہ بند ہو چکا تھا اور کپتان ڈگلز کی گھبی اندر ہی تھی اس لیے  
 انہوں نے مجھے حکم دیا کہ گارو کے ہندوستانی افسر سے کہوں کہ گاڑی نکل جائیکے لیے  
 دروازہ کھول دے۔ گاڑی باہر نکلنے کے بعد میں اسکے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب کلکتہ دروازہ پہنچے  
 تو فریز صاحب نکسن صاحب ہیڈ کلرک اور چارپانچ انگریز وہاں موجود تھے۔ ہمارے وہاں  
 پہنچنے کے کچھ ہی بعد دروازہ بند کر دیا گیا اور فریز صاحب کپتان ڈگلز گھبی میں اور دیگر  
 انگریز گھوڑوں پر سوار ہو کر تھوڑی دور آئے تھے کہ چارپانچ سوار ایلن بروٹالاب کی طرف سے

ہندوستان پر آیا جو اور طغیالی کے سب روئے زمین سرا ہو گئی اور اس سے بادشاہ کو فرغ ہوا اور انگریز تباہ ہو گئے۔

(جواب) صد اعات ہے نہ تو میں نے کمی ایسا خواٹ بکھا اور نہ کمی ایسا خواب بیان کیا البتہ قلمدانوں سے اکثر ایسے جواب مجھے بیان کیے محکی تعبیر میں نے توہمات سے کی اور محکو جواب پر اعتقاد نہیں ہے۔

(سوال) دہلی سے تم ک گئے اور جنگ پولیس سے تمہارا کھوج نہ کالائتم کیوں نہیں ہے ؟  
(جواب) حب یہ شہرت ہوئی کہ تہر پر حملہ ہوئے والا ہے تو تہر والوں نے حق حق اہر جانا شروع کر دیا میں بھی انہیں کے ہمراہ شہر سے چلا گیا اول میں نظام الدین میں رہا اس کے بعد قلعہ صاحب پور دہاں سے گردمی ہر سر و گیا جاں بیار ہو گیا۔ اسکے بعد اور مقامات میں ہوتا ہوا موضع لکھوٹی میں بیچا دہاں مجھے یہ خبر گئی کہ گنگوہ میں میری تلاش ہو رہی ہے میں نے خود دہاں مانیکا اپنے دل میں قطعی فیصلہ کر لیا جاپچ میں دہاں بیچا میرے دہاں پہنچے حرارڈی اور میں گنگوہ کے قریب ہی تھا کہ سپاہیوں نے مجھے امام صاحب کے مقبرہ میں حالت نماز گرفتار کر لیا۔

قیدی لے جج سے انکار کیا اور گواہ واپس ہوا۔

نخاہ سنگہ چپراسی ملازم سرکار کی طلہ ہوئی اور اسکو طلع دیا گیا  
(جج مع ایڈوکیٹ)

(سوال) کیا اسے کوئی قسم دہلی میں تھے؟ جج ہاں میں دہلی ہی میں تھا۔

(سوال) جو کچھ تم نے اس موقع پر دیکھا جو اسے بیان کرو۔

(جواب) قلعہ کی کمائی کی مرمت میرے سپرد تھی۔ میں حساب کی کتاب کپتان دگل کے

تو میں اُنکے علاج کے لئے بلایا گیا تھا جب میرے دم کرنے سے بادشاہ کا فائدہ  
اکثر بڑھانے لگے مگر مجھے اس سے بے آرامی ہوتی تھی۔ ایک دن بادشاہ سے  
حضور بار بار یاد نہ فرمایا کریں جس پر یہ ارشاد ہوا کہ آئندہ جب تک میں سخت بیمار  
نہیں نہ بلاؤں گا۔

دسوال کیا تم شیدی قبیر شاہی ملازم سے واقف ہو؟

دجواب میں بادشاہی ملازموں میں چند عشیوں سے واقف تھا جن میں سے  
تین کے نام مجھے معلوم ہیں۔ شیدی قبیر اُن میں کوئی نہ تھا۔

دسوال اس عدالت میں یہ اظہار ہو رہے کہ تم نے شیدی قبیر بادشاہی ملازم  
کیا بیان بھیجا تھا اس کا معاملہ پاس کیا جواب ہے؟

دجواب مجھے اس معاملہ کی اصلاً خبر نہیں۔

ال عدالت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ تھیں قوت پشین گوئی حاصل ہے

اور تم نے خدے پہ کلام ہونیکا حیلہ اور صاحب حجرہ ہونیکا

حبکی صداقت قیدی نے خود بھی کی ہے۔ اسکا جواب تمہارے پاس کیا ہے

دجواب خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں میں نے کبھی اس قسم کی باتوں کا حیلہ نہ

لے کسوجہ سے تم بادشاہ پر دم کیا کرتے تھے کیا تمہارا خیال تھا کہ

میں اشرموت ہے؟

دجواب ہماری کتابوں میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے

اس پر دم کرے تو اُس سے فائدہ ہوگا۔

دسوال کیا تم نے اپنا یہ خواب بادشاہ سے بیان کیا تھا کہ ایک طوفان

(جواب) ہاں اکثر ایسا ہوتا تھا مگر یہ میوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے کا ذکر پیشتر ہوتا تھا  
اسوقت ہر ہندوستانی احمارے اپا اپا کار سیاڈٹٹ کامل میں مقرر کیا تھا اسکے ذریعہ  
رہبر وہاں کی حرکت لگاتے تھے۔

(سوال) کیا جس شدید سے ستر اوپرٹ کو سرکاری ملازمت چھوڑنے کی ترغیب دی وہ اس  
وقت یہاں ہے؟ (جواب) ہمیں عرب سرانے میں وہ قتل ہوا۔

(سوال) کیا تم اس بل چل کے متعلق حساس ہیں اور باشندگان دہلی میں اسوقت پہلی  
ہوئی تھی عدالت کو کچھ اور اطلاع دے سکتے ہو؟

(جواب) ہاں ملوہ سے کوئی پہنچ یا چھ بہتہ پیشتر سپاہیوں میں عام طور پر یہ شورش تھی  
کہ ایک لاکھ روسی تھال کی طرف سے آرہے ہیں حکومست کو مراد کر دیگے۔ واقعی  
روسی حملہ کا اس وقت عام چرچا تھا۔

(سوال) کیا مادشاہ یا اسکے غریبوں یا بھائیوں نے ملوہ سے پیشتر کبھی کسی کی ہندوستانی  
فرج سے حبیہ معصومہ خطوط کی تھی؟ (جواب) ہمیں میں اسکے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(سوال) کیا شاہوہلی نے کبھی کوئی ایچی یا خطوط شاہ فارس کے پاس بھیجے تھے؟  
(جواب) میں نے کچھ سنا تو مگر صداقت کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔

قیدی نے جج کرے سے انکار کیا اور گواہ وائیں جا۔

(اٹھارہ جس عسکری)

پیرا دہ جس عسکری عدالت میں طلب ہوئے اور انہیں حلف دیا گیا

رسال کیا ملوہ کے راہ میں تم دہلی میں تھے اگر تھے تو تمہارا کیا مشاعرہ تھا۔

(جواب) ہاں میں دہلی ہی میں تھا اور سیری مریدی کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مادشاہ بیمار ہوئے

سوار سالہ کے رسالہ کو تو غیبی کہ انگریزوں کی ملازمت چھوڑ کر بادشاہ کی ملازمت اختیار کرے کیونکہ موتمم گرامے پیشتر روس ہندوستان میں انگریزوں کا خاتمہ کر دینا رسالہ دار نے جس کا نام ایورٹ تھا یہ خبر مجھے سنائی۔ اسکی زبان انگریزی ہے اور اس میں پوربی میل معلوم ہوتا ہے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ عرصہ چھ ماہ کا ہوا بادشاہ نے ایک ایچی روسیہ بھیجا تھا۔ یہ رسالہ دار اس وقت بلا سپورٹس ہے۔

(سوال) بلوہ سے کچھ عینے پیشتر جو چپائیاں گاؤں گاؤں تقسیم ہوئی تھیں انکی بابت تمکو کیا معلوم ہے۔ انکی اصلیت کیا تھی اور اس تقسیم سے کیا مطلب تھا؟

(جواب) اس کے متعلق تو یہ گمان ہی گمان ہے۔ البتہ ہندوستانیوں نے اول اس بارہ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ چپائیاں بیاری کے سبب تقسیم ہوئی تھیں۔ بلکہ تفتیش سے معلوم ہوا کہ کسی ریاست میں نہیں بھیجی گئیں صرف ضلع دہلی کے پانچ سرکاری گاؤں میں تقسیم ہونے پائی تھیں کہ انکو حکما روک دیا اور پھر آگے نہیں گئیں۔ جو لوگ ضلع بلند شہر سے چپائیاں لائے تھے میں نے انہیں بلایا۔ انہوں نے یہ غدر کیا ہم تو یہ سمجھے تھے کہ سرکار انگریزی کی طرف سے تقسیم ہوئی ہیں اور نیز جو چپائیاں انہیں پہنچی تھیں وہ انہوں نے آگے روانہ کر دی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ ضلع دہلی میں ان چپائیوں کا مطلب کوئی نہیں سمجھا مگر اصل ان سے فشار یہ تھا کہ جو قسم کی غذا کھاتے ہیں انہیں میں تقسیم ہوں تاکہ باقی اختلاف ہم و رواج دور ہو جائے۔ میرے خیال میں یہ چپائیاں لکھنؤ سے نکلی ہیں۔ اور جن سے بے شبہ یہ مراو تھی کہ خوف اور تیاری کا اظہار ہوا اور خطرہ کے وقت سب ایک ہو جائیں۔

(سوال) کیا یہ انیوں کے ہرات پر چڑھائی کر تیک چرچہ ہندوستانیوں میں اکثر ہوتا تھا۔

(سوال) کیا یہ مات علط تھی کہ یہ اشتہار شاہ فارس کے پاس سے آیا تھا؟

(جواب) ہاں میرے خیال میں بھی یہی ہے۔ (سوال) یہ اشتہار جامع مسجد کی دیوار پر کتنک چسپاں رہا؟ (جواب) کوئی تین گھنٹے۔ تاہم تو ٹھیک یاد نہیں غالباً ملوہ سے چھ ہفتہ پیشتر رات کی وقت چسپاں ہوا۔ اور کوئی تین گھنٹے لٹکارا صبح کے وقت جب آدمیوں کا وہاں ہجوم ہوا تو میں نے اسے اکھڑا دیا۔

(سوال) کیا تمہارے علم میں دہلی والوں میں اسکی زیادہ چھاپا ہوا؟ (جواب) نہیں (سوال) کیا اس مات کا پتہ لگایا گیا کہ یہ کہاں سے آیا تھا؟

(جواب) ماکمل نہیں یہ بہت حیف بات سمجھی گئی۔ کسی مادیق نے ایسا کیا ہوگا اور اس معاملہ میں دو ذمہ دار کرے اسکو نہایت ضروری ثابت کرے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

(سوال) کیا کسی اور ذمہ دار وہ سے کہہ سکتے ہو کہ شاید کان دہلی میں گورنمنٹ کی طرف سے دہلی پبلیشنگ ہونے لگی؟ (جواب) نہیں۔ دہلی والوں میں یہ مات ہمیں بھی مگر وجوہ کی

دہلی سے وہ کوئی واقعہ تھے اور اس مات کا اکثر چھاپتا رہتا تھا۔ مثلاً ملوہ سے پیشتر یہ مات مشہور ہوئی تھی کہ ایک گسام دہواست میں مصموں محشریٹ کے رو رو پیش ہوئی

تھی کہ کتیری دوارہ کا قصہ انگریزوں سے لے لیا جائیگا۔ چونکہ شہر میں یہ دوارہ ہی ہماری خاص گڑھی تھی اور اس کا تعلق دہلی کی چواویوں سے تھا اس لیے ضروری تھا کہ

شہر میں ساد کے وقت پہلے اسی کو لیا جائے اور اسی دوارہ پر ہمارا کچھ کاروبار بھی تھا۔ اور خیال حکمت اس کا لیا جانا سب پر امتا تھا۔ دہواست تو اس مصموں کی کوئی نہ تھی

مگر اس شہرت سے ہندوستانیوں کے خیال ظاہر ہو گئے تھے۔ اس خیال کا موت اس طرح اور بھی ہوتا ہے کہ شاہی شیدی سے جو بار قلعہ میں رہا کرتا تھا جو تھی۔ متیعاہ

(جواب) ہاں جب کپتان صاحب کے گر کر چوٹ آئی ہے احسن اللہ اُنکے پاس گئے تھے۔  
 ملاقات کے وقت موجود نہ تھا مجھے نہیں معلوم آپس میں کیا گفتگو ہوئی۔  
 (سوال) انھیں معلوم ہے احسن اللہ خان خود گئے تھے یا بھیجے ہوئے گئے تھے؟  
 (جواب) مجھے نہیں معلوم۔

(سوال) جب کپتان ڈگلز قلعہ میں آئے تو مجھے یا احسن اللہ خاں سے یا میرے کسی اور  
 ملازم سے انھوں نے گفتگو کی؟

(جواب) جہاننگ میرا خیال ہے انھوں نے کسی سے گفتگو نہیں کی اگر کی ہو تو میں نے شکا  
 خیال نہیں کیا۔ (دسویں دن کی کارروائی)

سرہتیو فلیس شکاف عدالت میں طلب ہوئے اور انکو حلف دیا گیا۔

(صبح جج ایڈوکیٹ)

(سوال) مئی گزشتہ میں بلوہ سے کچھ پیشتر کیا کوئی اشتہار شاہ فارس کی طرف سے جامع مسجد  
 میں چسپاں ہوا تھا؟ (جواب) ہاں یہ چھوٹی تقطیع کے بلکے کاغذ پر تھا جسکے ایک طرف برہنہ  
 تلوار اور دوسری طرف ڈھال بنی ہوئی تھی اور جس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ فارس غنقریب  
 ہندوستان میں آئیوا لاسے جو مسلمان انگریزوں کی بیخ کنی میں اسکی مدد کرے گا اسکو زمینیں اور  
 دیگر عطیے دیئے جائیں گے اور یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے چسپاں ہونیکے وقت  
 وہلی میں پانچ سو آدمیوں نے اپنے کو آپسکے فائدے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

(سوال) کیا اس میں اس بات کا بھی اشارہ تھا کہ شیعہ اور سنیوں کو آپس کی نا اتفاقی چھوڑ دینی  
 چاہیئے اور دونوں ملکر انگریزوں کی مخالفت کریں۔

(جواب) نہیں میرے خیال میں یہ نہیں تھا۔



تھے دسوال کیا تم طبعیہ کہتے ہو کہ امی کو کپتان ڈگلز نے سوتے اٹھکراپے مرے کے  
وقت قیدی سے ملاقات کی اور باتیں کیں۔

دجواب میں طبعیہ کہتا ہوں کہ اس صبح کو کپتان صاحب نے بادشاہ سے ملاقات  
کی اور باتیں کیں۔

دسوال کیا کپتان ڈگلز کا کوئی اور آدمی بھی تمہارے ساتھ اس وقت دربار خاص گیا تھا۔  
دجواب ہاں تھا اور سگمہ اور کش سگمہ ہر کارے میں ہمارے ساتھ تھے۔

دسوال (صبح قیدی)

دسوال تمہارے علم میں کپتان ڈگلز نے میرے (قیدی) نشست کے کمرہ کے بیچ والے  
صافانہ کمرے کی خواہش کی تھی کہ وہ بیچے جا کر باغیوں سے گھٹکھ کر آئیں۔

دجواب ہاں انہوں نے خواہش کی تھی۔ انہوں نے ہم سے کہا تھا میں باغیوں کے پاس  
جاؤں گا، مگر ہم نے انہیں مع کیا تھا۔

دسوال کیا کپتان ڈگلز عمرو کے میں گئے تو میں قیدی اس وقت دارالریاست میں  
تھا اور انہوں نے اس وقت مجھے سلام بھیج کیا؟

دجواب بادشاہ اس وقت تو میں تھا اور کپتان ڈگلز انہیں سلام کر کے ماموش چلے گئے۔  
دسوال کپتان ڈگلز بادشاہ سے بکثرت ماحصلہ سے گزرے تھے؟

دجواب کوئی پندرہ قدم کے ماحصلہ سے۔

دسوال جب بادشاہ نے کپتان ڈگلز کو سواروں کے پاس عمرو کے کے بیچے مایہ مع  
کیا تو تم نے یہ گفتگو کی؟ دجواب نہیں میں نے نہیں کی۔

دسوال کیا اس صبح کو اس بادشاہان اور کپتان ڈگلز میں گفتگو ہوئی تھی؟

اور پہنچتے ہی وہ اُس کمرے میں تلواریں سوختھ جا گئے جس میں کپتان ڈگلز سٹریمپس اور سٹریمپنگ ابھی گئے تھے اور انھیں اور دو میموں کو کاٹ ڈالا۔ یہ دیکھ کر میں زمین کے نیچے بھاگ آیا۔ میں نیچے پہنچے نہ پایا تھا کہ قہر و بادشاہ کے ایک ملازم نے مجھے پکڑ لیا اور پوچھا کپتان ڈگلز کہاں ہیں تو نے انھیں چھپا دیا ہے وہ مجھے اپنے ساتھ زبردستی اوپر لے گیا۔ میں نے جواب دیا تم لوگوں نے ابھی تو انھیں قتل کیا ہے مگر جب میں نے اُنکے کمرے میں جا کر دیکھا تو ابھی تک کپتان صاحب میں کچھ دم باقی تھا۔ بعد میں جب یہ دیکھا تو ایک ڈنڈا اُنکی پیشانی پر ایسا مارا کہ فوراً اُن کا دم بھل گیا۔ میں نے دیکھ صاحبوں اور دو میموں کی لاشیں بھی دیکھی تھیں۔ سٹریمپس صاحب کی لاش تو ایک کمرے میں تھی اور کپتان ڈگلز اور دو میموں کی ایک کمرے میں۔ کل لاشیں فرش پر پڑی تھیں البتہ کپتان صاحب کی لاش پلنگ پر تھی۔ ایک صاحب کلکتہ سے اُسی دن صبح کو آکر پہنچے تھے وہ بچکر دہلی روازے کی طرف بھاگے اور راستہ میں کہیں اُن کا بھی کام تمام ہو گیا۔ فریز صاحب کے قتل کے بعد کوئی پندرہ منٹ میں نووس بجے کے وقت یہ کل خوزیری ہوئی۔ ان لوگوں کو قتل کر کے قاتل ان کا مال و اسباب لوٹنے لگے میں قس کے مارے بھاگ کر شہر میں اپنے گھر چلا گیا۔ اور جب تک دہلی دوبارہ انگریزی قبضہ میں نہ آئی پھر قلعہ میں کبھی نہیں آیا۔

(سوال) جب کپتان ڈگلز سپٹ ہوئے راستے سے دیوان خاص گئے تو کیا تم اُنکے ہمراہ تھے اور اگر تم اُنکے ساتھ تھے تو کیا انھوں نے قیدی سے ملاقات و باتیں کی تھیں؟  
 (جواب) ہاں میں کپتان صاحب کے ساتھ چھپے چھپے گیا تھا اور میں کہہ سکتا ہوں نہ تو انھوں نے بادشاہ سے ملاقات کی اور نہ کچھ بات کی بغیر بات کیے وہ واپس آ گئے

پہنچے تو فریر صاحب مشر جمیس اور اور صاحب کے نام مجھے معلوم نہیں وہاں تھے  
 اس وقت مشر فریر کو تو ال سہر کو یہ حکم دیا ہے تھے کہ ۱۰ سووار اپنے ہمراہ لو اور سردار  
 ومارہ کے انتظام میں نقص نہ ٹرے۔ وہ اس کام میں مشغول تھے کہ چار یا پانچ  
 سواری ہتہ تلواریں ہاتھ میں لئے قلعہ کی جانب سے اُس پہنچے۔ اُس میں سے  
 ایک نے پہنچتے ہی اُن پرستول فیر کیا جس پر مشر فریر فوراً لگی سے ماہر کل آئے  
 اور بخارہ سمگہ چیرا سی لے پولیس گارو سے سدوق لیکر انھیں دی سدوق بھری  
 ہوئی تھی اور مشر فریر لے سوار کے گولی مار دی۔ اس کارروائی سے اُسکے ہمراہی  
 مشر ہو گئے مگر بھاگے سے پہلے مشر جمیس کا مارو رحمی کر دیا۔ اسے ہی میں بہت سے  
 اور آدمیوں کے آگاہے سے کیتاں ڈگلس قلعہ کی کھائی میں کود پڑے اور اُن کے  
 پاؤں اور ہتھیں میں سخت چوٹ آئی۔ وہ کھائی دروارہ پر پہنچ کر کیتاں صاحب لے اوپر  
 چڑھنے کے لئے دو چاہی مگر چونکہ چوٹ سخت آئی تھی انھوں نے تھوڑی دیر کلیات  
 خانہ میں آرام کرنے کے لئے کہا۔ اسی آماں یادری حیدک صاحب اوپر سے آگئے  
 اور وہ اور مشر جمیس انھیں اوپر کے کمروں میں بھیگے۔ اس وقت مشر فریر ومارہ  
 کر نیکی کو تن میں بیچے ہی کھڑے انتظام میں مصروف تھے کہ حاجی جوہری لے انھیں  
 تلوار مار کر گرا دیا اور شاہی مارموں لے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میں اوپر کی ٹیری  
 پر تھا اور یہ واقعہ دیکھ کر میری سیڑھی پر ہوا۔ قاتلوں میں ایک جستی بھی تھا۔ اس کے بعد وہ  
 اوپر کے کمروں کی طرف چلے۔ میں نے یہ دیکھ کر فوراً دوسرے دروازے میں پہنچ کر  
 یہاں سے اوپر کا مدار و سد کر دیا میں کو اڑس دی کر رہا تھا کہ ایک گروہ لے حونی ریر سے  
 پڑھ کر روستی تالی ریر کا ایک دروارہ کھل دیا اور مشر فریر کا قاتل گروہ اوپر آسپا

## ۱۸ اظہارِ بخشش

لکھن کپتان ڈوگلز کا عمارت دار عمارت میں طلب ہوا اور اسکو حلف دیا گیا

(سوال جج ایڈوکیٹ)

(سوال) تم نے اس موقع پر کیا دیکھا ؟

(جواب) قریباً سات بجے سوار رسالہ کے ایک سپاہی نے قلعہ کے لاہوری دروازہ پر گارو سے اندر آنیکی اجازت طلب کی مگر اُس نے انکار کر دیا۔ جب اُس نے انصرار کیا تو اس امر کی رپورٹ فوراً کپتان ڈوگلز کو کر دی گئی اور وہ اس معاملہ کے ہتھیار کے لئے خود نیچے آئے۔ اور اُس سے اُس کا مطلب دریافت کیا جس کے جواب میں اُس نے یہ کہا کہ میں نے میرٹھ میں غدر کیا تھا اور وہلی میں آیا ہوں۔ اس وقت گارو سے ایک نے پانی اور حقہ پینے کے لئے کہا تھا۔ جب کپتان ڈوگلز نے اُس کے گرفتار کر لیا حکم دیا تو وہ بھاگ گیا۔ وہاں سے لوٹ کر کپتان صاحب ابھی پٹے ہوئے راستے ہی میں تھے کہ بادشاہ کا کھڑا پہنچا اور اطلاع کی کہ بہت سے سوار محل کے جبرو کے کے نیچے کھڑے ہیں۔ یہ خبر سن کر کپتان صاحب اُسی وقت دربار عام کئے اور جبرو کو میں کھڑے ہو کر سواروں سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ میں میرٹھ میں غدر کیا ہے یہاں انصاف کے لئے آئے ہیں۔ کپتان ڈوگلز نے جواب دیا۔ فیروز شاہ کے چرلے کو طلبہ جاؤ تمہارا انصاف ہو گا۔ اس کے بعد کپتان صاحب لاہوری دروازے کو واپس آ گئے۔ یہاں پہنچ کر جب یہ معلوم ہوا کہ فریڈ صاحب کو تو الی شہر کے ہمراہ گارو محافظ ایجنسی کلکتہ دروازہ انتظام کے لئے گئے ہیں تو فوراً اُن کے پاس چلے گئے۔ میں اور چیر اسی جو اس وقت حاضر ہے دونوں اُن کے ساتھ گئے جب ہم کلکتہ دروازہ

سہجے پر وہ انہی کو اپنے رعموں کی مرہم چٹی کر لے ہسپتال گیا تو وحی ہوسپٹل سارحٹ سے  
 دعائاً اس کا نام گوڈر و تھلے مجھے پوچھا کیا کوئی چالاک سہدوستانی میگزین کے عملہ کا  
 سرگروہ تھا۔ میں نے حوالہ دیا تھا تو اور ماحصو ص کریم بخش کا نام لیا یہ ظر تیر اور لائق  
 آدمی تھا اور طر اسی خوب لکھا تھا اس پر سارحٹ نے کہا کہ میگزین اڑے کے کن  
 مجھے ایک سہدوستانی لے کہا تھا کہ دہلی کے میگزین سے کسی شخص نے تمام دیسی  
 رعموں کو چھپیاں لکھی ہیں کہ جو کار تو س ات تیار کیئے گئے ہیں اس میں جربئی کی امیر  
 ہے اگر انگریزی اسرا کے مارہ میں تاکید بھی کریں تو انکی نہ ماسا ح سہدوستانیوں سے  
 میگزین پر حملہ کیا تو کریم حسن ٹری چالاکی سے کام کر رہا تھا اور اس طرح اُن سے بات  
 چیت کرتا تھا کہ لٹٹ ولتی کو انکی طرف سے سہ ہو گیا اور مجھے کہا کہ اسکو دور وار  
 پر سے ہٹا دو اور اگر پھر اسی حرکت کرے تو گوئی مار دو چاہیے اسے اپنی حملساری کی  
 وجہ سے پھاسی پائی۔

(جمع قیدی)

دسوال: جس لوگوں کو تم نے میرا ملازم بتایا ہے اور حصوں نے میگزین بھاگ کر میری  
 جانب سے اُس پر قعدہ کر پا چاہا تھا اُن کا لباس کیا تھا۔  
 (جواب) وہ میلی وردی پہنے ہوئے تھے اور ٹوپی پر پٹیل کی نی سی توپ لگی ہوئی تھی  
 تیس سال سے تو میں جانتا ہوں کہ یہ وردی تمہارے تو سچا۔ کی ہے اور میرے اُن لوگوں  
 سے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو سنے یکے ماں بچکے حوالہ کیا کہ ہم سا ہی سپاہی ہیں۔  
 دسوال: عدالت (دسوال) کیا تم نے اسات کی بھی تحقیق کی یہ سٹر حیاں کہاں سے  
 آئی تھیں؟ (جواب) نہیں۔ میں نے اس بارہ میں تعیش نہیں کی۔

گئے تھے لیکن بھاگ گئے۔ لفٹ ولبی اور میں بچکر کشمیری دروازہ کے بڑے گارڈ میں  
پہنچ گئے تھے۔ لفٹ رینر اور مسٹر بکے دوسری طرف بھاگ گئے اور آخر کار میرے پیچھے  
اور بقیہ کل خواہ میگزین کی وجہ سے ہلاک ہوئے یا میگزین چھوڑنے پر قتل ہوئے  
دو تین دن کے بعد لفٹ ولبی بھی میرے کی سڑک پر مقتول ہوئے۔

(سوال) جو سیڑھیاں میگزین پر چڑھنے کے لیے لائی گئی تھیں وہ نئی تھیں یا اسی  
مطلب کے لیے بنائی گئی تھیں۔

(جواب) میں نے اُس کا صرف ایک ڈنڈا دیکھا تھا جو دیوار سے نکلا ہوا تھا اس لیے  
اُسکے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(سوال) کیا میگزین کے عملہ کے لباس یا حرکات میں بلوہ سے پیشتر کوئی ایسی بات  
تھی جس سے یہ خیال کیا جائے کہ وہ اس ہونے والی بات سے واقف تھے۔  
(جواب) اُن کے لباس میں تو میں نے کوئی نئی بات نہیں دیکھی البتہ بلوہ سے پیشتر  
گستاخ ہو گئے تھے اور مسلمان تو بالخصوص۔ مسٹر بکے اور مجھے یہ بات کھٹکی اور آپس میں  
اس کا تذکرہ کیا۔ امی کو جب میں میگزین گیا تو میں نے سرداروں اور دربانوں کو پہلے  
سے بہت اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اور میگزین والے آدمی بھی اپنے معمولی لباس  
میں نہ تھے وہ بھی بہت صاف ستھرے تھے۔ اس کا تذکرہ میں نے اُسی وقت لفٹ  
ولبی سے کیا اُس نے بھی یہی کہا کہ مجھے بھی یہ بات کھٹکی تھی۔

(سوال) کیا کسی وجہ سے تم خیال کر سکتے ہو کہ تمہارے میگزین کے عملہ نے فوجی  
کار تو سوں کے متعلق خط و کتابت کی ہو۔؟

(جواب) جب تک میں دہلی رہا اُس وقت تک تو مجھے اس کا شبہ بھی نہ تھا مگر جب میرے

قرب ایک مے ماوساہ کا دوسرا پیغام میں معصوم پہنچا کہ اگر تم وہاں نہ کھو لو گے  
 تو تم خود دیا کر دو رہے اسے شرمگ سے اڑا کر ہستہ کر لیں گے  
 (دوین کی کارروائی)

(سہال) ساڑھے تین مے تک جو کچھ میگرین میں گراؤں اس کا حال تو تم سیاں کر چکے  
 اب جو کچھ بعد میں ہوا ہو سیاں کرو۔

(رحاب) اُس وقت تک ہم میدانی تو یوں کے گوشے صرف میں لایکھتے تھے اور حبامی  
 دو طرف سے میگوئیں میں گھس گئے تو آئیدہ بچاؤ نامکس تھا۔ کدکٹر سکے کا مارورغی  
 ہوا میرے دو مرتبہ ہاتھ میں چوٹ آئی۔ لعلٹ ولسی لے علی الصبح یہ حکم دیدیا تھا کہ حب  
 نازک وقت آجائے تو میگرین کو آگ دیدیا۔ چاچہ ساڑھے تین مے حب وقت آما تو  
 لعلٹ ولسی لے پہلے سے اشارہ کیا۔ کدکٹر سکے لے فوراً عمیل کی اور مڑ کر کدکٹر  
 سکلی کی طرف جو میگرین کے قریب کھڑا تھا ٹوپی ہائی۔ کدکٹر سکلی لے اشارہ پاتے  
 ہی سڑیں کو آگ لگا دی اور اسی وقت ٹری حوماک آواز کے ساتھ میگرین اڑا اور حقدہ  
 ہندوستانی قریب تھے سادہ ہو گئے عمارت کے ٹکڑے ساہے آدہ میل یا اس سے  
 بھی دور جا کر گرے اور کچھ مہیں اور بچے جو میگرین میں سما کر چلے آئے تھے یا تو فوراً  
 مر گئے یا سخت زخمی ہوئے کدکٹر سکلی کے بھی اس قدر چوٹ آئی تھی کہ اس کا بچا  
 محال تھا میگرین اڑے کے بعد حب میں لے اُسے دیکھا تو اُس کا جہرہ اور سر پہلے  
 ٹھکے ہوئے تھے کہ مجھے حیرت تھی کہ کس طرح اُس کے قالب میں بوج رہ گئی تھی مجھے صرف ہندو  
 اور کدہ یا سہ کے سوائے ایک سنگالی محرم کے میگرین کا تمام ہندوستانی علم اُس وقت سے  
 ارشتہ ہو گیا تھا وہ پہلے ہی اُس ہتھیاروں کو حوان کو میگرین کے بچاؤ کے لئے دیکھ

کہنے آیا تھا کہ اگر میگزین کا دروازہ نہ کھلا تو ہمیں مجبوراً سیڑھیاں بھینچنی پڑیں گی۔ اور  
 چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد سیڑھیاں پہنچ گئیں اور میگزین کے جنوب مشرقی گوشہ پر  
 لگا دی گئیں۔ میگزین کے ہندوستانی عملہ نے جب یہ دیکھا تو فوراً سائبان پر چڑھ کر  
 براہ سیڑھی میگزین سے باہر نکل بھاگے۔ اس کے بعد باغیوں نے بلاتاتل  
 سیڑھیوں پر میگزین کے اندر ہم پر حملہ شروع کر دیا اور شام کے ساڑھے تین بجے  
 تک یہ کارروائی جاری رہی۔ سیڑھیوں پر چڑھ کر انھیں ایک چھوٹی برجی میں جگہ  
 مل گئی اور جب وہاں انکی کافی تعداد ہو گئی اور میگزین کے اندر اترنے کا قصد کیا تو  
 ہم نے دوسیدانی توپوں کا گراپ اُن پر مارا اور دو آئندہ کے لیے بچا رکھیں۔ ان  
 دونوں توپوں پر صرف مسٹر بگلے اور میں تھا۔ دیگر دو توپیں سب کنڈکٹر کرو اور جنرل  
 ایڈورڈس کی نگرانی میں میگزین کے دوسرے دروازہ پر پھٹیں اور لفٹنٹ ولپی نے  
 اُنکو حکم دے رکھا تھا کہ جب تک دروازہ پر حملہ نہ ہوا نہیں نہ داخلیں۔ ایک توپ دریا کے  
 مقابل کنڈکٹر شاہ کی نگرانی میں بھی جو میگزین اُڑنے کے بعد کشمیری دروازے کے  
 بڑے گارڈ میں بھاگ کر چلا گیا تھا مگر بعد میں نمبر ۵ ہندوستانی پیدل کے ایک سپاہی  
 کی گولی سے مرا۔ لفٹنٹ ولپی بہت پھرتی سے کام کر رہے تھے کبھی ایک مقام پر جاتے  
 تھے تو کبھی دوسرے پر اور حسب موقع احکام دیتے رہتے تھے اور ضرورت کے وقت خود  
 بھی مدد کرتے تھے۔ اس کا زار کے وقت میں اور لفٹنٹ ولپی بارہا دروازہ پر گئے۔ اور  
 دریافت کیا اس حملہ کی کان کون کر رہا ہے مگر برابر یہی جواب ملتا رہا کہ بادشاہ کا  
 ایک بیٹا اور ایک پوتا ہم پر حملہ کر نیکی تیاری کر رہا ہے مگر جو لوگ سیڑھیوں کی راہ میگزین  
 میں داخل ہوئے وہ کل گیارہویں اور بیسویں ہندوستانی پیدل کے سپاہی تھے۔



قلعہ میں لے آؤ اور اگر وہ آئیں تو انہیں میگیں سے ماہرہ سکے دو۔ میں نے  
 اس وقت کوئی کارڈ تو نہیں دیکھا البتہ جو شخص یہ پیغام لایا اسے دیکھا تھا۔ یہ شخص  
 مسلمان تھا جسے صورتہ دار گارڈ کو یہ کہنا تھا کہ تا وقتیکہ میں یا لٹلٹ ولی اسکو حکم  
 نہ دیں کسی کے حکم کی تعمیل نہ کرے اور ساتھ ہی کہنے نہ تو میاں سر کی طرف توجہ کی اور  
 نہ اسے کچھ جواب ہی دیا اسنے کچھ ہی دیر بعد ایک ہندوستانی امیر شاہی سپاہیوں کے  
 گارڈ کے ساتھ وہاں آیا اور صورتہ دار اور غیر کمین افسروں سے کہا کہ ہم نگو ماہرہ کی  
 طرف سے بہادری کرتے آئے ہیں۔ ہم صورتہ دار کو پہلے ہی حکم دیکچے کہ ایسے احکام  
 کی کچھ پروا کیجائے۔ اس افسر نے آتے ہی بارہ بارہ آدمیوں کا پہرہ پانچتی ایک غیر  
 کمینٹ امیر میگیں کے ہر دروازہ پر معین کر دیا یہ لوگ وحی قاعدے سے کھڑے  
 ہو گئے اور اپنے ہتھیار نصب کر کے مثل ما قاعدہ سپاہیوں کے احکام حاصل کر کے  
 لئے تیار ہو گئے۔ وہ سب شاہی و رویاں پہنے تھے۔ دوس یا گیارہ بجے کے درمیان  
 یعنی اس واقعہ کے کوئی ایک گھنٹہ بعد دروازہ کے سیرولی دروازے پر پکار کر کہا کہ مجھے  
 فورٹ صاحب یا لٹلٹ ولی سے کچھ کہا ہے۔ جب ہم دونوں دروازے پر گئے  
 تو اس نے اور دستری نے کہا کہ شاہی سپاہی دروازے کے ماہرہ کو کچھ ذخیرہ ہے لے  
 لے لے ہیں اور ہم انہیں روک نہیں سکتے۔ لٹلٹ ولی اور میں نے کچھ جواب نہیں  
 دیا مگر دروازہ میں سے دیکھا کہ واقعی دشیرہ اٹھ رہا ہے۔ جو لوگ اسے اٹھا رہے  
 تھے وہ معمولی مرد ورتے مگر انکی محافظت اور نگرانی کے لئے شاہی سپاہیوں کا گارڈ تھا  
 مگر وہی دیر کے بعد ہمارے گارڈ کے صورتہ دار نے مجھے یا لٹلٹ ولی سے پھر لے  
 کی کہ اس کی اور ہم دونوں اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ استاد کا بہرہ کار یہ

کپتان فورسٹ اسٹنٹ کمشنری ارڈینس کی عدالت میں طلبی ہوئی اور اسکو حلف یا گیا  
(اطہار جج ایڈوکیٹ)

(سوال) کیا تم اسی گزشتہ کو دہلی میں تھے؟ (جواب) میں دہلی میں تھا۔

(سوال) کیا تم نے میرٹھ کے باغی سپاہیوں کو اس موقع پر دہلی میں دیکھا؟

(جواب) ہاں دیکھا۔ میں نے پہلے پہل ایک سوار رسالہ کو (قریباً ایک رچٹ) جسکے چھ

ہندوستانی پیدل کی گیارہویں اور بیسویں رجمنٹیں تھیں میرٹھ کی مٹرک پر پل عبور کرتے

دیکھا تھا۔ وہ فوجی ترتیب میں کمپنیوں کی سب ڈوئیز میں بنائے نو بجے کے وقت آئے

تھے۔ اس سے پہلے میں نے انہیں نہیں دیکھا تھا مجھے خبر لگی تھی کہ سوار رسالہ کا محفوظ

حصہ بہت سویرے یعنی کوئی سات بجے پل پار کر کے دہلی میں آچکا تھا جبوقت میں نے

رسالوں کو پل پار کرتے دیکھا تو اس وقت میں میگزین میں تھا۔ میرے وہاں جانیکی

وجہ یہ تھی کہ تھیوفلس ٹکاف نے مجھے تذکرہ کیا تھا کہ باغی میرٹھ سے آنے والے ہیں

میگزین سے جا کر دو تو میں نے آؤ تاکہ اُنکو موقع سے لگا کر پل کو اڑا دیں اور باغی

دور یا پار نہ ہو سکیں۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت وہاں نہ تو پل ہی موجود تھے۔ جو

تو میں آئیں اور نہ تو پچی تھے اس وقت میری اور لفٹنٹ ولپی کی یہی رسلے ہوئی کہ

میگزین کو بند کر دیں اور جلتک ہو سکے اُسکی محافظت میں غنیم کی مدافعت کرتے رہیں چونکہ

ہمیں یقین تھا کہ شام تک انگریزی فوج میرٹھ سے آجائگی اور ہمیں کچھ نجات ملجائگی۔ نو اور

دس بجے کے درمیان اڑتیسویں ویسی پیدل فوج کے صوبہ دار نے جو میگزین کے

بیرونی کارو کا انصر تھا مجھے ایک سوانح میں سے کہا کہ بادشاہ دہلی نے ایک گارڈ میگزین

پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اسکو حکم دیا تھا کہ جتنے انگریز وہاں ہوں انہیں پکڑ کر

(سوال) کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اُن لوگوں نے مٹر فرید کو میرے اشارے سے قتل کیا تھا یا  
 موج نے اُنہیں قتل پر اکسایا تھا؟ (جواب) جہاں تک میں جانتا ہوں قتل سے پیشتر  
 مادتاہ کو اسکی خرمی نہ تھی۔ معصومی قتل کے لئے نئے ہوئے تھے موج کی طرف سے  
 اشارہ دیتے ہی اُنہوں نے قتل شروع کر دیا۔

(سوال) کیا تم نے یہ سنا تھا کہ میں نے انگریزوں کی لاشیں اٹھائے جانے کی خواہش  
 کی تھی اور یہ کہ سپاہیوں نے مجھے مہلت نہیں دی۔؟

(جواب) نہیں اس بارہ میں مجھے کچھ معلوم نہیں۔ (سوال) کیا تمہیں معلوم ہے  
 کہ میں نے اپنے مسلح صحابوں کو انگریزوں کے قتل میں مدد کرنے کا حکم دیا تھا یا  
 سلت علیجاں نے عطلی سے یہ حراڑادی۔ (جواب) میں نہیں کہہ سکتا۔

(الطہار عبداللہ)

(سوال) جب انگریز قتل کے پیشتر مادتاہ سے مجھے تھے تو کیا اس وقت تم نے مادتاہ کے  
 معتدروں یا مسروں میں سے کسیکو وہاں دیکھا تھا۔

(جواب) نہیں۔ میں نے کسیکو اُس میدان میں نہیں دیکھا۔ اللہ مرزا مغل مادتاہ کا  
 بیٹا اپنے مکان کی چھت پر کھڑا اُس میدان کی طرف دیکھ رہا تھا اور اُس وقت مادتاہ  
 کے اور لڑکے اور دو پوتے بھی اُسی جیتوں پر تھے اور اُن کا قتل کا تماشا دیکھنے کے  
 لئے کھڑے تھے۔ (سوال) تم نے اُن میں سے کسی کو عورتوں اور بچوں کو قتل سے بچانے  
 کی کوشش کرتے دیکھا یا اُس کے برعکس دیکھا؟

(جواب) نہیں وہ تو تماشائی معلوم ہوتے تھے قتل ملے پاچھا تھا اس لئے اُنکی مرمت  
 سیکار تھی۔

مگر جو زخمی ہوئے وہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہم انگریزوں کی طرف سے لڑتے تو ہم اس حالت میں یوں نہ بڑے ہوتے (سوال) کیا تمہارے نزدیک انگریزی حکومت کے موافق یا مخالف مسلمان اور ہندوؤں کے خیالات میں فرق تھا؟ (جواب) ہاں بیشک مسلمان انگریزوں کی بربادی پر خوش تھے۔ اور ہندو سوداگر اور جزیرہ تاجر افسوس کرتے تھے۔

(سوال) کیا اس بارہ میں ہندو اور مسلمان سپاہیوں کے خیالات میں بھی فرق تھا۔ یا دونوں انگریزی حکومت کے سخت مخالف تھے؟ (جواب) کیا مسلمان کیا ہندو سب فوج کا یکساں خیال تھا۔ (سوال) کیا تمہارے نزدیک قلعہ میں میرٹھ سے سپاہیوں کے آنیکا انتظار تھا؟ (جواب) ہاں اُنکا انتظار تھا۔ اتوار کے دن اس مضمون کی چھپیاں آئی تھیں کہ ۴۲ سپاہیوں کو قید ہوئی ہے اور اس بنا پر سخت فساد ہوگا۔ باوجود اسکے قلعہ کے دروازے کے گارد نے اس خبر کو خفیہ نہ رکھا اور علانیہ اپنے ارادہ کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے بعض رسالے میرٹھ میں غدر کر کے دہلی آویں گے۔

(سوال) کیا تمہیں کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہ خبر اس وقت قیدی تک پہنچی تھی۔

(جواب) نہیں میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے؟

(سوال) کیا تم اس وقت یا اس کے بعد کے حالات سے اندازہ کر سکتے ہو کہ قیدی کو میرٹھ سے

رسالوں کے انیسویں خبر پہلے سے بھتی؟ (جواب) پہلے یا بعد کے حالات سے ہیں ایسا نتیجہ

نہیں نکال سکتا۔ (حجہ بذریعہ قیدی)

(سوال) تم نے اپنی شہادت میں بیان کیا کہ پرسوں ایک انگریز جو مرزا کو چک کے مکان

کی طرف بچنے کے لیے جا رہا تھا وہ گولی سے زخمی ہوا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مرزا کو چک <sup>وقت</sup>

اپنے مکان پر تھے؟ (جواب) نہیں۔ میں اس قسم کی تفصیل نہیں دے سکتا۔

سج سکتی تھیں؟ (جواب) مجھے شہر میں یہ حسرت تھی کہ بادشاہ نے تو چاہا تھا کہ عورتیں اور بچے  
بچ جائیں مگر سپاہیوں کی سیلہ رواری کے سامنے اسکی کچھ ہمت نہ رہی۔

د سوال کیا مائتھاد کی حرم سرے میں اس عورتوں اور بچوں کے لیے کافی جگہ نہ تھی اور  
کیا وہاں وہ محفوظ نہ رہ سکتے تھے؟

(جواب) متیک بہت جگہ تھی۔ اگر پانچ سو آدمی بھی وہاں چھپائے جاتے تو محفوظ رہ سکتے  
تھے اس میں کئی عورتیں اور بچے تھے۔ اگر راجہ کی مجلس کی تلاشی بھی لیا جاتے تو اس کا  
بہتر چلنا مشکل تھا۔ (سوال) جب انگریزوں نے دہلی کا محاصرہ کیا تو کیا تم محاصرہ

دہلی میں رہے؟ (جواب) میں ملوہ کے بعد ساتویں مہینہ تک دہلی میں رہا مگر جتنی ہی  
آدمی انگریزوں کی ملارموں کو اس شہر پر پکڑنے لگے کہ وہ انگریزوں کو خیر بھیجتے ہیں تو  
وہاں سے چلا گیا اور متیک دوبارہ انگریزوں نے دہلی پر قبضہ نہیں کر لیا واپس نہیں آیا

د سوال کیا اس انگریزوں کے علاوہ قلعہ میں قتل ہوئے کچھ اور انگریز بھی قتل ہوئے  
(جواب) نہیں کوئی رہا ہی نہ تھا جو قتل ہوا مگر متیک کے قتل عام سے قتل میں سے یہ  
سنا تھا کہ اڑتیس یا چالیس انگریز کسی تہ خانہ میں چھپ گئے تھے جب صبح سے پریشان

ہو کر باہر نکلے تو ملوہ کے قتل یا جیار اور بعد قتل ہوئے۔

د سوال کیا تم نے سپاہیوں کو علاوہ چرنی دارکار تو سوں کے اور شکایت کبھی کرتے سنا؟  
(جواب) نہیں میں نے کسی نہیں سنی۔

د سوال محاصرہ کے زمانہ میں سپاہی انگریز حکومت کو کس علاقہ سے یاد کرتے تھے؟

(جواب) سپاہی انگریز حکومت کی مالک مٹری شکایت یہ کرتے تھے کہ انھوں نے اس کے  
مذہب پر حملہ کیا اور انھوں نے اقرار کر لیا تھا کہ جب کسی انگریز کو پائیں گے قتل کر دیں

قطار وار دیکھا۔ ان میں مرد اور عورتیں اور بچے تھے۔ میرے وہاں پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد میرے ٹھکانے کے رسالے کے ایک باغی نے ان پر سپتول سے فیر کیا۔ نشانہ نے غلطی کی اور بجائے انگریزوں کے بادشاہ کے ایک سپاہی کے جا لگا۔ یہ شخص انگریزوں کے پیچھے کچھ فاصلہ پر کھڑا تھا اس کے اس طرح مرنے پر سب نے یہ ٹھکانہ لی کہ انگریزوں کو تلوار سے قتل کرنا چاہیے چنانچہ بادشاہی ملازم اور باغی ان پر تلواریں کھینچ کر جا پڑے یہ نظامہ ایسا تھا کہ میں اس کے دیکھنے کی تاب نہ لاسکا اور اپنے گھر چلا آیا بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ شاہی ملازم اور باغیوں نے سب کا کام تمام کر دیا۔

(سوال) کیا اظہار خوشی میں اس وقت کوئی توپ بھی چھوڑی گئی تھی۔  
(جواب) نہیں میں نے تو سنا ہوں۔

(سوال) کیا قیدی نے ان انگریزوں کے قتل پر اپنی رضا مندی ظاہر کر دی تھی؟  
(جواب) پہلے دن جب سپاہیوں نے انگریزوں کے قتل کرنے کے لیے کہا تو بادشاہ نے انکار کر دیا تھا مگر سنا ہے کہ دوسرے دن نسبت علیخان بادشاہ کا خاص ملازم جو اپنی وحشی طبیعت کی وجہ سے مشہور تھا سپاہیوں کے ہمراہ گیا اور انکو انگریزوں کے قتل پر اصرار کرنیکی تاکید کی۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بادشاہ نے انگریزوں کو اس کے حوالہ کرنے کا حکم دیدیا۔ جس دن قتل عام ہوا اس دن سنا جاتا ہے کہ نسبت علیخان نے دربار خاص و ملے میدان میں کھڑے ہو کر باواز بلند کہنا شروع کیا کہ بادشاہ نے انگریزوں کا قتل کیا جانا منظور کر لیا اور اپنے خاص ملازموں کو حکم دیدیا کہ اس کام میں باغیوں کی مدد کریں۔

(سوال) کیا تمھاری رائے میں اگر بادشاہ چاہتا تو فاکر عورت و بچوں کی جانیں

متعلق بھی تم نے کچھ سنا اور اس سے کیا مراد تھی۔

(جواب) ہاں یہ واقعہ سا تھا۔ بعض تو اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس گردن سے مراد آیہ الی امت کا روکنا تھا بعض یہ کہتے ہیں کہ سرکاڑے یہ چپاتیاں اس غرض سے تقسیم کرائی گئیں کہ مثل عیسائیوں کے لوگ اس کے کھانے پر مجبور کیے جائیں اور یہ کہ ان کا وہب حاکم رہے اور بعضوں کی یہ رائے تھی کہ یہ چپاتیاں اس واسطے چلائی گئی ہیں کہ سرکار نے یہ بات بٹھا لی ہے کہ لوگوں کے کھانے بیسے میں دخل دیکر ہمیں عیسائی سائے اور دعوت اس طریقہ پر دیکھی کہ ہم میں سے کوئی ہاتھ پیرہ مارے (سوال) کیا اس قسم کے مصائب تلخ کرنا ہندوں یا مسلمانوں کی عادت ہے اور کیا وہ اسکو ملا کسی تصریح کے سمجھ جاتے ہیں۔

(جواب) ہرگز ایسی عادت نہیں ہے۔ میری عمر پچاس سال کی ہوئی میں نے نہ کبھی ایسی بات نہیں سنی (سوال) کیا تم نے یہ بھی سنا کہ چاتیوں کے ساتھ کوئی پیغام بھیجا گیا تھا (جواب) نہیں میں نے دیکھی نہیں سنا۔

(سوال) کیا یہ چپاتیاں مسلمانوں کی طرف سے تقسیم ہوئیں یا ہندوؤں کی طرف سے؟ (جواب) ملا کاٹا مدد و ملت میاں والوں میں تقسیم ہوئی تھیں۔

(سوال) اسی کے بعد پہلی مرتبہ تم قلعہ میں کس گئے۔؟

(جواب) شہر میں یہ مل ہوا تھا کہ قلعہ میں انگریز قتل ہو گئے تاریخ تو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں مگر اتنا خیال ہے کہ ملوہ کے ساتھ یا آٹھ روز بعد بھیڑ کے ہمراہ میں قلعہ کے اندر گیا تھا اس وقت تقریباً آٹھ گئے ہو گئے جب میں قلعہ کے اول حصہ میں پہنچا تو میں نے مربع حصہ اور نالی کے سارے (دو حصہ میں گرتی ہے) انگریزوں کو پستیر باتہ بندھے

اور ایک ہفتہ بعد سرکاری فرمان مختلف محکموں کے نام جاری ہونے لگے اور درخواستیں  
لی جانے لگیں۔ اور مئی کی رات کو ۴ توپوں کی سلامی بھی ہوئی مگر میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ  
اُس سے غرض کیا تھی۔ اس کے متعلق بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ سلامی مختلف جمیٹوں کے  
میرٹھ سے آنے پر ہوئی تھی۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ قیدی جب سلیم گڑھ گیا تو وہاں اُس کی  
سلامی اتاری گئی۔

(سوال) مرزا مغل کب کانڈرا خیف مقرر ہوا؟

(جواب) اصل میں تو بلوہ کے سات یا آٹھ روز بعد ہی وہ کانڈرا خیف ہو گیا تھا حتیٰ کہ  
وہی ہنس اُس کے ساتھ مشورہ کرنے اور اہم معاملات میں رائے اور احکامات حاصل  
کرنے کے لیے جانے بھی گئے تھے مگر عام شہرت ایک ماہ بعد ہوئی اور اُسی وقت قیدی  
بھی ملی۔ جب ہی۔ بادشاہ کے اور لڑکے اور پوتے خبر ملے اور کرنیل مقرر ہوئے اور ہر ایک  
اُس کے عہدے کی وردی عطا ہوئی۔

(سوال) ایام بلوہ میں سن عسکری کیا مخصوص کام کرتا تھا۔ کیا وہ بادشاہ کا خاص مشیر تھا۔  
(جواب) اُس کا بادشاہ کے ساتھ مثل سابق واسطہ رہا اور نہ بلوہ میں اس نے کوئی ایسا  
دخل دیا جو قابل لحاظ ہو۔ قیدی کی ایک لڑکی کو سن عسکری سے حسن عقیدت تھی  
مگر لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ان دونوں میں ناجائز تعلق ہے۔

(سوال) یقین معلوم ہے کہ قلعہ میں سے کچھ زینے میگزین پر چڑھنے کے لیے گئے تھے  
(جواب) میں نے یہ سنا تھا کہ میگزین پر سیڑھیاں لگا کر چڑھے تھے مگر مجھے یہ خبر نہیں  
کہ وہ کہاں سے آئے تھے۔

(سوال) جو چاچیاں غدر سے چند ہینے مشیر و بیات میں گردش دی گئی تھیں ان کے



مذکر اویا اس مکان کے شمالی حاسب یہ ہونے لگا تو بہت سے آدمی مقلد کے زمین سے حوصنی حاسب تھا اوپر چڑھ گئے اور اس دروازے کو حوصلی سے سد کیا تھا کھول دیا اور اس مسلحہ گروہ کو اندر آئے دیا ان آدمیوں نے کیتاں ڈگلے اور اوپر مڑ چپس کلکٹر پادری عیگ اور مس عیگ اور مس کلیفر ڈعص یہ کہ جتنے آدمی وہاں تھے سکو قتل کر ڈالا سافر صاحب حاسی صبح کو کلکتہ سے آئے تھے وہ سیطرح قلعہ کی تحصیل پر چڑھ گئے اور چھپتے ہوئے مررا کو چک کے مکان تک حوصلی دروازہ کے متصل تھا پوچھ گئے مگر وہاں کسی نے انکے گولی ماری کہ ان کا ہار وزحی ہو گیا۔ اس کو وہ وہاں سے واپس پھرے اور کیتاں ڈگلے کی قیام گاہ کے حوصلی زبہ کے پاس قتل ہوئے۔ یہ کل حوصلی پیری پیرہ مسٹ میں ہوئی۔ یہ اوپر کی تحصیل مجھے مکس اور جتھارہ پراں وکشن کیتاں ڈگلے کے اردلیوں سے ملی۔ مسٹر مریر کے قتل کا واقعہ میرا چہم دید تھا۔

(آٹھویں دن کی کارروائی۔ اظہار حائل)

رسوال کیا کیتاں ڈگلے کے قیام گاہ میں حوصلی گریختے انکو قتل کرے کے بعد رعایا یا سپاہیوں نے کیا کیا؟

(جواب) انگریزوں کے قتل ہوتے ہی میں شہر میں اپنے مکان پر چلا گیا اور پھر گئی ہا تک قلعہ میں نہیں آیا۔ (سوال) ماموتادے عاں حکومت کل اختیار کی اور کیا اس موقع پر تباہی سلامی مولی تھی۔؟

(جواب) میرٹھ والے رسالوں کے دہلی میں پیچھے کے دوسرے یا قیرے دن اسے سرکاری دھیروں یعنی شہر کے باہر کے میگزین پر قلعہ کر لیا جس میں مارو و ہتھیار وغیرہ

جب انہیں کچھ ہوش آیا تو فوراً حکم دیا کہ مسٹر بچپنس کے بھی چوڑا آئی سپہ ان کو بھی  
اٹھا لاؤ اور اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔ فریزر صاحب لاہوری دروازے کے سٹپے پر  
راستہ میں چند انگریزوں کے ساتھ جو اسی صبح کو کھلتے سے آئے تھے ٹھہل رہے تھے  
انہوں نے پرانے ہرکارہ کو حکم دیا کہ فوراً بادشاہ سے دو توپیں مانگ لے۔ پرانے پیغام  
لیکھ گیا ہی تھا اور مسٹر فریزر شکل راستہ کے وسط میں روشن دالان تک پہنچے بیٹھ گئے  
کہ ہر عمر کے مرد و لڑکے اکٹھے ہو گئے اور تو تو ہے بے تو تو ہے کہہ کرتا پیٹ دی۔  
مسٹر فریزر نے ان مخالفانہ خیالات کا اندازہ کر کے کپتان ڈگلس کے قیام گاہ کو واپس  
جانا چاہا اور جب وہ زینے کے پاس پہنچے تو حاجی جوہری نے اپنی تلوار سونچ کر ان پر  
حملہ کرنا چاہا۔ مسٹر فریزر صاحب اسکی طرف مڑ گئے اور اپنی تلوار مع میان کے اسکی  
طرف ہول کی اور دروازہ کے گارڈ کے حوالدار سے کہا ”یہ کیا بڑا نو ہے“ اس حوالدار نے  
دکھاوے کے طور پر اس ہجوم کو مٹانا چاہا۔ مگر مسٹر فریزر کے پیچھے موڑتے ہی جوہری کو  
آنکھ ماری کہ حملہ کر جوہری جرات پا کر مسٹر فریزر پر دوڑا اور ان کی گردن کے دائیں طرف  
ایسا گہرا اور کاری زخم لگایا کہ وہ فوراً گر پڑے اور پھر تین اور آدمی خالق داد ایک کا بلی  
پٹھان و منغل بیگ یا منغل خان اور شیخ دین محمد جو متصل کے شاگرد پیشہ میں چھپے ہوئے  
تھے تلواریں لیکر آئے اور فریزر صاحب کے سر چہرہ اور سینہ پر بہا نٹک وار کئے  
کہ ان کا دم نکل گیا۔ شیخ دین محمد بادشاہ کی طرف سے ارول تھا اور خالق داد اور منغل بیگ  
محبوب علی خاں وزیر اعظم کے مصاحب تھے۔ یہ تینوں آدمی فریزر صاحب کا کام تمام  
کر کے مع ہجوم کے کپتان ڈگلس کی قیام گاہ پر چڑھ گئے وہ پہلی ہی چھت پر پہنچے ہوئے  
کہ مکھن ارونی نے کپتان ڈگلس کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور انہوں نے زمین

دکے کے لئے نکلتے مدارے کی طرف گئے ہیں۔ میں یہ ترس بکراؤں کے چہچہے پیچھے گیا۔ اور جا کر دیکھا کہ انھوں نے نکلتے مدارہ کو جو پل سے بہت قریب ہے سد کر دیا ہے۔ وہ لوگ اُسی جگہ مصروف تھے کہ کسی نے آکر یہ اطلاع دی کہ ماعی ریت المساجد کی طرف سے سترہ ہین گھس گئے اور اس وقت دریغ میں ہیں اور انھوں نے ڈاک منگھلے کو آگ لگھادی ہے اور واقعی اُسی وقت اُس طرف دعواں بھی نمودار ہوا۔ اس وقت صبح کے آٹھ بجے ہوئے کہ میں نے کہیں کے دسارہ کے تین سولہوں کو دیا گنج کی جاس سے ایک انگریہ کے پیچھے دوڑتے دیکھا اور اُن میں سے ایک نے اُسکے قریب پہنچ کر ایسا پستول فیر کیا مگر تباہ لے حطاک کی یہ صاحب اپنا گھوڑا میگزین کی طرف دوڑا کر بچ گئے۔ اسی وقت فریر صاحب کے مدارہ کے پولس نگار میں سے ایک کی سہوق لیکر ایک سوار کے گولی ماری۔ نقیہ سواروں نے مقتول کے گھوڑے کے بھی گولی ماری اور فریر صاحب اپنی گتھی میں میٹھکر کپتان ڈنکلس اور میچس کے ہمراہ حیدیل تھے قلعہ کی طرف چلے گئے اس وقت میچس صاحب کی داہی کہی ایک سوار کے پیچھے کے فیر سے رخی ہو گئی اور فریر صاحب قلعہ پہنچے۔ پائے لئے کہ کچھ اور سوار آ پہنچے اور اُن میں سے ایک نے اُنکی لٹٹ پر تیرپ پوہی کر لیا مگر فریر صاحب مال مال بچ گئے۔ فریر صاحب کی گتھی کے پیچھے اس وقت سمٹا در کپتان ڈنکلس کی اردلی کا چڑھا اسی میٹھا تھا۔

جب سواروں نے کپتان ڈنکلس کو گھیر لیا تو وہ قلعہ کی حدق میں کودے مگر تعاقب سے اُن کا پاؤں ایک پتھر پر پڑا جسکی وجہ سے اُنکے سمٹ چوٹ آئی۔ اس کے بعد سوار انگریوں کے تعاقب میں چاروں طرف ترتر مو گئے تو محتار اور ویسی سرکاری ملازم کپتان ڈنکلس کو سہولتی کیا کہ میں حدق سے اُنکا ترلعہ کے درواں پر اُنکی قیام گاہ میں لائے

خبر پھیل گئی۔ (جواب) قلعہ میں آمدورفت کے وقت کم و بیش جو کچھ میں نے دیکھا اس سے انکی بددلی صاف ظاہر ہوتی تھی۔ بلوہ سے میں یا پچیس روز پیشتر سپاہی آپس میں انبالہ کے مکانات کی آتش زدگی کی بابت باتیں کیا کرتے تھے اور اس واقعہ کو چربی دار کارٹوں کی وجہ بتاتے تھے اور ہاہم اقرار ہوتا تھا کہ ہم ہرگز انہیں استعمال نہ کریں گے۔

(سوال) کیا سپاہیوں کی بددلی کا تذکرہ قلعہ میں بھی ہوتا تھا۔

(جواب) مکانوں کے چلنے اور چربی دار کارٹوں کی وجہ سے سپاہیوں میں بددلی پھیلنے کا تذکرہ بالعموم قلعہ میں ہوتا تھا۔ مگر میں نے کبھی یہ نہیں سنا کہ بادشاہ سے بھی اس کا تذکرہ ہوا ہو۔ بلوہ کے چند ہی روز پیشتر قلعہ کے دروازہ کے سپاہیوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ اگر چربی دار کارٹوں کے استعمال پر ہمیں مجبور کیا گیا تو میرے بڑے کے رسالے دہلی آکر یہاں کے رسالوں سے مل جائیں گے اور یہ عہد و پیمان چند دیسی افسروں کے ذریعہ سے ہوا تھا۔ جو کورٹ مارشل میں میرے بڑے گئے تھے۔

(سوال) کیا تم نے اس کا تذکرہ کسی سے کیا تھا۔

(جواب) نہیں۔ چونکہ فوجی معاملہ تھا میں نے اس کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ میں تو صرف بادشاہ کے متعلق واقعات ظاہر کیا کرتا تھا۔

(سوال) جب باغی رسالے میرے بڑے سے آئے تو کیا تم یہیں تھے۔

(جواب) میں اپنے مکان پر نہیں دہلی میں تھا کہ میں نے سنا میرے بڑے کے رسالہ کے کچھ سواروں نے سلیم پور پل کے کلکٹر چنگی کو قتل کر ڈالا اور چنگی گھر کو آگ لگا دی مگر میں نے اس رپورٹ پر کچھ اعتبار نہیں کیا اور اپنا اخبار لکھنا رہا اس کو ختم کر کے میں قلعہ پہنچا وہاں یہ معلوم ہوا

د جواب ہیں۔ اس قسم کی صورتیں سب سے پہلی مرتبہ اس کے کہ عرصہ ساڑھے تین سال کا ہوا ایک مرتبہ دس یا بارہ اور دوسری مرتبہ چار یا پانچ مسلمان قیدی کے پاس لئے اور انکی اطاعت قبول کر لی چاہی اور بادشاہ نے اُسے قبول کیا۔ اس کی حیرت خیز تعلیمیں منکاف صاحب کو لگ گئی انھوں نے فوراً اس دستور کے لئے کاسد دوست کو دیا (سوال) کہیں کے اودھ لے لئے ہر بادشاہ اور قلعہ والوں نے بہت چڑچاکیاں کیاں کیاں تھا تو کس خیال سے۔

د جواب ہیں۔ میں نے دو ایک مرتبہ اس کا تذکرہ سنا تھا ایک مرتبہ تو صاحب رسالے کا ہر جا رہے تھے اُس وقت قیدی نے مسٹر فریر اور کپٹان ڈوگلز سے پوچھا تھا کہ کیا اودھ لیے کا اردہ ہے ان دونوں نے یہ جواب دیدیا تھا کہ ہمیں کچھ حیرت نہیں مگر قریباً ایک لاکھ اودھ کی سطحی کی حیرت ہو گئی۔

(سوال) کہ جس عسکری بے ما شاہ کی طول عمر یا انگریزوں کے مقابلہ میں اُسکی آئندہ کامیابی کی کبھی پیشین گوئی کی تھی۔

(جواب) ہاں اُس نے بادشاہ سے کہا تھا کہ میں نے اپنی عمر کے میں سال بتائیں بیٹے مگر عمارت و تعمیرات کے میں نے انگریزوں کے مقابلہ میں آئندہ کامیابی کی بات کچھ اور پیشین گوئی نہیں کی۔

سوال کیا تم نے قلعہ میں پلاسی کی لڑائی کی بات نہ کر دی ہوئے سنا یا کوئی اس قسم کی پیشین گوئی ہوئی کہ شروع حکومت سے ایک صدی گزرے کے بعد حکومت انگریزی کا ماتہ ہو جائیگا۔ (جواب) میں میں نے سرگرمی سے سنا۔

(سوال) کیا ایسٹ انڈیا کمپنی کی زمینوں کے معاوضہ کرے کے پتہ لگائی گئی تھی یا نہیں

کرنی چاہیئے حکیم حسن اسد خان پر قیدی کا ہر از طاہر تھا جس نے اُن سے اس کا  
 استفسار کیا۔ احسن اسد خان نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر مجھے اصلاً اسکی خبر نہیں اگر  
 ہوا بھی تو بھی مجھے اسکی خبر نہیں۔ اسکی اطلاع بھی میں نے کپتان ڈگلز کو کر دی مگر تحقیقات  
 کرتا رہا قریباً بیس دن کے بعد معلوم ہوا یہ یاد نہیں کس نے کہا کہ قیدی کے تو بچانہ کے  
 کمانڈنٹ حیدر حسین اور حسن عسکری نے یہ خطوط لکھے تھے اور کسی طرح اُن مہر لگا کر شیدی  
 قمبر کی معرفت شاہ ایران کے پاس بھیجے ہیں۔ یہ خبر بھی میں نے کپتان صاحب کی دیدی  
 اور اُن سے کہا کہ میرے اس بھید سے واقف ہو جانے کی خبر قیدی کے کارروالوں نے  
 اُسے کر دی ہے اس لئے مزید پتہ چلانا میرے امکان سے باہر ہے۔ میں نے کپتان  
 ڈگلز کو یہ رے دی تھی کہ شیدی قمبر لاہور سے آگے نہ گیا ہو گا اُسے روک لیا جائے  
 مگر انھوں نے جواب دیا نہ معلوم وہ کونسی راہ گیا اور اس وقت کوئی کارروائی کرنا ناممکن  
 و سوال کیا انگریزوں اور ایرانیوں کی لڑائی کا تذکرہ بادشاہ اور قلعہ کے آدمی اکثر کیا  
 کرتے تھے۔

(جواب) ہاں قلعہ اور شہر میں اکثر اسکاچر چارہنہ تھا۔

(سوال) کیا اس لڑائی کا تذکرہ مذہبی پیرایہ میں ہوتا تھا اور مسلمانان شہر کو یہ امید تھی

کہ اس لڑائی کی بدولت وہ پھر با اختیار ہو جائیں گے۔

(جواب) ہاں ہر شخص کا یہ ہی گمان تھا مگر واقف کار تو یہ کہا کرتے تھے کہ شاہ ایران ہرگز  
 انگریزوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(سوال) کیا قیدی ہور اُس کے رازداروں نے کمپنی کی فوج کے دسی افسروں کو سپاہیوں  
 سے خط و کتابت کرنے میں کوشش کی تھی یا خط و کتابت کی تھی۔

دی ہو (جواب) ہاں۔ حو قوت ایرانی وعین ہرات میں آئیں اُس وقت ایک حوا کا  
 حال سنا تھا۔ اُس وقت جن عسکری لے اپا ہی ایک حوا ناو سناہ کے سامنے اس طرح  
 سیاں کیا تھا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ معرب کی طرف سے سخت آدمی اٹھی اور اُس کے  
 بعد استقدار مارش ہوئی کہ تمام ملک مراد ہو گیا۔ یہ طوفان جب فرو ہو گیا تو ماد شاہ کو اس  
 کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچی بلکہ اس طوفان سے سنبھل گیا اور اپنے پلنگ پر بٹھیا رہا۔  
 اس خواب کی تعمیر جن عسکری لے یہ دی کہ شاہ ایران ایشیا میں انگریزی وچوں کو مراد  
 کر کے بادشاہ کو اُس کے تحت پرٹھا دیکھا اور اسکی سلطنت پھر اُسکے قبضہ میں آجائے گی  
 اور اُنکا مرینے انگریز قتل ہو جائیں گے۔

سوال۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس شخص جس عسکری کی معرفت شاہ ایران سے قیدی کی  
 خط و کتابت ہوئی تھی۔

جواب۔ ہاں مجھے معلوم ہے خط ہایا کرتے تھے عرصہ ڈیڑھ یا دو سال کا ہوا۔ ایک قافلہ  
 اکہ جہاز ہاتھاشیدی قمر قلعہ کے مشینوں کے سردار نے قافلہ کے ساتھ حج میں جانے کی  
 درخواست کی اُسکی درخواست منظور ہوئی اور اُس وقت کے رواج کے مطابق اسے ایک  
 سال کی تحوا پیشگی دی گئی یہ متہور ہے کہ قیدی نے اُسے ایک عرصی خد کے نام کی دی۔  
 کہ خاندان کسی دیوار پر اسکی طرف سے مادہ دیا۔ آٹھ یا نو رو کے بعد میں نے یہ سا کہ تیری  
 قبر کا کہ جانا محض حملہ تمام شاہ دہلی کا خط شاہ ایران کے نام لیکر فارس گیا ہے۔

حوا کہ حق شاہی ہر کارہ اور قیدی کے ایک صاحب سے مجھے یہ خبر معلوم ہوئی جس کا نام  
 مجھے اس وقت یاد نہیں ہے اسکی اطلاع میں نے فوراً کپتاں ڈنگس کو کر دی تھی اور میں  
 نے مجھے تعینش کے لئے حکم دیا اور کہا کہ یہ بہت بڑی بات ہوا کہ روکے کی کوست

(سوال) پھر تمہیں پوشیدہ خبریں اُس سے کس طرح معلوم ہوئیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوجود سرکاری اخبار نویس سمجھے جانے کے اُس سے راز کی باتیں کہی گئیں۔  
 جواب) ہر قسم کی خبریں جمع کرنے کے لئے جمل قلعہ میں جایا کرتا تھا اس معاملہ کی خبر پر اُس نے مجھے اُس کے متعلق واقفیت حاصل کرنی چاہی اُس وقت مجھے اس بات کا کچھ بھی علم نہ تھا اور اس کے بعد اسکی صداقت کا حال معلوم ہوا۔  
 جمل لفٹنٹ گورنر اگرہ کا اخبار نویس حاضر عدالت ہوا اور باقرار اصلاح بیان کیا۔

(جج ایڈوکیٹ کی جرح)

سوال۔ تم حسن عسکری نامی شخص سے واقف ہو؟  
 جواب۔ ہاں میں واقف ہوں۔

سوال۔ کیا وہ قیدی کے پاس اکثر آیا جاتا تھا؟ (جواب) ہاں

سوال۔ اُن کے تعلقات کا حال جو کچھ تمہیں معلوم ہو بیان کرو؟

جواب۔ وہ حسب معمول قلعہ میں آیا کرتا تھا اور کچھ پڑھ کر بادشاہ پر دم کرتا تھا اُس نے بار بار اپنی زبان سے کہا کہ مجھے خدا نے معجزہ و رسالت و قوتِ تعمیرِ خواب عطا کی ہے (اُس وقت قیدی نے بیباختہ اپنے عقیدہ کا اظہار کیا کہ حسن عسکری ان تمام قوتوں پر حاوی تھا جو اُس سے منسوب کیجاتی ہیں) حسن عسکری کہا کرتا تھا کہ بار بار خدا نے مجھے باواز بلند باتیں کی ہیں وہ قیدی کے پاس روزمرہ مختلف اوقات پر جب کبھی اُسے بلایا کرتا تھا۔

اور اکثر بے بلایے بھی آتا تھا اور جب کبھی اُسکو بادشاہ سے تخلیہ میں ملنا ہوتا تھا تو خاص کر شام کو آیا کرتا تھا۔

سوال۔ کیا تم نے کسی خاص خوابِ حال بھی سنا جسکی تعبیر حسن عسکری نے بادشاہ کو



سے پہنچی طاہر ہوئی تھی۔ (دعاب) ہمیں کسی قسم کی بے اطمینانی طاہر نہیں ہوئی۔  
 دعاب اس کے مسلماناں وہلی اس سے بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ ہر مسلمان کا دل کھنکھو  
 لے جاتا تھا یہ مولوی احمد علی کو جو ستاد اور سی تھا قتل کیا تھا۔

دسوال کیا کوئی استہار یا عصا حذر سے کچھ ہی پتیر جس سے مسلمانوں کی بے اطمینانی  
 طاہر ہوتی حاصر مسجد چپاں ہوئے تھے۔  
 (دعاب) مجھے اسکی بات کچھ یاد نہیں۔

دسوال کیا وہلی کے اردو احکامات نے حذر سے پیشتر کسی وقت انگریزوں کے علاقہ میں  
 لڑائی کرتے کیلئے زور دیا تھا۔

(دعاب) ہمیں انھوں نے کبھی زور نہیں دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو سرکاری افسر اسکا لوٹس لیتے  
 (ساقیوں دل کی کارروائی)

حکیم جس اقدام پر طلب ہوئے اور مقرر ساقی اٹھارہواڑا اٹھارہ بیجمع ایڈوکیٹس  
 (سوال) تم نے ساکھ محمد وقت کی مدد است پڑھی تھی۔ تمہیں کھانے والی دے  
 وتیل و پیسے اور کپڑوں کے حوالوں کا حال بھی کچھ معلوم ہے حکی سست یہ کہا جاتا ہے  
 مادہ شادے میں عسکری کے پاس کسی رسم کے انجام دینے کے لئے بھیجے تھے۔

(دعاب) ہاں یہ چیریں معمولاً بھیجی جاتا کرتی تھیں مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ کسی خاص عرص  
 کے لئے جس کا تذکرہ مدعا است میں ہو بھیجی گئی تھیں۔

سوال۔ تم میان کو کچھ ہر کہ مثل عدالتی تھر تھا کیا مادہ شادان حوروں کے معاوضہ میں آئے  
 کچھ دیا کرتے تھے (دعاب) ہمیں دوستا می ملازم۔ تھادہ گورنمنٹ انگریزی کی عاص سے  
 اہلکاروں میں تھا۔

دیتے تھے۔ (سوال) تم نے یہ بھی سنا کہ بادشاہ نے ایک مکہ جانے والے قافلہ کے ساتھ کچھ آدمی قسطنطنیہ بھیجے تھے۔ (جواب) نہیں مجھے نہیں معلوم کہ بادشاہ نے کسی موقع پر کچھ آدمی قسطنطنیہ بھیجے ہوں۔ (سوال) کیا تم محمد درویش نامی شخص کو دہلی میں جانتے ہو؟  
جواب۔ نہیں میں نہیں جانتا۔

سوال۔ کیا کوئی تحریر جس پر شاہ ایران کی مہر لگی ہوئی تھی جامع مسجد یا شہر کے کسی اور مقام پر فساد ہونے سے پیشتر چپاں ہوئی تھی۔

جواب۔ ہاں بلوہ سے چند ماہ پیشتر میں یہ سنا تھا کہ شاہ ایران کی طرف سے کوئی اشتہار جامع مسجد میں چپاں ہوا تھا۔ (سوال) کیا تم نے یہ بھی سنا تھا کہ یہ کاغذ کیوں آیا تھا۔  
جواب۔ نہیں۔ مگر یہ سنا تھا کہ اس کے مضمون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل شیعہ نے اسے لکھا ہے (سوال) کیا وہ صحیح خیال کیا گیا تھا۔؟

جواب۔ لوگوں کو اسکی صحت کے متعلق یقین نہ تھا وہ بالعموم اسکی بابتہ مشتبہ تھے۔

(سوال) اسکی عبارت کیا تھی؟ (جواب) میں نے یہ سنا تھا کہ اس میں مسلمانوں کے کل فرقوں کو نصیحت تھی کہ باہمی نفاق کو دور کروں اور موجودہ وقت میں سب مسلمان متفق ہو جائیں۔ اسکی ضرورت تھی کہ ایک جھنڈے کے نیچے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

(سوال) کیا اس تحریر سے شہر میں زیادہ چرچا یا شورش نہیں پیدا ہوئی۔

جواب۔ نہیں بہت زیادہ نہیں۔ (سوال) کیا اس تحریر کا قلعہ میں پایادشاہ نے تذکرہ کیا؟

جواب۔ قیدی نے کبھی میرے سامنے تذکرہ نہیں کیا۔ مگر میں نے یہ سنا تھا کہ قلعہ میں چند

اور آدمیوں سے اس کا تذکرہ کیا گیا تھا۔

سوال۔ جب کمپنی نے اووہ کو اپنے علاقہ میں شامل کیا تو کیا اسوقت دہلی کے مسلمانوں

جا ناکیوں - ظاہر کیا گیا۔

جواب۔ میں نے اسکی بات ہتھیار نہیں کیا مجھے عدالت کے جاسوس مسیحی خٹیا جٹکلے یہ کہنا کہ جس عسکری نے اُس شخص کو سمائے مکہ کے ایراں بھیجا تھا اور عدالتی طار میں سے دریافت کرے پڑ اس حرکی تصدیق ہو گئی۔

سوال۔ تم نے کہی ہے کہ اس سمارت کے پیچھے کا کیا مطلب تھا۔

جواب۔ ہیں۔ مگر تعلیمات اور ست بادشاہ کے دو مآثراتوں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ جس عسکری نے سیدی قمر کو کچھ کا عدالت رات کیوقت دیکھ جس پر شاہی مہر شت کرائی گئی تھی ایراں روانہ کیا۔ سوال۔ کیا قطعہ میں انگریزوں اور ایرانیوں کی لڑائی کے تذکرے اکثر ہوا کرتے تھے اور بادشاہ اس گفتگو پر دل چسپی ظاہر کیا کرتے تھے۔

جواب۔ ہیں۔ اس مضمون پر دل چسپی اور گفتگو خاص کر ہوتی تھی۔ ہندوستانی اسما قطعہ میں آتا تھا اُس سے لڑائی کی ترقی کا حال معلوم ہوتا تھا اور بادشاہ کسی سیطج اُس میں قائل نہ تھا دلچسپی ظاہر نہیں کرتے تھے۔

سوال کیا دہلی کے مسلمانوں میں اس لڑائی سے زیادہ دلچسپی تھی اور کیا یہ لڑائی اُس کے نزدیک دہلی لڑائی سمجھی جاتی تھی۔

جواب۔ ہیں۔ دہلی کے مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں اور ایرانی امامیہ مذہب کے میں لہذا اول الذکر سے اس لڑائی سے زیادہ دل چسپی ظاہر نہیں کی۔

سوال۔ کیا یقین معلوم ہے کہ گزشتہ اہ پانچ میں ایسے قریباً دس ماہ پیشتر بادشاہ سے جس عسکری کو کسی خاص عرص کے لئے میں استریاں دی تھیں۔

جواب۔ ماہ ماہ اسے دیتے رہتے تھے مگر مجھے نہیں معلوم کس لئے یا کسی ماہ میں منع

سوال۔ وہ بادشاہ کے پاس اکثر کس وقت آتا تھا اور کب پہلے پہل وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوا تھا۔ (جواب) عرصہ قریباً چار سال کا ہوا کہ وہ پہلے پہل بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا تھا۔ بادشاہ کی ایک لڑکی اُسکی مرید ہو گئی۔ اور اُسکی پرہیزگاری کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ نے اُسے اپنی بیاری سے زما نے میں اپنی صحت کے لیے دعا کرنے اور آرام کرنے کے لیے نوکر رکھا تھا۔ گزشتہ دو یا تین سال کے اندر اُسکی آمد و رفت بہت بڑھ گئی۔ یہ لڑکی دہلی دروازے پر حسن عسکری کے مکان کے قریب ہی رہا کرتی تھی اور یہ مشہور تھا کہ وہ اُسکی بیوی ہے۔

سوال۔ کیا اس شخص حسن عسکری نے یہ بھی دعو کا دیا تھا کہ اُسے مکاشفہ ہوتا ہے آئندہ ہونے والے واقعات پہلے سے بتا سکتا ہے؟

جواب۔ وہ خواہوں کی تعبیر دیا کرتا تھا اور آئندہ کے واقعات پہلے سے بتایا بھی کرتا تھا۔ اور مکاشفہ کا اقرار بھی کیا تھا۔

سوال۔ کیا تجھیں معلوم ہے کہ اُس نے کبھی اُس لڑائی کے متعلق بھی پیشین گوئی کی تھی جو اُس وقت انگلستان اور شاہ فارس کے درمیان ہو رہی تھی۔

جواب۔ جس زمانہ میں انگریزوں اور شاہ فارس میں لڑائی ہو رہی تھی اُس نے کچھ نہیں کہا البتہ عرصہ دو سال کا ہوا اُس نے قیدی دبا دشاہ سے چار سو روپیہ لیکر ایک شخص کو شیے اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مکہ معظمہ جاتا ہے مگر بعد میں یہ بات کھل گئی کہ وہ شخص حج کے لیے نہیں گیا بلکہ شاہ ایران کے پاس گیا۔ اس شخص کا نام شیدی قمبر تھا جو اسپینا کا رہنے والا تھا اور بالآخر یہی سے آیا تھا۔

سوال۔ کیا تجھیں معلوم ہے کہ اس شخص کو کہہ جانا کیوں ظاہر کیا گیا اور شاہ فارس کے پاس

سمت حاکم گوررجہل کے دفتر کے اہلہ کے قلم کے ہیں۔ اس شخص کی عادت تھی کہ اس قلم کے کاغذ پہلے سے تیار رکھتا تھا اور اس پر ہر شاہی دست کر کے بعد مسطورہ شاہ مطابق پتہ کے روانہ کیا کرتا تھا۔

سوال۔ کیا انکی نقل و قلم میں بھی رکھی جایا کرتی تھی۔

جواب۔ ہاں اکثر ہر کاغذ کی وہ دو نقلیں لایا کرتا تھا۔ ایک پر مہر ثبت ہوتی تھی جو مالک ہند بادشاہ کی قلم ہوتی تھی اور یہ نقل انکی روانگی کے لئے دیدہ بکاتی تھی اور دوسری غیر مصدقہ قیدی کے دفتر میں داخل ہوتی تھی۔

سوال کاغذ مرہ کے متعلق بھی تم کچھ جانتے ہو

جواب۔ میں انکی قلم نہیں پہچانتا۔

سوال۔ کیا ملکی یا قریب قیاس ہے کہ یہ نقل و قلم کے یہ مقرر سندہ اہلہ کی قلم کی ہو جس سے تم واقف نہیں۔

جواب۔ ہاں میرا خیال ہے کہ محمد علی کے دفتر کے کسی اہلہ کی قلم ہے۔

ترجمان نے فارسی کے اصل کاغذات اس وقت سنائے۔

سوال۔ کیا تم مسیحی محمد جس عسکری و عہد ساکس دہلی سے واقف ہو؟

جواب۔ ہاں میں جانتا ہوں وہ دہلی کا دارہ کے قریب رہتا تھا اور دو تلامہ کے اس کٹر یا کٹر تھا

سوال۔ یقیناً اسے دیکھے ہوئے کتا عرصہ ہوا۔

جواب۔ انگریزی رسالہ کے دہلی پر مکرر قہر کر کے تین دو ہفتہ میں نے اسے دیکھا تھا۔

سوال۔ یقیناً ملکہ وہ کہاں گیا یا اس کا کیا حشر ہوا۔

جواب۔ میں میں نہیں جانتا

جواب وہ قیدی کے قاص کروں میں رہتی تھیں۔

سوال۔ کیا ان کا استعمال بالکل قیدی کے ہاتھ میں تھا۔

جواب۔ مہر بلا اجازت بادشاہ کبھی ثبت نہ ہوتی تھی۔

قیدی نے جرج سے انکار کیا۔ گواہ قیدی کے پاس بیٹھ گیا۔

(پانچویں دن کی کارروائی)

احسن اللہ خاں بروئے اقرار سابق مکر تلب ہوئے اور آٹھوں کاغذ مرتبہ بدستخواہ

انکو دکھائے گئے۔ (جرج جج ایڈوکیٹ)

ان کاغذات کی تہ۔ فلم اور مہر کی نسبت تم کیا جانتے ہو؟

(جواب) چھ کاغذات یعنی نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ پر احکام قیدی ہی کے ہاتھ کے

لکھے ہوئے ہیں۔ نمبر اکند لال قیدی کے دست کی قلم کا ہے اور یہ نمبر اس خاص مہر کا

نشان ہے جس پر اس کا منصف نام کندہ ہے۔ نمبر ۱۲ جو قیدی کے بیٹے مرزا مغل کی دست

ہے جسکی تصدیق اس کے عہدہ سپہ سالاری کی بر سے ہوتی ہے۔ جو الانا تھ اس کے ایک

اہل مدکی قلم کا تحریر شدہ معلوم ہوتا ہے۔

(چھٹے دن کی کارروائی)

حکیم احسن صدقاں مکر عدالت میں تلب ہوئے اور باقرار سابق اظہار ہوئے۔

اظہار بذریعہ جج ایڈوکیٹ

سوال۔ ان چھ کاغذوں کو دیکھو اور پہچانو کہ کس کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔ چھ فارسی کے

کاغذ مرتبہ بد قتل گواہ کو دکھائے گئے

جواب۔ نمبر ۱۶ کے احکام قیدی کے قلم کے ہیں اور کاغذات نمبر ۱۷ و ۱۸ خیرات خان

سوال۔ دہلی میں لہوہ ہونے سے پیشتر کیا تم نے سنا تھا کہ اس مقام کی رحمتیں کسی طرح سے اطمینان بخشیں۔ (جواب) نہیں۔ (جمع عدالت)

سوال۔ کیا انگریزوں کے قتل ہونے کے بعد بھی تم نے لاشیں حوں آلود یا اس قتل کے اور ثبوتات دیکھے۔

جواب۔ میں نے کسی قسم کی کوئی مات نہیں دیکھی۔

(سوال) جہاں یہ عورتیں اور بچے قتل ہوئے تھے وہ جگہ معلوم ہے۔

جواب۔ میں نے سنا تھا کہ وہ حوص کے قریب اُس میدان میں قتل کئے گئے تھے جو وہاں دروازے سے قلعہ میں گئے پر پہلے پڑتا ہے۔ لوگوں نے اُس جگہ کو بیان کیا تھا کہ قتل ہونے کی حاص جگہ یہیں تھی۔

سوال۔ تم جانتے ہو کہ لاشیں کیا ہوئیں۔؟

جواب۔ مجھے نہیں معلوم کہ اُس کے بعد اُن کا کیا حشر ہوا مگر سے میں آیا تھا کہ گاڑیوں میں ڈال کر وہاں سے اٹھائی گئیں۔ (جمع ثانی ح ایڈوکیٹ)

سوال۔ یقین معلوم ہے کہ قتل سے پیشتر یہ عورتیں اور لڑکے قید کئے گئے تھے اور اگر قید کئے گئے تھے تو کہاں؟

جواب۔ میں نے سنا تھا کہ وہ قید ہوئے اور پادشاہ کے حطع میں اُن کے قریب ہی کے کمرہ میں رکھے گئے تھے۔

سوال۔ کتنے دن وہ محبوس رہے؟

جواب۔ قریباً ہفتہ یا عشرہ ہر۔

سوال۔ لہوہ کے رہا۔ میں قیدی کی شاہی ہوئی کس کے پاس تھیں۔

اُس نے جواب دیا کہ حتی الوسع کوشش کی مگر باغی ایک نہ رہا۔

سوال۔ کیا احسن اللہ نماں نے تم سے کہا کہ اُس موقع پر وہ وہاں موجود تھا۔

جواب۔ نہیں۔ اُس نے صاف صاف یہ نہیں کہا کہ وہ وہاں تھا یا نہیں۔

سوال۔ کس قدر انگریز اس موقع پر قتل ہوئے؟

جواب۔ بیشتر مجھے تعداد معلوم نہیں تھی اور ممکن ہے کہ میں نے سنا ہوا اور بھول گیا ہوں

مگر اب کوئی دس یا پندرہ دن ہوئے کہ مجھے معلوم ہوا مقتولین کی تعداد قریباً ۵۰ تھی جس میں عورتیں اور لڑکے بھی شامل ہیں۔

سوال۔ کیا یہ عورتیں اور بچے قیدی کے فشار سے قتل ہوئے۔

جواب۔ مجھے اس معاملہ میں اس سے زیادہ علم نہیں جب قدر کہ احسن اللہ نماں نے مجھے کہا کہ کہ بادشاہ نے قتل عام روکنا چاہا مگر کچھ پیش نہ چلی۔

سوال۔ کیا تجھ میں معلوم ہے کہ مسندہ کے زمانے میں بادشاہ کے کسی ملازم نے واقعات کا روزنامہ چھپایا کیا اگر تیار کیا تو کس نے لکھا۔

جواب۔ مجھے اس کے کچھ جانے یا نہ لکھے جانے کا علم نہیں۔ البتہ عذر سے بیشتر ایک روزنامہ چھپایا تھا

سوال۔ کیا مرزا مغل ثناء راہ کو باغی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ اور کس نے اور کہاں؟

جواب۔ بدشیک مرزا مغل فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے اور مشہور ہے کہ بادشاہ نے فوج کی درخواست پر انہیں مقرر کیا تھا۔

سوال۔ مسندہ سے پہلے بھی تم نے کبھی فوج کی بے اطمینانی کا حال سنا تھا۔؟

جواب۔ ہاں میں نے سنا تھا کہ کلکتہ میں دو رجمنٹوں نے چربی و اسکار تو سوں کے استعمال

کے کرنے کی بنا پر عذر کیا۔ وہ توڑ دی گئی تھیں۔



سفارت پر مقرر ہوا تھا۔

سوال۔ تمہیں کبھی قلعہ کے اندرونی حالات معلوم ہوئے کے موقعے سے یا وہ حصہ میں جس پر صدر سے پہلے گفتگو ہوتی تھی۔

جواب۔ مجھے ایسے موقعے تو ملے مگر میں نے کوئی خاص بات نہیں سنی۔

سوال کیا کم ہر بادشاہ کار یا وہ معروضہ تھا یا تم ان معتدوں میں تھے جس پر کوئی راز یا تحویل اور حکمت و نظام سے بھی رکھے کی عرص سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں طاسر کجانی ہوں۔

جواب۔ میں ان میں سے نہ تھا جس سے مشورہ ہونا ہو یا جن کو ایسے معاملات کی اطلاع دہانی ہو اس لئے اس اللہ تعالیٰ اور محبوب علیہاں ایسے آدمی تھے۔

(جو تھے دس کی کارروائی)

سوال۔ کیا تمہیں صاف ہوئے سے میسر قیدی کی تحریرات دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

جواب۔ ہاں میں نے مارہا کی تحریریں دیکھیں اور ان کو بھیجنا تھا ہوں۔

سوال۔ جو کا عدالت میں پیش ہوئے اور جن چٹاں کے کہ وہ قیدی کے قلم کے ہیں اور اسی کی مہر ان پر ہے کیا تمہیں انکی صداقت میں شک ہے۔

جواب۔ اکثر کافیات و ادتہا کی قلم کے ہیں اور شاید ایک یا دو ہوں۔

سوال۔ جس قلعہ میں انگریزی عورت اور بچے قتل ہوئے تو کیا تم وہاں تھے۔

جواب نہیں۔ میں قلعہ میں نہیں تھا مگر میں نے بعد میں سنا کہ چند عورتیں اور بچے مقتول ہوئے۔

سوال۔ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ کس نے انہیں قتل کیا یا سپاہیوں نے یا قیدی ہی کے ہاتھوں سے۔

جواب۔ میں اس بارے میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا مگر دو باتیں وہ صحیح ہیں کہ

میں آیا تو میں نے اس امداد سے کہا کہ تم نے قتل عام روکے کی کیوں۔ کوشش کی

جواب۔ یہ انکی اطاعت اور خدات کے منظور کرنے ہی کے برابر تھا۔ مگر یہیں نہیں کہہ سکتا کہ اسوقت بادشاہ کا کیا ارادہ تھا۔

سوال۔ بادشاہ کے اختیارات وہلی میں کب عام طور پر مشہور ہوئے یا یہ بات کب مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے غمان حکومت اختیار کی۔

جواب۔ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی باقاعدہ شہرت اس بات کی دی گئی۔ ممکن ہے ایسا ہوا ہو اور مجھے اس کا علم نہیں ہوا ہو۔ مگر جس دن فساد ہوا اسی دن بادشاہ کے اختیارات قائم ہو گئے تھے۔

سوال۔ کیا اسی وجہ سے اسکی سلامی کی توہین چھوٹی تھیں۔

جواب۔ یہیں نہیں جانتا جو کچھ میں نے سنا وہ یہ تھا کہ توہین والوں نے شاہی حکومت میں آنے کے موقع پر بطور سلامی فیر کی تھیں۔

سوال۔ یہ تھیں معلوم ہے کتنی توہین کی سلامی ہوئی تھی۔

جواب۔ میرے خیال میں معمولی شاہی سلامی کی ام توہین فیر ہوئی تھیں۔

سوال۔ کس دن بادشاہ نے پہلا دربار عام کیا۔

جواب۔ فساد کے دن ہی سے روزانہ دربار ہوتا تھا۔ رسالہ والوں کو جو پہلا موقع ضروری کا دیا گیا وہی اول دربار خیال کرنا چاہیے۔

سوال۔ فساد سے پیشتر کیا تم بادشاہ کے دربارداروں اور اس کے خاندان کے ہر وقت کے جلسوں میں تھے۔

جواب۔ میں روزانہ قلعہ میں آتا تھا اور تمام خط و کتابت جو میری معرفت ٹھٹھٹے گورنر اور بادشاہ میں ہوتی تھی سنا کرتا تھا۔ یہیں بادشاہی ملازم تھا مگر سر تھینو فلیس شکاف صاحب کی

معلوم ہوا کہ حوثیں رات کے دس بجیا رہے چھوٹی سختیں وہ دہلی کے ویسی تو بچا۔  
 والدین سے بادشاہ کی سلامی میں میر کی سختیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ بادشاہ کے  
 غناں حکومت اختیار کرنے پر تیار ہوئی تھیں یا کسی اور وجہ سے۔ اس کے بعد میں دہلی میں  
 میں آیا جہاں جس اللہ جوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُس سے دریافت کیا کہ بادشاہ  
 نے اس چیمپی کے رعب کرنے کے لیے کوئی مدد دست کیا انھوں نے جواب دیا کہ بادشاہ  
 نے ایک خط اس مضمون کا اوٹھی سوار کے ہاتھ لکھتے گورر کے پاس آگروہ روا کیا ہے  
 اور قریب دہرور کے بعد میں نے پھر اُس سے پوچھا کہ اُس کا کیا جواب آیا انھوں نے  
 جواب دیا کہ اوٹھی سوار ملا رسید یا جواب واپس آگیا مگر یہ بھی کہا خط ضرور پہنچا جس کا جواب  
 بعد میں دینے کا وعدہ ہوا اول دن کے واقعہ کے بعد میں نے قلعہ کی ماقاعدہ چھری  
 ترک کر دی صرف تیسرے یا چوتھے دن آتا تھا اور محض بادشاہ کو سلام کر کے واپس  
 چلا جاتا تھا۔ چنانچہ اور واقعات کے بعد تو گفتگو کرنے کی گوت بھی نہ آئی۔  
 سوال۔ کیا تم نے سنا کہ فریر صاحب کو کس نے قتل کیا۔ آنا بادشاہ کے ملازموں نے  
 یا کسی اور نے اُنکو قتل کیا۔

جواب۔ اُس وقت تو یہ سنا تھا کہ سپاہی کھڑے ہو گئے تھے اور فریر صاحب کو ملوہ میں  
 قتل کیا مگر بعد میں یہ سنے میں کہ اُنکو ایک چھری نے حسی دوکان مارا میں کتیاں  
 ڈنگس کی قیام گاہ کے نیچے ہی قتل کر دیا۔ مجھے اُس شخص کا نام نہیں معلوم اور  
 میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اب وہ کہاں ہے۔

سوال۔ بادشاہ نے ویسی امروں اور سپاہیوں کے سر پر ہاتھ رکھا تو اُس کا  
 کیا مشاہدہ کیا اُس سے یہ مراد تھی کہ اُنکی عداوت مسطور کی گئیں۔

سپاہی اور افسر غرض کہ کل یکے ایسا دیکرے آگے بڑھے اور ہر شخص بادشاہ کے آگے اپنا  
 سر جھکا کر کہتا تھا کہ "حضور ہمارے سر پر ہاتھ رکھیں" بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور ہر شخص جو اس کے  
 دل میں آ رہا کہتا ہوا واپس ہوتا گیا۔ جب ہجوم زیادہ ہو گیا تو میں وہاں سے چلا آیا اس وقت  
 غل غبار بہت تھا اور سب ایک دم زور زور بول رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ  
 اپنے کمرے میں واپس آ گئے اور سواروں نے اپنے گھوڑے صحن میں باندھ دیئے مفسد  
 رسالوں نے اپنی اپنی جگہ پسند کر لی اور دربار عام میں بستر لگا دیئے اور محافطہ چاروں  
 طرف مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد میں حکیم احسن اللہ کے کمرے میں گیا اور وہاں جا کر  
 بیٹ گیا۔ شام کے قریب چار بجے یا اس کے بعد بڑی سرنگ اڑنے کی آواز کانوں میں  
 آئی اور باہر جا کر دیکھا تو میگزین کی طرف بہت خاک اڑتی ہوئی دکھائی دی۔ جو لوگ اس وقت  
 وہاں تھے ان سے معلوم ہوا کہ مفسدوں نے میگزین پر پلا کر دیا مگر مجھے بعد میں معلوم  
 ہوا کہ جو انگریزی افسر وہاں تھے یہ انہیں کی کارروائی تھی۔ قریب پانچ بجے میں نے یہ  
 سنا کہ کوئی سات یا آٹھ انگریز مرد و عورت و بچے مفسدوں کے ہاتھ لگے اور انھوں نے  
 بادشاہ سے اس کے قتل کرنے کی درخواست کی مگر بادشاہ نے سپاہیوں سے کہا کہ ان  
 قیدیوں کو مجھے دیدوار میں انہیں اپنی حفاظت میں رکھو نگا۔ چنانچہ انھوں نے اس شرط  
 پر کہ ان پر محافظ انہیں میں سے رکھے جائیں بادشاہ کے سپرد کر دیا۔ بادشاہ نے ان کو  
 کسی کمرہ میں بند کر دیا اور حکم دیا کہ انہیں کھانا پینا باقاعدہ بادشاہ کے توشہ خانہ سے دیا  
 جائے۔ بعد غروب آفتاب میں نے شہر میں اپنے مکان پر جانا چاہا جب میں دربار عام کے  
 میدان میں پہنچا تو وہاں بھی رسالوں کا ہجوم پایا اور معلوم ہوا وہ دہلی کی رجسٹروں کے  
 سپاہی تھے۔ اسکے بعد میں گھوڑے پر سوار ہو کر گھر چلا گیا۔ دوسری صبح کو قلعہ پونچر

قتل کر دیئے گئے یہ دس سے کچھ پہلے کا وقت تھا۔ اس اندھاں نے اس صریح اور آدمیوں کو اسکی تقدیر اور یہ صیانت کرے کے لئے کہ کپتان ڈگلس کہاں اور کس حال میں ہیں بھیجا ان آدمیوں نے واپس کر کہا کہ نہ صرف مرصاحب ملک کپتان ڈگلس دیکھیں اور اڈورٹا شکریر حناں کے ساتھ رہتے سے قتل کر دیئے گئے یہ سکا ماتاہ اور پٹے گئے اور اس اندھاں اور میں سخت پریشان کہ دیکھئے کیا ہوتا میر در مارحاص میں چلے گئے۔ اسکے کچھ ہی دیر کے بعد دونوں پیل کییاں قلعہ کے دروازے پر محاذ تھیں مع مع رسالہ کے حویرٹھ سے آیا تھا در مارحاص کے ساسے کے میدان میں آگئیں اور اسی مندرقین قرائینیں اور پیچھے ہوا میں اڑنے لگیں اور ڈراعل مجاہد۔ ماتاہ یہ حل سکے ہر کل گئے اور در مارحاص کی چوٹ پر کھڑے ہو کر اپنے خواصوں کو حکم دیا کہ رسالوں سے خاموش یکے لئے کہیں اور ہندوستانی امروں کو آگے نہ لایا کہ ان سے اس کا ردائی کا فشار دریافت کریں۔ اس پر یہ فعل کم ہو گیا اور سالہ کے امرو آگے بڑھے اور یہاں کیا کہ انہیں کار تو سوں کے مور سے کاٹے کا حکم دیا گیا تھا جس کا فشار یہ تھا کہ ہندو ہوں عوام مسلمان اپنے اپنے مذہب سے گمراہ ہو جائیں کیونکہ کار تو سوں میں گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی تھی چاہے انہوں نے میرٹھ میں اگھیریوں کو قتل کیا اور ماتاہ کی محافظت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ماتاہ نے جواب دیا

”میں نے محنتیں نہیں کرایا اور جو کچھ تم نے کیا بہت مزا کیا“ یہ مسکر سویا دو سو مسند میا دو سو جو اس وقت میرٹھ سے آئی تھی شیرھیوں پر چڑھ کر کہ میں آگئی اوکھا تنگ صدر یعنی ماتاہ ہمارے ساتھ ہو گئے ہم سب نے مزار ہیں اور حضور کے ساتھ ہوئے ہم اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جائیں گے، اس پر ماتاہ ایک کرسی بیٹھ گئے اور ہر

کرے ہیں ہیں۔ اور درمیانی کمرے میں مسٹر سائمن فریز صاحب بیٹھے ہوئے تھے اُن سے  
 ملاقات ہوئی۔ احسن اللہ خان کپتان صاحب سے ملنے چلے گئے اور میں فریز صاحب کے  
 کچن پر اُن کے ساتھ واپس آ گیا۔ اور اُنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بادشاہ سلامت سے  
 جا کر کہوں کہ کپتان ڈگلز صاحب کے مکان کی محافظت کے لئے دو توپیں اور کچھ سپاہ  
 پیادہ بھیج دیں۔ میں اور فریز صاحب اور ایک اور انگریز جو اُن کے ہمراہ تھے زمین سے اترے  
 فریز صاحب کے ہاتھ میں ایک غلاف دار تلوار تھی اور دوسرے صاحب کے دھن کا نام  
 میں نہیں جانتا ایک ہاتھ میں سپٹول اور دوسرے میں بندوق تھی۔ فریز صاحب نے  
 جو حکم دیا کہ جلدی جاؤ اور خود بھی بادشاہ کی طرف چلے گئے اُن سے آگے آیا۔ بادشاہ  
 کے کمرے پر پہنچے ہیں نے دستک دی وہ خود باہر نکل گئے اور میں فریز صاحب کا پیغام  
 پہنچا دیا۔ بادشاہ نے فوراً خاصہ کے آدمیوں کو حکم دیا کہ دو توپیں اور تمام رسالے اور  
 افسر جو موجود ہوں کپتان ڈگلز کی فرو و گاہ پر پہنچاؤ اُسی وقت احسن اللہ خاں بھی پہنچے  
 اور بادشاہ سے کہا کپتان ڈگلز کہتے ہیں کہ دو پالکیاں بھیج کر اُن دونوں سمیوں کو جو  
 اُن کے پاس ہیں بلا جائے محلس میں چھپا دیا جائے۔ بادشاہ نے احسن اللہ خان سے  
 کہا کہ تم انتظام کرو اور خاصہ کے ملازموں کو ہدایت کی کہ دو پالکیاں مع مناسب تعداد  
 کھاروں کے باغ کے گرد ہو کر لیجاؤ تاکہ باغی رسالے اُنھیں نہ دیکھ سکیں جو اس وقت قلعہ  
 میں داخل ہو چکے ہیں۔ بادشاہ یہ حکم دیکھنے کے لئے کھڑے ہو گئے کہ اس حکم کی تعمیل  
 ہو جائے اور احسن اللہ خاں بھی اُن کے پاس کھڑے تھے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد نوکروں میں  
 سے ایک نوکر جو پالکیوں کے لئے گیا تھا واپس آیا اور کہا کہ پالکیاں روانہ ہو گئیں اور اسکے  
 بعد ہی ایک اور ملازم جو پالکیوں کے ہمراہ گیا تھا اُس نے واپس آ کر کہا کہ فریز صاحب نے

میں کپتان صاحب کے ہمراہ کپڑے ٹمک یا اور دیکھا کہ ۳۰ یا ۴۰ سوار نیچے کھڑے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں ٹنگی تلوار تھی اور کوئی پستول اور قرا میں ہاتھ میں لیئے تھا۔ ہب سے نیل کی جاس سے پیدلوں کے ساتھ جو لظا ہر سائیں معلوم ہوتے تھے اور جن کے سپر کچھ گٹھرتے آ رہے تھے۔ کپتان ڈوگلز کے سواروں سے کہا اس طرف مت آؤ۔ یہ بادشاہ کی مجلس اسے اور تمہارا بیہاں کھڑا ہونا بادشاہ کی بیعتی ہے۔ اس پر ایک ایک کر کے مسلح گھاٹ کی طرف چلے گئے اور جب سب چلے گئے تو کپتان ڈوگلز بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ ضلع اور شہر کے دروازے فوراً بند ہوئے جائیں کہ مبادا یہ لوگ شہر میں نہ گھس آئیں۔ کپتان صاحب نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ حوث کی کوئی بات نہیں ہے اس معاملہ کی نگرانی کر مایر ادرس ہے میں اسی عاتا ہوں اور فوراً اس کا انتظام کیئے دیتا ہوں۔ اس کے بعد بادشاہ اور کپتان ڈوگلز اپنے اپنے کردوں میں چلے گئے اور میں احسان علیا درمارغص کے اس کمرہ میں آکر بیٹھے۔ ہم دونوں کو یہاں بیٹھے ہوئے ایک گھنٹہ ہوا جو گا کہ کپتان ڈوگلز صاحب کا ملازم دوڑا ہوا آیا۔ اور ایک رقعہ حکیم حسن اللہ خاں کو دیکر کہا کہ صاحب یاد فرماتے ہیں حکیم صاحب کے کہے پر میں اُن کے ہمراہ گیا جو آدمی ہم لوگوں کو ایسے کے لئے آیا تھا اُس نے کہا کپتان صاحب اس وقت متاع خانہ میں ہیں مگر جب ہم اس جگہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ پھر اپنے مقام پر واپس گئے۔ اس وقت چہرے دیکھا کہ دریا گنج کی جانب ہب و حواں اٹھ رہا ہے اور کچھ راہگیروں سے معلوم ہوا کہ ماعی شہر میں گھس سکے ہیں اور انہوں نے سڑکوں میں آگ لگا دی ہے۔ ہم قلعہ کے لاہوری دروازے کے اوپر۔

۔ ماں ڈوگلز صاحب کی فرودگاہ جتنی گئے۔ اس مقام پر ہم کو معلوم ہوا کہ کپتان صاحب مسرے

آیا میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس نے بادشاہ سے آکر کیا کہا۔ مگر بادشاہ خلوت خانہ کے متصل کمرہ میں آئے اور مجھے طلب کیا۔ بادشاہ نے پھر مجھے کہا کہ یہ سوار باغی ہو گئے ہیں اور میرٹھ سے آئے ہیں۔ مذہب کے لئے لڑنا اور انگریزوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور مجھے ہدایت فرمائی کہ میں کپتان ڈگلز کے پاس فوراً جاؤں اور یہ معاملہ اُن کے گوش گزار کر کے اُن سے کہوں کہ مناسب انتظام کریں۔ بادشاہ نے ساتھ ہی اپنے کسی ملازم کو یہ بھی حکم دیا کہ خلوت خانہ کے نیچے کا دروازہ فوراً بند کر دے۔ میں حسبِ حکم کپتان ڈگلز کے پاس گیا اور اُن کو یہ پیغام پہنچا دیا۔ کپتان ڈگلز فوراً میرے ہمراہ آئے اور کہا ہم خود چلکر اس معاملہ کو دیکھینگے۔ وہ اسی دربارِ خاص میں آئے اور بادشاہ اُنکو آتے دیکھ کر باہر نکل آئے اور اُن سے مل گئے۔ بادشاہ اُس وقت اس قدر تڑپا ہوا تھا کہ وہ بغیر عصا کے سہارے کپتان صاحب کے ساتھ پھرتے رہے۔ بادشاہ نے کپتان ڈگلز سے استفسار کیا کہ اُنکے ہمسامیہ کی کچھ خبر ہے یا نہیں اور نیز یہ کہ یہ فوج کیوں آئی ہے اور کہا کہ فوراً مناسب موقع بندوبست ہونا چاہیے۔ میں اور احسن اللہ خاں اُس وقت موجود تھے۔ کپتان ڈگلز نے درخواست کی بادشاہ کے خلوت خانہ کے نیچے کا دروازہ کھول دیا جائے کہ وہ جا کر سواروں سے سوال و جواب کرے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ وہ اُن کو نہیں جانے دیجئے کیونکہ باغیوں کے سر پر خون سوار ہے اور مبادا اُنھیں مار ڈالیں۔ کپتان ڈگلز نے مار کوشش کی کہ دروازہ کھول دیا جائے مگر بادشاہ راضی نہ ہوئے اور کپتان صاحب کیلے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اگر تم اُن لوگوں کو دیکھنا اور اُن سے بات کرنا چاہتے ہو تو یہ باتیں جھروکے میں سے کر سکتے ہو۔ اس پر کپتان ڈگلز شاہی کمروں اور دربارِ خاص کے درمیانی کٹھن پر آئے اور اُدھر سے اُس مقام کو دیکھا جہاں سوار اکٹھے تھے



کو عدالت سے منظور کیا۔ اور علام عباس عالت میں حاضر ہوا۔

ترہاں نے اصل کا عدالت ملاحظہ کیے جس کا ترجمہ گزشتہ دن جمع ایڈوکیٹ نے پڑھا تھا۔ اور جو کچھ گواہ نے ہر ایک کا عدالت کے متعلق کل اظہار دیا تھا وہ قیدی کے مددگار کو سنایا گیا۔ بعد ترہاں نے فارسی کے اصل کا عدالت مسرہ ۳۳ تک ملاحظہ کرے تو جمع ایڈوکیٹ نے مسرہ ۵ کے کا عدالت کا ترجمہ دیکھا شروع کیا۔

دقیقہ سے دن کی کارروائی

۲۹ جنوری ۱۳۵۷ء یوم جمعہ

در بار خاص میں اسد گیارہ کے پھر عدالت مستعد ہوئی۔ میر مجلس مسرہ ترہاں وڈچی جمع ایڈوکیٹ حزل موقوف تھے۔ قیدی عدالت میں لایا گیا اور علام عباس بطور اسکے معاون کے حاضر ہوا ترہاں نے اصل کا عدالت فارسی میں ملاحظہ کیے اور جس کا ترجمہ جمع ایڈوکیٹ نے گزشتہ دن پڑھا تھا یعنی مسرہ ۵ تک۔ علام عباس اب بطور گواہ قرار دیا گیا جمع ایڈوکیٹ نے اظہار دیئے۔

سوال ۱۱۷۱ مسرہ ۵ کی صبح کو تم کہاں تھے حکم معصومہ سالے میرٹھ سے آئے۔

جواب۔ میں اسی دربار خاص کے مدارجہ پر تھا۔

سوال۔ جو کچھ تم نے اس موقع پر دیکھا یاں کروا

جواب۔ قریب آٹھ سے صبح کے میں نے یہ سنا کہ کہلی کے رسالہ کے پہلے یا حیدر سوار کے اور بادشاہ کے غلوت خانہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے نے تجا شامل مجاہد مس پر بادشاہ نے اپنے حواص میں سے کسی کو حکم دیا کہ بکریہ جل کیسا۔ اُن میں سے کرشمہ محمد کے میں گنا۔ ساروں سے کچھ باتیں کر کے مادتاہ کے پاس۔ پس

کاغذات نمبری ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ گواہ کو دکھائے گئے اُس نے اظہار کیا کہ یہ مکنت لال کے لکھے ہوئے ہیں جو قیدی کا خاص سکتر تھا اور یہ کہ اُن میں سے تین نمبروں پر یعنی ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر جو مہر ثبت ہے وہ مشاہی مہر ہے۔ کاغذات نمبری ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ گواہ بھی گواہ کو دکھائے گئے اُن میں سے کسی کی تحریر کو اُس نے نہیں پہچانا البتہ یہ کہا کہ نمبر ۲۳ پر مرزا مغل کا مندرجہ خفیہ کی نمبر ۳ پر چیف پولیس امیر اعدالت چیف کورٹ دہلی کی نمبر ۲۴ پر بدروپور پولیس اسٹیشن کے دفتر کی اور بادشاہ کے سکتر کی نمبر ۶ پر مرزا مغل کی مہر ہے۔ اور نمبروں کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا۔ کاغذات نمبری ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ گواہ کو دکھائے گئے۔ اُس نے ان کاغذات کی مہر کو شناخت کیا کہ بادشاہ کی مہر ہے اور باستان نمبر ۱ کے دیگر کل مکند لال قیدی کے خاص سکتری کی قلم کے ہیں نمبر ۲۶ بھی گواہ کو دکھایا گیا اُس نے شناخت کیا کہ وہ مکند لال کی تحریر ہے اور اُس پر بادشاہ کی خاص مہر ثبت ہے۔

جج ایڈوکیٹ نے مندرجہ بالا کاغذات کا نمبر ۲۶ تک ترجمہ ملاحظہ کیا

(دوسرے دن کی کارروائی)

۲۸ جنوری شنبہ ۱۲۰۵ بم بھیشنبہ کو عدالت انجے دربار خاص دہلی میں گھر منعقد ہوئی۔ اور گزشتہ دن کی کارروائی پھر شروع کی۔

پریسیڈنٹ و ممبران و ترجمان و ڈپٹی جج ایڈوکیٹ جنرل موجود تھے۔ قیدی عدالت میں لایا گیا۔ احسن الد خان عدالت میں طلب ہوا اور اسکو پہلے اقرار کی یاد دہانی کی گئی۔ اس وقت قیدی نے یہ درخواست کی غلام عباس نامی وکیل کو عدالت میں حاضر ہونے کی اجازت دیجیاستے تاکہ وہ عدالت میں قیدی کی جانب سے ہروی کرے۔ اس درخواست

روندا و مقدمہ سے ملے ہو۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بعض تحریرات غیر سہل و سادہ ہوتے ہیں۔ اس کی جائزگی حواں اٹھنا سے دستیاب ہوئی ہیں جبکہ نام وہ مشہور تھیں۔ ایسی صورتوں میں عدالت تحقیقات کامل ہدایت ضروری سمجھے گی۔ اور یہ کہ تحقیقات اُس وقت تک کامل نہ ہوگی کہ تہدات ذات خود قابل لحاظ نہ ہو۔ مگر محض اس وجہ سے کہ غیر ضروری اظہار سہلے جائیگی ماسطور کردہ بجائے عدالت اُن شکلات کو یاد دہانی حواں تحریرات کے مات کرے میں جو مصنف کی قلم ہوگی پیش آئیں گی۔ جس کے پاس اس وقت کسی بات کے تسلیم کرنے کی قوی وجہ ہیں اس کا تعلق قیدی سے ہو۔ جس زمانہ تہدات کا ٹرھا ماضوری نہیں سمجھتا ہیں اس بات کی کو تشن کروں گا کہ حشہدات حاصل کیجائے وہ نہایت معتدوہ سے ہو سکر تاہم یہ بات یاد رکھے کے قابل ہے کہ قریب قریب ہر ہمدوستانی جن کو میں طور تہدات اس عدالت میں پیش کروں گا اپنے اسماء کو اور میراں حالات کو جو وہ میاں کر مایا ہے گا کچھ اس رنگ سے ادا کر لگا کہ عدد اور بلوہ اُن وسیع اور سلسلہ واقعات کے مناسب ہو جائیں جو میں پہلے سے معلوم ہیں۔ میں تحریری ثبوت سے استدا کروں گا اور قیدی اور دیگر اشخاص حصول سے ملوہ میں شرکت کی جتنی امکانی تحریروں کے ثبات کرے کے لئے پہلا پہلا گواہ پیش کر دینا پہلا گواہ جس اسماء میں حکیم عدالت میں طلب ہوا اور اُس سے امر لیا گیا۔ اظہار در یقصر ح ایڈوکیٹ۔ کا عدالت مد شہرقاب مسری ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴ ۲۳۰۵ ۲۳۰۶ ۲۳۰۷ ۲۳۰۸ ۲۳۰۹ ۲۳۱۰ ۲۳۱۱ ۲۳۱۲ ۲۳۱۳ ۲۳۱۴ ۲۳۱۵ ۲۳۱۶ ۲۳۱۷ ۲۳۱۸ ۲۳۱۹ ۲۳۲۰ ۲۳۲۱ ۲۳۲۲ ۲۳۲۳ ۲۳۲۴ ۲۳۲۵ ۲۳۲۶ ۲۳۲۷ ۲۳۲۸ ۲۳۲۹ ۲۳۳۰ ۲۳۳۱ ۲۳۳۲ ۲۳۳۳ ۲۳۳۴ ۲۳۳۵ ۲۳۳۶ ۲۳۳۷ ۲۳۳۸ ۲۳۳۹ ۲۳۴۰ ۲۳۴۱ ۲۳۴۲ ۲۳۴۳ ۲۳۴۴ ۲۳۴۵ ۲۳۴۶ ۲۳۴۷ ۲۳۴۸ ۲۳۴۹ ۲۳۵۰ ۲۳۵۱ ۲۳۵۲ ۲۳۵۳ ۲۳۵۴ ۲۳۵۵ ۲۳۵۶ ۲۳۵۷ ۲۳۵۸ ۲۳۵۹ ۲۳۶۰ ۲۳۶۱ ۲۳۶۲ ۲۳۶۳ ۲۳۶۴ ۲۳۶۵ ۲۳۶۶ ۲۳۶۷ ۲۳۶۸ ۲۳۶۹ ۲۳۷۰ ۲۳۷۱ ۲۳۷۲ ۲۳۷۳ ۲۳۷۴ ۲۳۷۵ ۲۳۷۶ ۲۳۷۷ ۲۳۷۸ ۲۳۷۹ ۲۳۸۰ ۲۳۸۱ ۲۳۸۲ ۲۳۸۳ ۲۳۸۴ ۲۳۸۵ ۲۳۸۶ ۲۳۸۷ ۲۳۸۸ ۲۳۸۹ ۲۳۹۰ ۲۳۹۱ ۲۳۹۲ ۲۳۹۳ ۲۳۹۴ ۲۳۹۵ ۲۳۹۶ ۲۳۹۷ ۲۳۹۸ ۲۳۹۹ ۲۴۰۰ ۲۴۰۱ ۲۴۰۲ ۲۴۰۳ ۲۴۰۴ ۲۴۰۵ ۲۴۰۶ ۲۴۰۷ ۲۴۰۸ ۲۴۰۹ ۲۴۱۰ ۲۴۱۱ ۲۴۱۲ ۲۴۱۳ ۲۴۱۴ ۲۴۱۵ ۲۴۱۶ ۲۴۱۷ ۲۴۱۸ ۲۴۱۹ ۲۴۲۰ ۲۴۲۱ ۲۴۲۲ ۲

دہلی بنام میجر جنرل بینی۔ سی۔ بی۔ کانڈنگ افواج جنگ دہلی کے مندرجہ خلاصوں سے یہ  
ظاہر ہو جائیگا کہ عدالت فیصلہ آخری نہ کئے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ میجر جنرل ولسن نے  
قیدی کی زندگی کی ضمانت کر لی ہے اور وہ حکم قید کی حالت میں بھی روک دیا گیا ہے۔  
مسٹر سائڈرس کی چٹھی حسب ہدایت سر جان لارمن چیف کمشنر پنجاب لکھی گئی ہے جس کا خلاصہ  
مندرجہ ذیل ہے۔

و ساتھ ہی مجھے لکھا اس بات سے مطلع کرنا ہے۔ چونکہ کپتان ہو لسن نے حسب ہدایت  
میجر جنرل ولسن بادشاہ سے انکی زندگی کی ضمانت کر لی ہے لہذا فوجی کمیشن کو لائق نہیں ہے  
کہ اُس پر کوئی حکم آخری دے۔ خواہ انکی تحقیقات کا نتیجہ قید ہی کیوں نہ ہو۔  
”تحریری ثبوت جو مجھے اس مقدمہ کے متعلق ملے ہیں وہ بھیجتا ہوں اور منشیارافی انصہیر  
کے برائے میں شاہدوں کی حاضری وغیرہ کے لئے جو کچھ میرے اختیار میں ہے اُس سے  
مدد دینے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔“

میں نے اردو تحریرات کا ترجمہ باعقیا مسٹر جیمس مرنی دہلی کلکٹر رسوم دہلی سے جو بڑا  
زبان دان شخص ہے کرایا ہے اور اگر آپ منظور کریں تو انکی خدمات بطور ترہان آپ کے تصرف  
میں دیکھا سکتی ہیں۔

تحریری ثبوت بکثرت تھے اور انکو سر بیچ الفہم کرنے کے لیے پانچ مختلف عدالت میں ترتیب  
دیدیا ہے۔ یعنی (اول) کاغذات متفق دروم متعلقہ قرضہ رسوم متعلقہ تنخواہ سپاہیان  
(دھام) متعلقہ کل معاملات جنگی دھم متعلقہ قتل جس کا خاص حالہ الزام چھام میں ہے۔  
ان تحریرات کا بڑا حصہ وہ ہے جس پر گمان کیا جاتا ہے کہ قیدی کے خاص قلم کے احکامات  
تحریر ہیں اور جنگی بابت شہادت لیجا نیگی۔ دیگر کاغذات کی قیمت اس طرح قائم کی جائیگی جیسا کہ

بادشاہ و تہتہ شاہ ہند شہر و ظاہر کیا اور دھاباری سے شہر دہلی پر بے صالطہ قصفہ کر لیا اور علاوہ ازیں ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیانی زمانہ میں مختلف اوقات پر شل بمکھڑوں کے مرزاغل و محمد نخت خان صوبہ دار رحمت قوچاہ اور مختلف دیگر نامعلوم معتمد پرواروں کے ساتھ سلطنت کے برعلاف سرکشی کرے اور لڑائی لڑے میں معتمد سارن و مشورہ اور اتفاق کیا اور بر سلطنت برطانیہ ہند کے اہدام اور عارت کرے اور اپنے معتمد مصوبے پورے کرے کے لیے مسلح مورج کو جمع کیا اور سلطنت برطانیہ ہند کے خلاف لڑے کے لیے روانہ کیا۔

دہلی سے کہ ۱۷ مئی ۱۸۵۷ء ایکسی قریب کی تاریخ پر مقام دہلی قلعہ کی چار دیواری کے اندر وہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور قتل میں مدد دی جن میں فاضلہ انگریزی عدالتیں ویت و دو غلہ انگریز شامل تھے اور مرید ران ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیانی زمانہ میں مختلف سپاہیوں اور دیگر استحصال کو انگریزی افسروں اور دیگر انگریزی جہاز یا کوح میں عدالتیں اور بچے بھی شامل تھے قتل کرے کی حالت دی اور اعانت کی اور اس کام کے لیے قاتلوں کو مارا مت۔ ترقی و مطالبات دیئے۔ اور وعدہ کیا۔ اور سیرہ کہ ہندوستان کے مختلف عہد مختار دہلی رئیسوں کو حکومات بھی دیئے کہ عیسائیوں اور انگریزوں کو اپنے عہد و دار غایت میں حب اور جہاں پائیں قتل کروں۔ یہ عمل کل یا اس کا کوئی فرد ہندوستان کی قانونی کونسل کے ایکٹ ۱۷ معتمد ۱۸۵۷ء کے مطابق مرمع عظیم ہے۔

دستخط۔ ایف۔ سی۔ ہیریٹ میجر

ڈپٹی۔ جی۔ ایڈوکیٹ جنرل وکیل سرکار

دسوال محمد بہادر شاہ حوالہ ارات تمہارے برعلاف قائم کیے ہیں تم انکے عزم دیا ہیں؟

کئے اور سنائے گئے۔

اُن افسروں کے نام جو عدالت میں کام کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے قیدی کو سناے گئے  
طلب دعویٰ

سوال عدالت (خطاب بہ قیدی بادشاہ) تمہیں پریسیڈنٹ یا کسی اور افسر کے جو فوجی کمیشن  
میں اجلاس کر گیا۔ اپنے مقدمہ میں سماعت کرنے پر کچھ غدر ہے۔

جواب۔ نہیں۔

پریسیڈنٹ و ممبران ترجمان و ڈوی جج ایڈوکیٹ جنرل نے حلف اٹھایا۔ کل گواہوں کو  
باہر کر دیا۔ الزامات پڑھے گئے اور حسب ذیل وجہ شل ہوئے۔

## الزامات

(۱) باوجود سلطنت برطانیہ ہند کا نیشن خوار ہونیکے، اسی ویکم اکتوبر ۱۹۴۷ء کے درمیانی زمانہ  
میں مختلف اوقات پر اُس نے عمر سخت خان توپخانہ کی جہٹ کے صوبہ دار و مختلف اشخاص  
و ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج کے ہندوستانی کمیشن افسروں اور نامعلوم سپاہیوں کو سلطنت کے  
خلاف غدر و بلبوہ کرنے میں جرأت و امداد دی اور اعانت کی۔

(۲) ۱۰ ویکم اکتوبر ۱۹۴۷ء کے درمیانی زمانہ میں مختلف اوقات پر بمقام دہلی اپنے بیٹے مرزا  
مغل رعیت و حکومت برطانیہ ہند اور دیگر نامعلوم اشخاص باشندگان دہلی و صوبہ ممالک  
سمرقند و شمالی ہند کو جو نیز حکومت برطانیہ نہ کو رکی رعایا تھے سلطنت کے خلاف بلبوہ کرنے  
اور لڑنے میں جرأت و امداد دی و اعانت کی۔

(۳) در صورت رعایا بر حکومت برطانیہ ہند ہونے کے حتی اطاعت کا خیال نہ کیا اور بمقام  
دہلی ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء اسکے قریب کی کسی تاریخ میں سلطنت سے نمکھرا می کر کے اپنے تمیں

# چوتھا باب

مقدمہ بہادر شاہ شاہ دہلی

انگریزی فوجی کمیشن کی کارروائی

۲۴ جنوری ۱۸۵۸ء کو تمام دہلی حکم سیر عمل میں سی۔ بی۔ کانڈنگ فسرمت  
حسب الہدایت سر جان لارمیں جیف کشر سرجاں اس غرض سے معقد ہوئی تھی کہ اس قسم  
کے حقیقی ناصر ہوں اسکے اظہار کیے جائیں۔

پریسیڈنٹ

نقش کرنیل ڈلرس۔ توپخانہ

ممبران

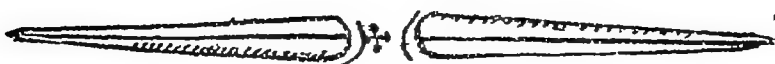
میجر پامر۔ شاہی سر ۶ توپخانہ۔ میجر ریڈ سڈ شاہی سر ۱۱ رمنٹ  
میجر سائر۔ شاہی سر ۶ قراہیں سردار۔ کپتان دوہن سر ۱۱ مسک بیدل۔  
ترجمان۔ سٹریمیں مری۔

وکیل سرکار۔ میجر الیف سے۔ ہیریٹ۔ ڈی۔ جی ایڈوکیٹ عمل۔

(پہلے دن کی کارروائی)

۲۴ جنوری ۱۸۵۸ء کے دن کے گیارہ بجے تمام دہلی کے دارعاص میں اجلاس معقد ہوا  
پریسیڈنٹ ممبران و ترجمان و ڈپٹی جی ایڈوکیٹ جنرل موجود تھے۔ اہل الت قائم کرے  
اور معقد کرنے اور نقش کرنل ہاوس توپخانہ کے پریسیڈنٹ قرار کرنے کے بعد احکام میں

ملے جھولنے لگے تین انگریزی سپاہیوں کو زخمی کر دیا اور بھاگ گئے اسی تاریخ لاہوری دروازہ  
 پر بھی قبضہ ہوا باغیوں نے اجیری دروازہ اور آس پاس کے موچوں کو خالی کر دیا اسی تاریخ  
 دہلی میں بھاگڑچی اور غول کے غول عورتوں اور مردوں کے باہر نکلنے لگے۔ پھر باغیوں نے  
 اپنے لشکر گاہ میں ایک میگزین اڑا دیا اسی تاریخ ۲۰ ستمبر انگریزی فوج نے جامع مسجد پر بھی قبضہ  
 کر لیا۔ سات توپیں قلعہ کے دروازے پر پڑی ہوئی ہاتھ لگیں ۱۲ تاریخ کو یہ معلوم ہوا کہ بہادر شاہ  
 نے چابیوں کے مقبرے میں پناہ لی چچا نچہ میجر باڈسن بہادر شاہ کے پاس پہنچے اور ان سے  
 گفتگو ہوئی بہادر شاہ نے اس شرط پر اپنے کو سپرد کیا کہ مجھے میری بیوی زینت محل اور بچوں کو  
 قتل نہ کیا جائے میجر موصوف نے یہ شرط قبول کر لی اور بادشاہ کو مع جواں بخت زینت محل کے  
 گرفتار کر کے لال قلعہ میں لائے ۲۲ تاریخ کو بہادر شاہ کے دو بیٹے اور ایک پوتا چابیوں کے  
 مقبرے سے گرفتار ہو کر لال قلعہ آ رہے تھے کہ مقدمہ کی کارروائی میں شریک کیا جائے  
 مگر راستہ میں جو لوگوں کا جوش دیکھا تو میجر باڈسن نے ان تینوں کو اپنے ہاتھ سے  
 گولیاں مار دیں ۲۷ جنوری ۱۸۵۷ء سے جنگی افسروں کے اجلاس اور خاص دیوان  
 خاص میں بہادر شاہ کے مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی جس مقدمہ میں بہادر شاہ کو مقدمہ  
 اور قاتل قرار دیا گیا اور انھیں مع انکی دو بیٹیوں اور شاہزادہ جواں بخت کے رنگون  
 بھیجا گیا جہاں وہ ۷ ویں نومبر ۱۸۵۷ء میں نو اسی سال کے ہو کر انتقال کر گئے فقط





کرے مارے جائیں تو دیواریں آں پڑیں گی۔ اس عرصہ میں انگریزی سپاہ چاندنی چوک میں داخل  
 ہو گئی یکایک یہ خبر پہنچی کہ تیلی وارڈ اور کٹن گنج عالی کر کے ماعی بھاگ گئے مگر سمت اوس  
 ہے کہ رگیدر ٹیکس منع دہلی کے وقت ایسا سخت رسمی ہوا کہ پھر عاں رہنوسکا اس کے  
 بعد رفتہ رفتہ انگریزیوں نے تہر کے دوسرے حصوں پر قبضہ کر لیا اور ہاں اہل ہاں اہل ہاں  
 سک میں ایک عوی چکی قائم کر دی تاہم وہاں عورتوں کا نہیں دل بدل کے شہر سے بھاگے  
 گئے چاہے تین صد کٹیری صدارہ پر عورتوں کے لباس میں گولی مار دیئے گئے۔ اتنا ہی کی تمام  
 شہر قلعہ پر گولہ باری ہوتی رہی اور انگریزی فوج کے ہاتھ ہاں کی ہاں تو میں لگیں ص کی طبیعت  
 ہوئی تو بہادر شاہ نے انگریزوں کے پاس آنا چاہا لیکن اس کے مصاحبین نے انہیں منع کیا  
 اس وقت تہر میں ہر تہہ گراں ہو رہی تھی چاہے آٹا روپیہ کا دوسرے کس ہاں تاہم تک  
 کوئی ایسا اچھا مقام انگریزی فوج کے ہاتھ نہ لگا کہ وہاں سے وہ قلعہ کی دیواروں کو توڑ سکتی  
 اس سے سلیم گڑھ سے انگریزی فوجوں پر گولے مارے جا رہے تھے۔ اتنا ہی کو شام کے وقت  
 محل کا دہلی دروازہ کھولا گیا اور وہاں سے بہت سی گاڑیاں من پر چاندنی پڑی ہوئی تھیں  
 قلعہ کے ماہر حاتی معلوم ہوئیں مگر تاہم بہادر شاہ کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی۔ اسی  
 تاریخ بہت دھواں و دھار پانی سر اس سے موسم میں ہلکی پیدا ہو گئی۔ اسی اتنا میں کچھ سکوں  
 کی فوج انگریزی مدد کے لئے پونج گئی۔ اتنا ہی کو انگریز لال قلعہ کے اتنے قریب ہو گئے کہ ص  
 ہم گرا کا حاصلہ رہ گیا محل اور سلیم گڑھ بالکل خالی ہو چکا تھا تھیرے پیر کو یہ خبر آئی کہ شہر  
 نظام الدین بھیج گئے ہیں اور انگریزوں نے ہاں تہر کو پورے تہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اس  
 تاریخ تک ٹھیک طور پر یہ معلوم نہیں تھا کہ آیا بہادر شاہ نے ہاں کے مقررے میں پناہ لی  
 ہے یا نظام الدین میں حوث انگریز قلعہ میں داخل ہوئے ہیں صرف ۲ آدمی وہاں چھپے ہوئے

چونکہ ملک حرام اور باغی کبھی سبز نہیں ہوتے اسی لئے شہداء کی انگریزی باغی  
 فوج کو بھی پے در پے شکست ملی۔ جو کچھ آنکھوں نے معصوم بچوں اور میموں پر ظلم کیے وہ انکے  
 ہر گے آگے۔ ناظرین! پہاڑی کی لڑائی کی کیفیت گزشتہ صفحوں میں پڑھ چکے ہیں اب  
 ہم دہلی کے حملہ اور فتح کی مختصر کیفیت لکھتے ہیں اور پھر ہمارے شاہ کے مقدمہ کے حالات  
 لکھیں گے۔ انگریزی فوج باغیوں کو شکست دیتی ہوئی شہر کے قریب چلی آ رہی تھی یہاں تک  
 کہ وہ ۴ اکتوبر ڈھائی بجے دہلی کے گرجہ میں پہنچ گئی اور پھر کشمیری دروازہ کا بجلی اور  
 موری دروازہ اور اسکنز کے مکان اور کالج پر قابض ہو گئی۔ یہ دیکھتے باغی فوج شہر  
 سے نکلے بھاگنے لگی۔ اس کے بعد تین بجے سپہ سالار اور اس کا گروہ لٹو کو کیسل روانہ  
 ہوا۔ اور اب اس بات کا انتظار ہونے لگا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے شہر پر حملہ کر دیا  
 جائے چنانچہ وقت مقررہ پر حملہ کیا گیا جس میں انگریزی فوج کا سخت نقصان ہوا اسکی  
 نسبت جنرل ولسن نے اپنی بیوی کو دس بجے دن کے ایک خط لکھ کے بھیجا جس کا  
 خلاصہ یہ ہے ”جنگ بہت سختی سے جاری ہے ہماری فوج بہت آہستہ آہستہ آگے بڑھ  
 رہی ہے بہت سے زبردست مقامات ابھی لینے ہیں غالباً بادشاہ کے آگے محل کے  
 قریب بڑی بھاری جنگ ہوگی۔ غرض اس خطرناک جنگ کے بعد انگریزی فوج شہر میں  
 داخل ہوئی اور محل سلیم گڑھ اور شہر کے خاص مقاموں پر گولہ باری شروع کی باغی خوب  
 قدم جا کر لڑے اور انگریزی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا بالخصوص افسر بہت کام آئے  
 لیکن اس پر بھی فتحمندی انگریزوں ہی کے نام رہی۔ تمام باغی ریواڑی کی طرف بھاگ  
 گئے۔ انگریزوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اگر لال قلعہ خالی نہ کر دیا گیا تو ہسکی شہر پناہ گویوں  
 سے منہدم کر دیا جائیگی۔ یہ جناب لکھا لیا گیا تھا کہ اگر پچیس گھنٹے لکھنا قلعہ کی دیواروں پر

تحقق ہو تو بہت آسانی سے انگریزوں کو عارت کر کے اپنے ملک اور ایمان کو بچا سکتے ہیں۔  
 چو کہ اہم سب ہندو مسلمانوں کی بھلائی پیش نظر ہے اور انگریزوں کو دشمنی میں  
 لہذا صرف تمھارے مذہب کی حمایت کا پاس و خیال کہ کے اور نظر انداز اعدا دیں مدد  
 اس مرد ملطوہ کے اعلان کیا جاتا ہے کہ اہل ہندو کو گنگا جی اور تلسی اور سالگرہام کی قسم ہے  
 اور مسلمانوں کو قرآن کی قسم ہے کہ وہ بالاتفاق شامل ہو کر اسی حاکم اور ایمان کی حفاظت کے  
 واسطے انگریزوں کا قتل اپنے ذمہ دین سمجھیں۔ اور چونکہ گائے کے دین کہے میں ہندوؤں کے  
 مذہب کی اہمیت ہے۔ میں نظر زور سارا اہل اسلام نے یہ عہد و پیمان کیا ہے کہ اگر ہندو قتل  
 عیسائیاں میں گر محوش اور مسلمانوں کے شامل حال ہو گئے تو اسی روز سے چلنے اور میل کا  
 قبیح ہو جانا موقوف ہو جائیگا اور بعد اس کے اگر کوئی مسلمان اس عہد پر کاربند ہو گا تو وہ ہندو  
 قرآن نہ سمجھا جائیگا اور جو مسلمان کہ گائے کا گوشت کھائیگا وہ اسکو سور کے گوشت کی  
 راز ہو گا اور اگر اہل ہندو قتل عیسائیاں اور مرگیاں میں گرفتار ہو گئے تو وہ حد کی  
 نظر میں آئے ہی گہنگار ہو گئے عیسائیوں نے گائے کے دین کی یا اس کا گوشت کھانا شاید  
 اہل فرنگ بھی ایسی مطلب رازی کے واسطے ہندوؤں سے بھلا ایسا ہی اقرار کر بیٹھے۔ آتا  
 کوئی عقلمند اس دہم عرب میں نہ آئیگا کیونکہ اقراران اہل فرنگ کے ہمیشہ ملو عرب ہوتے  
 ہیں اور جہاں ان کا ایک مرتبہ مطلب مل گیا پھر وہ فوراً اپنے عہد و پیمان کو مالاے طاق  
 رکھ دیتے ہیں اور ہر عربیہ و امیر ہند پر ہوش اور مویا سے کہ عربیہ ان انگریزوں کی عادت  
 حقیقی ہے اور جیتہ و مال دہی ان کا شاربہ اسی واسطے انگریزوں کے کسی پر کسی نہیں ملتا  
 اور یقیناً واقعی تا کہ پھر کسی ایسا موقع نہ ملے جو مصلحت سے ہاتھ نہ آئے۔ لہذا فقط یہ دواں  
 سواری مستی قلع شاہ صاحب کے اہتمام سے مطبع سہاروی واقع شہر بریلی میں طبع ہوا۔

انھوں نے اپنا ایمان کھویا۔ جب یہ تدبیر انگریزوں کی اچھی طرح نہ چلی تو انھوں نے آٹے  
 اور شکر میں ہڈیاں سپو کر ملوایں تاکہ لوگ ان کو بلا کسی ظن اور شبہ کے کھا سکے اپنا ایمان  
 کھو دیں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے استخوان اور گوسفٹ کے چاتولوں کے ساتھ ملو کر انکو  
 سر بازار بکوا یا۔ علاوہ اسکے انھوں نے ہر ایک تدبیر ایسی کی جس سے ہمارے مذہب غارت  
 ہوں انجام کار بعض بنگالیوں نے بعد غور یہ امر قرار دیا کہ اگر ابتدائاً اہل فرج اس معاملہ میں  
 میں ہر ورسلے انگریزوں کے ہو جاویں تو فرقہ بنگالیان بھی انھیں کے مطابق کار بند ہوگا  
 انگریزوں نے اس تدبیر کو بہت پسند کیا اور بے اندیشہ اس مثل کے کہ چاہ کندہ را چاہد مشی  
 سے آید بر ہمنان اور افضل قوم کے لوگوں کو ان کار تو سوں کے کاٹنے کا جسے بنائے ہیں جی  
 لگی بھتی حکم دیا تھا۔ اس حالت میں اگرچہ مسلمان سپاہیوں نے خیال کیا کہ ان کار تو سوں کے  
 کاٹنے سے مذہب ہندو کا صرف جاتا رہے گا لیکن تاہم انھوں نے اس کے کاٹنے سے انکار  
 کیا۔ تب ان سپاہیوں کو جنھوں نے کار تو س کاٹنے سے انکار کیا تھا انگریزوں نے توپ سے  
 اڑا دیا۔ یہ ظلم شدید دیکھ کر سپاہ نے انگریزوں کا قتل شروع کیا اور جہاں کہیں فرنگی کو پا یا مار ڈالا  
 اور افضل اتیر دی اور امداد ضروری بالفعل ان تدابیر میں مشغول ہیں جن سے کہ چند انگریز بھی  
 کہیں باقی رہ گئے ہیں وہ بھی نیست و نابود ہو جاویں اور ہمارا یقین و اُلق ہے کہ اگر اب انگریز  
 ملک ہندوستان میں رہیں گے تو کل اس ملک کے آدمیوں کو مار ڈالیں گے اور ہمارے مذہب کو  
 کو مٹا دیں گے۔ ہر چند بعض آدمی ہمارے ملک کے اب بھی انگریزوں سے موافقت رکھتے ہیں بلکہ  
 انکی طرف سے لڑتے بھڑتے ہیں اُنکے حال پر جو بخوبی غور کیا گیا تو یہی ظاہر ہوا ہے کہ انگریز نہ  
 ان کا مذہب چھوڑیں گے اور نہ تم سب کا پس اس صورت میں ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ تم نے  
 اپنے ایمان اور جان کی سلامتی کے واسطے کیا تدبیر کی ہے۔ اگر ہماری اور تم سب کی رائے

مذہب میں ازخدا مداری کریں عارت کرو اور حواشی خاص کہ تم میں سے صاحب طاقت ہیں  
 اُن کو ضرور کہے کہ وہ اُن لوگوں کو جو تمہارے مذہب کو بگاڑنا چاہتے ہیں میت و مال دیکریں۔  
 اور حوائی قدرت ہمیں رکھتے وہ دل و جاں ایسی تدبیروں میں مشغول رہیں جس سے  
 کہیں مذہب کے دشمنوں کی پائمالی ہو اور یہ تمہارے حقائق کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مذہب  
 بدلنے سے مرعانا بہتر ہے اور واقع میں یہی حکم خداوند تعالیٰ کا بھی ہے حواشی و عام پیش  
 ہو۔ انگریز خطہ مذہب کو عادت کیا چاہتے ہیں اور ہندوستان میں کے محفل مذہب کی واسطے  
 اُنھوں نے ایک مدت سے بہت سی کتابیں لکھ کر اپنے پادریوں کے ہاتھ سے سب ملک میں  
 تقسیم کرائی ہیں اور پادریوں کو ملو کر اپنے مقولوں کا اعلاں کیا ہے سمجھے کی بات ہے کہ  
 انگریزوں نے کیا کیا تدبیروں واسطے فارسی ہمارے مذہب کے کی ہیں۔ اول یہ کہ جس  
 ایک مودہ حوائی تو وہ دوبارہ تبادلی کرے۔ دوسرے یہ کہ سنی ہو سکی ایک رسم مذہبی قدیم  
 یعنی جس کو انگریزوں نے اپنے قوانین کی رو سے موقوف کیا۔ تیسرے یہ کہ اُنھوں نے تمام  
 حلقہ کو علانیہ سمجھایا کہ اگر وہ اُن کا مذہب قبول کر بھیجے تو سرکار میں اُنکی توقیر ہوگی۔ اور یہ  
 بھی دایت کی کہ تم عیسائی کلیساؤں میں جا کر وعظ سلو۔ علاوہ اسکے اُنھوں نے حکم قطعی  
 دیا کہ جو صرف حقیقی اولاد مانگنا ورعیان ہند کی سہلشیں ہوگی اور گودلی ہوئی اولاد  
 کا کچھ حق نہ ہوگا حالانکہ اردوئے شائستہ وں طرح کے مختلف وارث وراثت سلطنت ہو سکتے  
 ہیں۔ اس تدبیر سے اُن کا مطلب حاصل یہ ہے کہ وہ اخیر کو تمہاری ریاستیں اور جاگیریں  
 چھین لیں جیسا کہ اُنھوں نے فی زمانہ ریاست ہائے لکھنؤ اور ماگھ میں عمل کیا ہے اور اس  
 ایک اور تدبیر اُنھوں نے یہ کی کہ قیدیوں میں عیسائیوں کو جس کی موٹی روٹیوں کے کھانے کا حکم دیا  
 اکثر قیدیوں نے یہ امر قبول بھیجا اُنھوں کے رگئے اور معوں سے لا پار ہو کر روٹی کھا کر قبول کیا

یعنی قائم مقام سپہ سالار ہند نے فوج دہلی کی کمان اپنے ہاتھ میں خود لی۔ تاہم کوئی تازہ امر نہ ہوا اور لڑائی یہ نہ ہونے سے بچا پری تھکی ہوئی فوج کو بہت آرام ملا اسی روز سے لشکر میں جنرل صاحب متونی اور آرنیبل جارج اینن صاحب بہادر کنڈرا چیف کے اسباب کا نیلام شروع ہوا کسی روز تک نیلام جاری رہا اور چیزیں بہت گراں فروخت ہوئیں۔ آٹھ روز برابر گزر گئے اور دشمنوں بے کوئی حملہ کیا اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اگرچہ اس کے متعلق سینکڑوں افواہیں کیمپ میں اڑتی تھیں لیکن اصلیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ ۸ جولائی کو بھی خونریزی نہیں ہوئی البتہ طرفین سے مورچوں پر سے گولہ اندازی رہی اور انگریزی گولندازوں نے ایسے تشائے مارے کہ ایک بڑی توپ کو جولاہوری دروازہ شہر پر پڑھ رہی تھی بجا کر دیا اسی اثناء میں بہادر شاہ کے نام سے ایک فرمان جاری ہوا جو بریلی کا چھپا ہوا تھا سمجھ میں نہیں آتا کہ جب دہلی میں چھاپے خانے موجود تھے پھر بریلی میں یہ فرمان کیوں چھپوایا گیا۔ بہر حال وہ فرمان یہ ہے۔

## فرمان شاہ دہلی بنام راجگان ریسان و رعایا می ہند

جمیع راجگان و رؤسا ہند پر واضح و واضح ہو کہ تم بہت جوہ نیکی اور نیک خصلتی اور فیاضی میں مشہور الدہر و العوام ہو اور تمہارے حسن حمایت طرز اور فہم و درایت سے مذاہب و شان کی اعانت ہو لہذا از راہ خیر اندیشی تمہارے تم کو ہدایت ہوتی ہے کہ خدا کے تعالیٰ نے تم کو اپنے مختلف مذاہب کے قائم کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے اور تم پر فرض ہے کہ اپنے عقائد اور قوانین مذہبی کو بخوبی درست جانو اور ان پر ثابت قدم رہو کیونکہ خدا نے تعالیٰ نے تم کو یہ مرتبہ عالی اور ملک و دولت اور حکومت اس واسطے بخشی ہے کہ تم ان لوگوں کو جو تمہارے

مذہب میں از حد مذامزی کریں عادت کرو اور حواستخاص کہ تم میں سے صاحب طاقت ہیں  
 اُن کو ضرور ہے کہ وہ اُن لوگوں کو جو تمہارے مذہب کو گھٹا چاہتے ہیں میت و مانع کریں۔  
 اور حوائی قدرت ہمیں رکھتے وہ بدل و حاں ایسی تدبیروں میں مشغول رہیں جس سے  
 اُنکے مذہب کے دشمنوں کی پائمانی ہو اور یہ تمہارے عقائد کی کساوں میں لکھا ہے کہ مذہب  
 بدلے سے مرہانا بہتر ہے اور واقع میں یہی حکم خداوند تعالیٰ کا بھی ہے حواص و عام پریش  
 پر۔ انگریز حملہ مذہب کو عادت کیا چاہتے ہیں اور ہندوستان میں کے تحلیل مذہب کی واسطے  
 اُنھوں نے ایک مدت سے بہت سی کتابیں لکھ کر اپنے پادریوں کے ہاتھ سے سب ملک میں  
 تقسیم کرائی ہیں اور پادریوں کو ملو کر اپنے مقولوں کا احلان کیا ہے سمجھے کی مات ہے کہ  
 انگریزوں نے کیا کیا تدبیروں واسطے غارتی ہمارے مذہب کے کی ہیں۔ اول یہ کہ  
 ایک بیوہ مر جائے تو وہ دوبارہ شادی کرے۔ دوسرے یہ کہ سنی ہو کی ایک رسم یہی قائم  
 یعنی جس کو انگریزوں نے اپنے قوانین کی رو سے موقوف کیا۔ تیسرے یہ کہ اُنھوں نے تمام  
 حلقہ کو علانیہ سمجھایا کہ اگر وہ اُن کا مذہب قبول کرے تو سرکار میں انکی توقیر ہوگی۔ اور یہ  
 بھی مایت کی کہ تم عیسائی کلیساؤں میں جا کر وعظا سو۔ علاوہ اسکے اُنھوں نے یہ حکم قطعی  
 دیا کہ صرف حقیقی اولاد را حقاں در میان ہند کی مسجد میں ہوگی اور گودی ہوئی اولاد  
 کا کچھ حق نہ ہوگا حالانکہ اردوئے شائستہ وں طبع کے محلف وارث وراثت سلطنت ہو سکتے  
 ہیں۔ اس تدبیر سے اُن کا مطلب حاصل یہ ہے کہ وہ اخیر کو محاری ریاستیں اور مانگیریں  
 چھین لیں عیسائی اُنھوں نے فی زمانہ ریاست ہائے لکھنؤ اور مانگیر میں عمل کیا تھا اور  
 ایک اور تدبیر اُنھوں نے یہ کی کہ قیدیوں خلیفہ کو حیرت کی موٹی راہیوں کے کھاسے کا حکم دیا  
 اکثر قیدیوں نے یہ امر قبول بھیجا اُنھوں نے دگئے اور اُنھوں نے وچار ہو کر روٹی کھا قبول کیا

یعنی قائم مقام سپہ سالار ہند نے فوج دہلی کی کمان اپنے ہاتھ میں خود لی۔ تاہم کو کوئی تازہ امر نہ ہوا اور طوائف یہ نہ ہونے سے بیچاری تھکی ہوئی فوج کو بہت آرام ملا اسی روز سے لشکر میں جنرل صاحب متوفی اور آئر میل جارج اینسن صاحب بہادر کمینڈر انچیف کے اسباب کا نیلام شروع ہوا کسی روز تک نیلام جاری رہا اور چیزیں بہت گراں فروخت ہوئیں۔ آٹھ روز برابر اگر رسکے اور دشمنوں نے کوئی حملہ کیا اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اگرچہ اس کے متعلق سینکڑوں افواہیں کہیں ہیں اڑتی تھیں لیکن اصلیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ ۸ جولائی کو بھی خونریزی نہیں ہوئی البتہ طرفین سے مورچوں پر سے گولہ اندازی رہی اور انگریزی گولہ اندازوں نے ایسے نشانے مارے کہ ایک بڑی توپ کو جولاہوری دروازہ شہر پر چڑھ رہی تھی بھاگ کر دیا اسی اثنا میں بہادر شاہ کے نام سے ایک فرمان جاری ہوا جو بریلی کا چھپا ہوا تھا سمجھا میں نہیں آتا کہ جب دہلی میں چھاپے خانے موجود تھے پھر بریلی میں یہ فرمان کیوں چھپوایا گیا۔ بہر حال وہ فرمان یہ ہے۔

## فرمان شاہ دہلی بنام راجگان ریمیان و رعایا می ہند

جمع راجگان و رؤسا ہند پر واضح و واضح ہو کہ تم بہم جوہ نیکی اور نیک خصلتی اور فیاضی میں مشہور و معروف ہو اور تمہارے حسن حمایت طرز اور فہم و درایت سے مذاہب و نشان کی اعانت ہو لہذا ازراہ خیر اندیشی تمہارے تم کو ہدایت ہوتی ہو کہ خدا کے تعالیٰ نے تم کو اپنے مختلف مذاہب کے قائم کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے اور تم پر فرض ہے کہ اپنے عقائد اور قوانین مذہبی کو بخوبی درست جانو اور ان پر ثابت قدم رہو کیونکہ خدا کے تعالیٰ نے تم کو یہ مرتبہ عالی اور ملک و دولت اور حکومت اس واسطے بخشی ہے کہ تم ان لوگوں کو جو تمہارے



رواہ ہوئی لیکن انہیں کا ارادہ عقب میں عاکر مقابلہ کا۔ معلوم ہوا اس واسطے فتح واپس  
 چلی آئی۔ پیچھے معام مہرا کہ یہ فوج ماتہ دھاں علی پور کی سر اس کے واسطے آئی تھی کیونکہ لعل  
 در سے علی پور کے لوگ سرکار انگریزی کے حیر ہوا در سے اور رسد وغیرہ کے پہنچانے میں  
 سرگرم تھے چنانچہ رات تمام گھاؤں کو دشمنوں سے علادیا اور ٹوٹ لیا اور قریب پچاس یا  
 ساٹھ سکھوں کو جو بیرو پر تھے مار ڈالا۔ صبح کو یہ حیر انگریزی کیمپ میں پہنچی تو فی الفور  
 انگریزی فوج رواہ ہوئی ماکہ ان کو دہلی کے اندھا لے سے روکے چنانچہ دو مارہیلی کی  
 فوج پراس روڑ انگریزی فوج سے حملہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ قریب سو مایوں کے ماریے ہوئے  
 اور دو گاڑیاں محمولہ اسباب جنگ بچیں نہ۔ دوسرے روزہ جولائی اتوار کے دن ایک  
 ایسا طاعونہ انگریزی فوج میں پیش آیا جس کا کسی گھان نہ تھا تو صبح کے جنرل سر  
 چنری برنارڈ صاحب سپہ سالار فوج انگریزی مرض ہیضہ میں مبتلا ہوئے ہر چند علاج  
 کیا گیا لیکن جانر ہوئے صرف چھ گھنٹہ بیمار رہے تیس سے۔ پھر کے وقت راہی عالم تھا  
 ہوئے ان کے مرے سے لشکر میں ایک صحت ماتم ہوا اگرچہ شدید عمت اور طرح طرح کے انکار  
 جنگ لے آئی صعب عمر بہت ٹاٹا کیا تھا لیکن تو کسی اس کا سیکوہم و گھان بھی نہ تھا۔  
 لکھنؤ اسید یہ تھی کہ مد استعالیٰ انکی مکتوں کا اور دیکھا اور مع دہلی کی عمت انہیں کے ہاتھ رہی۔  
 لیکن تقدیر میں ایسا نہ تھا۔ مرتے وقت اپنے کتے کی نسبت جو انگلستان میں جو حزل صاحب  
 لے اپنے بیٹے سے کہا کہ اُس سے کہہ دیا کہ میں اس جہاں سے بہت خوش تھا ماہوں دس کے  
 صبح کے دوسرے روز حزل صاحب موصوف دس ہوئے۔ اسی تاریخ کچھ عمار اور اسات گنگ  
 حکو کہیاں بروکس صاحب مع تین سو گوروں کے علی پور سے لیے گئے تھے سماعت تمام  
 لشکر میں داخل ہوا اور اس حکم کا اعلان ہوا کہ حزل صاحب بہادر پور ڈرمل کنتراں بھیم

میجر رٹھ صاحب نے کپتان صاحب موصوف کے پاس حکم بھیجا کہ جہنگ دشمن بہت نزدیک  
 نہ آجائیں فیر کرنا لازم نہیں اس حکم کے ساتھ ڈیڑھ سو گورستے بھی اٹکی مدد کو بھیج دیئے۔ یہ  
 ہتھی بھر سپاہی تمام رات ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں لڑا کیئے اور ایک انچہ بھی اپنی جگہ  
 سے نہ ہٹے۔ جب صبح ہوئی تو دشمنوں نے اور بھی زور باندھا اور اس قلیل فوج انگریزی کے  
 ہٹاسے سکے واسطے بڑی بڑی جراتیں کیں لیکن ایک بھی کام نہ آئی اور آخر کار دوپہر کے  
 وقت اپنی گھنٹہ کی لٹائی کے بعد کل فوج دشمن پس پا کر شہر میں واپس چلی آئی۔ ۲ تاریخ  
 صبح کو کوک صاحب کی پنجابی ملٹن رفل انگریزی کیمپ میں پہنچی۔ اس ملٹن کے آئیے واقع  
 میں انگریزی فوج کو بڑی مدد ملی۔ اس نے دہلی کے میدان میں بڑی شجاعت دکھائی اسکے  
 بعد ایک نیا گل کھلا یعنی ۲ جولائی کو ایک سکھ کی وساطت سے اس امر کا افشار ملا ہوا۔ ایک  
 پنجابی ملٹن میں ایک کمپنی پوریوں کی بھی تھی جسکے کل آدمی دہلی کے باغیوں سے ملے ہوئے  
 تھے انھوں نے اپنی ملٹن کے سکھوں کو سمجھایا کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ حکومت انگلشیہ  
 ہندوستان سے اٹھ جائے اور خاندان مغلیہ کا دوبارہ عروج ہو تم کو چاہیے کہ انگریزوں کا ساتھ  
 چھوڑو اور جس کو خدا سلطنت دینا چاہتا ہے اسکے سامنے ہو جاؤ اور اگر ایسا نہ کرو گے تو فتح  
 کے بعد بہادر شاہ کے حکم سے ایک سکھ بھی زندہ نہ رہیگا۔ یہ سنکر ایک سکھ اپنے انگریزی افسر کے  
 خیمہ میں چلا گیا اور اس ماجرے سے مطلع کیا۔ فی الفور حکمرام سرغنہ گرفتار ہوئے اور جنگی  
 عدالت کے حکم سے تین شخصوں پر جرم سرغنہ نیاوت ثابت ہوا۔ چنانچہ قبل از مغرب ان کو  
 پھانسی دیدی گئی اور باقی پوریوں کی کل کمپنی کو ان کا حساب بیاقی کر کے اور ہتیارے کے  
 لشکر سے نکال دیا۔ ۳ جولائی کو باغیوں کی ایک فوج دہلی سے مع کئی ضرب لوپ انگریزی لشکر کے  
 عقب کی طرف جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ یہ دیکھ کر خطرہ ہوا فوراً ایک انگریزی فوج مقابلہ کیواسطے

ایک تالاب ہو گیا تھا مہیہ کے ساتھ ہی سبھی بھی شروع ہو گیا اور اس تاریخ کو کئی آدمی اس میں مہلک سے مر گئے۔ ۲۸ تاریخ اتوار کے روز سوائے گوردہاری کے طریقین سے کوئی مقابلہ ہوا۔ اس جہیز کے اچھروں پھر دشمنوں کے حوالہ کیا اور نو بجے سے دو بجے تک لڑائی رہی۔ اور دشمن حسب معمول شکست کھا کے جاگ گئے۔

ماہ جولائی ۱۸۵۷ء پہلی تاریخ کی صبح کو چار سو سپاہی ۶۱ ویں پلیٹن پیادہ گورہ کے  
انگریزی کیمپ میں پہنچے لیکن اس محوطہ میں مدد کے مقابل میں اسی رات ریل کا مہل کیپورہ میں  
داخل ہوا اور دریائے حن کے پرے کنارے پر مقیم ہوا۔ اس میں تین ہزار آدمی مع چھ صرب  
توپ تھے اور چھ لاکھ روپیہ نقد سرکاری طراز کا نوٹ کے لئے آئے تھے اس کیمپ میں ۱۸ اویں  
اور ۶۱ ویں پیادہ پلیٹن ہندوستانی مع رسالہ سوار متعلقہ متعلقہ ریل تھیں اور ۲۹ ویں  
پلیٹن متعلقہ مراد آباد بھی آئے شامل تھے۔ سپہ سالار اس تاریخ پر میجر ریڈ صاحبہ حاکم سرور پلیٹن  
گورکھ پور کے زیر حکم جام راست کا مورچہ سری منڈی سے ہندو راؤ کی کوٹھی تک تھا دیکھا کہ  
دشمن کا ایک از دو ہاں کثیر امیری اور ترکمان دروازوں سے نکل کر میدان میں جمع ہوتا تھا تا  
پھر اپنے عقب میں دیکھا تو وہاں بھی ایک مورچہ پیادہ اور سوار مع ۱۲ صرب توپ اور عساروں کے  
مقیم سے معلوم ہوا کہ اس مقام پر ایک ۱۱ پہلے سے پہنچی ہوئی ہے یہ دشمنوں کے دونوں  
گروہ عید گاد سے ایک میل پر شامل ہو کے آگے بڑھے اور اس وقت اس کثیر تعداد کے دیکھنے  
سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اگر ایک ایک مٹھی ماک کی بھی اٹھا کر پھینکیں گے تو انگریزی مورچہ دھماکا  
معر بکیر وقت دشمن کی موت پیادہ و قریب چھ ہزار کے دشمن جمع ہوتی مطلق دہی طرف انگریزوں کے  
چلی گئے اخیر میں سری منڈی کے آگے ہو کے ایک سو اڑھائی تھانے تک ایک سیڑھی پہنچائی  
سپاہی کا پہرہ کپتاروں سے مصاب کے یہ حکم رہتا تھا۔ دشمنوں کے مورچہ کو آتے دیکھ کے

اُس روز آن کو فتح کامل نصیب ہوگی۔ علی الصباح ۲۳ تاریخ منگل کے روز چھ ہزار سے زیادہ  
 فوج کمرش دہلی سے نکلی اُسی وقت لشکر انگریزی سے بھی مورچوں پر فوج اور میدان میں  
 روانہ ہوئیں اور توپ اندازی شروع ہوئی۔ دشمن سبزی منڈی کی طرف آکے پھیل گئے۔  
 اُنکے مقابلہ کے لئے انگریزی فوج بڑھی ایک معرکہ عظیم پیش آیا۔ اسے کے قریب ۷  
 ویں بلٹن کے سو گورہ زیر حکم کپتان بروکس صاحب اور ہم کمپنیاں ولایتی دوم بنگال  
 فیوزی لیرز کی مع چھ ضرب توپ اور کچھ فوج پنجابی میدان میں آئی اور جنگ شروع ہوئی۔  
 اُس وقت اس قدر سخت مقابلہ ہو رہا تھا کہ الاماں۔ جب سخت لڑائی ہوتے ہوئے چار بج گئے  
 اُس وقت رفل اور گورکھا اور گارڈز کی بلٹنوں کو حکم ہوا کہ اب یکایک حملہ کر کے سبزی منڈی  
 کو لے لینا چاہیئے۔ باوجودیکہ اگھنٹہ دھوپ میں لڑتے ہوئے ہو چکے تھے اور کسی نے ایک  
 لقمہ تک نہ کھا یا تھا مگر حکم ہوتے ہی دشمنوں پر چارٹے اور آنکھ پریشان کر دیا۔ جب میدان میں  
 تلنگوں کی کچھ پیش نہ چلی تو منڈی کے مکانوں کی چھت پر پناہ لیے لڑنے لگے لیکن باوجود  
 اس آڑ کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور جب دستور شہر میں بھاگ گئے۔ اگرچہ اس روز فتح  
 بہت بڑی ہوئی لیکن جانوں کا نقصان بھی بہت ہوا۔ اُس دن سے سبزی منڈی انگریزی  
 قبضہ میں آگئی پھر دہلی طرف کا انگریزی مورچہ اُس جگہ قائم کیا گیا۔ ۲۴ تاریخ کو جانب راست  
 ایک خفیف مقابلہ ہوا لیکن طرفین کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ اس روز مشہور و معروف برگیدیر جنرل  
 چیمبرلین صاحب انگریزی فوج میں پہنچے۔ ان سے انگریزی فوج کو نہایت تقویت حاصل  
 ہوئی۔ ۲۶ تاریخ کو کوئی امر تازہ وقوع میں نہیں آیا۔ ۲۷ تاریخ کو دشمنوں نے پھر دونوں  
 طرف سے سخت حملہ کیا اور چھ بجے صبح سے ۲ بجے تک لڑائی جاری رہی اخیر پھر وہی ہوا۔ جو  
 اب تک ہوتا چلا آیا تھا۔ اس تاریخ سے برسات شروع ہو گئی اور خوب مینہ برسا۔ تمام لشکر گویا

اور ایک تہ رسالہ ہم ولایتی بحالہ سرداراں روانہ ہوئے ٹھیک عقیق میں لشکر انگریزی تھا۔  
 سال اور عرب کی جانب مارک باغ سے ایک میل پیچھے دس کو مقیم پایا۔ مدد کو نوج، اچھے  
 اتنی اور لڑائی کا مارا گرم ہوا ٹھیک تمام کے وقت دشمنوں نے بڑی تھلندی اور چالاک  
 کے ساتھ قبضہ معرکہ شروع کیا اور قریب تھا کہ ہار کی انگریزی روح کو شکست دیکر دونوں  
 توپوں پر قعدہ کر رہے لیکن سرگینڈیر صاحب نے یکبارگی حملہ کا حکم دیا اور حملہ ہوتے ہی مایوں  
 شے پیر نہ مے اور انگریزی روح نے ان کو ٹھکانے کے شہر کے اندر کر دیا اس تمام کو بدل صلح  
 کر سبیل دین رسالہ گورہ کے مارے گئے۔ لٹنٹ انٹرنڈ صاحب بھی قتل ہوئے اور ڈولی  
 صاحب خاکی پٹن کے کیتان مع اور چھ امروں کے رنجی ہوئے۔ اس دن کی لڑائی میں  
 ۱۹ آدمی مار گئے اور ستر رنجی ہوئے اور ساٹھ گھوڑے مارے گئے۔ تین سپاہیوں میں سے  
 دو ولایتی اور ایک ہندوستانی سبھی طاس ہیں کاک او ناں پرسل اور روپرجاں نے طبی عیادت  
 میدان جنگ میں ظاہر کی اگرچہ ۹ کو دشمنوں نے شکست کھائی، اسم رات کو انھوں نے میدان  
 بالکل حالی نکھاتاراؤں رات انکو شہر سے مدد اور پہنچی اور قریب دس بجے صبح کے اسموں نے  
 انگریزی روح کو پیچھے سے گولہ امدادی شروع کی اول گولہ تیرل صاحب کے مار چھپا رہے تھے  
 پڑا اور تنوں کا نقصان برائی العور ایک دستہ دے دیں ملیش گورہ کا اوکل ملیشیں اول  
 اور دوم مکان فیوزی لیر گورہ مع توپخانہ و سوار دشمنوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے مقابلہ  
 ہوتا ہی دشمن حسب عادت بھاگے انکی دو توپیں اور تین گھڑیاں اسباب کی باتد لگیں  
 ۲۱۔ اور ۲۲ تاریخ کو کوئی تارہ واقعہ نہیں ہوا۔ ہاں یہ کہ ظہریں سے سورج کی توپیں سر ہوتی رہیں  
 ۲۳ حوں کو محروں نے حردی کہ اس روز مایوں نے ساعت یک و یکجہ کے معہم اربو کر لیا  
 ہے کل مبدو مسلمان جمع ہو کے انگریزوں کو میتہ نامہ دکر دیں اور انکو یقین کامل ہے کہ

اس کو بھی کو سرکشوں نے خاک میں ملا دیا۔ ۱۳ جون کی رات کو یہ صلاح قرار پائی کہ راستہ کو حملہ کر کے دہلی سے لینی چاہیے اور دروازہ شہر کو اڑا کے دشمنوں پر بیکامیک جا پڑنا چاہیے۔ سب فوج تیار ہوئی بلکہ رفل ملٹن تیار ہو کے چل نکلی اور قریب تین سو گز شہر کی دیوار تک پہنچنے پانی تھی کہ یہ تندرست سب نہ سمجھی گئی اور ملٹن مذکور کو حکم واپسی کا دیا گیا۔

۱۳ تاریخ پھر دشمنوں نے انگریزی پہروں اور مورچوں پر حملہ کیا لیکن پھر ان سے کچھ نہ ہوسکا اور ناچار دہلی کے اندر ہجرا گئے۔ ۱۵ تاریخ کو صبح نہ ہوئے پانی تھی کہ دشمنوں نے انگریزی مورچوں پر حملہ کیا ٹی بی مضبوطی کے ساتھ لڑتے رہے مقابلہ سخت ہوا ساڑھے پانچ بجے صبح سے تیسرے پہر کے دو بجے تک ہنگامہ جال قتال خوب گرم رہا لیکن دشمن نقصان عظیم اٹھا کے ہٹ گئے اور پھر دہلی کے اندر چلے آئے۔ ۱۶ تاریخ کو کوئی تازہ امر نہیں ہوا۔ ۱۷ تاریخ زخمیوں کو باغیت کے راستے سے میرٹھ روانہ کیا اور اسی روز خبر ہوئی کہ دشمن کشن پور کی سرے کے قریب مورچہ قائم کر رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی فوراً حملہ کا ارادہ کیا اور دو کمپنیاں رفل ملٹن کی اور دو گورکھوں کی مع توپچانہ ٹومب صاحب دو گروہ میں تقسیم ہو کے زیر حکم میجر ریڈ صاحب اور میجر ٹومب صاحب روانہ ہوئیں اور سرے کے دروازہ کو اڑا کے چالیں یا چاس سپاہیوں کو جو اسکے اندر نشے مار ڈالا اور انکی توپ چھین لی۔ گورکھوں نے دہلی کے محاصرہ میں اس قدر وفاداری اور دلیری ظاہر کی ہے کہ وہ کمال مورد تحسین اور آفرین ہوئے ہیں۔ گورکھ ایک نپست قد پہاڑی قوم ہے اور دلیری میں فوج ولایتی سے کچھ کم نہیں۔

۱۸ تاریخ کو کوئی امر تازہ نہ ہوا۔ ۱۹ کو دشمنوں نے فوج انگریزی کے عقب میں جا کے حملہ کرنا چاہا جب برگٹیر گرانٹ صاحب کو خبر ملی کہ دشمن اس روز پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انھوں نے فوراً مقابلہ کی تیاری کی اور برگٹیر صاحب موصوف مع چھ ضرب توپ

لیکن گیارہ بجے رات کے انگریزی مورچ میں میوکل بحاسب مورچ تیار ہو گئی لیکن احیر معلوم ہوا کہ یہ خطرہ بے اصل تھا۔

۱۱ جون کو کوئی تارہ امریت نہ آیا۔ اس دن ایک حکم جاری ہوا کہ کوئی دشمنوں کا چرم میں بنی گولہ لے آویجا اسکو دو آنے کے پیسے ملیں گے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت انگریزی مورچ میں ٹری توپوں کا اسباب جنگ بہت کم تھا۔ بہت سے ہمدوستایوں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر یہ کام اختیار کیا۔ ہائے پیٹ بھی کیا یہی ملا ہے۔ ۱۲ جون بھی تواریخ محاصرہ دہلی میں کچھ کم حولی نہیں ہے۔ دشمنوں کا ایک امودہ کثیر جمع ہونے کے انگریزی مورچہ پر جگہ جگہ کے قریب آ پہنچا اور قریب تھا کہ توپوں کا قصد کر لیں اور باوجود سخت مقابلہ کے دشمن آگے نہ بڑھا سکا تھا۔ اسے میں ۶۰ رمل پلٹن کی دو کمپیاں تیار ہو کے حیدرود گاہ سے پہاڑی پہنچے کہ شروع ہوتا تھا پر چاہیے ہیں پھر تو دشمنوں کے پاؤں اکٹھے ہو گئے اور اتنے جلدی وہ آگے نہ بڑھے تھے وہ پیچھے کو ہٹے۔ بخلا حریف رمل کی مدد و سادھویں پلٹن کے گوروں کے ہاتھ میں ہوئے اس وقت بہار ح پاٹے جی محکم کی کیا طاقت تھی کہ میدان میں مقابلہ کر سکتا۔ اس دن کی لڑائی میں کپتان کوکس صاحب ۷۷ دیں پلٹن کے اور بہت سے گورے کام آئے۔ لیکن صاحب دستہ دفعہ کامل حاصل ہوئی۔ اس روز ایک انگریزی مورچہ شکاب صاحب بہادر کی کوششی پر قائم ہوا نقشہ کے ملاحظہ سے یہ مقام معلوم ہو جائیگا۔ یہ کوششی ایک بہایت عمدہ عمارت سرشتیا نلس شکاب صاحب بہادر کتر اور ایٹم دہلی کی سوائی ہوئی تھی۔ اسکی تیاری اور آرائش میں ایک نرڈ کثیر صرف ہوا تھا اور بقول ایک مصنف کے یہ شعر اس پر صادق آتا تھا۔

دفرق نہ قدم ہر کجا کہ سے محکم نہ کر خدا من دل سیکند کہ جا اینیاست ۱۰ اسی تاریخ

رہنا۔ اگرچہ فوج انگریزی محاصرہ کے واسطے دہلی آئی تھی۔ لیکن آئے ہی اُسکو معلوم ہو گیا کہ بجائے محاصرے کے وہ اصل میں خود محصور ہیں۔ بلکہ کمپو میں اس بات کا چرچا پھیلنا اور اچھے اچھے افسروں کی رائے سنی گئی کہ اتنے قلیل اور کم تو پچانہ سے ایسے بڑے اور مضبوط شہر کا محاصرہ کرنا مناسب نہ تھا اور اصل میں یہ بات ہو کہ اگر دہلی میں بجائے ہندوستانی فوج فرض کرو کہ کوئی فرنگستانی فوج ہوتی تو کبھی کسی خبر ل کی محال نہ ہوتی کہ اس قدر کم فوج سے اُس کے محاصرہ کی تدبیر کرتا۔

ہندوستانی فوج ہر روز دہلی سے نکل کر حملہ آور ہوتی تھنی بلکہ بعض روز تو دن میں چار چار مرتبہ اور اُنکی مدد کو فوج بغاوت اور نکل کر امی کر کے ہر چار طرف سے دہلی میں فراہم ہوتی جاتی تھی۔ اس کے خلاف انگریزی لشکر میں کہیں سے جلد مدد آنے کی توقع نہ تھی بلکہ جتنے آدمی تھے اُن میں سے بھی ہر روزہ لڑائی اور بیماری سے کم ہوتے جاتے تھے۔ بظاہر دو یا تین ہفتہ تک نتیجہ اچھا نہیں دکھائی دیتا تھا اور بڑے بڑے مبصر اور تجربہ کار افسران انگریزی کے نزدیک حالت نازک ہو گئی تھی۔ دوسرے روز ۱۰ جون کو پھر باغیوں نے ہندو راؤ کے مورچہ پر سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کیا اور اگرچہ دشمنوں کو سبزی منڈی کے باغات سے مارے نکال دیا لیکن بہت انگریزی سپاہی مارے گئے۔ یہ خیال کر کے کہ فوج باغی پھر اُسی جگہ اُن کا قبض ہوگی اس واسطے ایکٹ پھرہ اور مورچہ سبزی منڈی کے قریب غصہ کیا۔ اُس روز دشمنوں نے بڑی سخت آگ برسائی لیکن انگریزی فوج خاموش اور مستعد کھڑی رہی جبکہ دشمنوں نے شہر سے نکل کے بہت کچھ گولہ باری کی اور ہوتے ہوتے انگریزی فوج کے قریب جا پہنچے اُسی وقت انگریزی فوج اُن پر جا پڑی اور مار کے پھر شہر کے اندر کرویا اس لڑائی کے بعد توقع ہوئی کہ آج کے دن کی محنت ہو چکی رات کو آرام کر بیٹھے کل پھر دیکھا جائیگا۔

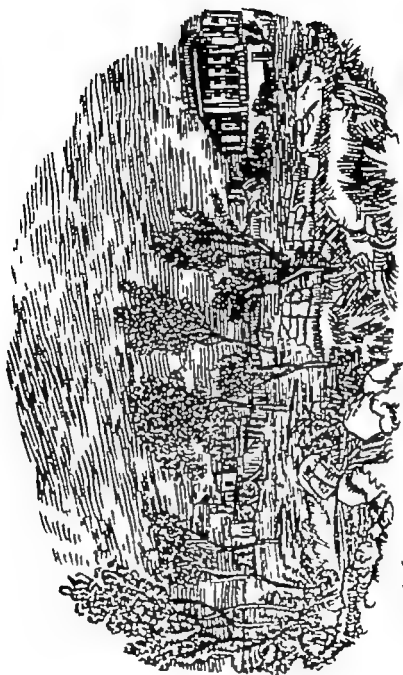


پلٹن کے کل آدمی چار سو بیس اور دلیری اور ماداری اور مک حلالی میں شہرہ آفاق تھے۔  
 اور یہ ماتیں انکی دلی کے سلسلے اور بھی ثابت ہو گئیں۔ اور اہل میں اس رجٹ میں ایک  
 سپ سواراں اور دو کپیاں پیادگاہاں تو پچاہ کی تھیں یعنی کل تین سو آدمی تھے۔ لیکن  
 لارڈ ڈی ہوزی کی حکومت میں اس پلٹن میں چار کپسی پیادگاہاں تو پچاہ اور دو سپ سواراں  
 زیادہ کیے گئے۔ یہی کل پلٹن قریب ساڑھے آٹھ سو جانوں کے کی گئی یہ پلٹن پچاہ  
 کے پرے کنارے مقام مرغان میں تھی جس کو حکم وانگی دہلی کا ہوا جیسا کہ ایسے سمت  
 گرم موسم میں چہ سو میل کا فاصلہ ہائیں روڑ میں ملے کر کے لشکرِ بھگت دہلی میں داخل ہوئی۔  
 نوین تاریخ کی دو چہر کو وجہ عامی جوق آراستہ ہو کے مع تو پچاہ وغیرہ شہر سے  
 نکلی اور انگریزی لشکر پر حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ مورچے سپردہ راو کی توہیں کا قصد کر لیں لیکن  
 بہادران انگریزی کے سامنے خود دشمن کی ہست شمار میں عشرِ حیرت بھی نہ تھے دال نہ لگی۔  
 دشمنوں کو مار کے دہلی کے اندر بھاگ دیا۔

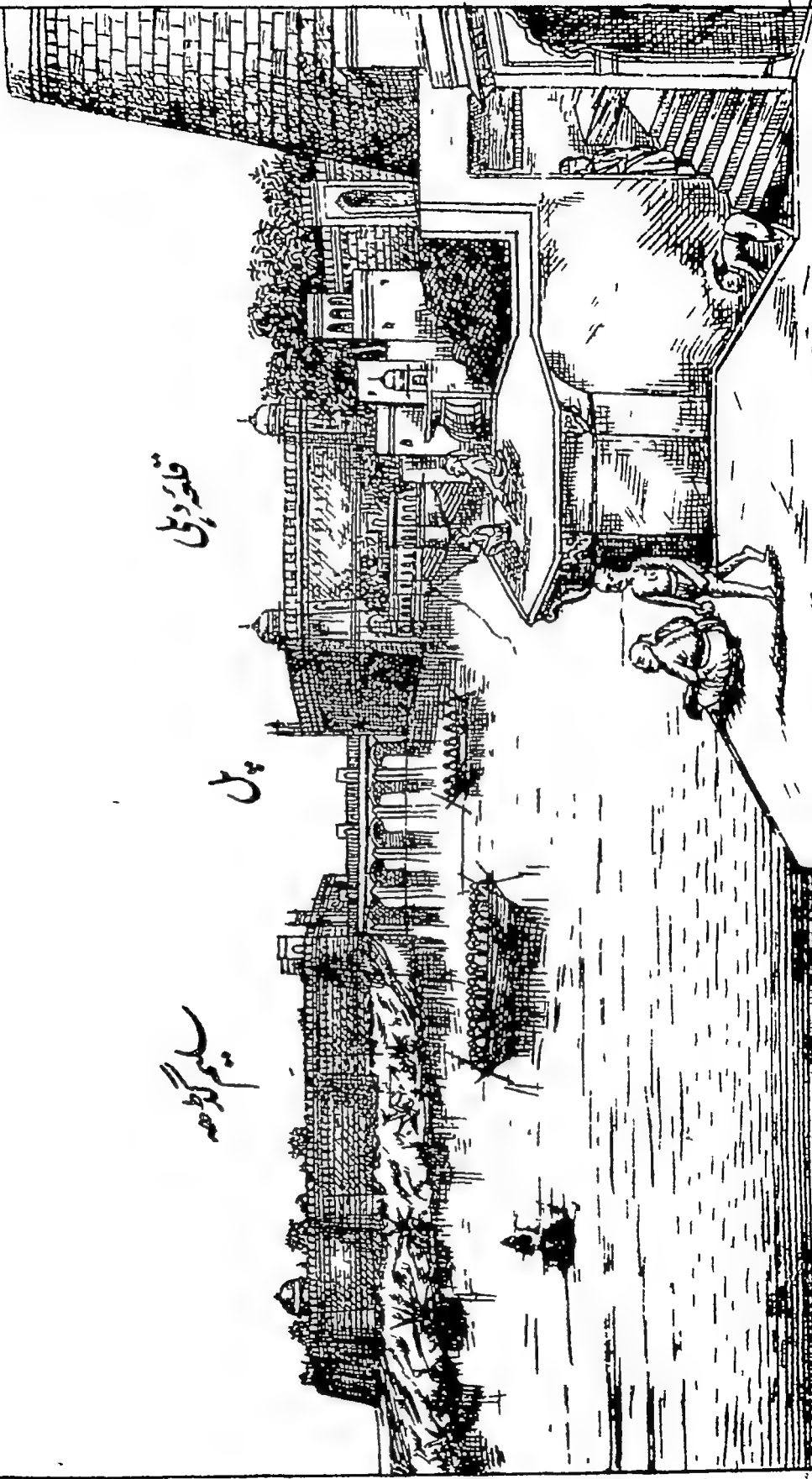
اس روڑ کپتاں کو مٹھ میٹائی صاحب حاکم حصہ سواراں پلٹن ماسوس شدید رجمی  
 ہو کے چہ میں گھنٹہ کے بعد مر گئے۔ اسی روز صبح کو ہسید بھی لشکر میں مودار ہوا۔ سرچ  
 کہ کلن صاحب ڈاکٹر پلٹن گوردہ سردے ہسید کر کے گیارہ بجے رات کو مر گئے۔ اور اہل میں  
 وجہ عامی نے ٹری سٹی اور مسو ملی سے انگریزی وجہ پر حملہ جاری رکھا اور کوئی تدبیر یا توجہ  
 ان کے دہاں سے نکال دینے اور غارت کرنے میں ماتی نہ ہوٹا اور واقع میں اس قلیل وجہ  
 انگریزی سے اتنا میں ٹری سٹی نکال لیا اور میل تین روشت کیں رات اور وہ اپنے  
 اپنے مقاموں اور پہروں پر کستہ اور ہتیار مد رہا پڑتا تھا اور قتل وجہ کے سبب سے  
 کسی شخص کو آرام کی نوبت نہیں پہنچتی تھی۔ دن میں لڑنا اور رات کو پہروں پر ہتیار

ایک عالی شان عمارت جو ہندو راؤ کی کوٹھی کے نام سے مشہور ہے اور جس میں ہمارا چاچا بابا ہندو راؤ مرہٹہ رہتا تھا اور ان دونوں مکانوں کے وسط میں ایک پُرسنہ زمانہ کی مسجد واقع ہے اور ہندو راؤ کے مکان کے متصل رسد خانہ کا مکان ہے۔ ان سب مقاموں کے علاوہ ہندو راؤ کی کوٹھی کے سامنے بھی مہرچے بنائے گئے اور ان پر پلٹن رفل گورہ اور گورکھوں کی سر مور پلٹن اور گکاؤر کی پنجابی پلٹن ٹھائی گئی۔ یہ پہاڑی تو گویا سانسے کی جانب دیوار شہر اور لشکر انگریزی کے بیچ میں تھی۔ لشکر کے عصب بننا نہ تھا جو خیف گڈہ کی جھیل سے آیا ہے اور اخیر میں دہشتہ ہاتھ کو سبزی منڈی تھی یہ منڈی کابلی دروازہ شہر سے شمال اور غرب کی جانب قریب سوامیل کے فاصلہ پر ہے بائیں طرف لشکر کے دربار جن تھا یہ سب ملاحظہ نقشہ سے معلوم ہو جائے گا قریب سے قریب کا سوچو دیوار شہر سے اُس روز ہندو راؤ گز سے کچھ زیادہ فاصلہ پر تھا۔ ایسی قلیل فوج سے اور آگے بڑھنا قرین مصلحت نہیں سمجھا گیا۔ جب اس مقام پر فوج انگریزی خیمہ زن ہوئی تو اس وقت یہ خیال ہوا تھا کہ کاشمیری دروازہ کو اڑا کے شہر میں یکبارگی داخل ہونا چاہیے۔ لیکن بعد غور و تامل یہ تجویز مزید فوجی مدد کے آئے تک ملتوی کی گئی اور مناسب یہی معلوم ہوا کہ ابھی خود حملہ نہ کرنا چاہیے۔ البتہ اگر دشمنوں کی طرف سے حملہ ہو تو اُس کا صرف مقابلہ ضرور ہے۔

نویں تاریخ جون کو گاٹڈ کوڑ یعنی جاسوس کی پلٹن پنجاب سے کپوا انگریزی میں داخل ہوئی یہ ایک پنجابی پلٹن ہے جو شتمل ہے دونو سوار اور پیادوں سے اور جس میں کوئی خاص قسم یا ذات کے آدمی بھرتی نہیں کیے گئے تھے۔ بھرتی کے وقت پہاڑی اور افغان اور سکھ وغیرہ اس میں داخل کئے گئے تھے ۱۸۵۷ء میں یہ عمدہ پلٹن بھرتی ہوئی تھی۔



شهر وادی وادی وادی



قلعہ دہلی

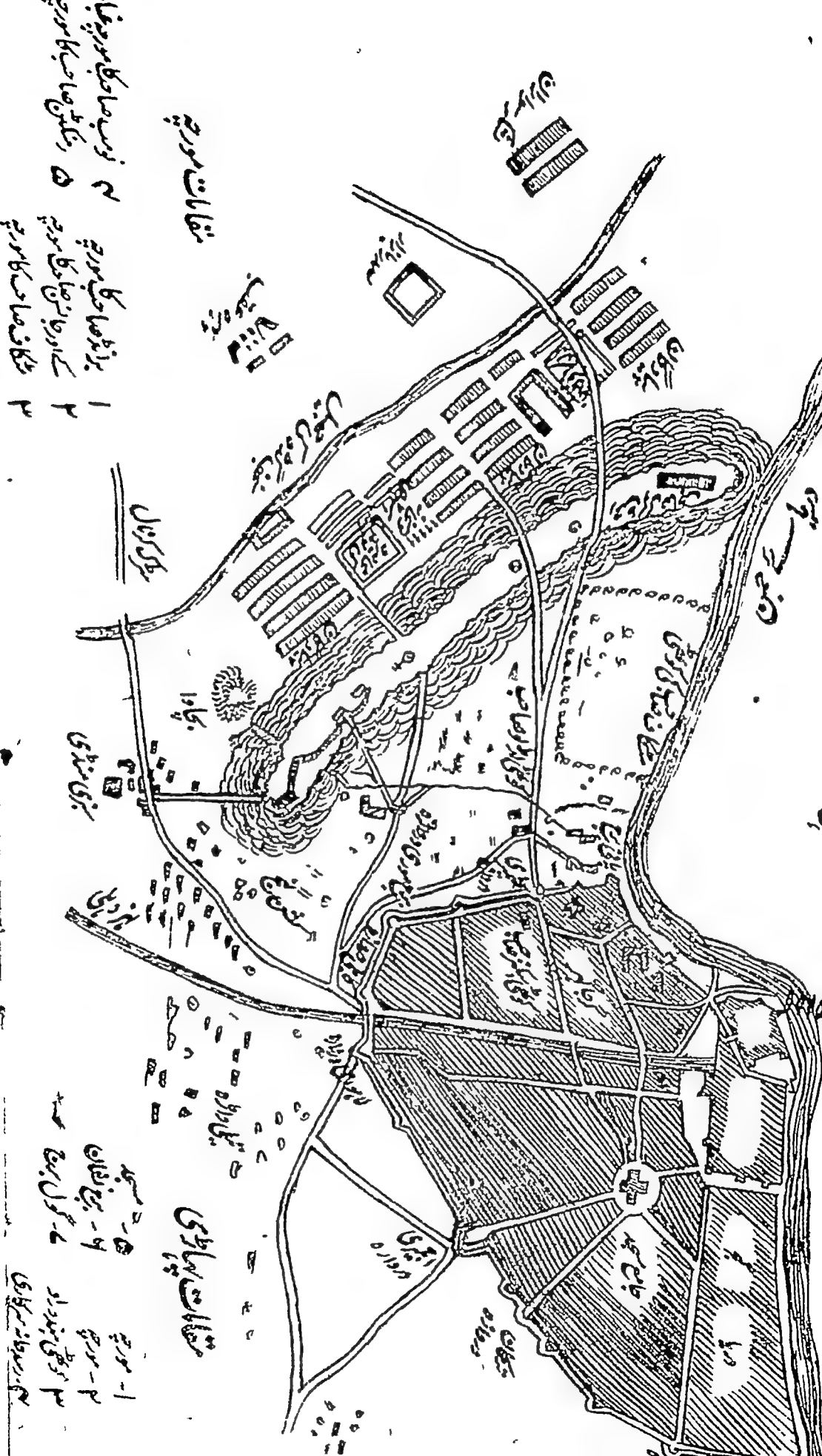
پل

سکیم گڑھ

اللہ اس جگہ ہیں بے ہاں وسیلے روح اور لوہ روح واقع میں اس طرف راج گھاٹ  
 دروازہ اور حصری دروازہ واقع ہے۔ اس کے بعد دیوار قلعہ شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔  
 عاودہ وال دروازوں کے کھڑکیوں کے نام یہ ہیں نگہو کی کھڑکی۔ بہاؤ علیجاں کی کھڑکی۔  
 طلیل خان کی کھڑکی۔ امیر خان کی کھڑکی۔ خواجہ شہار کی کھڑکی۔ ملہ دماغ کی کھڑکی (دسود)  
 سید بھوئے کی کھڑکی (دسود) امیر کی دروازہ کی کھڑکی (دسود) وید ستاد گنج کی کھڑکی۔  
 نئی کھڑکی۔ نصیر گنج کی کھڑکی۔ سلیم گڑھ کی کھڑکی۔ متنن سرج کی کھڑکی۔ واسخاری الہیہ  
 خان کی کھڑکی۔ لوہ احمد بخش خان کی کھڑکی۔ ریت الساعد کی کھڑکی۔ کل احاطہ شہر کا  
 طول سات میل کے قریب جو سلیم گڑھ کا مقام بھی سمجھ لیا جائیے۔ یہ پرانی عمارت شمال  
 اور مشرق میں شہر دہلی کے دریائے جس کے بیچ میں قلعہ سے ملحق واقع ہے۔ قلعہ سے  
 اس گڑھ میں آنے کے واسطے دریا ایک پختہ پل سا ہوتا ہے اس محلے کے دیکھے سے  
 معلوم ہو گا شمال اور مشرق کی جانب دریا پکتیوں کا پل ہے اس کے پار جو کے میرٹھ اور پونا  
 کی طرف شہر گئی ہے یہ تو محقر میاں دہلی کا ہے جہاں کہ اسی طرح مقیم ہوئی۔ اس مورچہ کچھ  
 انگریزوں کا احوال سنئے لشکر انگریزی بعد فتوحات تاریخ ہستم ماحول و تسموں کو مٹاتا ہوا  
 اسی در شہر کو دہلی کے ساسے آجیچا و چھاؤنی قدیم پر جہاں جیتہ سے روح انگریزی رہتی  
 تھی تالاص ہو گیا۔ اور پریٹ کے میدان میں لشکر کو رحیمہ رن جہاں یہ مقام شمالی حصہ شہر بنا  
 سے قریب ڈیر میل کے فاصلہ یہ ہے اور اس سے مقررہ ڈی دور آگے آویجی بیٹا کی میں  
 واقع ہے جس سے شہر اور لشکر گاہ کے مابین تاحی، دہلی اس بیٹا کی میں کو محلوں  
 کا ٹیلہ اپاڑکتے ہیں۔ اسی بیٹا کی میں لکھنوی چھاؤنی کا شہر جس کا بیٹہ  
 یاں ہو چکا ہے۔ قلعے اور اس سے دس ہاتھ کو ان میں بیٹا کی کاٹا سے

منوچہر کبھی ہما سکے کہ چاہے بہترین اسکو گھما سکے فیر کریں۔ یہ برج اس واسطے بنائے گئے  
 کہ اگر سبادا شہر میں کوئی بلوہ ہو تو وہاں سے نوپ چلائی جائے۔ اور شہر میں جناب  
 نواب لارڈ اکلینڈ صاحب گورنر جنرل ہند نے پھر مضبوطی سے شہر بنایا اور اسکے برج  
 کی درست کرائی اور جنوب کی طرف ایک برج بنام ولیلی برج تیار کرایا۔ شہر بنیاد کے برجوں میں  
 مشہور برجوں کے نام یہ ہیں۔ اکثر ان میں سے بڑے بڑے حاکمان انگریز کے نام سے  
 مشہور ہیں۔ نقشہ شہر بنیاد کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دریائے جمن کے پانی کے بلحتی  
 برج بنے ہوئے ہیں اور بعد ازاں اس سلسلہ سے برج واقع ہیں۔ نصیر گنج کا برج۔  
 بدرودروازہ کا برج۔ شاد پور برج۔ برن صاحب کا برج۔ گارٹن صاحب کا برج۔ اکبر برج  
 اختر وئی یا اکثر لونی صاحب کا برج۔ لیک صاحب کا برج۔ ویلے صاحب کا برج۔ نواب  
 بہت۔ ان برج کے علاوہ تیرہ دروازے اور سولہ کھڑکیاں شہر کی تختیں جن میں سے ایک  
 دروازہ اور تین کھڑکیاں مسدود ہو گئی تھیں اور باقی آمد و رفت کے واسطے کھلی رہتی تھیں  
 اور تھوڑے عرصہ سے انگریزوں کی طرف سے ایک نیا دروازہ بنام کلکتہ دروازہ تیار ہوا تھا  
 سلیم گڑھ سے شمال اور مغرب کی جانب کلکتہ دروازہ اور نگہبود دروازہ اور کیلے کے گھاٹ  
 کا دروازہ واقع ہے اور یہاں سے شہر بنیاد مغرب کی طرف مڑ جاتی ہے جس میں یہ دروازہ  
 ہیں کشمیری دروازہ۔ بدرودروازہ۔ پھر شہر کی دیوار قریب ایک میل کے شمال اور جنوب  
 کی طرف کو جاتی ہے جس میں یہ دروازے ہیں۔ کابلی دروازہ۔ پھر گھنٹی دروازہ۔ (مسدود)  
 لاہوری دروازہ۔ یہاں سے پھر شہر کی دیوار گرد گھوم کر جینا کے کنارہ کی طرف مشرق کی جانب  
 جھکتی ہوئی دو میل تک چلی گئی ہے اس میں اجیری دروازہ ترکمان دروازہ۔ اور دہلی  
 دروازہ ہے اخیر کو دیوار شہر دیا کے کنارے کنارے ڈیڑھ میل تک برابر چلی گئی ہے

دہلی وہاں سے۔ مہنٹی اب گویا محاصرہ دہلی شروع ہوا۔ اب اس جگہ محصور ہیں اور محاصرین کی  
 کیفیت بخوبی سمجھ لینی چاہیئے اسکے سمجھنے کے واسطے نقشہ دہلی کو غور و ملاحظہ کیجئے۔ مشہور  
 دہلی جہاں کل صوبہ ماعی ہندوستانی ٹک حراہی کر کے پہاڑ گریں ہوئی تھی دریائے حمن پر  
 واقع ہے شہر دہلی سے پارسو میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب لاہور واقع ہے۔ اور پٹا اور  
 قریب سات سو میل کے اور مشرق میں اردو آباد اس سے پاسو میل سے جہاں کہ دیئے حمن  
 دیئے ٹنگ سے متاثر ہوا ہے۔ کلکتہ اور دہلی میں قریب سو میل کے فاصلہ ہے۔  
 مشرق کی سمت میں دہلی کے دریائے حمن بہتا ہے چاندیواری اس تہر کی بہت پختہ اور  
 سنگ مرمر سے ہی ہوئی ہے۔ اسل میں شاہجہاں نے یہ شہر پہاڑ موائی تھی لیکن مغلہ لوہیں  
 حب انگریز دہلی پر قبضہ ہوئے تو اس زمانہ میں یہ بہت بے مرست اور شکستہ ہو گئی تھی۔  
 علاوہ شکستگی کے اردوئے قوانین جنگ یہ بہت ناقص تھی۔ لوہوں کے گرجے یعنی سروح  
 بہت چھوٹے چھوٹے تھے اور معصومہ تھے اور ان کے مازوں پر کوئی پہا گاہ تھی۔  
 حدق صی مسامت کے ساتھ تھی اور گرد و پیش شہر پہاڑ کے دوسیدہ عمارتوں کے ڈھیر  
 بڑے ہوئے تھے۔ سرکار انگریزی نے اسکی تیاری اور مرمت کا کام گڑ کپتان جیس  
 صاحب اور اسمتہ صاحب کو تفویض کیا انہوں نے اسکی قرار واقعی مرمت کی اور دیووں  
 کے مروج اور سروح دیوار پر وہ اور مارو کی پہاڑ گاہوں کے تعمیر کر لئے اور دیوار کے  
 سلسلے چاروں طرف میان صاف کرادیا حدق نے سرے سے تیار کرادی چار دیواری  
 اس کے ملتی سروح کے علاوہ اور بھی کئی گول سروح اس کے متصل تیار کر لئے گئے تھے  
 مابین اور تحصیل شہر کے آمد و رفت کی واسطے ایک چوٹی یل رکھا گیا کہ جس پر اب اس کو  
 آٹھائیں ترسہ پہاڑ سے اس کا تعلق ماز سے اور حمن پر ایک ایک قریب اس شہر سے





میں پونج گئے اور ورح دہلی کی کھاں اسے ہاتھ میں لی۔

سرہری رمارڈ صاحب نے کرمال سے زوانگی ورح کی مناسب بجائی تا وقتیکہ  
 محاری تو پچاہ پنجاب سے نہ پونج جاسے ۳۲ مئی کو ایک تو پچاہ لوپپی توپوں کا کیوں  
 پونج گیا۔ چنانچہ اسی روز اُصوں نے پانی پت کی طرف کوچ کیا اور توقع یہ تھی کہ ورح  
 میرٹھ ریریکم برگینڈیر سن رائی کے مقام پر جہاں حصار پہل واقع ہے آکے شامل ہوگی۔  
 لیکن چونکہ صاحب مہرح تے محاری الدین نگر سے ایک بھیڑ کا راسد اختیار کیا تھا اسی  
 باعث سے وہ اُس روز اُس مقام پر ورح انالہ کے ساتھ شامل ہو سکے رمارڈ صاحب  
 نے علی پور کی طرف کوچ کیا اور وہ ڈھول کی صبح کو وہاں داخل رہے۔ چونکہ تو پچاہ کھانا  
 میرٹھ کے کہے کے ساتھ زیادہ تھا اس لئے اُصوں نے میرٹھ کی ورح کے انتظار میں قیام  
 کیا چنانچہ تا صبح کی صبح کو ورح دھول کی صبح دوپہر میں اُصوں اور میرٹھ کی علی پور میں شامل  
 ہو گئیں تو یہ تا صبح ماہوں کی شب کو ایک سے کے وقت اُصوں نے دہلی کی طرف کوچ کیا اور  
 یہ امر تحقیق تھا کہ دن بھرتے صرہ وشمسوں سے مقابلہ ہو گا۔ علی پور سے یہ ورح اس طرح تقسیم  
 ہوئی سب سے آگے کے محل میں تیسرا ترپ تو پچاہ اسی منطقہ دستہ سرسوم ریریکم سرختر  
 صاحب اور تین من رسالہ ہم بھارہ داران گورہ کے تھے اس محل کے کل تو پچاہ کی  
 کھاں فٹ کربل موہے کتری صاحب کے سپرد ہوئی اور کل محل کے اسرہر گینڈیر موہ  
 کراٹ صاحب قدر ہوئے۔ گورہ دوم تحت حکومت برگینڈیر شور صاحب میں ایک تین سار  
 قرابیاں سر اور پندھاری توپیں اور ایک جماعت بیپو بھی صرہ یا سورج اور سرگینڈیر  
 کے کام کے واسطے جس میں اکثر گورہ تھے اور چار توپیں اسکاٹ صاحب کے تو پچاہ کی اور  
 ۵۰ لبر کی پٹش تاسی گورہ اور سر اول پٹش نکال فیوری سر گورہ داخل تھیں۔ تیسرے

کے تھی۔ کیونکہ ستائیسویں تاریخ بمبئی کو جنرل جارج امین صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج  
 ہند بھارت ہندوستان کے تھے۔ اب ہم اُس انگریزی فوج کا بیان کریں گے جو انبارہ سے دہلی کی  
 طرف روانہ ہوئی تھی۔ اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۲۲ تاریخ بمبئی جس روز کمانڈر انچیف جارج  
 سٹونہل کی طرف فوج کی روانگی کی بحریہ فرمائی جس فوج کے ساتھ مقام انچیت میں فوج میرٹھ  
 کوٹے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ کمانڈر انچیف صاحب بہادر مدوح ۲۴ تاریخ انبارہ سے روانہ ہوئے  
 اور ۵ کو کرناں میں داخل ہوئے اور کل فوج انبارہ جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے اُس مقام  
 میں پہنچ گئی لیکن دوزخ تو پناہ اسپہی اسی تک نہ پہنچنے یا گئے تھے اور سچ ٹرین یعنی  
 تو پناہ قلعہ شکن بھی بہت دور تھا اور اُس کے آنے میں عرصہ تھا اس واسطے صاحب بہادر نے  
 فوج تار برقی کھینچ کر خبر بھیجی کہ کرناں سے ۲۱ تاریخ بمبئی تک روانگی عمل میں نہیں آسکتی ہوگی  
 اور ۲۳ تاریخ بمبئی کو تمام انکی تجویز ایک طرف رکھی رہیں اور وہ خود چند گھنٹہ کے عرصہ میں بمبئی  
 مرتے۔ مرتے وقت جناب صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے سرسہری برنارڈ صاحب کو انبارہ سے  
 طلب کر کے اُنکو اس فوج کی کمان جو محاصرہ دہلی کو جاتی تھی سپرد کی۔ اس موقع پر اسٹاف منظور  
 فوج گورنر جنرل کا بیٹا تھا۔ کیونکہ شہر ڈاک بالکل سدود تھا اور تار برقی ٹوٹ گئی تھی  
 فوج مدوح نے ۲ جون کو یہ خبر سنی اور تقرری سرسہری کی منظور فرمائی۔ لیکن یہ منظوری  
 ایک مدت بعد محاصرین کو معلوم ہوئی۔ یہی جنرل ریڈ صاحب بہادر بعد وفات کمانڈر انچیف  
 کے اُنکی جگہ قائم مقام ہو کر ۲۸ تاریخ براد لینڈی سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے لیکن باعث  
 علامت مزاج اس قدر ناتوان تھے کہ فوج دہلی کی کمان خود اپنے ہاتھ میں نہ لے سکے۔ اور سر  
 سہری برنارڈ صاحب بھی اگرچہ بیمار تھے لیکن حسب الطلب جارج امین صاحب کمانڈر انچیف  
 صاحب بہادر جنہوں نے مرتے وقت اُنکو طلب کیا تھا فی الفور پلنگ سے اُٹھ کے کرناں

صبح کو تھے سپاہی مارے گئے تھے دس گئے معلوم ہوا کہ اس مقام کو ابھی تک دشمنوں نے  
 مکمل غالی نہیں کیا ہے اُنکے سوار اور ہوا دھڑ بھرتے ہوئے نظر پڑتے تھے ایک کے دس کے  
 معلوم ہوا کہ پھر ہاتھ مارا روح ماعی نے یل کے اُس پار ایک یل سناں انگریزی سے پرے  
 مورچہ قائم کیا ہوا اُس وقت تو پچاؤ اسپہی اور دوسرے ہتھیار پہنی توپ مع ایک گروہ قزاقیوں  
 کے روانہ کیا اور ایک جماعت پلٹش رفل اور قزاقیوں کی سناں کی مدد کے واسطے پل پر پہنچا  
 گئی دو گھنٹہ تک توپچاؤ انگریزی سے برابر مقابلہ رہا ہر چند سواراں دشمن نے مار مار کر پچاؤ  
 پر حملہ کیا لیکن ہر مرتبہ کال رک اٹھائی جب ستموں کی آگ ٹھنڈی پڑی اُسی وقت مرگید یہ  
 بسنے عام حملہ بول دیا نتیجہ طائر تھا وہی امر پتیا آیا حکل موچکا تھا دشمن شکست کھا کر ملاحہ  
 بھاگے اللہ اس مات کا ٹرا افسوس رہا کہ قلت روح اور کثرت پیشہ قتال کے باعث دشمنوں کو  
 تعاقب قرا واقعی ہو سکا اسی وجہ سے وہ اس مرتبہ ایسی ساتوں توپیں واپس لے گئے اس  
 لڑائی میں انگریزوں کی طرف سے کل چوبیس آدمی زخمی اور مقتول ہوئے جس میں سے دس  
 آدمی تو صرف تمارت آفتاب سے مر گئے۔ اس پر سے گرمی کی کیفیت مویا ہونے لگی کہ کس قدر  
 حرارت کی شدت تھی اصراروں میں لٹش پر کہ صاحب متعلقہ توپچاؤ اسپہی مارے گئے ہو سکتا  
 حاس اور اسائن پے یز زخمی ہوئے ان دونوں لڑائیوں میں مای الدیں گہیں کوئی  
 امرارہ ہوا تیسری خون کی صبح اور سو حوان اُسی ساتھ یل پلٹش سناہی گور کے حو  
 کپوں میں موج دتی میرٹھ سے آکر شامل ہوئے اور پلٹش گور کہ الملقہ پلٹش سر مرٹھ پر  
 سے اگر اس روح میں شامل ہو گئی بعد ازاں اس کپوے ماحبت کی طرف کوچ کیا اور تاہین  
 حل کو ماحبت کے مقام چھاپا جو کے تاہین اتوار کے دور ملی پور میں روح انگریزی سے  
 حوامار سے آئی تھی شامل ہوا۔ یہ روح امالاب ریہ حکم میجر حمرل سر مرٹھ ہمارا دماغ

دو کمپنیاں رفل اور ایک متن تو انہوں نے کہا ہمارے پاس بل کیپٹن تھا کہ وہ بھی نہ آسکی۔ یہی بات  
 ہمارے کپڑے آہستہ ہو۔ اور اسکاٹ صاحب کا حکم تھا تو ان میں سے کسی نے سب کیا کیا اور  
 دو بجاری فریبہ معمول کیسے قریب اور بی شرک کے کسی سے نہ گئے۔ ہمنوں کے پاس  
 برساتی شرن کی اسے میں اتنی رفل کی کمپنیاں بھی تیا۔ ہر سب ان ملک میں بھی نہیں۔  
 بل اس کے دشمنوں پر خوب غریبے۔ جب دشمنوں کی قوموں سے قریب اتنی اور ہمنوں  
 پر پانی گئے تو کمپنیاں رفل سے کیا کی۔ ان دنوں ہمنوں کے پاس ان کی بل کیپٹن  
 ملک کو سنے کا حکم۔ ہمارے ہی دشمن ہشتاں پر گئے اور ہمنوں کی گت ہمنوں ہمنوں  
 جب انہیں ہمنوں نے، یوس ہر کے ہمنوں دیو، ہمنوں ہی ہمنوں ہی ہمنوں  
 سے چین میں یہ لڑائی اگرچہ بہت دیر تک نہ رہی لیکن ہمنوں کو فتح حاصل ہوئی  
 یہ اولیٰ ہی لڑائی تھی جس میں ہمنوں کی سہرا غلط ہوئی ہمنوں سے ہمنوں کے ہمنوں  
 سے قریب ہمنوں کے ہمنوں کو ہمنوں دیا اور اسی مضبوط جگہ سے کہ اگر وہ ہمنوں اسی ہمنوں  
 کی یہاں ہمنوں تو ہمنوں کا طاقت تھی کہ کوئی اور کو ہمنوں ان کو اس جگہ سے نکال سکتی۔  
 تو میں اس روز ہمنوں کا ہمنوں جن میں دو ہمنوں ہمنوں اس کے بعد انگریز فوج نے  
 ہمنوں جنگ سے ہمنوں کا تعاقب کر کے ان کو اس کا فوسے بھی نکالا جو کہ قریب بل کے  
 واقع تھا اور ہمنوں اوٹ میں وہ لڑتے تھے اور گا نو کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور ایک خندق میں  
 ہمنوں سپاہی پوشیدہ تھے ایک بھی ان میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ ہمنوں کے آدمی  
 ہمنوں گئے اور زخمی ہوئے اور چھوڑے اور گاڑیاں اسباب جنگ کی بھری ہوئی چھوڑ گئے  
 فوج انگریز میں گیارہ آدمی قتل ہوئے اور انہیں زخمی ہوئے اور کیتان ایڈرور صاحب  
 ہمنوں کی دو بجاری تو میں چھیننے کے وقت مارے گئے۔ دوسرے دن ۳۱ مئی کو انہوں

تک ماعت میں پہنچ جائے اور چھٹی تک سب ٹریں یعنی توپخانہ قلعہ شکن بھی اُس مقام پہنچا ہے  
 اور اسی اتنا میں ایک کپہ میرٹھ سے تیار ہو کے پانچویں عورت تک ماعت میں اسال کی موج سے  
 آئے پھر دہلی کی طرف سب موج روانہ ہو یہ تحریر کا ڈرا پیف صاحب بہادر نے مستحکم قرار دی  
 لیکن تقدیر میں یہ تھا کہ اُسکے ہاتھوں اس کا حملہ آدہ ہوتا ماسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اول کپہ  
 میرٹھ کا حال لکھیں کہ اُسکو میرٹھ سے ماعت آئے تک کیا کیا وارداتیں پیش آئیں اور پھر اسالہ  
 کی موج کا احوال لکھیں تھے بعد ازاں پھر دونوں نے ماعت سے عین ریر دیوار دہلی تک جو  
 کام کیے ان کو بیان کر دیجئے اور اس کے بعد کمیت محاصرہ دہلی شروع ہو گئی ۲۷ تا ۲۸ مئی ۱۸۵۷ء  
 کی شام کو پھر چرل ہیوٹ صاحب حاکم اعلیٰ موج میرٹھ سے ایک کپہ مسرواری کرپل ابراہیم الدین  
 کے ماعت کی طرف روانہ کیا جیسا کہ دہلی موج کی اور عقب حمل کا حاصل کیا، اس کپہ میں  
 بہت قلیل موج تھی یعنی ساتھویں سرگودہ کی رمل پیش کے پانچو عورتوں سے بھی کم تھے اور  
 دو سو سو اور ساڑھے تیرا مئی گورہ اور ایک توپخانہ میدان جنگی اور ایک توپخانہ اسیسی یہ تھوڑی سی فوج  
 تیس رات کوچ کر کے ۳ مئی کی صبح کو قصبہ غازی الدین مگر میں پہنچے یہ قصبہ ہیڈوں بدی پر  
 اٹھارہ میل دہلی سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ ہیڈوں پار ہوئے سکواٹلے ایک بہت عمدہ  
 گھر کا پل مانگروں نے سوایا اس پل کے قریب انگریزی موج نے قیام کیا انگریزوں کی دو شدت  
 تھی کہ اسالہ اور جیواں تڑپے جاتے تھے اور دوسری شدت چل رہی تھی اس بعد کسی دقت  
 سے مقابلہ ہو گیا تھا۔ صاحب چارے تو یکایک دشمن کی موج حملہ آور ہوئی تھی کے پرے  
 کسار سے دشمنوں کی ایک کثیر موج نے سب پہنچ صرب توپ خانہ کرنا شروع کیا انگریزی جیواں  
 موج کو ہتیار کر لے۔ لایا تھا کہ ایک اٹھارہویں توپ خانہ آگورہ آگورہ دو کمانروں کی مانگیں کر  
 قزموں کے حصار پر اسپتال کے حید کے قریب بیٹھے تھے صاب اڈ گئیں جی انور دو

# تیسرا باب

## محاصرہ دہلی

گیا رھویں مئی ۱۸۵۷ء کو سرسہری برنارڈ صاحب حاکم اعلیٰ افواج انبالہ و سرہند نے بذریعہ  
 تار برقی اخبار و جشت آثار میرٹھ اور دہلی سے اطلاع پائی تو فوراً انھوں نے اپنے سکرٹری  
 کو جنرل انیس صاحب بہادر سپہ سالار افواج ہند کے پاس شملہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ پہاڑ  
 سے آپ کا اترنا بہت ضرور ہے ۱۷ تاریخ مئی کی شام کو کمانڈر انچیف صاحب موصوف شملہ  
 سے روانہ ہوئے ۵ کی صبح کو انبالہ میں پہنچے اور وہاں آکے ایک اشتہار عام فوج کی واسطے  
 دیا۔ ۲۳ تاریخ مئی کو انھوں نے محاصرہ دہلی کے واسطے یہ تجویز کی کہ فوج جو انبالہ میں موجود  
 ہے اُس کے حصے کیے جاویں اور خود اُسکے کمانڈر انچیف دہلی کو جانے پر مستعد ہوئے  
 اور سرسہری برنارڈ صاحب کو بدستور انبالہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور دونوں حصوں کی تقسیم  
 اس طور پر کی اول حصہ کو زیر حکم برگڈیر ہالی فاکس صاحب کے کیا جس میں یہ فوج بھی  
 کی پلٹن شاہی گورہ۔ اول پلٹن بنگال فیوزی لیرز گورہ۔ دومتن رسالہ گورہ نمبر نہم لانسز لیفٹ  
 بھالہ بردار اور ایک ترب توپخانہ اسی۔ حصہ دوم جو زیر حکم برگڈیر جوز صاحب کے تھا اُس میں  
 مفصلہ ذیل فوج تھی۔ پلٹن نمبر دوم بنگال فیوزی لیرز گورہ۔ پلٹن پیادگان ہندوستانی  
 نمبر ۶۔ دومتن رسالہ نہم گورہ۔ ایک متن بھالہ برداران رسالہ جی ایم ہندوستانی۔ ایک ترب  
 توپخانہ اسی۔ ان دونوں حصوں میں علاوہ توپخانہ کے صرف اٹھارہ سو گورہ تھے اور قریب  
 ایک ہزار ہندوستانی فوج کے۔ اس جماعت کو کمانڈر انچیف صاحب نے انبالہ سے روانہ  
 کرنا چاہا کہ ۳۰ مئی تک کرنال میں داخل ہو اور وہاں سے پہلی تاریخ جون کو روانہ ہو کے پانچویں

کہ وہ مسرورای چارلٹن پیادگاہ اور سواں مع چاچرٹ قہ میرٹھ کی طرف واد  
 دل اور سورجہ انگریزی کو اڑادیں مرے لے مکورے عرض کیا کہ مرا امین الدین ناں  
 او مر اھیار الدین ناں اور جس علیجاں اور اور رئیس حورے لے تعلقوں کے مالک  
 میں انکو سی میرے ہمراہ جائے گا حکم ہو سہر میں یہ مسکرامہ من مور ہے۔ رات  
 لے مزا الویکر کو حکم دیا کہ وہ مسرورای موج میرٹھ کو ماتے اور نواب محبوب علیجاں اور  
 حکیم حس اللہ ماں کو ہدایت دینی کہ تمام ساماں اجماعات درسد وغیرہ موج کے واسطے  
 میرٹھ جاسے کو تیار کرادیں حید سواروں لے سارک لے جو جیادونی سے پرے سے حاکم  
 دو دو گناں کو حورواں پرستیدہ تھے مارڈالا موج کے امسروں لے آکر عرض کی کہ باج  
 یہیں توتیب ہیں وہ موج کے ہالہ کیا ہیں۔ ماد تلم لے محبوب علی ڈاکہ سے اسکے درے  
 میں فتویٰ طلب کیا اس سے بیاں کیا کہ ارور سے شریع محمدی عورتوں کا قتل جائز نہیں ہے  
 بعد ازاں ماد ساد دیواں خاص میں تشریف لے گئے اور وہاں نگم صاحبہ اور یہی مٹی کھڈال  
 سے گنگنہ کرتے ہے۔



مورچہ اُڑ گیا اس واسطے ہمارا ارادہ یہ کہ ہم خود میرٹھ جا کر مورچہ کو اڑا دیں بادشاہ نے  
 کہا کچھ ضرور نہیں اور اگر تمھارا ارادہ بھی ہو تو حسبِ حکم لینے سپہ سالار مرزا مغل کے حکام  
 کرنا چاہیے۔ قاضی فیض اللہ کو نوال شہر کے پاس حکم گیا کہ دوشتیاں پل جمن کی اپنی  
 جگہ سے ہٹ گئی ہیں چاہیے کہ سومر وڑ بھیجے کشتیوں کو درست کرا دو۔ خبر پونہچی کے پٹن  
 کے ہندوستانی ڈاکٹروں نے مسلمانانِ شہر کے ساتھ ملکے جامع مسجد میں محمدی جھنڈا  
 قائم کیا بادشاہ نے یہ سُنکے اُن کو کہلا بھیجا کہ کوئی انگریز اب شہر میں باقی نہیں ہو سکا  
 اب جھنڈا بلند کرنا ضرور نہیں ہو مولوی سعد الدین خاں اُنکو سمجھانے کو گئے۔ بہت سے  
 چھکڑے غلام اور ننک غیرہ کے گرفتار کر کے شہر میں لائے گئے۔ ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء بروز جمعہ  
 بادشاہ محل کے اندر سے دیوان عام میں برآمد ہوئے محمد سعید ڈاکٹر حاضر ہو کر آداب بجالایا۔  
 بادشاہ نے کہا تم نے انگریزوں کے خلاف جامع مسجد میں محمدی جھنڈا کھڑا کیا لیکن کبئی  
 انگریز باقی نہیں رہا۔ اسلامی جھنڈے کی کیا ضرورت پڑا کھڑے جوابدیا کہ جھنڈا سنوود کے  
 خلاف کھڑا کیا گیا تھا یہ سنکر بادشاہ نے جوابدیا کہ میرے نزدیک ہندو، مسلمان ایک  
 ہیں بعد ازاں فوج کے افسر حاضر ہوئے اور اُنھوں نے فریاد کی کہ مسلمانوں نے مسلمان  
 جھنڈا سنوود کے خلاف کھڑا کیا ہے بادشاہ نے اُنکی دلجمعی کی کہ وہ انگریزوں کے خلاف  
 کھڑا کیا گیا تھا۔ افسروں نے یہ بھی عرض کی کہ میگزین کے ایک ٹوکروں میں سے ایک  
 چھوٹی برنجی توپ نیٹے جاتا تھا۔ چنانچہ اُسکو پل پر گرفتار کیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسکو  
 توپ سے اڑا دو۔ مرزا امین الدین خاں اور مرزا غیاث الدین خاں اور حسن علی خاں۔ اور  
 رحمت علی خاں آداب بجالائے بادشاہ نے اُنکو ایک ایک چوبستہ ازراہِ انطاف شاہانہ  
 عنایت کی اور اُنھوں نے پانچ پانچ روپیہ بطور نذر پیش کئے مرزا مغل کے نام حکم ہوا کہ



کھودی تھی باڑا اور سرگ کے اڑتے ہی تمام فرنگیوں کا مورچہ اٹھ گیا اس کوئی فرنگی میٹھ  
 میں باقی ہمیں رہا یہ سکر تمام موج اور بادشاہ کو ہایت وحشی حاصل ہوئی اور سلیم گڈھ سے  
 پانچ نوپس سرکس لہاراں یہ حشرلی کہ کلکٹر گور کا وہ صلح چھوڑے کے وقت سترہ سو روپہ  
 ہر سو کو گڈھی میں چھوڑ گیا ہے اس حشرلی کے لے آئے کے واسطے سو سوار اور دو کپڑا  
 پیادہ روانہ کیں یہ روپیہ آگیا تو اسکو حشرلی میں جمع کرا دیے کا حکم دیا۔ ایک اسرجا مائی  
 صاحبہ کا آیا اور اس نے مایاں کیا کہ مائی صاحبہ کو انگریزوں۔ بھول اور میوں کے قتل کیا  
 حشر کا اسی ملک اطمینان نہیں ہوا اس امر کی صداقت کے واسطے مجھے بھیجا ہے۔ بادشاہ نے  
 اُس سے فرمایا کہ کل فرنگیوں کا عاتقہ ہو گیا اور سوار کو ہایت کی کہ مدد دو سوار تباہی گوا لیا  
 کو روانہ ہوا اور مائی صاحبہ سے کہو کہ حشرلی موج حاصر حصہ ہوں۔ جس میں مرزا اور وہ معاملات کو  
 حکم ہوا کہ راحت سکھ چھا مہاراج پٹیا لہ کو پین کرے چنانچہ کو رو صوف۔ بل میں آیا امر  
 ایک اشرفی مذکر کی گمرانی بادشاہ نے کنور صاحب سے فرمایا کہ میں تم کو جو ہاتھ ہوں۔  
 تم مدت سے وہلی میں رہتے ہو ایک خلعت بھی اُنکو عطا ہوا۔ احمد مرزا اور حکیم عبدالرحمن حکیم  
 کے لشکے نے بھی وہاں میں حاضر ہو کر پانچ روپیہ مدد کے گزرتے رسالہ دار مرسلہ  
 محمد اکبر علیاں حاضر حصہ ہوا۔ اور دو روپیہ مدد کے پتے کیے اور پے آقا کی طرف سے عری  
 گمرانی اُس میں مدد خیر حصری ساعت مدد ملگی ملک مرقوم تھا اور لکھا تھا کہ حاکم کو مدد  
 انتظام فی الفور حاضر حضور ہو گا۔ دو انگریز اور تین سپاہی اور ایک لڑکا مقوقہ مذی کے گمر میں  
 پوشیدہ تھے ماعی سوار یہ سکران کو گرفتار کر لے اور مدد کا گھر لایا بادشاہ نے اُس  
 قیدیوں کو سپاہیوں کی عیالات میں رکھا بادشاہ سلیم گڈھ پر تشریف لے گئے وہاں سلامی  
 ہوئی میوین لپش کے امسروں نے مایاں کیا ہم کو اختیار ہیں۔ کہ میرٹھ کا راجہ

کہ میرٹھ میں سب انگریزوں نے دودھ پر جمع ہو کے مورچہ قائم کیا ہوا اور جب انکی پانچ  
 کمپنیاں رڑکی سے میرٹھ میں آئیں تو فرنگیوں نے انکو سمجھایا کہ بھاری تنخواہ بڑھلایا جائیگی  
 تم سب اپنا اپنا کام کرو جب پہنچے یہ سنکر نہ کیا تو انھوں نے گراپ بھر کے مارے اور دو  
 سے زیادہ سپاہی مار گئے اور باقی ہم سب بھاگ کر حاضر حضور ہوئے ہیں انکو ہدایت ہوئی کہ  
 کہ سلیم گدھ میں قیام کریں۔ نواب محبوب علی خاں نے ایک فہرست سوداگروں اور ہٹلی  
 کے سامہوکاروں کے نام کی مثل راجی واس گودام والہ۔ راجی داس گوتڑ والہ۔ اور خراچی  
 سالک رام وغیرہ گزرائی چنانچہ یہ فہرست اُنکے پاس روانہ کی گئی اور انکو فہمائش ہوئی۔  
 کہ پچیس سو روپیہ روز کا خرچ فوج کا ہے تم سب کو چاہیے کہ پانچ لاکھ روپیہ کی سبیل  
 کرو سب سامہوکار اور سوداگر جمع ہو کے محبوب علی خاں کے پاس گئے اور کہا کہ ہم سب  
 لئے گئے اب روپیہ کہاں سے لاویں اور راجی داس نے کہا کہ اگر اور سب سامہوکار  
 دیں گے تو میں بھی دینے کو تیار ہوں۔ مرزا ابوبکر سالہ کو لیکر چند راول اور وزیر آباد کی طرف  
 گوجروں کی تادیب کی واسطے گئے لیکن گوجر فرار ہو گئے ۱۹ مئی ۱۸۵۷ء بروز شنبہ  
 بادشاہ دیوان عام میں برآمد ہوئے۔ دو سوار میرٹھ سے آئے انھوں نے بیان کیا کہ بریلی  
 اور مراد آباد سے فوج سپاہیوں اور سوار مع توپخانہ اور خزانہ کثیر میرٹھ میں پہنچے ان سے انگریزوں  
 نے فریاد کی کہ میرٹھ کی فوج نے تلکھامی کر کے اور افسروں کو قتل کر کے دہلی کی طرف راہ لی  
 فوج بریلی اور مراد آباد نے انگریزوں کو جواب دیا کہ اسکا عوصن تم نے تین سو سفر دنیا کی  
 پلٹن کے سپاہی مار کے لے لیا تین ہر کہ تم جسے بھی ایسا ہی سلوک کرو گے۔ یہ سنکر  
 انگریز اپنے مورچہ گاہ میں چلے گئے اور فوج پر گولہ اندازی شروع کی فوج نے بھی مورچہ  
 جاکے گولے مارنے شروع کیئے خدا کی قدرت سے ایک گولہ اس سزنگ میں جو فرنگیوں نے

تو میں چڑھا کر مورچہ قائم کیا چڑ اور سیاں کیا کہ گوروں سے میرٹھ اور سلیم پور کے بیچ میں  
 ٹری ٹوٹ مچا رکھی ہے اس واسطے بادشاہ نے دو کپیوں کو پہل میں پر تعین کیا حکیم  
 عملہ لختی نے حاضر ہو کر پانچ روپیہ ہر کے گورنر نے پانچ کپیاں سپر ریڈ مانتھری بھیجی  
 کی دہلی میں داخل ہوئیں۔ مہاراجہ رام دھرم سنگھ وائی ٹیالہ اور رام سنگھ راجہ سے پہرہ اور  
 راجگان الو اور چودھو اور کٹھ اور بھدی وغیرہ کے نام فرمان جاری ہوئے کہ وہ جلد  
 حاضر ہوں ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء بروز روز و شنبہ بادشاہ دیواں خاص سے دیواں ظم  
 میں روتی اور ہوئے اور تحت سلطنت پر حلوہ فرمایا اور پانچ پٹنوں کا انگریزی ماحہ  
 تختہ ہا اور طلب ہائے فاعہ میرا معل کو مات تقرری عہدہ سپہ سالاری کل صوح اور مرا  
 کو چک سلطان اور مرزا میٹھو اور اور میٹھوں کو مات تقرری عہدہ ہائے کر ملی صوح اور  
 اوکھ پوتہ کو مات تقرری عہدہ کر ملی سیماں عطا ہوئیں۔ مرزا معل سے پانچ آٹریاں  
 مدد کی گریں اور شارسرا دوں سے ایک ایک اشرفی اور پانچ پانچ روپیہ۔ نواس علیاں  
 دہار میں حاضر ہو کر آداب بحالایا واپس دکر سے کہا گیا کہ ہر روز ملا تاحہ دہار میں حاضر ہوا  
 کرے بادشاہ نے اُن سے کہا تمکو بہت سالک عطا ہو گا تمکو جائے کہ صوح پیادہ اور سوار  
 بھرتی کرو جس علیاں سے عرض کی کہ یہ تو مجھے نہ ہو سکے گا لیکن دہار میں حاضر رہا کرو بھی  
 دوسوار و اور کہ مراں یکے گئے تھے واپس لئے اور عرض کی کہ ہر لہا گروہ دن سے راستہ  
 میں مساد عظیم مچا کھاسے اور انھوں نے ہمارے کپڑے او گھوڑے وغیرہ لوٹ لئے اور  
 مراں شاسی کو ہواڈ کر ہمارے ہاتھ پر رکھ دیا۔ لیکن ہر راستہ سمات ہمارے گھوڑے  
 واپس گئے اور شہر سوار بھی حورج گروٹے واپس کے اس مراں نے گیا تھا واپس آیا اور  
 کہہ کہ گروہ نے راستہ سد کر رکھا دسعریتا کی لپٹس کے اسر سار سے امریاں کیا

فراویں چنانچہ بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو کر وہاں گئے اور توپوں کا ملاحطہ کیا۔ اور  
 مراجعت کی اور سپاہیوں کی دلجمعی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اگر کوئی فرنگی گرفتار  
 کر کے لاؤ تو میں خود اپنے ہاتھ سے مار ڈالنے کو تیار ہوں اور نگاہیے کہ حکیم احسن اللہ  
 خاں اور محبوب علی خاں اور ملکہ زینت محل یہ بھی اعتبار رکھتی رہیں سپاہیوں کو یہ سن کر حکیم  
 مذکور کی طرف سے شک جاتا رہا دیوان عام میں چند سپاہیوں نے قیام کیا تھا چنانچہ وہاں  
 سے ان کو اٹھا دیا گیا اور برسوں کے بعد اس مکان کی از سر نو آراستگی ہوئی اور فرش اور  
 قالین اور چھڑا اور فانوس سے مکلف کیا گیا مرزا امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں  
 حسب طلب حاضر ہوئے انکو حکم ہوا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہو کر یہ انہوں نے  
 بیجا کاغذ پیش کیا پھر بادشاہ نے انکو حکم دیا تم کو فوج بھرتی کرنی چاہیے کیونکہ ایک  
 بڑے ملک کا انتظام تمہارے سپرد کیا جائیگا انہوں نے جواب دیا کہ حسب حکم عمل  
 میں آئیگا بعد ازاں خاں اور سیر خاں براہ نواب مصطفیٰ خاں جہانگیر آباد اور اکبر خاں  
 وغیرہ حاضر ہوئے اور دو دو روپیہ نذر کے گزرنے۔ اتنے میں ایک سوار آیا اور خبر کی  
 کہ چند لاکھ روپیہ بابت مالگداری گورگانوہ بجاست ایک کمپنی سپاہیوں اور چند سوار ہلی  
 کو اٹھا تھا راستہ میں تین سو بیواؤں نے حملہ کیا ہوا اور لڑائی ہو رہی ہے یہ سن کر مولوی  
 محمد باقر چھاپہ خانہ والے کو حکم ہوا کہ فوراً دو کمپنیاں سپاہی اور ایک تہہ سالہ کا لیکھ جائے  
 اور خزانے کو محفوظ رکھے آوے۔ ندولی کے زمینداروں نے حاضر ہو کر ایک ایک روپیہ  
 بطور نذر گزارنا اور اپنی نمک طلائی اور اطاعت ظاہر کی بادشاہ نے ان سے فرمایا کہ  
 اپنے گانو کا انتظام قرار واقعی رکھو دو ہر کارہ شاہی میرٹھ سے واپس آئے اور خبر کی  
 کہ قریب ایک ہزار فرنگی مرد اور عورت اور بچہ صدر بازار میں جمع ہوئے رہتے ہیں اور سیکڑ

سکرمرا انوکھ سواروں کے ساتھ موقع پر جہاں محروں نے نشانہ ہی کی بقی گئے اور مرا  
 مذکورے سہریں کو دگر گولی چلائی یہاں کوئی فرنگی وہاں طاہرہ ہوا اعداں سواروں کے  
 تلواریں میان سے نکال کر حکیم احسن اعداں کو گھیر لیا اور کہا کہ تو انگریزوں سے  
 سارے رکھتا ہوا واسطے تو نے سب فرنگیوں کو جلیجاہ میں قید کر رکھا ہے کہ جب انگریز  
 آویں تو انکو حوالہ کیا جائے بعض کہ اس امر میں ٹاٹھکڑا ہوا حیرت منہ اس بات پر ہوا کہ  
 کہ خطہ عیسائی اور عجمی اور پچھے جلیجاہ میں مقید تھے سواروں کے حوالے کئے گئے تاکہ  
 وہ اُس سب کو قتل کریں مرا سمجھنے لے اُس وقت بیان کیا کہ عورتوں کا قتل کرنا شرع  
 محمدی میں جائز نہیں ہے سوار مرا موصوف کے قتل پر آمادہ ہوئے لیکن وہ بھاگ کر  
 بچ گیا تمام فرنگی قیدیوں کو قلعہ میں قلعہ دار کے قریب بٹھا کے ایک سوار نے قرا میں بھر کے  
 ماری اُس سے ایک حاص شاہی کو کر رہی ہوا اس کے بعد بادشاہ کے حاص نوکروں نے  
 تلوار سے سب مردوں عورتوں اور بچوں کا سر کاٹا ایک شخص کی تلوار ٹوٹ گئی اور بعد قتل  
 کے ہاتھں کو چمکڑوں میں بھروا کے دریا میں پھکوا دیا وہاں ماٹھ گڈو کے نام حکم پوچھا  
 کہ اصناف شرقی و یار میں گوہوں سے ٹٹا مساد اور ملوہ بچا رکھا ہے اُس کا تدارک کرے  
 لاہوری دربار سے کے دو کا مارا مانتی ہوئے کہ کاستی ناتھ تھاہ دار ایک ہزار روپیہ بطور  
 رشوت مانگتا ہے اور دھمکا تا کہ وہ صورتہ ادا کرے روپیہ کے وہ سکوگر متار کے کو تو والی  
 چالان کر دیکھا یہ سکرم حکیم احسن اعداں نے کو تو وال قاصی میں اعدہ کے نام حکم عیساکہ  
 تھاہ دارہ کو رکھ دیا حالات کرے ۱۸۵۷ء مئی ۱۸۵۷ء روز یکشنبہ بادشاہ دیدیاں  
 حاص میں تھے تاکہ جدید سوار اور پہاڑی حاص اسروں کے حاصر سے اور عرص کی  
 کو انھوں نے مسلم گڈو کی بھونی مصوٹلی کی سے اور ورچہ بنایا یہ مصوٹلی اُس کو چٹا

مال واسباب قریب پایا ہزار روپیہ کمالوٹ لیا چنانچہ پایا ہوا روپوں پر مشورہ ہو کر  
میدانیوں کو گرفتار کر لیں اور جینا بھائی کو گرفتار کریں۔ سرنگر لالہ بد شاہ بھائی جی  
سے سنگر پورہ نے بادشاہ کو عرضی دی اس پر حکم ہوا کہ کوئی سپاہی جینا بھائی کو ہلاک نہ کرے  
نجانے پاسے بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ سپاہی شہر کے انتظام سے راستے پر ننگی تلوار کے  
گشت کرتے ہیں جس سے باشندوں اور حکامداروں کو بداشت معاصی ہوئی جو حکم ہو کر  
آئندہ سے کوئی تلوار برہنہ کیے شہر میں نہ پھرتے پاسے پایا ہوا اور سوار باہم مشورہ کر کے  
شاہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انکو تنخواہ اور کپڑے ابھی تک نہیں ملے۔ اور  
انکو یقین ہے کہ نواب محبوب علیخان اور حکیم احسن ان کی کھیزوں سے سائش کرتے  
ہیں نواب محبوب علیخان نے قرآن پڑھا تو کہہ کے قسم کھائی کہ اسکا انگریزوں سے کچھ  
واسطہ نہیں ہو گا محمد خاں کا سپاہیوں نے گھر ٹوٹ لیا۔ ۱۶ مئی ۱۸۵۷ء روز  
شعبہ شاہ نے دیوان عام میں دربار کیا حکیم احسن اللہ خاں اور بخشی آغا سلطان اور کپتان  
دلدار علیخان اور رحمت علیخان حاضر ہوئے سوار اور پیادہ مع افسروں کے ایک خط حکیم  
احسن اللہ خاں اور نواب محبوب علیخان (بنام صاحبان انگریز دربار میں آئے) انھوں نے  
بیان کیا کہ یہ خط دہلی دروازے پر بکڑا گیا ہے اس میں یہ دونوں شخص مذکور انگریزوں کو  
بلا نا چاہتے ہیں کہ اگر انگریز جو ان سخت کو ولیعہد کریں تو وہ سب سپاہیوں کو گرفتار کر دیں گے  
یہ خط احسن اللہ خاں اور نواب محبوب علیخان کے سامنے رکھا گیا انھوں نے محض انکار  
کیا اور کہا کہ یہ چار خط نہیں جو یہ جعل ہے اور نہ اس پر بیماری مہر ہے سپاہیوں کے سامنے  
اپنی مہریں مطابقت کی واسطے مٹا کر کے پھینک دیں اور قرآن کی قسم کھائی کہ یہ خط ہمارا نہیں  
بعض شخصوں نے سواروں کو اطلاع دی کہ کچھ فرنگی نہر کی مٹیوں میں پوشیدہ ہیں۔

قلعہ دہ کی لاسوں کو قبرستان میں دفن کرنے اور ماتی فرنگیوں کی لاسوں کو دریائے پھلو کو  
 اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ گوجروں نے وزیر صاحب کے گھر کو لوٹ لیا اور کٹسری اور بھٹی  
 کے دفتر کو غارت کیا۔ ۸ مئی ۱۸۵۷ء بروز جمعہ شاہ یواں حاصر میں تھے مولوی  
 عبدالقادر نے ایک ہرست مات تنجواہ فوج (جو اسے تیار کی تھی) گوزالی۔ مولوی بد کو کو مات  
 تقرری عہد و بیات نواب محبوب علی شاہ ایک تو اور تالار کا عطر مو اسلا علی شاہ متہم  
 کا لامل معہ میرا کر لئی سوار و وزیر صاحب کی اردلی میں رہتا تھا حاصر ہوا سواروں  
 غرض کی کہ سپاس سوار نواب بھکر کے حاصر ہیں اور نواب صاحب جو ساعت اس امر کے  
 کہ ملک میں بدعظمیٰ اور بد انتظامی جوہر میں حاصر ہو یہ قاصر میں۔ مولوی احمد علی ملک  
 کے راجہ کی طرف سے دربار میں حاصر ہوا اور ایک روپیہ بدرگزارا اور اس کی غرضی ہستی کا  
 حسن کا مضمون یہ تھا کہ ساعت غارت اور قلعہ و مساو جو گوجروں نے بچا رکھا ہے میں حور  
 حاصر ہیں ہو سکتا استار اندہ بعد انتظام حاصر دربار شاہی ہو چکا کے نام حکم جاری ہوا  
 کہ جہاننگ ہو ملکہ حاصر ہو۔ حور پہی کہ صاحب محشرٹ رہنک صلح بھور کے چلے گئے  
 اور یقین ہے کہ حور لٹ جاوے گا۔ شاہ نے ایک پلٹن سپاہیوں اور کچھ سواروں کو حکم دیا  
 کہ خزانہ رہنک کا لے آئے۔ میں عبدالکریم کے نام حکم ہوا کہ چار سو سپاہ سپاہی پانچ بیٹے ہزاری  
 کی شرح پر اور ایک رسالہ سواروں کا میں روپیہ ہزاری کی شرح پر بھرتی کرے چنانچہ دو سو  
 آدمی کنج کی تاریخ بھرتی ہو گئے۔ ماد شاہ کی طرف سے سوہوں کے نام حکم جاری ہوا کہ مراد  
 ہو کر موقوف کیا گیا اور سوار حاصر شاہ کے زیر حکم رہیں۔ قاصر میں اندہ دربار میں حاصر  
 ہوا اور پانچ روپیہ بدرگزار لے اور عرصی می کہ میں کو تو ال شہر متہ رکھا جاوے ماد شاہ نے  
 اس کی درخواست قبول فرمائی جسے سگہ پورے کے میواتوں نے سڑک آسے کے اندر کا

ہے اُسے کہا کہ مجھے معلوم نہیں سوچت علیخان کو حسن علیخان نے پیش کیا جس نے ایک  
 اشرفی نذر کی گزرائی شاہ نے پوچھا یہ شخص کون ہے عرض کیا گیا کہ یہ نواب فیض محمد  
 خاں کا بیٹا اور حسن علی کا (جسے اسکو حضور میں پیش کیا ہے) بھتیجا ہے۔ محمد علیخان بن  
 سالار جنگ خاں نے ایک اشرفی نذر کی گزرائی بادشاہ نے اُس کا حال دریافت کیا عرض  
 کیا گیا کہ یہ شخص نواب بہادر جنگ خاں رئیس داری کا بھتیجا ہے۔ راجہ رام سنگھ والیے  
 جیسپر کے نام فرمان جاری ہوا کہ وہ اپنے کو مع فوج وہلی میں حاضر کرے۔ بعد ازاں اسی  
 حکم کے فرمان بنام عبدالرحمن خان وائیے جھجھر اور بہادر جنگ خاں رئیس داری۔ اور  
 اکبر علیخان نواب پاٹودی اور راجہ ناہر سنگھ والیے بلب گڑھ اور حسن علیخان دو جانہ والہ  
 اور احمد علیخان نواب فرخ نگر جاری ہوئے اور مرزا امین الدین خاں اور مرزا ضیاء الدین  
 خاں کے نام بھی احکام اس مضمون کے جاری ہوئے کہ وہ انتظام جھکر فیروز پور  
 اور گوڑگانوہ کا بخوبی کریں خبر آئی کہ جنگ راول کے گوجر ہر شب سبزی منڈی اور  
 تیلی واڑہ اور راجپور وغیرہ کی دوکانیں لوٹ لیتے ہیں۔ مرزا مغل کو حکم ہوا کہ اس امر  
 صحیح کا تدارک کرے چنانچہ مرزا ابو بکر نے مع اپنے رسالہ کے جا کر جنگ راول گھاٹ کو لوٹا اور  
 جلادیا۔ ایک گورہ سپاہی جو بلوچ جاسوس شہر میں آیا تھا گرفتار ہوا بادشاہ نے اسکو چلیا  
 محسبیا اور ایک سیم بھی قید ہوئی۔ منیر الدین خاں کے نام حکم ہوا کہ ۳۸ ویں بلٹن کو چھائی  
 کی طرف بجا کے سبزی منڈی اور پہاڑی وغیرہ کا انتظام کرادو کہ لوٹ وغیرہ نہونے  
 پائے چلہ مسافروں نے میٹھ سے آ کے اطلاع دی کہ فوج گورہ وہاں سے روانہ  
 جس کے آتی بہ تملگوں کو یہ خبر غلط معلوم ہوئی انھوں نے اُن چاروں آدمیوں کو  
 تہذیب سے روک دیا۔ نختانہ وار پہاڑ گنج کو حکم ہوا کہ مسٹر فریز صاحب کشنر اور کپتان ڈگلس صاحب



عرص کی کہ سواروں سے نواب میر حامد علیاں کو بکڑ لیا ہے اور حواہ تک پیادہ  
 حکیم اس اندھاں کے پاس لے گئے ہیں اس الزام سے کہ اس کے گھر میں فرنگی  
 پوشیدہ ہیں۔ شاہ نے نظام الدین کو حکم دیا کہ سوار و پیادہ لیکر میر بدکر کے گھر کی  
 گمانی لو چاہے تلاشی کے وقت کوئی فرنگی اس کے گھر سے نکلا اعدا ہستی میر کو رہا کیا اور  
 اس کا مال و لواذیا مرزا انوکہ سواروں کے رسالہ کا کریل مقرر ہوا سجد سوار کریل اسکر  
 صاحب کے گھر پہنچے اور سترچورف اسکر صاحب کے رہنے کو گرفتار کر کے کو توالی کے  
 سامنے لاکے مار ڈالا سوار بعض اسی خاص کے بہکائے سے رام سرں داس ڈپٹی کلکٹر  
 متوفی کے گھر پہنچے اور اس بہار سے کہ اس کے گھر میں فرنگی پوشیدہ ہیں سارا مال اس  
 کوٹ لیا مار شاہ نے سب پٹھوں کو چار چار سو روپیہ حج کے واسطے عایت کیا مراٹھا لڑے  
 قحط شہرے استہار دیا کہ جس کسی کو نوکری کرنی منظور ہو اپنے ہتھیار لکے حاضر ہو۔  
 اور جس کسی کے گھر میں کوئی عیسائی پوشیدہ ہو گا اسکو سزا سنگین ہوگی۔ نواب حامد علیاں  
 اور نواب علی دادا خان والی مالاکٹھ صاحب لطلب حاضر ہوئے انکو حکم ہوا کہ ہمارے روز  
 حاضر ہو کریں۔ شاہ نے میل کے چودہ ہریوں کو مالاکٹھ کے حکم دیا کہ غلام کا ایک بھائی و مقرر  
 کر کے اپنی اپنی دوکانیں کھول دو ۱۴ مئی ۱۸۵۷ء بروز پیر ۱۵ شعبہ شہر دیواں  
 حاضر سے شیعہ ماہ میں آئے حسین مرزا کپتان ولد ار علیاں۔ اس اندھاں۔ میرزا  
 میر الدین ماں۔ مرزا صیا الدین خاں اور مولوی محمد الدین، ناں آداب بجالائے۔  
 اور مولوی صدرا بدین خاں سے ایک اشرفی بدر کی گرانے شاہ نے انکو حکم دیا کہ تم سب کا  
 کار عدالت ملنی کرو لیکن مولوی صاحب نے اپنا عہدیاں کیا۔ بعد ازاں دراجی ساگر دم  
 صاحب اٹھٹھ صر ہوا اور ایک اشرفی بدر کی گرانے شاہ نے بوجھا کہ دراجی میں کتبا یہ

پتھر مار کے ڈنکو بٹا دیا۔ اکثر انگریزی فوجیں عیسائی جو راجہ کلیان سنگھ کشن گڑھ والے کی  
حوالی میں پناہ گیر ہوئے ان پر سواروں نے حملہ کیا اور بند و قیں چلائیں انگریزوں نے  
بھی اندر سے مقابلہ کیا سوار پھر دو توپیں لے آئے اسوقت سب عیسائی محزن و بچہ  
اندر نہ خانوں میں چلے گئے اور سوار واپس چلے آئے۔ شاہ نے مرزا مغل کو ہدایت کی کہ ایک  
کمپنی سپاہیوں کو ہمراہ لیکے ٹوٹا کا انتظام کرے چنانچہ مرزا ہتھی پر سوار ہو کے تھانہ بہ تھانہ  
گئے اور اعلان عام دیا کہ جو کوئی لوٹ کر گیا اسکی کان اور ناک کاٹ دیجائیگی اور دوکاندار اگر  
دوکانیں نہ کھولینگے اور سپاہیوں کے ہاتھ سودا بیچنے سے انکار کریں گے تو سزا پائیں گے اور  
مقتید ہونگے و فرنگی جو ہندوستانی لباس پہنے ہوئے چلے جاتے تھے گرفتار ہوئے۔ اور  
کو توالی کے سامنے مارینگے۔ شاہ خود ہاتھی پر سوار ہو کے مع دو پلیٹن تلنگاں اور چند ضرب  
توپ شہر میں دوکانیں کھولانے کے واسطے آئے اور دوکانداروں کو حکم دیا کہ دوکانیں  
کھولیں اور سب سامان فوج کے لئے سرانجام پہنچاویں۔ احسن اللہ خان کی وساطت سے  
حسین علی مجر بجالایا اور ایک اشرفی نذر کی گزرائی شاہ نے حکم دیا اور بارہاں حاضر ہو  
کچھ مشورہ کرنا ہے۔ مرزا منیر الدین کو بابت تقرری منتظم شہر خلعت عطا ہوا اور اس نے  
چار روپیہ نذر کے گزرنے پر ۱۳ مئی ۱۸۵۷ء کو روز چہار شنبہ شاہ تبلیغ خانہ میں تشریف لائے  
نواب محبوب علیخان اور آؤ سردار آداب بجالائے مرزا منیر الدین خان کو حکم ہوا فوج کے  
واسطے خوراک کا انتظام ابھی تک نہیں ہوا اسکی تدبیر کرنی چاہیے۔ شاہ نظام الدین پیراؤ  
اور بیٹہ حسن صاحب کو حکم ہوا کہ ان سے خلوت ضرور ہے مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان  
اور مرزا عبداللہ کو حکم ہوا کہ وہ فوج پیادہ کے کمریل مقرر ہوئے و وہ ضرب توپ لیکے  
تشمیر نمی الاچوری اور بیٹی و رازوں پر جا کے انتظام کریں شاہ نظام الدین نے

# دوسرا باب

## واقعات دہلی

دہلی کا رورامچہ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء سے ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی تک

(مقتول ارور راماچہ جی لال محمد)

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء اور در شہر کو ہوا شاہ دیواں عام میں گئے اور محرمی عمر اسکا لاسے ۲۴ دیر راس کے پیش کے صوبہ واروں نے حاضر ہو کر عرص کی کہ چہا ہنگا سدر سائی کے واسطے مقرر کیے ہاویں رام سہائے علی اردھالی مل مقرر کیے گئے کہ ۱۰ پالسوریہ کی مدعو کیا دھرم سرجام کر کے پٹنوں میں پہنچا یا کریں محمد اساجیم سن علی محمد ۱۰ اگر کے گھر میں پارہ مارا پرستیدہ تھے سواروں نے شکر سو اگر کر کے گھر کو ٹوٹ لیا اور فرنگوں کو مارا اور ایک بیجاری عیسائی عورت ہمدوستانی کیڑے پہے ہوئے لال ڈوگی کے قریب چلی جاتی تھ سواروں نے اسے قتل کر ڈالا تلنگوں نے ستر میں چہ دوکا میں ٹوٹ لیں با سہا یہ شکر میرا میرالدین کو جو پہلے پہاڑ گنج کا تھا دار تھا مقتطم شہر مقرر کیا اور ٹوٹ دے روکے کے واسطے اسکو مع ایک پٹن تلنگاں کو توالی رواہ کیا مراد کو سے اطلاع کی کہ سپاہی چوڑی والوں کا ہار ٹوٹ رہے تھے یہ سکر ہوا شاہ نے سب پٹنوں کے کو طلب کیا اور ان سے اس امر میں اپنی ناراضگی ظاہر کی اور کہا کہ اسکا انتظام نہ کرے ایک پٹن کا دہلی داروہ تعین ہوا اور ایک زیر جہر کو ادا کیا ایک کہی اور کشمیری ہذا داروں پر اور ایک کہی ورتھا کی کھڑکی پر مقرر ہوئی ہذا داروں نے گھر سینڈ کی بجلی کو دہا پانا ماتندوں نے وہ دارے مد کر لیے اور آہرے

صاحب نے جہاؤنی کا حال دیکھ کے آنکھوں سے ٹپکے ٹپکے آنسو بہا کر لیا۔ اول تو وہ سب واپس نہ گئے اور چونکہ تھے اتنے افسوس سے اپنے افسانہ سے ایسا نہ صاحب کو جہاؤنی تک لبا است دینا پسے خود نہ کہو بہت کہ چوس پا ہی کہ اب جہاؤنی میں تھے آگے برگڈیر صاحب نے حکم دیا کہ تم باغیوں پر چلکے جملہ کرو لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ جب سب طرح سے کابل ایسی بدلتی اور کوئی صورت انتظام اور بچاؤ کی نہ رہی اور اب دن بھی آخر ہو گیا تھا سو قتل گاہ کی زیور کی بھی رائے ہوئی کہ یہاں رہنا مصلحت نہیں اب ہمال چلنا چاہیے۔

ان دنوں سب بیوی بچہ اور میر اور بچے گاڑیوں اور گھوڑوں پر سوار اور بعض پادشاہی برج نشان سے نکل چلے۔ بعض نے میرٹھ کی راہ لی اور بعض کرناٹ کی طرف روانہ ہوئے۔

ان دنوں کی مصیبتوں کا حال بیاں سے باہر ہے تمام ملک ان کا یکا یک دشمن ہو گیا تھا۔ ان دنوں نے ان کے ساتھ بڑی زیادتیاں کیں۔ بعض ان میں سے ہزار خرابی اور کالیف تباہ رہ گئے اور بعض راستہ ہی میں ہزار باغیتیں اٹھا کر مارے گئے بچاری ناز پرور وہ

ان دنوں اور بیویوں کو جنہوں نے گھر سے باہر قدم بھی نہ کھاتا تھا منزلوں جو کی پیاسی اور برسنا

ان دنوں میں افسانہ خیراں چلنا پڑا۔ میروں اور قزاقوں نے بدن پر ایک جتنی

ان دنوں اور زبور کا تو کیا ذکر ہے کوئی جگہ ایسی نہ رہی کہ جہاں کوئی انگریز دم بھر

ان دنوں اور آرمی کے جہاں کہیں وہ تھکے ماندے اور شکستہ حال پناہ کے خوف سے گھٹنگار

میرے تھے وہیں سے اوگ باغیوں کے خوف سے انہیں نکال دیتے تھے۔





ہار شاہ



مہتمم میگزین شہر نے اس خبر کے سنتے ہی کہ باغی شہر میں گھس آئے ہیں میگزین کی  
 حتی الامکان بڑی حفاظت کی صدر و رازہ اور اس و رازہ پر جہاں سے تو سچائے کہ  
 جاتے ہیں اور آؤر موقعوں پر تو میں المصاعف چھڑو پھر کر لگا دیں اور لفٹ صاحب  
 موصوف کے حکم کے بموجب مشربکے مشراسکے سارجنٹ اسٹوارٹ نے نہایت سچائی  
 اور شجاعت کے ساتھ ایک باروت کی لکیر مخزن باروت تک قائم کی اس خندہ سے کہ جب  
 ناب مقابلہ نیگی اسوقت میگزین میں آگ دیکھے مرجائینگے باغی قلعہ سے سیڑھیاں لگے  
 میگزین کی دیوار پر جوق جوق چڑھ گئے لیکن تاہم ان چند انگیزی افسروں نے پانچ  
 گنٹھ تک ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کیا۔ جب آخر کو مرکش میگزین پر بالکل قابض اور  
 محیط ہو گئے اسوقت حسب لاپار لفٹ ولوبی صاحب کے مشراسکے صاحب نے باروت خاتم  
 صدر میں آگ لگا دی اسوقت ایک ایسا صدمہ عظیم ہوا کہ تمام شہر میں زلزلہ پڑ گیا اور آسمان  
 پر سفید غبار چھا گیا صدر باغی میگزین کی دیواروں کے نیچے دیکھے مر گئے لیکن قدرت خدا  
 کی دیکھئے کہ میگزین کے کل انگور نیچ کے صاف نکل گئے۔ اگرچہ پھر لفٹ ولوبی صاحب  
 اور آؤر انگریز باہر گنواروں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ بغاوت کے بعد پلٹن نمبر ۵ کی  
 کینیاں ۳۸ ویں اور ۷ ویں پلٹن جو کشمیری و رازہ پر مقیم تھیں بہت عرصہ تک خاموش  
 رہیں اسی وجہ سے وہاں پر بہت سے انگریزوں اور میموں نے پناہ لی تھی لیکن آخر قریب  
 تیسرے پہر کے انھوں نے بھی بغاوت کی۔ گورٹن صاحب ۷ ویں پلٹن کے کپتان کو  
 مار ڈالا اور بعد ازاں لفٹ روہی صاحب اور لفٹ اسمتھ صاحب کو قتل کیا یہ حال دیکھ کر  
 انسان پلٹن لفٹ اوسبرن اور اور افسر اور میمیں فصیل شہر سے خندق میں کوو کے  
 بھاگے ۷ ویں پلٹن کی کمپنیوں کو جنھیں شہر کے انتظام کے واسطے بھیجا گیا تھا برکڈیر

اپنا اسر قرار دیا۔ حلیما کے تمام قیدیوں کو رہا کیا اور صلااح میں جہاں ایک  
 ٹری جماعت پستون اور صیانیوں اور صاحبان میگریں سوہ پھوں کی رہتی تھی قتل  
 کئی شروع کی بہت سے عیسائی عورت و مرد اور بچے حصوں نے کشن گڑھ دے دیے۔  
 کی حلیما میں پہاڑی تھی آخر کو قلعہ میں ملا تاج کو ٹری سیرجی سے قتل کئے گئے کشمیری  
 دروازے کے متصل یورپی عدس اور سٹر رسورٹ صاحب ہنتم ہک سے تمام کہے  
 کے مار گئے سپاڈری لے پیر ڈ صاحب اور سٹر ساد میں اور سٹر لوس کا صاحب اور  
 ڈاکٹر جن لال صاحب سٹسٹ سرجن اہلی بھی قتل ہوئے شکلوں میں آگ لگا دی اور  
 ٹوٹ شروع کر دی ہم دس پلٹیں جو چھاؤنی سے رخ ساد اور انتظام کیواسطے تہر کو  
 آئی وہ بھی کشمیری و دواہ میں داخل ہوئے ہی ماغیوں میں لگئے اور کہتاں دستہ  
 کہتاں روس صاحب۔ لٹٹ اوڈ اور ڈ صاحب۔ لٹٹ و اثر میڈ صاحب ڈاکٹر ڈوگ  
 صاحب جو پلٹیں کے ساتھ تسماعیوں کے ہاتھ سے مار گئے اور کہتاں پہلی صاحب  
 کو جس کے سترہ رحم لگے تھے کماں مردہ چھوڑ کے چلے گئے جس کو اسٹوارڈ صاحب گاڑی  
 میں ڈال کے چھاؤنی لے گئے سرگڑیر صاحب سٹو یہ حال سکے چھاؤنی کا انتظام کیا اور  
 سہ گدیہ معزز و پتہ نشان رخ میں جمع ہوئے یہ ایک چار دیواری کا گول گھر مین  
 شہزادہ چھاؤنی کے واقعہ و سپر رخ کا نشان رہتا تھا اگرچہ یہ مقام مستحکم تھا لیکن  
 اس امید سے کہ انگریزی فوج و قریب میرٹھ میں جو مقرب اگر مدد دیگی اس لئے سے  
 مع والی بچوں کے یہاں قیام کیا۔ یہ گڑھ صاحب رخ کو مختلف جگہ تقسیم کر کے کہا  
 سوتوں پر تو نہیں لگائیں و کلام ملکی و میر و شلالاس صاحب رخ اور ڈاکٹر مالوہ صاحب  
 و مارشل صاحب سوڈاگر کسی شہر سے ہنگام کے اس رخ میں آگئے۔ لٹٹ ڈوگلی صاحب

تاریخ کی صبح کو دہلی میں داخل ہوئے دہلی کی چھاؤنی میں جو شہر سے مشرق کی طرف  
 دو میل کے فاصلے پر واقع ہے ایک ہندوستانی تو نچانہ اور تین ہندوستانی پلٹن ۳۲  
 ویں اور ۵۴ ویں اور ۷ ویں مقیم تھیں اور برگٹیرگر پوس صاحب اس فوج کے حاکم  
 تھے دوشنبہ کے روز اوپن تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو صاحب دستور سب کچھریاں پور ہی تھیں  
 کہ اتنے میں باغیوں کی آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ جب اس امر کی اطلاع مسٹر صاحب  
 محبٹر شہر کو ہوئی۔ بگی دوڑ کے چھاؤنی پہنچے اور برگٹیر صاحب کو اس خبر سے مطلع  
 کیا انھوں نے ۵۴ ویں پلٹن کو مع دو ضرب توپ سرداری کرنل پرلی صاحب طیار ہو گیا  
 حکم دیا جب صاحب محبٹر شہر چھاؤنی سے واپس شہر کے کشمیری دروازے پہنچے  
 اسوقت ایک بلوہ معظیم شہر میں برپا ہو گیا تھا اور بڑا ہجوم تھا۔ مسٹر لباس صاحب حج  
 نے انکو اندر جانے سے منع کیا لیکن انھوں نے نہ مانا پھر ان کا ہتھ نہ لگا کہ وہ کیونکہ  
 اور کہاں مارے گئے۔

مسٹر سائمن فریز صاحب کشتر باغیوں کی آمد کی خبر سنتے ہی بگی میں سوار ہو کے  
 کلکتہ دروازہ پر چھ ماہین پل اور شہر کے واقعے پہنچے وہاں انھوں نے باغیوں کو شہر  
 میں آنے سے روکنا چاہا لیکن نہ ہو سکا۔ مسٹر ڈوڈ صاحب ہتیم تار برقی اور سار جنٹ پل کو  
 باغی قتل کرتے ہوئے دروازہ مذکور سے شہر میں آگئے اول سوار داخل ہوئے جنہ  
 پہلے سائمن فریز صاحب سچ اور کپتان ڈنگلس صاحب قلعہ دار کا مقابلہ ہوا بعض کہتے  
 ہیں کہ حج صاحب موصوف وہیں مارے گئے اور بعض کی روایت یہ کہ وہ کپتان  
 ڈنگلس صاحب کے گھر پر جو قلعہ کے دروازے پر تھا مع کپتان صاحب موصوف اور  
 پادری جنگ صاحب اور انکی بیٹی کے قتل ہوئے باغیوں نے قلعہ میں جاکر شاہ کو



طرف سوار ہو کے جاتی تھیں کہ یکایک تھکے عظیم سپاہ ہو گیا مدد و قوت کی آوازیں آئے  
 لگیں اور ہر طرف آگ روشن ہو گئی سارے گری اور قتل شروع ہوا پانچ سے ستام کو تیسرا  
 رسالہ اور ۲۰ ویں لیٹس مسلح ہو کے ۱۱ ویں لیٹس کی لیں میں گھس گئی اور ان کو بھی اپنے  
 ساتھ لیا یہ سکر کرل مس صاحب افسر گیارہویں لیٹس سوار ہو کے لیں میں آئے اور  
 اپنے سپاہیوں کو سمجھائے گئے لیکن میسویں لیٹس کے سپاہیوں نے ان پر ایک مار مارا  
 اور گولیوں سے ان کا بدن چھلی کر دیا یہ اول افسر تھے جو عداوت کے شروع میں مارے  
 گئے یہ دیکھ کر اور افسر گورہ چھاؤلی کی طرف چلے گئے تیسرے رسالہ کے سواروں نے  
 اول حلیما کو حاکم کر توڑا اور اپنے سمائیوں کو قید سے رہا کیا اور ان کے ساتھ بارہ سو قیدی  
 جو محس میں تھے وہ بھی رہا ہوئے پھر ان سب ہائی سپاہیوں نے محشر پر پا کر دیا جاؤں  
 طرف چھاؤلی میں آگ لگا دی میسائوں میں سے عورت و مرد اور بچے جو ان کے پیچھے  
 آ گئے انھیں اس سیرمی سے قتل کیا کہ کھتے ہوئے دل کا پتا ہے گورہ موج یہ ماحرہ  
 دیکھ کے تیار ہو گئی لیکن تا وقتیکہ وہ ہمد و ستانی چھاؤلی تک پہنچے رات بہت آگئی تھی  
 اور تاریکی چھا گئی تھی سرکش سب حلا بھوک کے اور قتل کر کے دہلی کی طرف فرار ہو گئے  
 یہ بہتے ہی مسلح میں مانتظامی اور پولی پیدا ہو گئی رملہ پولیس بھاگ گیا۔ مستترہ ٹو اک مد  
 ہو گیا تار رقی ٹوٹ گئی اور لوٹ کھسوٹ ہونے لگی اتنا ہی بجی کو کھپیاں سیرامید ماسٹر  
 یعنی شہر بیا کی رڈ کی سے میرٹھ پہنچیں اسی روز انھوں نے لیے افسر میر فریر رملہ صاحب  
 کو مار ڈالا اور جو دہلی کی طرف نہاں ہوئیں اور حلیما کو رہا کیا۔ ان کے بتیا چھپیں گئے

### باعینوں کا دہلی میں داخل ہونا

سوار اور سپاہی میرٹھ سے راتوں رات بھاگ کے اور چھاپس میل سرلے کر کے ۱۱ ویں

یا عدول حکمی کا بھی احوال بخوبی ظاہر ہوا اس لیے حکم دیا کہ تاریخ منیٰ صبح کے وقت  
 تیسرے رسالہ ہندوستانی کی پریٹ ہو چنانچہ تاریخ کی شام کو کارٹوس تقسیم کیے گئے  
 اور یہ کارٹوس وہی تھے جو انکو ہمیشہ ملتے تھے اور جن سے انھوں نے ہمیشہ کام دیا  
 تھا۔ پچاسی سواروں نے کارٹوس لینے سے انکار کیا یہ حرکت چونکہ قوانین جنگی کے  
 بالکل برخلاف تھی اس لیے فوراً وہ گرفتار کر لئے گئے اور افسران فوج نے انھیں اللہ  
 سپرد کر دیا اور کورٹ مارشل یعنی عدالت جنگی میں ان پر جرم عدول حکمی اور بغاوت ثابت  
 ہوا اور ہر شخص کو ان میں سے چھ برس سے دس برس تک کی قید یا مشقت کی سزا کا  
 حکم سنایا گیا چنانچہ تاریخ منیٰ کو اس حکم کی تعمیل ہوئی اُس صبح تمام فوج گورہ اور  
 ہندوستانی پریٹ پر جمع ہوئی اور وہ مجرم وہاں اسے گئے اور تمام فوج کے سامنے  
 انکی وروی اتاری گئی اور بڑی اور تھکڑی ہر ایک کو پہنا کر جلیانہ روانہ کیا یا پرنجیر  
 کر نیچے وقت مجرموں اور انکے رسالہ کے سواروں میں جو وہاں موجود تھے ایسے اشارے  
 ہوئے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجرم انکی طرف بنظر کمال طعن و بیکہ رہے ہیں اگرچہ  
 رسالہ کے سواروں کے تیور بدل گئے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھائیوں کی یہ  
 بے عزتی نہ ہونے دیں لیکن اتنی گورہ فوج کے سامنے ان کا کچھ قابو نہ چل سکتا تھا جبکہ  
 مجرموں کی روانگی کے بعد کل فوج نے لین کی طرف مراجعت کی تو سب ہندوستانی فوج  
 سخت برا بکھینچتے اور خفا معلوم ہوتی تھی اور اس تمام روز اور شام کو ان میں جھگڑا  
 شور سے اور تجاویز ہوتی رہیں۔ اہل فرنگ کو کبھی اس امر کا خیال بھی نہ تھا جو دوسرے  
 روز دسویں تاریخ ماہ منیٰ ۱۲۵۷ء اتوار کے روز شام کے وقت ظہور میں آیا اس روز  
 کو یا مکرشی حکام کھلا شریعت ہوئی۔ انگریز سب اور ہمیں اس وقت شام کی نماز کو گرجہ کی

اور قواعد سرکار انگلیشیہ جو تہم اس پر ہرگز یقین ملاؤ اور سمجھو کہ سرکار کو پتہ تھارے عقائد کا  
کتنا پاس لحاظ ہے اور ہا ہے اس دمجی نے اُنکے دلوں پر مطلق اثر کیا اور وہ طریقہ  
عدل حکمی اور سرکشی رد و رد و زیادہ اختیار کرتے جاتے تھے اور جیسا کوئی آتش روگی کا  
بازار گرم ہو گیا ۲۳ تاریخ ایریل کو کرنل سمیتھ صاحب حاکم سوم رسالہ ترک سوارے حکم دیا  
کہ صبح کو پریٹ ہوتا کہ اُن کو وہ یا طریقہ کار توں پھرنے کا تملایا جاسے جس میں کار توں  
مترہ سے کاٹنا نہیں پڑتا بلکہ مائیں ہاتھ سے پکڑ کے پھرتا ہوتا ہے۔ اس حکم کے دیے  
سے کرنل صاحب مدد و مع یقین کیا کہ مدد و ستانی روح کو معلوم ہونا ٹیگا کہ نہ کار انگلیشیہ  
مہد و ستانیوں کے خیالات کا کتنا پاس کرتی ہے۔

۲۴ تاریخ صبح ۱۰ ماہ دکر پریٹ یا استہ جوا اُس وقت حوالدار پھرنے کار توں  
طریقہ صدید سے پھر کے چھوٹا کر دکھایا صاحب سواروں کو حکم قواعد جوا اُس وقت اُنھوں  
نے کار توں لیے میں پس و پیش ظاہر کیا حالانکہ یہ وہی کار توں تھے جن سے وہ پہلے  
قواعد کرتے تھے یہ دیکھ کر پھر سرس صاحب نے اس امر کی تحقیقات کی جمادی ۲۵ تاریخ  
میں اس معاملہ سے آدمیوں نے بیان کیا کہ اُنکو تامل اعتراض کوئی جیر اس کا عدی  
کار توں میں نہیں ظاہر ہوئی لیکن شہور یہ ہے کہ جس جیر کا سا ہوا ہے اور اسکا نہیں  
یقین ہو گیا ہر یہ تقریر کہ میر صاحب مدد و نے اُن کو بہت سمجھایا اور اُن سے تقریر  
کی آخر یہ ہوا کہ سب لوگ روح کے راضی ہو گئے اور اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم عدل حکمی اور  
کسانی سے مت مادم ہوئے اور ہمیں ان کار توں کے ہستمال میں آید و کسی قدر  
پہچان اس میلے کے بعد پھر ہی روح کے اہل و اسے پہلی بار صمدی ظاہر ملی تھی۔  
پھر جنرل سیٹ صاحب نے یہ سوچا کہ اس کشمکش کا فصلہ مونا چاہیے اور روح کی مٹا

ایمان جانتا رہے گا کل سپاہیوں میں سازش ہو گئی ہے اور انہیں کا یہ سب کام ہے اور اسی وجہ سے باوجود اقرار انعام اور کوشش اور تحقیقات تمام کے کوئی شخص جرم آتش زدگی کا مرتکب اور مجرم ظاہر نہیں ہوا۔

میرٹھ میں بغاوت کا آغاز وہاں سے سرکشوں کی پہلی طرف قرار ہونا۔ یہ کب گمان تھا کہ میرٹھ میں جہاں اتنی فوج گورہ مقیم تھی اول سرکشی شروع ہوگی۔ بارک پور سے لیکے شلیج تک کہیں اتنی فوج گورہ کی تعین نہ تھی میرٹھ میں مقتول ۶۰ ویں رفل گورہ جس میں ایک ہزار مضبوط جوان تھے اور چھ سو جوانوں کا چھٹا سا ڈریگن اور ولایتی توپخانہ اسپر مع پانچ سو توپچی موجود تھے۔ غرض کل فوج گورہ قریب دو ہزار دو سو کے تھی اور ہندوستانی فوج گورہ کی فوج سے کچھ مضبوطی زیادہ تھی یعنی تیس ہزار سالہ ترک سواروں کا اور گیارہویں اور ۲۰ ویں پلٹن پیادگان۔ چربی لگے ہوئے کار تو سوں کی خبر اور مختلف بے بنیاد افواہیں سب جگہ پونہج گئی تھیں علاوہ ازیں فتنہ انگیزوں نے یہ بھی مشہور کیا کہ سرکار نے ہندوکاندھب بگاڑ دینے کے واسطے آٹے میں جیل اور گائے کی پڑیاں پسوائی ہیں اور اس لغو بات کو علاوہ سپاہیوں کے جو فرقہ و جاہل مشہور ہے اچھے اچھے معقول آدمیوں نے یقین کر لیا۔

اس میں شک نہیں کہ ان جھوٹی خبروں کو ان آدمیوں نے زیادہ مشہور کیا جن کا انتشار سرکشی کرنے کا تھا تاکہ ہندو جو بیوقوف اور سادہ لوح ہیں وہ ان کا یقین کر کے کبھی طرف ہو جاویں غرض کہ جب سپاہیوں کو میرٹھ میں ان افواہوں کا یقین ہو گیا اور آپس میں ان کا بڑا چرچہ پھیل اُس وقت میجر جنرل ہیوٹ صاحب نے فوج کو سمجھایا کہ سرکار کو تمہارے مذہب میں دخل دینے سے کیا مفاد حاصل ہو گا اور یہ امر بالکل خلاف انتظام

گورہ اور سولہاں ہندوستانی کے چسرو کو روانہ کیا تاکہ وہاں مقیم رہیں اور دریائے پارہ کے تہر  
 چانگنام کی طرف جہاں ماتی چارکپھی انکی پلٹن کی معیم تھیں۔ ہمارے پاویں اس موقع پر  
 بھی موج کی دھجی کی گئی کہ سرکارے عقائد مذہبی میں کمی دست اندازی نہیں کی اور نہ آمینہ  
 کر گئی اور انکو لازم ہے کہ قفسہ پر داروں کے قریب میں نہ آئیں اور ان ستیاطیں کے اعوا  
 کرے سے کوئی امر نہک حرامی یا عدول حکمی کا نہ کریں۔

یہ سرگزشت تو مسلمانوں کا لہ کی ہے اب اصلااح شمال مغربی کا احوال سنئے گئے کار تو سول  
 کی حر یہاں بھی پوچھی اور اس کا اتراول سنگالہ میں مودار ہوا ہر مہی سنگھ صورہ ۱۷۳۶ء میں  
 پلٹن متعلیہ چھاؤنی اسالہ نے سب اپنے بھائیوں کے آگے مایا کیا کہ گئے کار تو سول میں  
 کچھ حرائی ہیں جو اورہ مجھے اُسکے استعمال میں کچھ حد رہے ۲۶ تاریخ پانچ کو اُسکے گھر میں  
 کسی نے آگ لگا دی جس سے اُس کا گھر اور اساب حل گیا پھر تو چھاؤنی میں آتش روگی  
 شریع ہوئی ۱۳ تاریخ اپریل کو آگ لگی پھر پندرہویں کو اور پھر سوٹھویں کو اس روز تیس ہزار  
 روپیہ کا سرکاری اساب حل گیا، ۲۶ تاریخ کو ایک مالی منگلہ اور ایک امسر کا اہطل اور ایک  
 کاں حل گیا ۲۷ تاریخ کو معلوم ہوا کہ پانچویں پلٹن کے معمدار اور حوالہ دار کا گھر جلانے کا ارادہ  
 تھا یہ دونوں ہندوستانی امسرے کار توں سے راضی تھے معمدار کے پلیگ کے سچے ہاتھ  
 اور گندک بھی ہوئی یکڑی گئی ۱۴ اور ۱۵ اور ۱۶ تاریخ کو رات آتش روگی رہی اور چھاؤنی کے  
 اگر مکانات حل گئے یہ حال دیکھ کر امسران انگریزی اور کستھار مس صاحب کو کمال تشریق  
 ہوئی اور کہتاں ہوا ڈھ صاحب محشریٹ چھائی اسالہ نے منگلہ کو اس معمدوں کی چٹھی لکھی کہ  
 چھاؤنی اسالہ میں اس آتش روگی کا ماتت ہر سے نہ ایک تو ہوا یہاں کار توں  
 ہیں سپاہیوں کے دل میں سما گیا ہر کہ ان کار توں کے استعمال سے اُن کا دیں اور

نے صاحب موصوف کو گولی ماری لیکن وہ اُنکے گھوڑے کے لگی صاحب نے بھی  
 پتہ نہ کیا لیکن گولی نے خطا کی اس پر سپاہی نے صاحب کو تلوار سے زخمی کر کے  
 گھوڑے سے اتار لیا سینکڑوں سپاہی خاموش تماشا دیکھا کئے اور کوئی شخص سوئے  
 شیخ پلٹو اور ہندوستانی سار جٹ میجر کے صاحب کی مدد کو نہ آیا بلکہ ایک جمہدار نے  
 منگل پانڈے کی گرفتاری سے انکار کیا اور اپنے سپاہیوں کو فوجايش کی کہ کوئی صاحب  
 کی مدد نہ کرے صاحب موصوف بہر خرابی اُس خوشخوار کے ہاتھ سے جاں بہر ہوئے۔  
 یہ حال سنکر میجر جنرل ہیرسی صاحب مع دیگر افسران موقع واردات پر آئے اور بدقت منگل  
 پانڈے کو گرفتار کیا اور کورٹ مارشل یعنی عدالت جنگی میں منگل پانڈے اور جمہدار پر جرم  
 ثابت کر کے پھانسی کا حکم دیا چنانچہ ۸ اپریل کو پھانسی دی گئی۔ حاکمان کلکتہ کو یقین ہو گیا  
 کہ اس سزا کے باعث سے کل ۳۴ ویں پلٹن کے آدمیوں کو عبرت ہو جائیگی۔ لیکن  
 برخلاف اسکے وہ پلٹن اور بھی زیادہ گستاخ اور نافرماں بردار ہوتی گئی۔ جب پانی سر سے  
 گزر گیا تو یہ فیصلہ ٹھہرا کہ اس پلٹن کے ہتھیار بھی چھین لئے جاویں۔ چنانچہ تاریخ مئی ۱۸۵۷ء  
 کل فوج گورہ و ہندوستانی قرب و جوار کلکتہ مع توپخانہ بارک پور میں جمع کی گئی اور تاریخ  
 صبح کو یہ فوج دو صف میں آراستہ ہوئی اور چار سو سپاہی ۳۴ ویں پلٹن کے جو چھاؤنی  
 بارک پور میں جمع تھے تو پچوں کے سامنے کھڑے کئے گئے نفٹ چامیر صاحب مترجم  
 نے اُس پلٹن کے ہتھیار چھین لینے اور نام کاٹنے کا حکم سنایا بعد ازاں جنرل ہیرسی صاحب  
 نے اُن کو حکم دیا کہ ہتھیار رکھ دو اور وردی جس کو تمہارے جسم سے کمال بیعتی چڑا تار کے  
 حوالہ کرو جب انھوں نے ہتھیار دیدیئے اور وردی اتار کے حوالہ کر دی اُس وقت اُن کی  
 تنخواہ میاق کی گئی اور اُن کو مع انکے بال بچوں کے بھراست کپتانی گرانٹ پیرم ۸۰۰ روپے

چنانچہ ۳۱ مایچ کو پلٹس مذکور بہرام پور سے مارک پور طلب ہو کر آئی اور اسکے ہتیارے بیٹے  
 کے تنخواہ کل سپاہیوں کی میانی کر دی گئی اور ان کو بھلا لکھاٹ سے وریا پارا تار دیا۔  
 نواب گورر حزل ہمدے حبہ لایت کو یہ لکھ کے بھیجا کہ اب امید ہے کہ اس صحت سرا  
 سے کل ہمدوستانی روح کو یقین ہو جائیگا کہ حکام کی عدول حکمی سے عمر رما دی کے کچھ  
 حاصل نہیں ہوتا۔ ہتیار لیے کے وقت میجر حزل پیری صاحب نے تمام روح کے  
 سامنے عیاس وقت پریٹ پر موجود تھی بہت مصاحبت اور صفائی کے ساتھ گورر حزل ہمد  
 کا حکم پڑھ کے سنایا کہ مدہمی دست امداری کے باب میں ججاو ہیں قصبہ پر داروں نے  
 مشہور کیا ہیں وہ محض بے اصل اور بے بنیاد ہیں اور سرکار انگلند کو ہرگز ہرگز کسی نہ  
 ہوا اور نہ ہوگا کہ کسی کے مدہمی عقائد میں دست امداری کرے ۳۴ ویں پلٹس تنبیہ مارکی  
 بھی بہت برا بھیجے خاطر تھی اور گرتنگی کی ہوائے اسکے دل میں زیادہ اتر کر رکھا تھا کہ  
 ۱۹ ویں پلٹس مذکورہ بالا کو ہتیار ڈالے کیئے طلب کیا تھا تو اسی وہ ماناست میں  
 دھوکہ آٹھ میل مارک پور سے سب سے پہنچی تھی۔ تھی کہ ۳۴ ویں پلٹس کے سپاہیوں نے  
 پیغام بھیجا کہ تم اپنے انگریزی امسروں کو مارڈالو اور مارک پور میں آن کے اور ہمارے ساتھ  
 لکے یہاں کے سام امسروں کا کام تمام کرو اور چھاؤنی اور تنگلہ پھوک کے کلکتہ پر حملہ کرو  
 لیکن ۱۹ ویں پلٹس نے اس پر عمل کیا۔ ۱۹ مایچ کو ۳۴ ویں پلٹس کے ایک سپاہی  
 سمنی منگل پاڈے نشہ میں مدست ہو کر مسلح ۱۰ تنوار اور مدوق لیکے گھر سے نکلا۔  
 اور پہلے بھائی سدوں کو آواز دی کہ اس کے ساتھ جو حاویں اور اس نے میاں کاکر  
 کسی انگریزی امسر کو وہ دیکھے گا مارڈالو۔ ٹسٹ با صاحب نے حب یہ حال اور کل پلٹس  
 کی رائیجنگی۔ اچ کا حال سنا تو وہ فی الفور سوار ہو کر لیں میں تشریف لائے منگل پاڈے

حسب دستور کار توس سے قواعد کرنے کا حکم ہوا انھوں نے انکار کیا اور ٹوپیاں نہ لیں  
 اور بیان کیا کہ کار توس کے کاغذ میں انکو شبہ ہے کہ دو طرح کے دیئے گئے ہیں ایک میں  
 آنکھو گمان ہے کہ چربی لگی ہوئی ہے حالانکہ یہ امر محض غلط تھا وہی پرانے کار توس اُن کو  
 دیئے گئے تھے یہ عدول حکمی یا تو صریح اخراجات اور انتشار بغاوت کے باعث تھی یا اُن کو  
 کسی نے بہکایا ہو گا یہ دیکھ کر حاکم افرختہ ہوئے۔ انھیں کزنل مچل صاحب حاکم فوج نے  
 حکم دیا کہ صبح کو رسالہ سوار اور توپخانہ ہندوستانی پریٹ پر حاضر ہو اسی شب دس یا گیارہ  
 بجے رات کو ۱۵ ویں رجٹ کے سپاہیوں نے بلوہ کر کے کوئٹہ جہاں کہ بندوقیں جمع تھیں  
 بتھیں (کوئٹہ کراچی اپنی بندوقیں لین میں لا رکھیں صبح ہوتے ہی توپیں تیار ہوئیں اور  
 افسروں نے پریٹ پر پہنچ کر دیکھا تو سپاہی بغیر وردی لیکن مسلح غل و شور مچا رہے ہیں  
 یہ دیکھ کر مچل صاحب نے اُن سے تقریر کی اور کہا کہ تم لوگوں کو کیا گمان فاسد ہو گیا ہے  
 اور جو قہر چاہتا تھا اسے دلوں پر چھا رہے ہیں وہ محض غلط اور بے بنیاد ہیں اور تمہیں سچا  
 کہ اپنے ہتھیار دیدو اور دستور اپنی لین کو جاؤ۔ یہ سنکر افسران ہندوستانی نے کہا کہ سپاہی  
 ہتھیار رکھنا انہیں چاہتے ہیں جب تک کہ آپ توپخانہ اور رسالہ نہ ہٹالیں گے صاحب بہادر نے  
 منظور فرما کے توپخانہ اور سواروں کو ہٹالیا اسکے بعد سپاہیوں نے بھی اپنے ہتھیار رکھ دیئے  
 چونکہ تاریخ ۱۵ کو خبر مفید بہرام پور کی کلکتہ پونچھی لیکن چونکہ گورہ فوج بہت کم تھی  
 لہذا فرمان سپاہیوں کی مراد ہی میں تاہل واقع ہوا پلٹن نمبر ۴ پیادگان شاہی گورہ  
 کو رنگون سے طلب کیا اور پلٹن مذکور تاریخ ۱۵ کو رنگون کا کیمپ میں پونچ گئی۔ اب سیمبر جنرل  
 ہیرسی صاحب جاکم فوج بارہ پور کے معصم ارادہ کیا کہ ۱۵ ویں پلٹن سے جس نے بہرام پور  
 میں صبح حکم عدولی کی اور آج وہ فساد ہوئی ہتھیار چھین کے اُس کا نام کاٹ دیا جاوے



پھیلی یہ دیکھ کر تمام جھٹ کے لوگ حائف ہو گئے۔ اس کہنے پر کارتوس کے کاہد کا ایک  
 ٹرانکڈا سیرا حلاس علایا گیا اُس وقت بھر چاندھاں سے دریافت کیا گیا کہ اتھاں میں  
 ویسی مدد نہیں تھی لیکن پھر بھی اُس نے کاہد کے استعمال سے انکار کیا اور کہا کہ وہ  
 موسم نامہ کے نامہ معلوم ہوتا ہے اس کے بعد صوبہ دار صاحب کو ملا کے یو چھا اُس نے  
 حوالہ دیا کہ محکمہ اس کاغذ کے کاٹے میں کچھ انکار نہیں ہے لیکن بیجاوٹی میں سام مشہور ہے کہ  
 اِس کا عدہ چنی چڑھی ہوئی ہے۔ بعد ازاں محکمہ ماں محمدارے بھی بالیقین یہ میاں کیا  
 کہ کاہد میں سرور چنی گئی ہے کیونکہ یہ نامہ کاہد کے نہیں ہو جو کہ پہلے مریخ تھا جس کا  
 عدالت کو بخوبی معلوم ہوا کہ مریخ کے لوگ اس کاہد کے کاٹے سے مائل مارا میں ہیں تو  
 اِس لحاظ سے کہ مذہبی توہمات میں حادہ حلط ہوں یا صحیح سرگردن ہوں۔ یہاں یہ حکم دیا  
 کہ اس امر کی آراء میں کیا جائے کہ آیا کارتوس بعیر شہر سے کاٹے کے بائیں ہاتھ سے بھاگ  
 نئی ریل میں آسانی تمام بھر سکے ہیں یا نہیں چاہے اس امر کا امتحاں کیا گیا۔ اور اسماں  
 پر معلوم ہوا کہ سپاہی بائیں ہاتھ سے کارتوس بھاگنے کے اتنے ہی حلدی اور آسانی سے ریل  
 میں بھر سکے ہیں جیسا کہ شہر سے کاٹ کے اِس تحریر کے بعد یہ سالار مجاہد اِس باب  
 میں اپنی منظوری کا حکم دیا اور کہیں یہ اب گورنر حلال مدد سے اس حکم کا امتحاں فرمایا کہ  
 آید و سپاہی کھائے شہر کے کاٹے کے کارتوس کو بائیں ہاتھ سے بھاگنے کے بھر میں یہ معلوم  
 ہوا ہی تھا کہ ہر ام پور میں تاہم اس کا ہوا ۲۴ دیں ملیش کے کچھ سپاہی مارک پور سے ملے  
 ہر ام پور گئے یہ شہر بھاگتی کے بائیں کٹا پراکیو میں میل کلکتہ سے معرب کی طرف  
 واقع اس مقام پر ۱۷ دیں ملیش کے سپاہیوں نے انکی دعوت کی دعوت کے وقت سکون  
 نے تمام ماہر اعدہ اور مارک پور میں کارتوس کا ہوا امتحاں کیا ۲۶ تاریخ فروری کو

قاسد اور جھوٹی خبریں اُنہوں نے غیبی بتیں اُنکی تردید کی۔ خشک کار تو س ڈیٹے گئے تھے  
 کہا گیا کہ چاروں جس بچپانی سے اُنکو بچنا کر کے استعمال کرو علاوہ ازیں یہ بھی قرار پایا کہ  
 ولایت سے کار تو س تیار نہ آئیں بلکہ کاغذ اور گولی علیحدہ علیحدہ بھیجے جاویں تاکہ وہ بندہ <sup>ن</sup>  
 میں تیار کیئے جاویں اسکے بعد بارک پور جہاں کہ کلکتہ کی چھاؤنی ہے ایک اور وار دات  
 درپیش ہوئی وہاں کے سپاہیوں نے کار تو س کو مونہ سے کاٹنے میں انکار محض کیا اور  
 کہا کہ کار تو س کے کاغذ میں چربی لگی ہوئی ہے جسے مونہ میں لگنے سے اُن کا ایمان جاتا  
 رہے گا تاہم فروری کو جنرل میر سی صاحب حاکم فوج بارک پور نے مع دیگر صاحبان  
 فوج اس امر کی تحقیقات کے واسطے اجلاس فرمایا اور پلیٹن نمبر دوم گرانڈ پیر کے سپاہیوں  
 کے سامنے بلا کر استفسار کیا کہ کار تو س نکاٹنے کی کیا وجہ ہے بیچ ناخن سپاہی نے آگے  
 بڑھ کر عرض کی کہ ہم کو شک ہو کہ اس کاغذ کے کار تو س سے شاید ہمارے ایمان میں فرق  
 آجائے ایسا کاغذ ہم نے کبھی پیشتر نہ دیکھا تھا اور لوگ بازار میں شہور کرتے ہیں کہ اس کاغذ  
 پر چربی چڑھی ہوئی ہے یہ شک صاحبان کچہری نے اُسکے ہاتھ میں وہ کاغذ دیا اور کہا کہ  
 اسکو اچھی طرح روشنی میں دیکھ کر بیان کرو کہ تمہارے نزدیک اس میں کوئی چیز قابل  
 اعتراض ہے بیچ ناخن نے کہا کہ غریب پرور مجھکو اس کاغذ میں اس باعث سے شک پیدا  
 ہو کہ یہ سخت اور کپڑے کی مانند معلوم ہوتا جو اور کاغذ کے طور سے نہیں پھٹتا بعد ازاں  
 ایک اور سپاہی مسیحی چاند نیاں کے اظہار ہوئے اُس نے بیان کیا کہ کاغذ کے کار تو س  
 کے کاٹنے میں اعتراض اس وجہ سے ہوا کہ وہ مثال چمڑے کے سخت معلوم ہوتا ہے  
 یہ حلالے کے وقت تیار ہوئے تھے جو چربی کی آتی ہے چنانچہ سپاہیوں نے چوتھی تاریخ  
 کو حالہ کو کاغذ کے کار تو س کو جو پانی میں بھگو کر جلایا تو جلتے وقت اُس میں سے چراند

پہیلی یہ دیکھ کر تمام جھٹ کے لوگ حائف ہو گئے۔ اس کہنے پر کارتوس کے کاغذ کا ایک  
 ٹرانکلا میرا حلاس ملا یا گیا اس وقت بھر چاند جاں سے دریافت کیا گیا کہ اتنا اس میں  
 ویسی مدد نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے کاغذ کے استعمال سے انکار کیا اور کہا کہ وہ  
 موسم عامہ کے مادم معلوم ہوتا ہے اس کے بعد صوبہ دار صاحب کو ملا کے پوچھا اس سے  
 حوالہ دیا کہ محکمہ اس کاغذ کے کاٹنے میں کچھ انکار نہیں کر لیں عیاںونی میں سام مشہور ہے کہ  
 اس کاغذ پر جی پڑھی ہوئی ہے۔ بعد ازاں گلاب ماں جمدار نے بھی بالیقین یہ میاں کیا  
 کہ کارتوس میں ضرور جی پڑھی ہے کیونکہ یہ مادم کاغذ کے نہیں ہے جو کہ پہلے مریخ تھا جس کے  
 عدالت کو سمجھی معلوم ہوا کہ جس کے لوگ اس کاغذ کے کاٹنے سے ماکھل ماراں ہیں تو  
 اس لحاظ سے کہ مذہبی توہمات میں جو اہ غلطیوں یا صحیح سرگردنوں یا یا ایسے حکم دیا  
 کہ اس امر کی آرمایت کی جائے کہ آیا کارتوس بغیر اس کاٹنے کے مائیں ماتھ سے بھاگ  
 تھی رمل میں آسانی تمام بھر سکتے ہیں یا نہیں چنانچہ اس امر کا امتحاں کیا گیا۔ اور اسماں  
 پر معلوم ہوا کہ سپاہی مائیں ماتھ سے کارتوس بھاگنے کے اتنے ہی جلدی اور آسانی سے رمل  
 میں بھر سکتے ہیں جیسا کہ اس کاٹ کے اس تجربہ کے بعد سپہ سالار مدائے اس مات  
 میں اپنی منظوری کا حکم دیا اور کہیں یہ اب گورر رمل مدائے اس حکم کا امتاں فرمایا کہ  
 آئیدہ سپاہی کھائے ٹھہ کے کاٹنے کے کارتوس کو مائیں ماتھ سے بھاگنے کے بھر میں یہ عیادہ  
 ہوا ہی تھا کہ ہر ام پور میں تارہ مادی پیدا ہوا ۳۴ دیں پلٹش کے کچھ ساہی مارک پور سے ملک  
 ہرام پور گئے یہ شہر بھاگرتی کے مائیں کٹا پڑا کیو میں میل کلکتہ سے معرب کی طرف  
 واقع اس مقام پر ۱۹ دیں پلٹش کے سپاہیوں نے انکی دعوت کی عورت کے وقت رمل  
 نے تمام ماحر و مدد اور مارک پور میں کارتوس کا ہوا امتاں کیا ۲۶ تارہ مادی کو

قاسد اور جھوٹی خبریں انھوں نے سنیں انکی تردید کی۔ خشک کارتوس دیتے گئے  
 کہا گیا کہ پابو جس چکنائی سے انکا چکنا کر کے استعمال کرو علاوہ ازیں یہ بھی قرار پایا کہ  
 ولایت سے کارتوس تیار نہ آئیں بلکہ کاغذ اور گولی علیحدہ علیحدہ بھیجے جاویں تاکہ وہ ہندوستان  
 میں تیار کیے جاویں اسکے بعد بارک پور جہاں کہ کلکتہ کی چھاؤنی ہے ایک اور واردات  
 درپیش ہوئی وہاں کے سپاہیوں نے کارتوس کو مونہ سے کاٹنے میں انکار محض کیا  
 کہا کہ کارتوس کے کاغذ میں چربی لگی ہوئی ہے جسے مونہ میں لگنے سے ان کا ایمان  
 رہے گا تاہم فروری کو جنرل ہیرسی صاحب حاکم فوج بارک پور نے مع دیگر صاحبان  
 فوج اس امر کی تحقیقات کے واسطے اجلاس فرمایا اور پلٹن نمبر دوم گرانڈ پیر کے سپاہیوں  
 کے سامنے بلا کر استفسار کیا کہ کارتوس نکاٹنے کی کیا وجہ ہے بیج ناٹھ سپاہی نے آگے  
 بڑھ کر عرض کی کہ ہم کو شک ہے کہ اس کاغذ کے کارتوس سے شاید ہمارے ایمان میں فساد  
 آجائے ایسا کاغذ ہم نے کبھی پیشتر نہ دیکھا تھا اور لوگ بازار میں مشہور کرتے ہیں کہ اس کاغذ  
 پر چربی چڑھی ہوئی ہے یہ سنکر صاحبان کچہری نے اُسکے ہاتھ میں وہ کاغذ دیا اور کہا کہ  
 اسکو اچھی طرح روشنی میں دیکھ کر بیان کرو کہ تمہارے نزدیک اس میں کوئی چیز قابل  
 اعتراض ہے بیج ناٹھ نے کہا کہ غریب پرور مجھ کو اس کاغذ میں اس باعث سے شک  
 ہے کہ یہ سخت اور کپڑے کی مانند معلوم ہوتا ہے اور کاغذ کے طور سے نہیں پھٹتا بعد ازاں  
 ایک اور سپاہی مسیحی چاندھاں کے اظہار ہوئے اُس نے بیان کیا کہ کاغذ کے کارتوس  
 کے کاٹنے میں اعتراض اس وجہ سے ہوا کہ وہ مثال چمڑے کے سخت معلوم ہوتا ہے  
 یہ حال سنا کر وقت دوستوں میں سے جو چربی کی آتی ہے چنانچہ سپاہیوں نے چوتھی تاریخ  
 کو حال کو کاغذ کے کارتوس کو جو پانی میں بھگو کر جلایا تو جلتے وقت اُس میں سے چرانا

## پہلا باب

# سلسلے کی بغاوت

شروع سال ۱۲۵۰ء میں مسند پر داروں نے یہ غلط سرشہور کی کہ نئی ہندوؤں کیواسطے  
ولایت سے حکام کو آئے ہیں ان میں سوراوہ گائے کی چربی لگی ہوئی چھوڑے گا تو سوراوہ  
کے تقسیم کرے گا سوراوہ کے کہ مذہب ہندو اور اسلام کو بچاڑا جائے اور سوراوہ  
جیسائی ہو جائیں ۲۴ تاریخ صوری ۱۲۵۰ء مقام دھرم میں حاکم کے قریب جو کسی اونی قوم  
کے ہندو نے دوم نکال گرا میڈیک کے ایک برہمن سپاہی سے پانی پیے کو لڑنا مانگا برہمن نے  
انکار کیا اس سچی دات کے آدمی نے سپاہی سے کہا کہ اسی جہاں آپ اپنی دات پر بھی  
مارے دیکھو تو سہی ہوتا کیسا بے آپکو گائے اور سور کی چربی ہوئی چربی کے کار توں سے  
سے کاٹنے پڑیئے پھر آپ کی دات کہاں رہیگی برہمن نے یہ سکر اس حاکم کو کہ آپ  
معاویہ سردوں میں پھیلا یا گویا یہاں سے مساوت کی ابتدا ہوئی۔ تمام مع ہندوستانی تہذیب  
دھرم کو چھان بھاگ وہ دات میں سے خارج ہو گئے اور جب وہ گھر جائیگے تو کوئی اسے  
ساتھ کھانا نہ کھائے گا جس دات کی مرا گیری امروں کو ہوئی انہوں نے پریش کا  
حکم دیا۔ حکم ہوتا ہے ہی سب مع آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی انہوں نے مارا منگی کا باعث  
استدرا کیا انہوں نے عساکر اور میان کر دیا۔ امروں نے مسکرائی دلی کی اور حو

مسلمان مرہٹوں کے ظلم بہتے بہتے ایسے بنگ آ گئے تھے کہ انھیں انگریزوں کی سلطنت  
بسا خفیت معلوم ہوتی تھی اگر باغی اور بے رحم فوج دہلی کا رخ نہ کرتی اور یہاں انگریزوں  
ہی کا تسلط رہتا تو ہرگز کسی قسم کی بربادی نہ ہوتی۔ خدا کو جو کچھ منظور تھا وہ ہوا۔ اور اب  
شکر کا مقام ہے کہ انگریزوں کی سلطنت ہندوستان کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ  
مانی گئی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ غدر ۱۸۵۷ء کے مختصر حالات درج کریں تاکہ معلوم ہو کہ باغی فوجیوں  
کو کیسی زک اٹھانی پڑی اور انگریزوں کو جن کے معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کیا گیا۔  
خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے کیسی فتح عنایت کی۔ غدر کے ان حالات سے یہ پتہ  
پہل جا سکا کہ آجکی ابتدا کیونکر ہوئی اور یہ آگے ہندوستان کے اکثر حصوں میں کیونکر  
بھڑک گئی۔ بہادر شاہ کا مقدمہ کیونکر ہوا اور بعض بڑے بڑے مسلمان یا ہندو عہد داروں  
نے کیا کیا اظہار و بیانیہ فقط



نکے ڈال قلعہ میں زندگی بسر کرے لگا اور قریب قریب تمام ہندوستان کی حکومت مرہٹوں کے  
 قلعہ میں آگئی مسئلہ لوم میں شاہ عالم نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ مرہٹوں کے چہرے  
 آزاد ہو جائیں مگر بچارے کامیاب نہیں ہوئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹوں کی ایک  
 مستقل جمع دہلی میں رہنے لگی۔

اس تاریخ سے شاہ دہلی مرہٹوں کے ہاتھ میں تل کٹ پٹی کے رہے لگاہانک کہ  
 ۱۸ ستمبر ۱۷۸۷ء میں لارڈ لیک نے دہلی کی بھیلوں کے بیچ مرہٹوں کو شکست کے دیکے  
 شاہ عالم کو اپنی پیاد میں لیلیا مسئلہ لوم میں مہاراجہ ہو لکرے دہلی پر سخت حملہ کیا لیکر کیل  
 اوکڑوئی لے مسکواہل دہلی اتر لونی کتے ہیں ٹری بھاری شکست ہو لکر کو دی اور وہ  
 دہلی سے بھاگ دیا گیا۔ اس تاریخ سے دہلی کی تواریخ میں ایک صدی سال کا آمار ہو کے ۳۵  
 سال تک اس واماں رہا۔

سلطنت معلیہ کا ایک ڈھنڈہ سا سایہ صرف دہلی کی چار دیواری میں رہ گیا تھا سلطنت  
 بالکل چاچی تھی مگر انگریز حکام نے مادہ شاہ کی عزت و حرمت کو ایک حد تک برقرار رکھا  
 تھا انہیں ایک معقول وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اور ان کے ذاتی معاملات میں کسی قسم کی دست  
 اندازی نہیں کی جاتی تھی۔ شہر سا بوا تھا اور صاحبزادے تھیور کی اولاد انگریزوں کی سرپرستی  
 میں آئے اسے مادہ ص نہیں تھی۔ بہادر شاہ یا ان کے والد نے انکے کھول کے سوا سنے  
 انگریزوں کے اور کسی کو نہیں دیکھا مگر وہ ہر ایمان رتناؤ حوا گریہ بہادر شاہ یا ان کے والد  
 سے کرتے تھے شاہ عالم نے جواب میں بھی نہیں دیکھا تھا تل ساقی کے بہادر شاہ  
 کے دربار میں بھی شاہ۔ ادب و آداب رتنا جاتا تھا اور انگریز حکام عسقی یا ماحوتی  
 سے اٹکی یا سدی کرتے تھے۔ ایسے ڈھنڈے ساہ کا قیام واقعی بہت مشکل تھا۔

میں پھنس گئی۔ لیکن شاہجہاں نے ۱۶۳۸ء اور ۱۶۵۸ء کی مدت میں دہلی کو موجودہ شکل پر تعمیر کیا۔ لال قلعہ جامع مسجد اور مغربی جمنائیاں کی تعمیر شاہجہاں ہی نے کی۔ سلطنت مغلیہ کو اکبر کے زمانے میں عروج شروع ہوا تھا اور عالمگیر کے آخری زمانہ تک یہی عروج ہوتا رہا۔ اور بعد ازاں یہی زنگی سبکی آنکھیں بند ہوئیں اور اورنگزیب کی سلطنت مغلیہ کو تنزل شروع ہوا۔ نجاوٹیں اور ملکی لڑائیاں سکھوں اور مرہٹوں کی پیدا ہو گئیں اورنگزیب کے جانشین بجائے خود قابل نہ تھے بلکہ اُمرا کے ہاتھ میں مثل کٹ پتلیوں کے تھے۔ اورنگزیب کے پوتے جہاندار شاہ کو ایک ہی سال بیٹھے ہوئے تخت پر گزرا تھا کہ کسی نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر

### محمد شاہ رنگیلے

ہوئے جبکہ زمانہ سلطنت میں سب سے اول مرہٹوں کی فوجیں دہلی کی فصیلوں کے نیچے گئیں یہ واقعہ ۱۷۳۷ء میں ہوا اس کے تین سال بعد نادر شاہ آدھکے اور مغل فوج کو کرناٹ پر شکست دیکھ کر بڑے جاہ و جلال سے شہر میں داخل ہوئے۔ ابھی عہد و پیمان ہی ہو رہا تھا کہ اہل شہر نے نادر کی فوجوں پر حملہ کر دیا اور کئی پلٹین کھاٹ ڈالیں نادر نے اس ہنگامہ کو بہتیرا فرو کرنا چاہا لیکن نہوسکا اخیر اس نے غصہ میں آ کے اپنی فوج کو قتل عام کا حکم دیدیا اور آپ سنہری مسجد میں مح اپنے عزا کے آ بیٹھا سنہری مسجد ابھی تک موجود ہے اور شہر کی کوتوالی کے پہلو میں بنی ہوئی ہے۔ کچھ کم دو ہفتے تک نادر دہلی میں رہا۔ نادر سے جتنا لیا گیا یہاں سے لیکیا علاوہ اور قیمتی اشیاء تخت طاؤس وغیرہ کے نقد روپیہ اندازاً آٹھ نو پلین اسٹرننگ پونڈ اور دوسری روایت کے بموجب یارہ کروڑ روپیہ لیکیا اور دہلی میں اسکی فوج بالکل چھاڑ دو گئی۔ غرض ۱۷۵۸ء سے سلطنت کو تنزل شروع ہوا اور ایسا تنزل ہوا اور اس تیزی سے ہوا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی یہاں تک کہ ۱۸۵۸ء میں شاہ عالم عالمگیر ثانی کا بیٹا مرہٹوں کا پٹنخوار



ہمداد بیکائیگی شہر والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ تیمور نے اسے وعدہ کے خلاف شہر کو لوٹ بھی لیا اور غارتگری بھی کر دیا۔ فتح اور رماؤ کر کے بعد تیمور واپس چلا گیا تو تیمور کے بعد شہر کی محیب حالت تھی کہ کوئی گورنمنٹ تھی اور یہ بھایا شہر کیا تھا ماکمل ویرانہ معلوم ہو رہا تھا۔ جب محمود نے سنا کہ تیمور ہمدوستاں سے چلا گیا تو اپنے یا یہ تخت میں واپس آیا شہر کی درستی کی اور اسے دوبارہ آباد کیا <sup>۱۳۸۷</sup>ھ میں محمود کی آنکھیں سد ہو گئیں اس کے حامد کی آنکھیں بھی ساتھ ہی سد ہو گئیں۔ تعلق کی گد سیدوں کا حامد ان قلم ہو ایک <sup>۱۳۸۷</sup>ھ میں سید بھی مٹا دیئے گئے اور انکی جگہ حامد ان لودھی نے لیلیٰ مگر اس حامد ان نے محائے دہلی کے آگرہ کو پایہ تخت <sup>۱۳۹۷</sup>ھ میں۔

### بابر

سے دہلی پر حملہ کیا۔ مار تیمور کی چھٹی پست میں بھٹا پانی پت کے ایک عمریر میدان میں باسم لودھی کو شکست دی اور نہایت ظمراق سے دہلی میں داخل ہوا۔ لودھیاں سامان کا ہمیشہ کے لئے ماتر دیوسلی کی فتح کے بعد ہارے اپنا یا یہ تخت آگرہ کو مٹا یا لیکن اس کے بیٹے ہمایوں نے دہلی ہی کو دارالخلافہ کے لئے پسند کیا اور وہاں چلا آیا <sup>۱۵۰۵</sup>ھ میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دیکر کے بھاگ دیا اور ایک حدید پایہ تخت دہلی میں اپنے ماق کا تعمیر کرایا اس کے گرد چھیلیں مائیں اور ہر مقام پر دروست گرج تعمیر کیئے۔ شیر شاہ کے مزار میں دہلی ہمایوں کے مقبرہ سے موجود شہر دہلی کے جنوبی دروازہ تک آباد تھی <sup>۱۵۵۵</sup>ھ میں ہمایوں نے دوبارہ دہلی کو جمع کرایا لیکن اس جمع کے چھ بیٹے کے بعد اسکی وفات ہو گئی اور پھر اس کا بیٹا

### اکبر اور جہانگیر

اکبر تخت میں ہوا

کے رائے میں آگرہ یا لاہور رطلط کا پایہ تخت رہا اس سلسلے سے دہلی ایک مزار تھی سرل

بڑی بھاری شکست دی دوسرے حملہ میں مغلوں نے دو مہینے محاصرہ کر نیچے بعد بغیر جنگ  
 کے شہر چھوڑ دیا ۳۲۱ء میں غلزنئی خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اسکی جگہ خاندان تغلق نے  
 لی۔ چٹھان شاہوں نے کسی دوسرے دار الخلافہ کے آباد کرنے کی ضرورت نہیں دیکھی۔  
 ہندوؤں کے پڑنے شہر پر قناعت کی اور اپنے مذاق کے موافق اس میں کچھ تغیر و تبدل  
 کر لیا لیکن اسی خاندان کے شاہوں میں غیاث الدین تغلق نے ایک نئے دار الخلافہ  
 کی بنیاد ڈالی جو جانب شرق چامیل کی دوری پر ابھی تک موجود ہے ہر سیاح کا فرض ہے کہ جب  
 قطب صاحب کی سیر کرنے چاہئے تو جانب شرق تغلق آباد کا محل یا قلعہ دیکھے وہاں اسے حد  
 کی خدائی یاد آ جائیگی کیسی عالیشان اور مستحکم عمارت جو اور یہ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ ابھی تک  
 خاندان تغلق کے کچھ لوگ یہاں رہتے ہیں اور بیچارے کھیتی باڑی کرتے ہیں سیاح یہاں  
 آئے اس بات کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ تغلق آباد کتنا شہر تھا اور گلیوں اور شاہراہوں کا نشان  
 ابھی تک اسکی نظر پڑے گا کہ کتنی بڑی بڑی شاہراہیں ہیں اور اپنے عروج اور آبادی کے زمانہ میں  
 اسکی شان و شوکت کی کیا کیفیت ہوگی۔ غیاث الدین کے بعد محمد تغلق ہوا جس نے ۳۲۵ء سے  
 ۳۳۰ء تک حکومت کی اسے وقت میں تغلق آباد کو بہت عروج ہوا اور ایسا عروج ہوا کہ اسے  
 بعد سوائے زوال کے اور کوئی درجہ قدرت نے نہیں رکھا تھا۔ محمد تغلق کی آنکھیں بند ہوتے  
 ہی تغلق آباد کا بھی زوال شروع ہوا کیونکہ اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے ایک جدید شہر  
 کی بنیاد ڈالی جو قطب صاحب کی لاط سے جانب شمال چند میل کے فاصلہ پر موجود ہے اور  
 اپنے نام پر اس کا نام فیروز آباد رکھا ۳۳۵ء میں محمود تغلق کے زمانہ میں تیمور نے دہلی پر حملہ  
 کیا محمود گجرات بھاگ گیا اسکے لشکر کو پاپہ تخت کی مضیلوں کے نیچے شکست ملی اور اخیر تیمور کے  
 سب سے پرہیزگار شاہ نے اطاعت قبول کرنی اور شہر کے دروازے کھول دیے تو انہیں

سایہ گورستان میں کچھ کچھ لفظ آتا ہے۔

قطب صاحب کی لاٹ پتھر سے مدنی سمت قریب دس میل کے واقع ہر عمارت سنگ مرمر کی عجیب و غریب ہر اس کے کئی حصے یا اندیشہ حیاں ہیں ہر حصہ آسانی سے اویچھڑ سکتا ہے اس کے ایک ہی حصہ پر چڑھ کے دیکھو تو عجیب حسرت میر لظاہر معلوم ہوگا۔ ہر ایندھن محلات اور ہر اودھ لفظ آتے لیکن سولے کھنڈوں کے اور کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی جس راہ میں سے ہر گئے اور جس لوگوں نے سائے ہوئے اس وقت اکی کیا حالت تھی مگر اس کیا تو اتنا دن کو اس کے سیرا میں ہیں اور یا ہر وقت دیرانی کا دور دورہ رہتا ہے۔

تاجیاں اور گردن گردنیں گردنیں حجاب  
مومہ تیر مرد گندہ از اسباب

چتریم حرب میں کتا و مال شاہاں را مگر  
پردہ داری بیکند سلطان معیر غنکوت

حرمیاج ماہر سے آئے اس کا سب سے پہلا حصہ کہو ان کھنڈات کی ضرورت سیر کرے  
کیونکہ ان ہی کھنڈوں میں مسلمانوں کی آستانہ شان و شوکت کا پتہ لگتا ہے اور یہی کھنڈوں  
اور خاک کے قودے ہیں جہاں شاہیں شاہزادوں شاہزادیوں کی پڑیں کا چوڑا ملا ہوا ہے  
اور مسلمانوں کی صد ہا سال کی پردہ پر نور پر طلال سلطنت اس ہی چہرہ کی شکل  
میں مل گئی ہے۔ کھنڈہ ان حال سے ماضی کے سائے گویا ہوتے ہیں ہمیں حقارت  
سے دیکھو ہیں یہی ایک دن پر راء و ج مرچا ہوا اگر چہ اب ہم یا کمال ہو رہے ہیں پھر  
لاٹ سے آگے بڑھ کر صاحب کمال سے ایک عرصہ رت مسجدی ہوئی ہے اور اس کی  
محل میں ہر ریزہ ہر حصہ جہاں کثرت لوگوں کیارت کو جاتے ہیں کسی حیدر آبادی میں نے  
اس کے گرد و گھمراہ کا کثرت سوا دیا ہے۔ اسی صد ہا راور تاریخی مقامات میں جو دیکھے  
سے قلم لکھتے ہیں۔

ہر تبدیلی پیدا ہو گئی پہلے حضرت نظام الدین اولیا کی نمبر پر قوالی نہیں ہوتی تھی اور نہ وہی  
 بجتی تھی کیونکہ ان کے ملفوظات میں جو کہ حضرت شاہ صاحب کو موسیقی سے سخت نفرت تھی  
 مگر نگیلی طلباء نے بعد ازاں اس بزرگ اسامہ کی طبیعت کا پس منطلق نہیں کیا، وقت کے  
 سے قوالی ہونی شروع ہوئی یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ کسبیبوں کو بھی دخل  
 ملنے لگا اور افسوس سے دیکھ جاتا ہے کہ قوالوں نے اس فاسدہ پر کسبیاں بھی حتمائی گیت  
 لگانی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ششماہی سہ ماہی بہت زور کا ہوتا ہے لیکن جو شخص اس فاسدہ خوانی کی  
 نیت سے جاتے ہیں انکی تعداد انگلیوں پر سمجھنی چاہیے۔ حضرت نظام الدین اولیا کے  
 دیکے سامنے محمد شاہ رنگیلے

مع اپنے اور خاندان کے ایک گوشہ میں آرام کر رہے ہیں انکی چھوٹی سی قبر بنی ہوئی  
 ہے اور اس پر کوئی برج وغیرہ نہیں ہے صحن مزار سے ایک بلند قطعہ زمین پر جس کے گرد  
 جنگلا گھرا ہوا ہے محمد شاہ اور دوسرے شاہان دہلی آرام کرتے ہیں اور اب انکی ایسی بے با  
 حالت ہے کہ امکی پناہ خالی دونوں کو توجانے دو جب ہر ششماہی پر ہزاروں آدمی جمع ہوتے  
 ہیں کوئی انکی قبروں پر آنکھ نہیں ڈالتا وہ عروج تھا اور یہ رواں ہے۔ شاہ گیارہویں شاہ نظام الدین  
 کے مزار پر جو مقبرہ تعمیر ہے یہ محمد شاہ رنگیلے نے تعمیر کیا تھا انھیں حضرت سلطان جی سے  
 عقیدہ بہت تھا چونکہ اتفاقیہ دہلی کی سلطنت انھیں مل گئی تھی تو یہ سمجھ گئے تھے کہ محض  
 شاہ نظام الدین املیا رحمہ اللہ کی نظر تو جیسے بلو شاہی حاصل ہوئی ہے محمد شاہ خاندان  
 مغلیہ میں سے نہ تھے نہ ان کا کوئی حق تھا یہ اصل میں ترک تھے چونکہ انکی ماں کا سرسرخ  
 بہت تھا اور اس وقت شاہی نسل کا کوئی شخص نظر بھی نہ آتا تھا اس لیے انھیں باو شاہ  
 بنا دیا گیا افسوس نہ وہ سلطنت رہی نہ وہ خاندان سب برباد ہو گئے اور ان کا وجود لا

پڑی ہوئی ہیں بہت سی ساحد ہیں جہاں اسان کھی حاکے بھی ہیں پھر تاکیا تماشہ کی بات  
بے کرم مسلمان رور قرہ ئی سی ساحد سولے چلے جاتے ہیں اور پڑائی مسجدیں رماؤ کرے ہیں

### جدید عمارتوں میں

گورنمنٹ کالج پورچولہ ۱۹۱۷ء میں ساتھ سریدیسی پرنسٹنٹ کا گرجہ جس کو دسہار پوٹکی لاگت سے  
کرسل بکسیرٹ مویا تھا اسٹاڈنٹ لکچری کی تالیف میں ایک ٹے ماسٹر گرے ہیں  
جامہ لی چوک کے وسط میں گھنٹہ گھر بہت خاص تالاب پر پایا گیا جو حوض سے پہلے یہاں سے  
ہوا تھا سیاحد لی چوک کے پیچھے جامہ تال ملکہ کالعدم ہے۔ مغرب اور شمال کی طرف شاہی  
خاندان کے خوبصورت مقبرے ہیں۔ پہلیوں خاندان معلیہ کا دوسرا شہنشاہ بھی یہیں  
آرام کر رہا ہے یہ مقبرہ سنگ مرمر کا ساہوہو اور بہت ہی خوبصورت ہے تھہرے اس کا  
فاصلہ قریب دس میل کے ہے اسکے گرد ایک دیوار اس کے چاروں طرف ہے یہاں پر  
بڑے عمارت لگے ہوئے تھے حوض اور عمارتوں کے کتاں اب بھی موجود ہیں وسط میں  
ایک ٹیٹ فارم قریب میں میٹ کے اوچی اور دو سو فٹ مربع سی ہوئی چاروں طرف شہر  
ہیں اسکے اوپر مراد ساہوہو ہے اور مراد بہت ٹھیک سنگ مرمر کا بیچ ہے جامہ غرب ایک میل کے  
فاصلہ پر بہت سے مراد اور مقبرے ہیں سکے زیادہ خوبصورت اور مشہور

### حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

کا مراد سیہر اس قدر خوبصورت ہے اس قدر مرجع حالی ہے بھی سے یہاں چھوٹی سی آبادی بھی ہے  
اور اکثر شہر اسے رہتے ہیں حضرت نظام الدین اولیا کی سال بھر میں ایک مرتہ شہر میں  
ہوتی ہے اور وہی سرحدیں اسکے حاصل ساگردیا میرید میر حسود دہوی کی مسائی حاتی  
ہے ایک قسم کی فاتحہ خوانی ہے جس کا دستور حدیث سے بیلا آتا ہے لیکن ماہ گرسے ہر اس تقریب

میں سب سے اول درجہ کا ہوا۔ پانڈنی چوک جو انہی کی پٹری کو بھی وہ فٹ کی سڑک کے  
 ساتھ ملا دیا جائے تو ہندوستان میں واقعی کمر بھراتی چڑھی سڑک کے نکلیں گے۔ پانڈنی  
 چوک قلعہ کی مشرقی سمت سے شروع ہو کے لاہوری دروازے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن فتح پوری  
 سے لاہوری دروازہ تک ایک سو بارہ یاغز اور گریس لائے اور پٹی چٹائی۔ ادویات اپارہ تو  
 وغیرہ کی منڈی جو اسے کھاری باولی کہتے ہیں پانڈنی چوک کے فٹ چوڑا اور پٹی میل نسا  
 ہے پانڈنی چوک کی سب سے پہلی پٹری جو اس کے نیچے بننا ہوتی ہے وہ پانڈنی چوک کے پٹی سے  
 دوختوں کا سایہ دونوں سڑکوں پر خوبصورت دکھائی دے گی اور پٹی چڑھی ہوئی ہے۔ پٹی  
 میوہ فروش وغیرہ تہذیب سے بیٹھے ہوئے ایک عجیب گھما گھمی میدان ہے جس میں پانڈنی چوک کے  
 کچھ دو دریاں جنوب

### جامع مسجد سہی

ایک بلند چٹانی قطعہ زمین پر بنی ہوئی ہے غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جدید  
 ہی جس کا مطلب یہ ہے کہ "میر انظیر تمام دنیا میں نہیں" جس سمت کو دیکھو وہی افغانی لکڑی ہے جس  
 جس حصہ کو دیکھو وہی عبارت معلوم ہوگی اس کا معنی "ہم فٹ مراجع ہے خود جامع سہی کا مطلب  
 ۲۶۱ فٹ پر تین سنگ مرمر کے برج ہیں دو منار سے ہیں اور وہ ایسے عالیشان منار ہیں  
 کہ آدمی دیکھتا ہی کرے اسکے علاوہ وہ اور بھی مسجدیں ہیں جو دیکھنے کے قابل ہیں ایک کالی  
 مسجد ہے جس میں سیاہ رنگ دیا گیا تھا کسی افغانی شاہ نے بہت ہی ابتدائی زمانے میں  
 اسے تعمیر کیا تھا اور دوسری مسجد روشن الدولہ کی ہے مسجد فتح پوری بھی دیکھنے کے قابل ہے۔  
 لیکن مسلمان ممبر: یاد رہے کہ توجہ نہیں کرتے اس لیے اسکی حالت قابل تسمین نہیں ہے لیکن ہر  
 بہت خوبصورت اور عمدہ مساجد ہیں جن میں نہ پانی کا انتظام اور نہ بوریا جی بالکل ویران

طرف سلیم گڑھ کا قلعہ جو سلیم شاہ نے ۱۶ویں صدی عیسوی میں مایا تھا مگر اب ماکل وں  
 پڑا ہے یہیں سے ایٹاڈ میں، یوں شہر میں داخل ہوتی وہ سلیم گڑھ سے گزر کے قلعہ کے  
 ایک کور میں ہوتی وہی ریلوے اسٹیشن تک پہنچ جاتی جو پھر یہاں سے راجپوتانہ سٹیٹ ریل  
 کو لپس چلی گئی ہیں شہر کے شمال مشرقی کورہ میں تحصیل کے امداد اور کٹھنری مدار سے کے  
 قرب عدالتیں میں اور حراہ جو یا جمع عدالتیں اور ریل میں مشرق اور شمالی سمت میں ایک سلسلہ  
 پیدا کر لی جاتی تھی میں اور اس سلسلہ سے ہر گز تہ پیدا ہوتا ہے جس میں ملک کا نام جو جو ماکل شہر کے  
 اور ہے اس عظیم سلسلہ کا رقبہ تمام شہر دہلی سے نصف سے گویا اور شہر یا جمع قلعہ ریل وں  
 مداروں وغیرہ لے لیا ہے اور آدھے شہر میں آدھی شہر کے جنوب مغربی حصہ میں کامیں  
 ہیں اور اسی حصہ میں مکانات وغیرہ سے سے ہیں۔

### شہر کی عمارتیں

عموماً ماشوں اور چوڑے سے متی ہیں بہایت شاہ اور او ڈی ڈی لاگت کی سوائی جاری ہیں  
 جو خمس عمارت مواتی جی کھول کے روپیہ لگاتا ہے جسے دس میں دس میں پٹے دہلی کو دیکھا  
 ہے دو اسوت دیکھے تو آتے شہر میں داخل ہوتے ہی قلعہ ہر جگہ یہی شہر ہے یا علیہ  
 کے جس سے ایک یا تہ پڑائی دہلی کی جگہ قائم کر دیا جو محط نظر اٹھا کے دیکھو سوائے میدان  
 تعمیری عمارتوں کے صدیہ عمارتیں ہی وہی نظر ڈینگے اور اس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے شہر کی  
 گلیاں تو اس میں تک نہیں کہ بہت تنگ میں لیکس باپاک اور علیط ہیں میں ماں اہل ہوں  
 کے محلوں میں لمبہ لمبہ عمارتوں کی وجہ سے چکا آفتاب ہیئتہ کے لئے رہنمائی پہنچا ہے  
 سے آیا ہے اس لئے بعض اوقات وہاں سے کوئی یا سوا حق و مرہ کھلی سوائی میں  
 بات میں یہاں سے شاہ میں مت جلد ت اور وسیع میں ان کے ام علمی و علمی

بنی ہوئی ہیں جو شاہجہاں نے بنوائی تھیں بعد ازاں انگریزوں نے اُسکے گرد کھائیاں کھنڈ  
 لیں اور اسے اور بھی مضبوط کر دیا اب تک یہ تفصیل موجود ہے کہیں کہیں اسکی زوہ حاسنہ بچی  
 ہے لیکن اسکی مرمت نہیں ہوئی شہر کی مشرقی جانب جو دریا ہے جس پر ختم ہوئی ہے تفصیل  
 نہیں ہے تفصیل کا دور ساڑھے پانچ میل جو اسکے دوس دروازے میں حین میں خاص دروازہ  
 کشمیری دروازہ یا مہری دروازہ۔ باب شمال کا بی اور لاہوری دروازہ باب مغرب اور  
 دہلی اور اچیری دروازے جانب جنوب

## لال قلعہ

جہاں شاہان مغلیہ رہے تھے شہر کے جانب شرق بنا ہوا اور سیدھا دریا میں چلا گیا ہے  
 اسکے تین طرف تہ رخ پتھر کی ایک تفصیل کھینچی ہوئی جو اور اسکے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے  
 برج بنے ہوئے ہیں مغرب اور جنوب کی طرف اس میں داخل ہونیکے دروازے ہیں ششہاء کے  
 عدر کے بعد قلعہ کی اندرونی عمارت کا بہت بڑا حصہ منہدم کر دیا گیا اور گویوں کے رہنے کے  
 لیے قلعہ ہی میں بارکس بنائی گئی ہیں۔ قلعہ میں بڑی شاندار عمارتیں نو تنجاہ دیوان عام۔ دیوان  
 خاص اور رنگ محل ہیں جنکو ہاتھ نہیں لگایا گیا اور وہ جوں کی توں موجود ہیں زو واقعی قابل  
 دید ہیں۔ لیکن سٹریٹر گسن نے اپنی کتاب تاریخ فن عمارت میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ قلعہ  
 کی عمارتوں کے توڑنے سے ان خاص عمارت کی آدھی خوبصورتی رہ گئی اگر قلعہ کو اس صورت  
 سے رکھا جاتا تو بڑا ہی خوبصورت معلوم ہوتا۔ قلعہ کے جنوب میں۔

## دریا گنج

یہاں انگریزی فوج کی چھاؤنی ہے کچھ صرف ایک ویسی رجسٹ پیادہ فوج کی رہتی ہے جو اس کا  
 ایک بازو یورپی فوج کا قلعہ میں رہتا ہے یہ گویا فوج قطعہ ہو جو ہمیشہ دہلی میں رہتی ہے دریا کی دوسری



میں ہائے تحصیلہ ایک سپرنٹنڈنٹ اور ایک ہائے سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک سول سرجن

## ضلع دہلی کی تاریخ

آخری صدی عیسوی میں محل شاہوں کی حکومت پارہ پارہ کے مرہٹوں کے ہاتھ میں آ گئی اور مرہٹہ سیدھیائے شاہ عالم کو اپنا قیدی سالیانہ لاکھوں میں لاد لیک لے مرہٹوں کی قوت کو توڑ کے دہلی رقصہ کر لیا اور اس ہنستاہ کمپنی کی نگرانی میں آگے لکھی لے دہلی حصار اور ایک ٹٹا قطعہ میں شاہی حاکمان کے اخراجات کے لئے ہنستاہ کو حاکم کر دیا اور یہ قطعہ زمین ملک انگریزی امر کے ماتحت کیا گیا جسکو ریٹس دیتے تھے اس کے مصل اور انتظامات وغیرہ ہنستاہ ہی کے نام سے ہوتے تھے اس مصلع سے عورتا ہی ماداں کو سالانہ تنخواہیں دیا جاتی تھیں اس سبکی تعداد ایک لاکھ پوٹھ تھی اور حصار اس ٹٹس کے ایک لاکھ میں ہزار پوٹھ ہو گئی اور پھر ایک لکھ پچاس ہزار پوٹھ اس کے علاوہ اور بھی ایک قطعہ زمین تھا جنہاں کے لئے دیا گیا تھا اسکی آمدنی پندرہ ہزار پوٹھ سالانہ تھی ہنستاہ کے حق میں کچھ بحال رکھے گئے اس مصلع میں تمام مقدمات اُن ہی کے نام سے ہوتے تھے اور سوائے موت بھی اُن ہی کے نام سے دیا جاتی تھی مگر اولی انتظامات کل ریٹس کے سپرد تھے یہ صورت اسطام سٹینڈر ایک قائم رہی اسکے بعد ریٹس کا محکمہ ٹٹ گیا اور دہلی مالک معرنی اور شمالی میں لا دجیٹی اور انتظام کے لئے ایک کسٹرمینٹ ہو گیا جسٹس کے عد میں یہ کل مصلع کچھ وقت کے لئے انگریزوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا جسٹس میں مصلع دہلی کو مالک معرنی و شمالی سے ملتی و کر لیا گیا۔

پہاں کی ٹٹسٹ گوری کے ساتھ اس کا الحاق کر دیا

## خاص شہر

دہلی شاہجاں کا آباد کیا ہوا جس کے عربی کتاہ ہر سالیانہ کے قین تہہ تہہ تہہ

سات سوانتا لیس۔ خاص دہلی کی آبادی، ۱۵۴۴-۱۵۴۵ء سو فی پت ۱۱۷ فری آباد، ۱۵۴۵ء اور  
 بلبل گڈھ ۱۲۸۱ء کے بعد کی یہ مردم شماری لیکن حال کی مردم شماری میں ایک آبادی اور  
 بڑھ گئی دہلی میں بجائے ڈیڑھ لاکھ کے دو لاکھ کا اندازہ جو اور اس طرح ہر شہر میں ایک  
 ایک حصہ آبادی کا بڑھ چا۔

## کاشت

ضلع دہلی میں گہوں، جو، جوار، باجرا، مکئی، اعلیٰ درجہ کا چانول، نیشکر اور تنباکو پیدا ہوتا ہے  
 پیلی بھیت کا چانول بہت مشہور ہے لیکن دہلی کے چانول کی برابری نہیں کر سکتا خود دہلی  
 والے نہیں جان سکتے کہ دہلی کی سرزمین دھانوں کے حق میں بہت ہی زرخیز ہے ضلع دہلی کا رقبہ  
 ۸۱۴۶۵۲ مربع میل ہے لیکن کاشت صرف ۵۲۵۲۵۵ قطعہ زمین پر کی جاتی ہے، ۱۱۴۰۰ ایکڑ زمین کا  
 ایک تکرادہلی کے حکمرانوں نے شکار کے لئے علیحدہ کر رکھا تھا اب اس ٹکڑے میں لکڑی پیدا  
 ہوتی ہے اور حکومت انگریزی اسکی بہت حفاظت کرتی ہے تنبا کے کنارے پر اور بہت سے قطعاً  
 زمین محکمہ جنگلات میں دیدیئے گئے ہیں۔ دہلی کی پہاڑیوں میں دو قسم کا پتھر برآمد ہوتا ہے ایک تو  
 سفید پتھر جو عموماً کام آ رہا ہے اور دو قسم کا نہایت ہی خوبصورت، سنگ مرمر کا ایک سیاہ رنگ کا  
 سنگ مرمر اور ایک سفید رنگ کا اگرچہ بنفسہ وہ سنگ مرمر نہیں ہے لیکن مثل سنگ مرمر کے ہے  
 عام نظریں کبھی اسکی صحیح جانچ نہیں کر سکتی۔ ایک سفید چکنی مٹی رنج پور، مراد پور اور قاسم پور میں  
 دریافت ہوئی ہے رڑکی میں گورنمنٹ کے کارخانہ ہیں اسکی کٹھالیاں بنتی ہیں اور انکی بہت تجارت ہوتی ہے

## انتظامی حالت

ضلع دہلی میں تین تحصیلیں ہیں۔ دہلی، لڑباو، اور بلبل گڈھ۔ شہر دہلی میں ڈپٹی کمشنر مضافات  
 عملہ کے ساتھ رہتا ہے۔ دو اسٹنٹ، دو اسٹنٹ کمشنر ایک عدالت خفیہ کالج تین تحصیلدار



کہ زابل زبان نبود تیس  
کیں زبان خاصہ اہل ایران  
سے تماشائیاں شرف نگاہ  
کہ چپاں از خربہ پیچم سر  
دامن از کف کنم چگونہ را

ہرگز از اصفہان نہ بود تیس  
مشکل ماہ پہل ایران ست  
ہاں گویہ حسبہ شد  
او بجا و دومی بہ ہر شہر  
طالب و عمری و نظیر ہی را

ایٹن ماری شہوی بہت ہی دلچسپ و مگر جب بوڑھے مغل نے کلمتہ پہنچے۔ پھر نگستانی  
خواتین کو دیکھا حیران ہو گئے کہ ایسی سیمن ماہ پکی اس آزادی سے پھرتی ہیں اور کیکی مجال  
ہیں کہ آئندہ بھر کے دیکھ لے چنانچہ ہمارے خاندان منلیہ کے آخری یادگار میرزا فوشہ نے  
یہ برستہ اشعار موزوں گئے۔

گفتم ایں ماہ پکیاں چکس اند  
گفتم اینہا نگروے دارند

گفت خوباں کشور لند  
گفت دارند لیکن از آہن

غرض جاسے دزدانہ کو کلمتہ پہنچ ہوئی اور وہ کامیاب ہو کے دہلی واپس چلے آئے انکا  
مزار حضرت شاہ نظام الدین اولیاء میں موجود ہے جس کے گرد انکے ایک ہندو شاگرد نے  
بیختہ چار دیواریں کھجواہی سے۔

آرود کی بوری تاج کھنڈا بڑا مشکل کام ہے جیسے جہاننگ ہو سکائیں نے نہایت مختصر طور پر اسکی  
تاریخ لکھی ہے اگر میں ہر صبی کی اُردو تصانیف پر لے دیتا اور جو ترقی اس عزیز زبان  
نے وقتاً فوقتاً کی ہو اسکے پورے حالات بیان کرتا تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی اور پھر اصل  
مطلب فوت ہو جاتا اس لیے میں نے اتنے ہی لکھنے پر قناعت کی۔ اب میں دہلی کا جہاں  
میرزا صفحہ ہی ہو چکا ہے کچھ تذکرہ کرنا چاہتا ہوں اس تذکرہ میں دہلی کے حدود و اربعہ اسکی قدیم

کہ ایرانی بھی عس کرتے تھے اور جہان شک نہیں اقصیت، جو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان  
 مصر میں اس سے بہتر فارسی کا شاعر کوئی نہیں ہوا۔ اگرچہ میرا ترکمانی یا ایرانی عرص تھے ہاں  
 ہی کے لیکن ہندوستان میں چونکہ زمانہ دیر ہو گیا تھا اس لیے وہ یہیں کے ہو گئے تھے۔  
 کچھ عرصہ وہ اگر وہیں رہے اور پھر دہلی میں آئے اور اجیر دہلوی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔  
 قاضی میں بھی میرا کو ہیں نہ تھا ایک۔ ایک کا مٹا ضرور لگا ہوا تھا قلیل کے شاگردوں نے  
 اعتراض کر کے میرا کو تنگ کر دیا تھا ایک دفعہ میرا لے دے رودہ عم رودہ شراب رودہ مصرع  
 کہا اس پر وہ جل پھا اور قلیل کے شاگردوں نے وہ اعتراضات کیے کہ اجیر بوڑھے محل کو  
 کلکتہ جانا پڑا۔ اس زمانہ میں اگرچہ ریل تو سی۔ مٹی راستہ بہت دسوار گراہ تھا پھر بھی یہ ارادہ  
 کا پورا کلکتہ بھیجا اور اسے وہاں جا کے ایک مجلس معتمد کی اور قلیل کے بڑے بڑے شاگردوں  
 سے مقابلہ کی ٹھیکری۔ ہزاروں آدمی ہندو مسلمان جمع ہوئے کہ دیکھیں میرا کو تنہ کیا کہتے  
 میں صد ہا انگریز بھی موجود بھی جسکی فارسی تاملت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی جب جلسہ بھر گیا تو  
 میرا لے شہری ماہی مخالف پڑھی جسکے دو ایک تھے ہیں۔

لے تاتائیاں برہم سحر	لے مسیحا دایاں مادر ص
اسے گراں مایکھاں کلکتہ	وے رماں آوراں کلکتہ
ہجوس آرمیدہ این شہر	ہرکارے رسیدہ این شہر
اسد اندر سحر گشتہ	دور ہجرت و تاب گشتہ

یہ ہندی کا آمار ہے لیکن حان قلیل کو مخاطب سایا ہے وہ استعارہ حب و دل ہیں۔

حاشا بندہ سے گویم	واں ہم اپیش خود می گویم
گمراہا کچھ پارسی داسد	ہم بد میں عہد ور لے میلانی

کر لیا جاتا مشاعرہ میں جب قدر استاد ذوق کے شعروں پر واد واہ ہوتی اور کسی کو یہ بات نصیب نہ تھی دوسرے میرزا بھی خود تسلیم کرتے تھے کہ میں اردو میں میرزا کی ہمسری نہیں کر سکتا ان کا نیا ننگ جس طرح اردو کو بھیکا معلوم ہوتا تھا اسی طرح انھیں خود بھی بمقتضا آتے ہو اور زمانہ بھیکا معلوم ہوتا تھا چنانچہ انھوں نے اپنے فارسی کے کلیات میں ذوق کی طرف خطاب کر کے خود کہا ہے ”اچھ درگفتار فخرت آں ننگ مست“ یعنی اردو شعر گوئی تیرا مایہ ناز ہے اور مجھے اس سے ننگ ہے۔ ایک دفعہ سہرہ پر باہم دونوں شاعروں کی کھٹک گئی تھی اور اس میں میرزا نوشتہ کو عاجز ہونا پڑا تھا۔ جواں بخت کی شادی پر یہ سہرہ کہا گیا تھا اور دونوں شاعروں نے یہ سہرہ کہا تھا لیکن ذوق کا سہرا ایسا مقبول ہوا کہ تمام دہلی میں لوگ اسے پڑھ پڑھ کے جھومنے لگے یہاں تک کہ کلی درگلی بچے پڑھتے پھرے۔ جب میرزا نوشتہ نے دیکھا کہ ذوق بازی لیگیا اب زیادہ بگاڑ سے کیا فائدہ ہے تو ایک منظوم معذرت نامہ انکی خدمت میں بھیج دیا جو انکے اردو کے دیوان میں موجود ہے اور اس کے اشعار عام طور پر اہل مذاق کو یاد ہیں جن میں سے دو ایک شعر ہم ذیل میں مرج کر رہے ہیں۔

سولہشت سے ہی پیشہ آبا سچھاری	کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے
استاد نوشتہ سے جو مجھے پرخاش کا خیال	یتاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے
اصداق ہوں اپنے قول کا غاب خدا گو	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

پھر اسی معذرت نامہ میں اپنی اردو کی بابت بھی فرمایا ہے کہ مجھے اردو اشعار سے کیا تعلق ہے  
بیس تو فارسی کہتا ہوں اور یہی میرا مایہ فخر ہے۔

فارسی زبان میں اس میں شک نہیں کہ میرزا نے وہ مہارت اور مقبولیت پیدا کی تھی

کیا متی جو یہ س کے اُسی روکتھی آوار میں میرا ہوتے لے جواب دیا ہوں کچھ عم کر موصی  
صدہ الدیں آسمان پر تمہارے نام میں جاری ہیں کرا سکتے احمد تم پہلوں مگر رہی  
تم ماحق اپنا ہی کڑا حاتی ہو۔

## ایک دوسرا مذاق

کسیوں کا ملج ہو۔ اتنا احمد میرا ہوتے تشریع ملائے اسکے ایک بھائی نے حاکم چھٹی  
ریاست کے جواب تھے امیر حسرو کی حاتی باری کا میرا ہوتے کو دیکھ کے یہ مصنف نے  
دھیارا دے اور بے بھائی

میرا ہوتے لے میاں تہ یہ جواب پاکہ دوسرا مصرع بھائی تم سے کس لئے رکھتے ہیں  
یہ فی صا حکی طرف خطاب کر کے پڑھ دو اس پر مجلس میں مرقعہ آواز اور خسر  
ہے متیں داد بیڈری مائی یہ عام طور پر مستحقا تاہم کہ حسب کوئی ٹریس مقرر کہ مستحق  
ہوتا تھا تو میرا ہوتے دون کے مقابلے میں آتے تھے احمد کوئی نہ کوئی ہمارے کر کے ماں  
دیتے تھے چاہے ننگن کے کمرہ میں لیکر دے مستحق ہو میرا دے کوئی یا کیا لیلیر ہاں  
سے طبیعت کی باری کا ہمارے کر کے ٹال دیا اور اسی مستحق میں مستاد رقی نے آکر  
دستور عمل پڑھی جس کا ایک شعر ہے۔

میں گرا ساری اولاد مصمم

توڑا کہ تیغ کو کثرت سے ٹکر لیا

یہاں تو اکل صبح کرایے مستحقوں سے میرا ہوتے پہلو بھانے تھے اسکی وصیت تھی  
کہ مولیٰ اور بیہوش کا اثر اور ہم بہت شرمناک کیونکہ ایک نودہ ہمارے کے ساتھ  
اور دوسرے بنگلی تھے ہمارے اس ہمارے مقبول اور وہ رنگین میں تھا میرے  
دوسرے تھے ایک مٹی لہ لہا بھی وہ ہمارے ہیں کیا تھا کہ میرا کہ یہ ہوا یا دھک مول

کہ اپنے دل کے زخموں کو فواسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ اور بھی تکلیف ہو ورنہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔

میرزا نوشہ، ذوق، مومن، تینوں اپنے اپنے وقت میں فرو تھے۔ مومن کا زمانہ کسی قدر پہلے ہوا ہے یعنی ذوق اور غالب سے مومن خاں بڑے تھے لیکن تینوں بڑے دوست تھے اور باہم بہت بڑا اتحاد تھا۔ رنگ تینوں کا جدا جدا تھا مومن خان عجیب سچ و سچ سے رہتے تھے۔ لمبی لمبی زلفیں۔ پور پور چھلے انگوٹھیاں۔ ہاتھ پیروں میں مہندی لگی ہوئی۔ گھیتلی جوتی پہیں۔ سر پر زریں ٹوپی غرض انکی یہ وضع تھی۔ مگر ابراہیم ذوق کی وضع ملائی اور ساوی تھی۔ اور ہمارے میرزا نوشہ جو شنگی اور افراسیابی نسل سے تھے عجیب وضع رکھتے تھے۔ سر پر جو کوشیا اونچی باڑ کی مغلی ٹوپی جواب تک مغل بچے پہنا کرتے تھے۔ گو آجکل بہت ترک ہو گئی ہے ایک لمبی قبا اور اس پر ایک جامہ پہنے ہوئے۔ لیکن جوتی گھیتلا۔ اس زمانہ میں کل شریف لوگ یہی جوتی پہنتے تھے۔ اخیر میں بیچارے کی کمر بہت جھک گئی تھی اور افسوس ہے کہ بیچارے تمام عمر لا ولد رہے بھلے بنے کو بٹایا بنا لیا تھا لیکن وہ بھی قبل از وقت دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ایک دفعہ میرزا جنتا قمار بازی میں گرفتار ہوئے تھے لیکن انسپکٹر پولیس نے انکے ساتھ بہت رعایت کی تھی انکو ہاتھ نہیں لگایا کسی قسم کی تہین نہیں کی اور ضمانت پر رہا کر دیا۔ غرض بڑے بانداق اور رنگیلے تھے اور عجب دل لگی کے آدمی تھے۔ ایک دن بہن کی عیادت کو گئے دیکھا کہ بہن کی حالت اچھی نہیں ہے۔ بھائی کی صورت دیکھ کے بہن رونے لگیں میرزا نوشہ نے بیٹور کے کہا بہن روتی کیوں ہو؟ بہن نے جواب دیا روتی یوں ہوں کہ موت کا پیغام تو آچکا جواب بچنے کی امید نہیں لیکن مجھے قرض بہت سا ہے دیکھئے وہاں



میں سیاں نہیں ہو سکتا کوئی سالہ نہیں کوئی استعارہ نہیں کوئی خیالی بات نہیں  
 انسانی فطرت عدالت۔ محسوسات اور ناکامی کی ایک سچی تصویر اتاری گئی ہے اور ایسی  
 تصویر جو جس کا احساس انسانی حادثات طبعیہ میں نہیں ہو سکتا پھر میرا نوشتہ فرماتے ہیں۔

مہرباں ہو کے ملا لو مجھے چاہو جب تم	یہیں گیا وقت نہیں ہوں کہ بھر آھی سکوں
-------------------------------------	---------------------------------------

اس دماغ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ جس سے یہ شعر نکلا ہے تناعراپے دوست کو تسکین  
 دیتا ہے کہ یہ سمجھنا کہ میں نے ناراض ہو کے تم سے ملنا چھوڑ دیا ہے میں تو اب بھی ایک  
 نگاہِ تلمط کا منظر ہوں اگر مہرباں ہو کے ملا لو گے سوتلی حاضر ہو سیکو موعود ہوں۔

مجھ میں وقت کی سی یو مائی نہیں ہے کہ جالے کے بعد پھر آیکامام نہیں لیتا۔ دوسرے  
 قاصد تناعراپے دوست کو ماضی ایک تعلیم بھی کرتا ہے کہ وقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے  
 ہاتھ سے نکلے کے بعد پھر وقت کبھی واپس نہیں آ سکتا۔ جو کچھ کرنا ہے آج کر لو آج کا  
 کام کل پر اٹھا کے نہ رکھو پھر عاشقہ خیالی مضمون حمد و یاس کا شاعر مادہ حاکر تہ  
 ہیں اسے اس حوصورتی سے ادا کیا ہے کہ جی پھر دک پھر دک جاتا ہے اور تھک جوتا ہے  
 کہ میرزا کا دماغ کس بابا کا تھا جس سے یہ اشعار نکلے تھے۔ چاہے عاشقہ خیالی مضمون  
 فرماتے ہیں۔

رفوئے رحم سے مطلب ہر لذت رحم سوں کی	سمجھی موت کہ پاس مدد سے دیوارہ فاضل ہے
-------------------------------------	--

یعنی میں رفوئے رحم اس لیے نہیں کر رہا ہوں کہ رحم اچھا ہو جائے اور حبال یہ کر لیا  
 جائے کہ پاس مدد سے دیوارہ فاضل ہے۔ بلکہ یہ رفو اس لیے کسا جاتا ہے کہ رحم میں جو سوئی  
 آئے جائے گی اس کے چھنے سے ایک حاص لہ آتی ہے۔ یہ باتیں میں تو خیالی  
 جس کے پڑنے سے قائل کی ثنائی معام ہوتی ہے لیکن پھر بھی اتنا سہل محنت سے

خود غدر کیا ہو کہ اردو میں میرا رنگ پھیکا ہے لیکن فارسی میں مجھے پوری دستگاہ ہے  
چنانچہ وہ خود کہتے ہیں۔

فارسی ہیں تا بہ بینی نقشہاے رنگ رنگ	بگور از مجموعہ اردو کہ پیرنگ مست
-------------------------------------	----------------------------------

لیکن نہیں ہم میرزا نوشہ کے اس عذر اور کس لفظی کو قبول نہیں کرتے اُنکے اردو کے  
دیوان میں سے اُن اشعار کو نکال کے جواوق میں اور جبکہ معنی سمجھنے میں وقت پڑتی ہو  
اگر صاف اور تھرے اردو کے اشعار چُن لیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ فاضل شاعر کس  
دل و دماغ کا شخص ہے اور جو رنگ اُسے اردو میں پیدا کیا وہ بالکل میاں رنگ ہے پھر شعر  
میں فلسفہ۔ جذبات فطری۔ انسانی پاس اور واقعات سے بحث ہو اور تعجب سے دیکھا  
جاتا ہو کہ میرزا نوشہ کی ذات میں یہ کُل صفیں خداوند تعالیٰ کے کس طرح و ولایت فرمائی  
بھٹیں۔ درود جو شاعری کا جزو اعظم ہے اور انسانی فطرت اور نفس واقعات کی بحث یہ  
ایک ایسی عجیب و غریب بحث ہے جس سے شعر میں جان پڑ جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ انسان  
ایک شعر کو پڑھے اور اُسکے واسطے میں ایک سنسنائی نہ پیدا ہو جائے۔ مثلاً میرزا  
نوشہ فرماتے ہیں۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر بھوڑنا ٹھیرا	تو بھراؤ سنگدل تیرا ہی سنگدل شاعر کیوں
---	--

ایسے فطری واقعات ہر انسان کو اُسکی زندگی میں واقع ہوتے رہتے ہیں جب وہ چہرہ سائی  
کرتے کرتے ٹھک جاتا ہے تو خود اسکا دل یہ گویا پوچھتا ہے کہ جب اتنی تدرت تک اس مقام  
سے کچھ حاصل نہ ہوا تو ایسی چہرہ سائی کو سنے کیلئے اور بھی درموجود ہیں جہہ سائی کا جب  
کوئی فائدہ نہ نکلا اور یہ مفت کی بیگاری ہو گئی تو ایسی بیگاری ہر جگہ ہو سکتی ہے اس سے زیادہ

ہندوستان میں تسلیم کیے گئے وہ معمولی قابلیت والا کسی عالمگیر شہرت نہیں حاصل کر سکتا ورنہ حرمی۔ لندن میں حاصل تنازعہ ٹری وقعت کی لڑ سے دیکھا گیا ہے اور اسکے شعر یورپی پروفیسر ٹری خط اور وقت سے پڑھتے ہیں اکثر یورپی مصنفوں کی کتابوں میں ہمارے قدیم شعرا کا مع حاصل شاعر مصحفی کے ایسے میرا یہ میں تذکرہ ملتا ہے اور یہ دیکھ کے دل حوش ہوتا ہے کہ اسکے رطبع نے سات سمندر پار کس بہت قیامت سے اثر ڈالا کہ یورپی بھی اسکے شہیدا ہو گئے۔

### قیام الدین علی تخلص قائم

یہ بھی ٹری پایہ کا شاعر گر رہا ہے اسکے بھی کئی دیوان ہیں جس سے اسکی دیانت۔ طبعی اور قابلیت پائی جاتی ہے یہ بھی اس باغ کا پھول ہے جہاں مصحفی جیسے پھول لگے ہیں تھے۔ پھر ہمارے ختم الشعرا

### میرزا نوشہ ہیں

حکلی وفات دہلی میں ۱۲۶۷ء میں ہو گئی۔ عجیب پایہ کا شاعر گرا ہے اور جس نے سچ تو یوں ہے کہ شاعری کو دہلی میں ختم کر دیا۔ میرزا صاحب کے بعد اور بھی شاعر گرا رہے اور اسوقت ہندوستان میں موجود ہیں لیکن کسی خاص رنگ کے موجد نہیں ہوئے اور اگر ہماری واقفیت ناقص نہیں ہے تو اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا لفظ نہ آئے گا جو موجد ہو کسی خاص رنگ کا۔ میرزا نوشہ یا غالب ایک عجیب و غریب دل و دماغ کے شاعر تھے فارسی میں کل ایرانی شعرا سے انھوں نے سیرا رنگ پیدا کیا تھا۔ شعر گوئی میں فردوسی کا متبع ہیئتہ ان کی مد نظر جس طرح فردوسی فارسی نظم میں عربی الفاظ استعمال نہیں کرتا تھا اس طرح میرزا نوشہ ہم عربی الفاظ کا مستعمل نہ تھا۔

روحانی قوت کمزور ہے وہ اپنے تصنیف شدہ الفاظ میں روح نہیں ڈال سکتے یہی وجہ ہے کہ لوگ دل و یکے نہیں پڑھتے اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو ان پر اثر نہیں ہوتا ایسی شریا نظم و کوڑی کی جسکے پڑھنے سے آدمی چھوٹے نہ لگے اور ہیاختہ اسکی زبان سے واہ واہ نہ نکل جائے اور ایک گونہ بیخودی اُس پر طاری نہو جائے جس بیخودی کو وہ اچھی طرح محسوس کرتا ہو اور اسکی لذت چھتا ہو۔ سید طرح استاد ذوق کے اشعار میں بھی روح پھکی ہوئی ہے لیکن وہ روح التقاہرہ نیز گاری اور مولویانہ انداز کے ساتھ ہے اس میں فراخی۔ دولتندی۔ فارغ البالی پائی جاتی ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرے معنی اُس سے پیدا کر سکے۔ جو لوگ خود بے روح ہیں مگر زندہ ہیں وہ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ظفر نے سچ کہا ہے کہ جس طرف نظر اٹھاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے ہیں لیکن یہ خدا کو معام ہے کہ حیوان ان میں کتنے ہیں اور انسان ان میں کتنے ہیں۔“

### مصحفی

غلام حمدانی تخلص مصحفی بھی بڑے پایہ کا شاعر گزرا ہے ایک فن کا اسی موجب سمجھنا چاہیے مشکل سے مشکل زمین میں جیسے اسکے اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں ایسے اور شعرا کے دیوانوں میں کم دیکھنے میں آتے ہیں مثلاً عین مصحفی دہلی چلے آئے تھے اور یہیں انھوں نے قیام کر لیا تھا۔ خود مصحفی اپنے گھر پر اکثر مشاعرہ کیا کرتے تھے اُس زمانے کے بڑے بڑے شعرا نے فاضل شاعر کے زور طبع کی داد دی ہے۔ اس عالی دماغ شاعر کے پانچ دیوان ہیں اور ایک تذکرہ اور ایک شاہنامہ ہے۔ تذکرہ میں تمام شعر کا حال قلمبند کیا ہے اور شاہنامہ میں شاہان مغلیہ کا حال ہے شاہ عالم تک شاہینا ختم تہ نامت عمدہ تاریخ کا کتاب ہے۔ یہ فقیر قاضی نے ان شعرا میں جس سے وہ تمام

دہر جس زندگی کا آخر اور حتم تمام اس حالتوں میں ہو تو پھر کیونکر سمجھ میں آ سکتا ہے کہ حاصل متاع اسے اشعار میں رنگامیری پیدا کر دیتا۔ اگرچہ اکثر اشعار میں شراب نوشی ہجر اور مصیبت کا ذکر آیا ہو لیکن اس دگر سے نہ تو شراب نوشی کی رنگینی پائی جاتی ہے اور نہ وراق یار کے میاں میں کچھ مدھنکتا ہے مثلاً استاد نے یہ فرمایا ہے۔

لے دوق لے آ پکو صوفی حنائیے معلوم ہے حقیقت ہو حق خواب کی

بکھلے ہو میکدہ سے اسی مہ چھپا کتم

اشارہ اعلیٰ درجہ کے قابل ہر زمانہ کے مکار صوفیوں کا جو ظاہر اہو حق میں گرا رہا ہے اور

پوشیدہ شراب نوشی اور ایسے ہی افعال شعیہ کریں نقشہ آئندہ لکھا گیا ہو اور تسمیہ کی گئی

ہے کہ صحتاری یہ خواب حالت ہو تو پہلے کو صوفی نہ تھا و مگر ایک شادانی اور رنگینی جو

شراب کے میاں میں ہوئی چاہیے وہاں اشتعا میں ہیں شراب نوشی کا بھی میاں ہو

میکدہ کا بھی ذکر ہے صراحتی بھی ہو لیکن یہ الفاظ یہاں ایسے خشک ہیں جیسے آرا و طبع

نوحہ اہل کو کسی مولوی کی رہاں سے مجلس عظیم شمسائی دیں۔ جہاں استاد و ذوق

لے حسرت و یاس کا موٹا اتارا ہو اور آتہا کر دی ہے وہاں بھی کچھ اوپری اوپری معلوم

پایا جاتا ہے مثلاً استاد فرماتے ہیں۔

ہائے حسرت دیدار میری ہائے کو بھی

لکھتے ہیں ہائے دوستی سے کتنا تڑپا

اس شعر کی قاطعیت اور عمدگی میں شک نہیں شعر کو دیکھ کے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسے لالہ

کس قاطعیت اور دل و دماغ کا آدمی ہے مگر حسرت اور بالہ ہی جو اس شعر کے پڑھنے سے

بہا ہوئی جیسے مطلق ہیں پائی جاتی۔ یاد رکھیے کہ ہر ہر لفظ میں مصدع کی روح ہوتی ہے

اور جس میں نغم ہو وہ جہاں ہر آکے پڑھنے والوں کو حاکم ملاحظہ ہیں آئینہ کا من مصدع کی

کا تھا۔ اگرچہ بہادر شاہ شیخ ابراہیم ذوق کے شاگرد تھے لیکن انصاف سے کہا جاسکتا  
ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ استاد ذوق اشعار کہہ دیا کرتے تھے اور بہادر شاہ اپنے نام سے  
محفل میں مثنویاں کرتے تھے محض غلط اور بالکل لغو ہے۔ جبکہ کچھ بھی شعر گوئی یا شعر  
فہمی کا مذاق ہو گا وہ سمجھ سکتا ہے کہ ذوق اور ظفر کے رنگ میں زمین آسمان کا فرق ہے  
کل اشعار میں ایک شعر کا رنگ بھی نہیں ملتا۔ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ جب معمولی معمولی  
چھوڑے اور کنجڑے۔ بھٹیاری۔ قضائی۔ اشعار موزوں کر سکتے ہیں اور بہادر شاہ ایک  
شعر بھی موزوں نہ کر سکتے ہوں شاعری کے معاملہ میں بہادر شاہ کی نسبت یہ خیال کرنا بہت

## یہی رکیک ہے ذوق

یہ صرف شاعر تھا بلکہ بہت بڑا فاضل بھی تھا اکثر ان کے ہاں عربی کتب کا درس رہا کرتا  
تھا۔ انکی شاعری مسلم ہے۔ محاورہ میں سب سے اول نمبر ہے اور بعض اوقات فلسفیانہ  
مضامین اشعار میں ایسے باندھ جاتے ہیں کہ پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ کس دل و دماغ کا  
شخص تھا۔ ہر شعر سے فاضل شاعر کی قابلیت پائی جاتی ہے لیکن دو باتیں جو شاعری کی  
جان ہیں وہ بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں ایک تو وہ درد، بہت کم محسوس ہوتا ہے اور اسکی  
وجہ یہ ہے کہ آپکا سارا زمانہ نہایت فارغ بالی میں بسر ہوا کبھی تمام عمر کوئی مصیبت آئے  
نہیں پڑی اور بہت عیش سے زندگی بسر کی یہی وجہ تھی کہ فاضل شاعر اپنے اشعار  
میں درد پیدا نہ کر سکا۔ دوسری بات جو کہل سکتی ہے وہ رنگینی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاتا کہ کسی شعر  
میں رنگینی اور تازگی نہیں ہے لیکن ہاں یہ ضرور کہا جائیگا کہ کم شعر ایسے ہیں جن میں شادابی  
پائی جاتی ہے۔ اس میں بھی فاضل شاعر فطرۃً نامعذور تھا۔ اول دن سے نہایت متقی اور  
پرہیزگار زندگی گزارا اور آزادوں کی صحبت سے متنفر رہا۔ مولوی علی محمد حدیث اور تفسیر میں

## بد نصیب وہلی

اگرچہ ویراں ہو گئی تھی لیکن اسکی آب و ہوا میں ابھی وہ تاثیر باقی تھی جو روارل سے  
اس میں رکھی گئی ہے۔ جس سے لے مار و ذرا بی اور مرہٹوں کی دستبرد سے نجات  
پائی تو پھر اس میں علمی مذاق کا چرچہ شروع ہو گیا اور اس کی حالت میں یہاں کے ہاتھ  
سے اصل مذاق پر اتر گئے معیہ حامداں کے آخری شاہوں میں شاعری کا مذاق موجود تھا

## شاہ عالم ثانی

سے پہلے

کا ذکر کرتے ہیں جس نے لٹریچر سے لٹریچر تک ٹوٹی پھوٹی حکومت کی یہ بھی بہت بڑا  
شاعر تھا اس نے سب سے پہلے دو آفتاب نامی ایک کتاب تصنیف کی اور پھر ایک مسامرہ  
منظوم اقدس نامی تحریر کیا شاہ عالم کا ایک دیوان بھی دیکھا گیا جو جس سے شاہ کی موقوفی  
طبع کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ شاہ عالم کے بیٹے۔

## سلیمان شکوہ

نے بھی کچھ کم قابلیت کا مں شاعری میں اظہار نہیں کیا سلیمان شکوہ اگر شاہ ثانی کے  
بھائی تھے اور بڑی حما آندوں کی دستبرد سے برآمد ہوئی جو تو انہوں نے بھی لکھو  
میں حاکم کے پاد لے لی تھی۔ لیکن لکھو سے حسب و علی آباد ہوئی تو لٹریچر میں اپنی پہلے  
آئے تھے اور ہمیں انکی رعایت لٹریچر میں ہو گئی۔ ان کا بھی ایک دیوان موجود ہے  
اسکے اشعار اس کے پرمذاق اور رحمتہ ہوتے تھے اور ہر شعر سے مسکب کے ساتھ ایک عیب  
تکست پائی مافی جو۔ حامداں معیہ کا سب سے آخری بادشاہ حاکمیروں کا میت حار تھا

## بہادر شاہ ثانی تخلص ظفر

بہادر شاہ ثانی تخلص ظفر۔ بہادر شاہ ثانی تخلص ظفر۔ بہادر شاہ ثانی تخلص ظفر۔

اور دہر والے انیس کے مرتبوں پر یہ بھی لکھنؤ میں بیان کیا جاتا ہے کہ دہر نو مسلم تھے اور ان کے نام کے ساتھ لفظ میرزا اور بڑھانا چاہیے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ لفظ ”میرزا“ کیونکر نو مسلم کے ساتھ چسپاں ہو سکتا ہو۔ شاید شاہی خطاب ملا ہو۔ کہتے ہیں یہ پہلے کانیتھ ہندو تھے مگر اسکی تصدیق ہونی باقی رہا یا ان کے والد مسلمان ہوئے تھے یا انھوں نے خود اسلام اختیار کر لیا تھا خیر جو کچھ ہو میرزا دہر انیس کی شکمہ ہیں اور باہم ایک دوسرے کے مخالف موافق گروہ ایک دوسرے کو کچھ ہی کیوں نہ سمجھیں لیکن عام طور پر سطح میر انیس کو مسلمانوں نے قبول کر لیا ہے اسی طرح میرزا دہر کو بھی ملتے ہیں اور لکھنؤ کے باہر بھی عقیدہ ہے کہ دونوں ہم تپہ ہیں۔ پھر

## رجب علی بیگ

جو ۱۸۶۹ء میں فوت ہو گئے ایک پایہ کے شاعر گزرے ہیں اور اس صدی کے علم ادب میں انھیں وہ فضیلت ہے جس کا اعتراف بڑے بڑے قابل لوگ کرتے ہیں انھوں نے نہایت خوب کتاب لکھ کے اس بات کو ثابت کر دیا کہ زمانہ سابق کے علم ادب میں سرور کا کتنا چاہیہ ہے۔ عجائب پر کیا مقرر ہے اشعار بھی سرور کے موجود ہیں جن سے کمال شاعری پایا جاتا ہے۔ خود

## واجد علی شاہ تخلص خستہ

بھی شاعر تھے۔ تین دیوان چھپے ہیں۔ اشعار سے رنگینی اور حکومت کی بُرائی جو اور بھی کسی کتابوں کے عرصہ میں بعض فہمہ عربی اشعار بھی موزوں کیے ہیں لیکن سنا گیا ہے کہ ان میں غلطیاں بھی اگر نہ تھیں تو درباری علماء بعد اطور سے ان اشعار کو صحت کا مجاہد پہناتے تھے۔ غرض شاہ اودھ کی کل کتابیں دل چسپی سے خالی نہیں ہیں۔



رہا دھونیکے بعد کھسوا دیا ہوا تو اردو کے علم ادب میں ہر اتر ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ حامداں اور مددگار آجری کو اب یا تاہ ۱۸۵۶ء میں قید کر کے کلکتہ بھیجا گیا اس اُسی کے ساتھ لکھنؤ میں اردو علم ادب کا جبراع بھی بچھ گیا اور ترقی اسے دہلی کے رہا دھونیکے بعد دہلی کے شعراء کے صفہ میں کی تھی وہ وہیں کی وہیں رُکی رہ گئی۔ انا سفر آنا ایک چھوٹا دہلی کے شعراء لکھنؤ کو لکھنؤ لایا تھا اور اس پوری سرزمین میں وہ تاثیر پیدا کر دی تھی کہ یہاں سے بھی انسان پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ

## آتش و ناسخ

حصوں سے عمل گوئی میں ایک عاص شہرت حاصل کی اسی بد نصیب سرزمین دہلی کے میں یا ممتھے ان دونوں شعراء کا ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء میں چھ سات سال کے آگے پیچھے انتقال ہو گیا اور انکی خوش قسمتی تھی کہ انھوں نے اپنے تلہ کو رہا دھوتے ہوئے اور قید میں کلکتہ جاتے ہوئے نہ دیکھا۔ کیونکہ ان دونوں فاضل شعراء کو شاہ اودہ کے رہا میں بہت عرصہ تھا اور یہ الیا عروج تھا کہ انکے اور محصوروں کو کم حاصل ہوا ہو گا۔

## میرا میں و دبیر

انکے بعد کا طوطی لولا میرا میں میر جس کے پوتے تھے اور انکے محصور دبیر تھے۔ امیں کا انتقال ۱۸۵۷ء میں ہوا اور دبیراں کے چھ ماہ بعد فوت ہوئے۔ دونوں شاعر مرثیہ گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور تمام شعر ہائے اس میں ان دونوں صاحبوں کو ثانی تسلیم کر لیا ہے پہلے یہ مشہور تھا کہ مگر اہوا شاعر مرثیہ گو ہوتا ہے لیکن ان دونوں کے کمال نے اس مقولہ کو غلط ثابت کر دیا ہے اسی تک دو گروہ لکھنؤ میں مدعو ہیں۔ دبیر نے اور ایسے کہلائے ہیں۔ امیں والے دبیر کے استاد پر مکتہ چسپی کرتے ہیں اور

کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔

## میر محمدی - سوز

بھی قابلِ شاعر ہیں گزرے ہیں انھوں نے ریختی میں سب سے پہلے اشعارِ موزوں کے اور ریختی گوئی کی ہندوستان میں بنیاد ڈالی۔ یہ اخیر میں فقیر ہو گئے تھے اور بالکل ترکِ دنیا کر دی تھی اور اسی میں وفات پائی۔ انکی نظم بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی اور انھوں نے انھیں اعلیٰ طبقہ کا شاعر تسلیم کر لیا ہے۔ یہ اکثر دو معنی کلام کہا کرتے تھے۔ طاہری معنی تو ایک شعر کے بخش ہوئے تھے لیکن غور کریں بعد اُس کے دوسرے جہندب معنی ہو جاتے تھے۔

## جرات

بھی ایسا ہی بلا کا شاعر گزرا ہے لیکن اُس نے بھی سوز ہی کا رنگ اختیار کر لیا تھا اور دو اشعار اکثر ریختی میں نظم کیا کرتا تھا جن کے طاہری معنی بخش پر دلالت کرتے تھے اگرچہ یہ جنرور ہے کہ اسکی ریختی میں مطالبِ آفرینی اور جدت کوٹ کوٹ کر بھری ہو لیکن بخش مضامین سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے اس نے سودا کی طرح سچو یہ نظم بھی موزوں کی اور اس میں شک نہیں کہ اپنے سچو یہ اشعار میں کامیابی حاصل کی۔ جلیل اُردو میں فاضل شاعر کو مہارت تھی اسطرح ہندی میں بھی کچھ کم نامور نہیں ہو اور سچے اور کبت بکثرت موجود ہیں جو ہندی علمِ ادب کی حیاں سمجھنے چاہئیں۔

## مسکین

لکھنوی ایک اچھا شاعر ہوا ہے جسکی مرثیہ گوئی میں بڑی شہرت تھی۔ تمام مرثیوں میں جو مسکین نے موزوں کیئے شہرتِ مسلم پر آپکے عاجز ادوں کی مظاہرہ نہ شہادت کا بیان قابلِ داد ہے اور مسکین کے تمام مرثیوں میں اسی کو چوٹی کا مرثیہ سمجھنا چاہیے۔ وہابی کے

سوائے پریتیانی اور رماوی کے وطن میں کچھ حاصل ہو تو پھر وطن میں انسان کیونکر رہ سکتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

دلم از صحت شیراز نکلی گرفت	وقت آست کہ پرسی حرار بعد ادم
سعدیاحت وطن گرچہ حیثیت صحیح	مواں مروتہ سختی کہ مس آسما را دم

غرض جب آرزو ستودہ اور میر لکھنوی آئے تو یہاں اور چند اپنے ہم وطن پہاہ گریوں کو دکھا تو دراصل ہمارے مدھی کے طبیعت سے کہ اس دیار لکھنوی میں ہم وطن اور ہم ذات تو کئی ایک مل گئے۔ یہاں میر حسن سے ملے دسہ وفات شہ شہی میر سہو کو دیکھا دسہ وفات (مراع ہے) اور قلمدر بحث حرأت سے ملاقات کی دسہ وفات (۱۸۱۶ء ہے) اسکے علاوہ اور بھی کئی شاعر دیکھے جموں نے ایک طبع اودہ کے اس حدید یا لے تحت میں پہاہ لی تھی۔

## میر حسن

حواحد ہر ذرہ کے دوستوں میں تھے پہلے فیض آباد میں رہتے تھے۔ لیکن پھر لکھنؤ میں چلے آئے تھے۔ عل۔ رامعی۔ قسوی اور مرتبیہ میں انھیں پوری دستگاہ ملی تھی۔ چونکہ دہلی سے پورا میں پانچے تھے اس لئے اسکے اشتعا میں ایک عجیب رنگ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر قسوی میں حاصل شاعر نے وہ ماموری حاصل کی کہ سب پر فوق لے گئے اس قسوی کا نام ”سحرالسیاں“ ہوا اور فی الواقع یہ عجیب و غریب قسوی ہے جو اس طرز اور رنگ کی اردو میں پہلے کسی نہیں لکھی گئی۔ اس قسوی میں تہراؤ بہ لظیر اور تہراوی مد میر کے عشق و محبت کا افسانہ بیاں ہوا ہے۔ دوسری مثنوی ایک کلر اور دم ہے جو فیض آباد کی تعریف میں ہے۔ یہ قسوی بھی مست وقت

دیوان ہیں۔ کہتے ہیں غزل اور شثنوی میں میر صاحب سودا سے بڑھے ہوئے ہیں اور شعرائے متاخرین کچھ میر صاحب ہی کو زیادہ مانتے ہیں جیسا میرزا غالب نے کہا ہے

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ | | آب بے پردہ ہے جو معتقد میر نہیں

اس میں کلام نہیں کہ میر تقی سودا کے بعد ہوئے ہیں۔ اور سودا کی زبان کچھ بُری نہیں ہے۔ لیکن جو سادگی اور بیباختگی میر کو نصیب ہوئی ہے وہ سودا میں نہیں ہے خیالات کی بلند پروازی اس میں شبہ نہیں کہ سودا میں میر صاحب سے بڑھی ہوئی ہے۔ لیکن سادگی اور فطری کرشموں سے سودا کے اشعار اتنے مزین نہیں ہیں جو میر کے ہیں۔

جب دلی کی ترقی کا ستارہ ہستی میں آگیا اور اس پر یہ مقولہ صادق آیا کہ دو ہمتی کبھی تنہا نہیں آتی۔ تو اسپر نادر شاہ نے ۱۱۳۹ء میں حملہ کر کے اسکی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اسکی ترقی اور سبزی کو خاک میں ملا دیا۔ ابھی بد نصیب دہلی نادر کے حملہ اور تاخت و تاراج سے سنبھلی نہ تھی کہ احمد شاہ درانی کی ۱۱۵۵ء میں خونریز جنگ ہوئی۔ ابھی اس سے ہوش نہ آیا تھا کہ ۱۱۵۹ء میں مرہٹوں نے آدبا یا۔ اور دہلی کے علم و فضل۔ فنون اور زندہ دلی کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔ جب اس طرح سے دہلی برباد ہوئی تو لکھنؤ جو او وہ کا جدید پایہ تخت بنا تھا ان فاضل شعرائے آباد ہونے لگا۔ یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ آرزو سودا اور میر نے کب نہ کی یہاں آ کے پناہ لی اور اخیر اسی زمین پر فوت ہو گئے۔ یائے اگر ان کا وطن نہ آجرتا تو وہ کاسے کو غیر بر زمین میں جان دیتے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ کہا ہے کہ وطن میں اس لیے نہیں مرا جا سکتا کہ ہم وہاں کی پیدائش ہیں۔ جب

اور دروپایا جاتا ہے کہ عام طور پر مسیحیوں کے اشعار لوگوں کے نوک رماں ہیں اس کا  
دیواں ہندوستان میں سمجھا جاتا ہے۔ ٹرےا پے میں آپ فقیر ہو گئے تھے۔  
اور عاقلانہ تفسیر یہ میں سمیت کر لی تھی۔ دہلی میں ابھی تک "میر درد کی مائیدی  
مشہور ہے اور اس سرگ تاع کے مسکن کا دھندلا سا سایہ اب بھی پایا جاتا ہے  
میر درد کی ۱۹۳۱ء میں وفات ہو گئی۔

### سودا اور میر تقی

کا تو کچھ کہا ہی نہیں۔ یہ ممتاز شعراء ہیں اور انکی استاد ی میں کسی کو بھی کلام  
ہمیں ہو۔ سودا اٹھارہویں صدی کے آغا میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حاتم سے  
تعلیم پاتے رہے۔ حث ہلی مراد ہو گئی تو حاصل تاع لکھنؤ چلا گیا جہاں نواب  
آصف الدولہ سے چھ ہزار روپیہ سالانہ کی ایک جاگیر سودا کی مقرر کر دی۔ اور اجیر  
دہلی کا یہ نام "شاعر شہ" میں لکھو ہی میں فوت ہو گیا۔ آپ کے اشعار کی  
تعداد بہت ہے اور ان میں لطیف اردو کا رنگ پایا جاتا ہے۔ ہمچ میں حاصل تاع  
کا پایہ بہت ٹرےا ہوا ہے۔ اس میں وہ باریکیاں حاصل تاع کے پیدا کی  
تھیں کہ ہندوستان میں اس پایہ کا کوئی شاعر نہیں ہوا۔

میر تقی اگر وہیں پیدا ہوئے لیکن بچپن ہی میں دہلی چلے آئے اور یہیں نور  
ہاتن اختیار کر لی۔ آرزو سے میر تقی نے تعلیم حاصل کی۔ میر صاحب سودا کی وفات  
کے وقت بھی دہلی میں موجود تھے۔ لیکن ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ چلے گئے۔ جہاں انکی موت  
لکھنؤ کی طرف سے ایک معقول پیش مقرر ہو گئی۔ پھر میر صاحب کا ست سیڑی  
عمر میں ۱۸۵۷ء میں انتقال ہو گیا۔ آپ کا کلیات بہت صحیح ہے اور اس میں چٹے

میں اشعار موزوں کرنے کا جوش پیدا ہوا اور پھر شمالی ہند کی اُردو میں اشعار موزوں کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد حاتم کے دوستوں ناجی۔ مضمون اور آبرو نے اشعار کہے اور دیوان لکھے۔ پھر حاتم نے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی سب سے پہلے اس قابل شاگرد ”رفیع السواد“ بیچو پنے ہم عصروں میں ممتاز ہوا ہے۔ اسکے بعد خان آرزو ہوا ہے جو ایک ایرانی عالم تھا ۱۲۸۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۳۵۶ء میں اسکی وفات ہوئی اسکی عمر کا بڑا حصہ فارسی اشعار کے موزوں کرنے میں صرف ہوا۔ اخیر عمر میں اُردو زبان کی طرف توجہ کی اور اعلیٰ درجے کے نفیس اشعار موزوں کیے۔ اس نے ”سراج اللغات“ نامی کتاب لکھی ہے جس سے اسکی قابلیت کا پتہ چلتا ہے۔

### میر تقی

آرزو سی کے شاگردوں میں تھے۔ اور میر صاحب ہی نے شعرے زمانہ میں وہ وقت حاصل کی کہ شعرے متاخرین نے روحانی طور پر انہیں اپنا استاد تسلیم کر لیا تھا ۱۳۳۹ء میں جب نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کر کے اسے تاخت و تاراج کیا ہے تو آرزو لکھنؤ میں چلے گئے تھے اور وہیں اُن کا انتقال ہو گیا۔

### انعام احمد خان خٹک صاحب مہتمم

کہتے ہیں اس فاضل شاعر نے اُردو شاعری میں وہ قابلیت پیدا کی تھی کہ اپنے استادوں سے بھی بہت سی باتوں میں اُنکا نمبر بڑھا ہوا تھا۔ فاضل ”یقین“ کا احمد شاہ کے زمانہ سلطنت ۱۳۴۴ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ انکے بعد

### میر ذوق

ہوئے جنکی زبان سے ایک عجیب رنگ اختیار کیا اور جن کے اشعار میں وہ ساوگی

ایک مستقل صورت عطا کی اور کچھ کسر رہ گئی تھی وہ اُس کے معاصر اور جو طبع و سراج،  
 نے تکمیل کو پہنچایا۔ ولی مدبریت کے باب کے لقب سے مشہور ہے اور  
 اس کو نامائے ریختہ کہا کرتے تھے۔ اس سے کیسکو بھی انکار نہیں کہ شمالی ہندوستان  
 میں اُردو کا آغاز اور مدیج ترقی کرنا اور اُردو کی خاص صورت قائم ہونا یہ صرف  
 سراج کا طویل ہے تمام اُردو والوں کو ان کاموں کا مہم سوا جاسے

### ولی

کے سوانح عمری ہیں بہت کم معلوم ہیں۔ اسوس بکاس کے واقعات زندگی  
 ہمیں نہیں مل سکے اتنا یہ چلا ہے کہ ولی اور نگریہ کی آخری سلطنت میں دہلی  
 آیا تھا۔ سا گیا ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ شاہ گلشن نے اُردو کی ساعری کئے یئے  
 چند ہریتیں کی تھیں اور اصلاح دیکھے بھی فرمایا تھا کہ فارسی اشعار کا مصحف اُردو  
 میں کیونکہ آجاتا ہے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شاہ گلشن کو ولی اللہ صلی سے اور  
 شاعر صلی تھے اور اسی نے دہلی میں آ کے اس کے ہاتھ پر معیت بھی کی تھی اور اس کے نامادہ  
 کے مرہ میں شریک ہو گیا۔ ولی کا کلیات ایم گارس ڈی ٹیسی سے ۱۸۶۷ء اور  
 ۱۸۷۹ء کے درمیان پیرس میں طبع کرایا تھا اور اس کے نظیر اشعار پر عاتے بھی  
 پڑھائے ہیں اس کا اصل نسخہ یعنی فاضل تاج کے ہاتھ کا کچا مکتوبات بھی محفوظ ہے

### ظہور الدین۔ نخلص خانہ

دہلی میں اُردو کا مالی اور تمام تھا کا جہ احمد ماتر دتہ سے ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوا  
 اور ۱۸۹۹ء میں اسکی وفات ہو گئی محمد تاج کی تحت نشینی کے دس سال سے  
 ۱۹۰۸ء میں لی کا دیوان دہلی میں چھاپا اور اس دیوان کو دیکھ کے شعر کو اُردو

دو نوں کی شادی کی گئی ہے۔ عرض بہت عجیب کہانی ہے اور پڑھنے میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

## بیچا پوز کا ور پار

بھی کچھ کم نامور نہیں ہو اعلیٰ لحاظ سے اس کا بہت شہرہ ہے۔ ابراہیم عادل شاہ جس نے ۱۵۵۷ء سے ۱۵۷۶ء تک حکمرانی کی تعلیم ادب میں بہت بڑا ماہر ہوا ہے۔ اس نے ایک کتاب ”نورس“ تصنیف کی ہے جو افسوس ہے کہ بجائے اردو کے ہندی حروف میں لکھی ہوئی زیادہ ملتی ہے۔ تین دیباچہ اس منظوم کتاب کے ملاحظہ وری کی تصنیف سے موجود ہیں جن کا نام شہرہ ظہوری ہے جو عام طور پر پڑھائی جاتی ہے اور فارسی کے طلبہ اسے ضرور پڑھتے ہیں کیونکہ بغیر اس کتاب کے پڑھے فارسی میں پوری قابلیت نہیں ہوتی۔ اس شہزادہ کا جانشین علی عادل شاہ ہوا۔ اسکے دیباچہ میں ایک شاعر تھا جس کا تخلص نصرتی اور قوم برہمن سے تھا شہزادہ میں اس نے ”گلشن عشق“ نامی ایک مثنوی لکھی۔ اور اس مثنوی میں شہزادہ منوہر اور عدالتی کے عشق کا تذکرہ ہے۔ دوسری تصنیف اسکی علی نامہ ”مثنوی ہے جو اپنے آقا کے تذکرے میں ہی ان مثنویوں کے دیکھنے سے کھلتا ہے کہ جو سادگی زبان میں فارسی کے جملے شامل ہوتے ہیں پہلے ہی کیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ خیالات اچھوتے ہیں اور بعض موقعوں پر بھائی آفرینی میں نکال کیا ہے۔ اسکی طرز انشا پر دانہ می داد دینے کے قابل ہے۔ یہ ابتداء کی مصنف گویا رہے ہیں ان اردو مصنفوں کے جو بعد میں پیدا ہوئے۔ بلاشبہ اردو کی اصلی بنیاد و کن ہی میں پڑی اور وہیں اردو میں سب سے پہلے کتابیں تصنیف ہوئیں۔ ولی اورنگ آبادی نے جو ۱۶۸۷ء سے ۱۷۰۷ء تک زندہ رہا اردو کو خاص



تحت نشیں سما۔ غرض دونوں تاجروں کے دیواں یا گلیاں موجود ہیں جس میں  
 عربی بھی ہیں رابعیاں بھی ہیں اور قندہمی و قضاوند بھی ہیں۔ آخر الدکر شاہ کے  
 زمانہ میں اس کتاب کی دو کتا میں لکھیں ایک قصوی ہے جس کا نام طوطی کا  
 ہے اور دوسری کتاب ”نیول سن“ ہے۔ اول الدکر ۱۳۹۹ء میں لکھی گئی یہ  
 طوطی نامہ اصل میں ایک ایرانی شاعر حسن کی کتاب کا خلاصہ ہے اور اس کا  
 اصلی واحد ایک کتاب مسکرت کی ہے جس کا نام ”سوکا سبتی“ ہے اس کتاب کا  
 نظم و شعر دونوں میں بہت خوبی سے ترجمہ کیا گیا ہے ”شکر کا نام“ طوطا کہانی۔ یہ  
 سحر و علم لوب میں گویا پہلی کتاب سمجھی جاتی ہے شاعرین محمد حیدر حسن حیدری بر  
 ولیم کالج کے اس کتاب کو ترقیب دیا تھا۔

کتاب ”پنچل سن“ ایک فارسی کی کتاب دو ستمیں کا ترجمہ ہے جو عشق و محبت  
 کی ایک صاف اور مستحضر کہانی ہے دوسری مشہور کتاب عباسی زمانہ اور اسی  
 مقام سے تعلق رکھتی ہے ”کام روپ“ ہے۔ تحسین الدین نے بطور قصوی کے  
 اس کتاب کو لکھا اور ۱۳۳۰ء میں ایم مکارس ڈی ٹیسی نے اسے طبع کرایا۔ اس کتاب  
 میں مصائب میں شہر سے امداد کیے گئے ہیں کام روپ کا نام اس کتاب کا ہیرو  
 ہے ایک تاجروں کا بیٹا اور اسکی بیرواں ”کلا“ شاہ لکاک کی بیٹی ہے۔ جو  
 واقعات اس میں درج کئے گئے ہیں وہ سب مدد جاری کے واقعات سے زیادہ  
 ملتے ہیں جس کا ”حمدا لیلہ“ میں موجود ہے۔ شہزادہ اور شہزادی ایک دوسرے کو  
 خواب میں دیکھتے ہیں اور شہزادہ اپنی معشوقہ کو تلاش کرنے کے لئے سحر و جادو  
 سے ادھم و غریب شہروں میں چرتا ہے خود یہ میں۔ سمیڈا رچرڈ سحر اور جادو کے

ہو چکی تھی۔ امیر خسرو دہلوی کے دو اشعار ایسے جاتے ہیں جن میں اردو کی جملگی موجود ہے۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ شیخ سعدی شیرازی نے بھی اردو میں کچھ اشعار موزوں کے تھے۔ لیکن اعداد ازاں یہ بیان کیا گیا کہ اردو کا ایک اور شاعر سی تخلص گزرا ہے۔ یہ سعدی شیرازی نہ تھا بلکہ دکن کا ایک باشندہ تھا۔ بہ حال جو نظمیں ان متقدمین شعراء کی پائی جاتی ہیں یہ پہلے ہندی حروف میں لکھی جاتی تھیں کیونکہ موجودہ طرز نویسی کی ابھی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ اسکی شہادت میں کبیر کی نظمیں موجود ہیں جن میں فارسی کے لغت بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن میں سب ہندی حروف میں لکھی ہوئیں۔ نگر جوں جوں اردو اپنی اصلی صورت پر آتی گئی۔ فارسی کا رنگ اس میں پیدا ہوتا گیا۔ اور ہوتے ہوئے اس نے ہندی سے اپنے کب بالکل آزاد کر لیا۔ اردو کے

### ابتدائی مصنف

سب دکن کے رہنے والے تھے۔ گو لکنڈہ اور بیجاپور کے درباروں میں ان مصنفین کا بہت عروج تھا اور جب عالمگیر کے ہاتھ سے ان خاندانوں کی اینٹ سے اینٹ بجی ہے اردو عروج پر پہنچ چکی تھی۔ شجاع الدین تخلص نوری فیضی کا بہت بڑا دوست گجرات کا باشندہ تھا۔ امیر خسرو دہلوی کے بعد بس نوری اردو کا بڑا شاعر ہوا ہے جو متقدمین میں شمار ہوتا ہے۔ شجاع الدین سلطان ابوالحسن قطب شاہ وایسے گو لکنڈہ کے بیٹے کا معلم تھا۔ اسی زمانہ میں اُس نے چند غزلیں اردو میں موزوں کی تھیں۔ اس کے علاوہ علی قطب شاہ وایسے گو لکنڈہ جس نے ۱۵۵۷ء سے ۱۵۶۷ء تک سلطنت کی اور اُس کا جانشین عبدالعزیز قطب شاہ جو ۱۶۱۱ء میں

اور کیمیت کے ساتھ یاں کئے گئے ہیں اسکے شاگرد بہت سے ہیں جس میں بعض  
سماں بھی دیکھے گئے ہیں اسکی کتابوں کا ترجمہ سکریت راں میں ہو گیا ہے پھر  
تلسی داس

اگرچہ میں شاعری میں بہت ادنیٰ درجہ کا شاعر ہے لیکن اسکے کلام کو یہ یادگی  
کی سطر سے دیکھا جاتا ہے: اسکی کتاب رامایت جس کا اصلی نام ”رام چرت ماس“  
ہے اور جسکے سے ہیں رام کے کارناموں کی طبع سے راہیں تھانی ہند کے باشندوں  
میں اس کثرت سے پڑھی جاتی رہے مسیح آمادی میں اسمیل۔ کچھ تھالی ہیں ہی پر  
تشریحیں ہے ملکہ کل ہوا وستان میں اماں کے یڑھے کا طرح ہے تلسی داس  
قوجی رہیں تھا اور اسکی راں سے پایہ نما ہے کہ بات نہ دو دو ہے۔ رنگی کا  
طراحہ تو اصل مصنف ہے۔ تاں میں گراں سکتا ہے میں موت ہو گیا راہیں کے  
علاوہ چھ مضمون کتاب میں اور بھی تلسی داس نے لکھی ہیں جو حکم و میت تواریخی  
صہوں پر ہیں اور جس میں رام کی پستیں یاں کی گئی ہے۔ علاوہ چھ کتابوں کے  
سات مضمونہ کتاب میں اسکے علاوہ ہی داس کے نام سے سست و بجاتی ہیں لیکن مشکوک  
امر ہے آیا وہ ان کتابوں کا مصنف بھی ہے یا نہیں۔

## اردو اور اسکی ابتدائی تواریخ

یہ ابھی تک چہ نہیں لگا کہ اردو زمان سے ایسی اصلی صورت کس سے اختیار کی  
تھ شکل اتنا پتہ لگتا ہے کہ ۱۹۰۹ء راتہ تھہ شاہ میں اسکی میاں ڈھچکی تھی اسی راہ  
میں یا اس سے کچھ بعد مسعود میر سعد کا دیواں مرتب ہو چکا تھا گیارہویں صدی کے  
آخری نصف صدی میں او ماحویں صدی کے آغاز میں اس دیواں کی شہرت

اعلیٰ درجہ کے شاعر یہ لوگ ہیں۔ کیشو داس۔ بہاری لال۔ تلمسی داس۔ ان کے اشعار  
ہندوستان بھر میں مشہور ہیں۔ مگر یہ بات دیکھنے کی ہے کہ حقیقت فصاحت۔ اور  
سلاست و سادگی زبان کی اتنی خوبی نہیں معلوم ہوتی جتنا مصنفین آفرینی نے  
اسکے دیوالا کر دیا ہے۔ جن شاعروں کا ہنر تذکرہ کیا ہے ان میں تلمسی داس  
کا نام اکثر آدمیوں کی زبان پر ہے۔ مگر تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ طرز شاعری  
اور مضمون آفرینی منجملہ اور شاعروں کے براج سے بہت کچھ چرائی گئی ہے تلمسی داس  
کے اصلی خیالات کا بہت شکل سے تہ لگ سکے گا۔ سب پرانے شاعروں کا پس  
خوردہ ہے جو پیچھے ان کو ملا ہے۔

### کیشو داس

جس کا ذکر ہم نے ابھی کیا ہے، قوم کا برہمن تھا، اور جہانگیر اور شاہ جہاں کے زمانہ میں  
موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلے ایک منظوم کتاب رام پر تصنیف کی۔ جس کا نام  
راچنوریکا رکھا اور جو ۱۶۱۲ء میں لکھی گئی۔ پھر اسی شاعر نے دوسری کتاب  
دوکاوی پر یا تحریر کی۔ کہتے ہیں اس سے بہتر اصول شاعری میں دوسری کتاب  
نہیں لکھی گئی اور بھی کئی کتابیں اس فاضل شاعر نے لکھی ہیں اور سب اپنی طرز  
کی اچھی ہیں۔ پھر۔

### بہاری لال

ہو اجو نظم ست سانی کا مصنف جو اس کتاب میں سات سو بند میں۔ یہ نظم اپنی لطافت  
اور سادگی میں بہت مشہور ہے۔ اس نظم میں خوشنوی کی پرستش کا کرشنا کا پہلو اختیار  
کیا گیا ہے۔ راوہا اور دوسری گویوں کے عشق و محبت کے حالات بھی لذت

## راما۔ ہری۔ گووند

قیوں کی پستق کی استدرا ماسد سے ہوئی ہے۔ اس سے پہلے اس میں تیرتاؤں کی پستق معدوم تھی اس کے ماسے والے کرتش ہی یا کرتشا کو بھی مانتے ہیں۔ اکثر استعار میں کرتشا کے بھین اور وانی کے کار ماسے پائے جاتے ہیں راماسدی فر۔ کے لوگ دیا کوئے صقیق جاتے ہیں اور اسکی دولت کو راہ ص سے گمراہ کرے والی سمجھتے ہیں اور عوراء انھوں سے حق سمجھ لی ہے ہایت عصر اور عوشی سے اسی پر قانع رہتے ہیں کرتشا اور اسکی سلیم ماہا کے ماسے والے امہا درج کے راحت پسند لوگ میں اور عام طور پر عمر میں ہی اس سب کو زیادہ مانتی ہیں اسی مت میں ایک اور گروہ "دلا ہجاریوں" کا کھلا ہے جو گوشتا گو سائیوں کا پیرو ہے۔ اس ست کا مالی ایک شخص دلا ماسوامی قوم کا رہیں ہے جو حونی ہند کا رہے دلا تھا۔ یہ شخص فقہ گوکل قریب تھا کے آکے رہا اور غالباً اس کا رما۔ سولہویں صدی عیسوی کا سمجھا جاسیے اس مہب کی اعلیٰ درجہ کی کتاب طرح ملاس نامی ہے اس کتاب میں کرتشا کے کھیل تماشوں کا ذکر ہے جو وہ سرداراں کے عورتوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اس کتاب کو ررح ماسی داس نے مرت کیا ہے اسی ست کی دوسری کتاب "تنامامی ہے جو ماکھل بھگتا مالاکے متا ہے اور اس میں حیرتی پتیواؤں کے قصے کہانیاں ررح ہیں۔ ررح میلاں ایک مشہور کتاب ہے ہاراروں میں عام طور پر فروخت ہتی ہے اور ہزاروں آدمی اسکو ترق سے پڑھتے ہیں۔ سدھ کا رما۔ متوسط درجہ سے مشہور ایک سمجھا جاتی ہے اسی عرصہ میں اس مشہور ماہائی پہلی پھولی اور پھر اسکی میا دیں حیر چرائیں۔ سدھ علم ادب میں

والوں کے بھائی جوتے ہیں لیکن باہمی مغائرت نے کوئی مذہبی یک جہتی ان دونوں میں قائم نہیں کی ہے۔ اسلام کی ایک بگڑی ہوئی شاخ سکھ مذہب کیونکہ سکھ مذہب کے پڑے بانی سب سب مسلمان تھے مگر لنگھی اور اٹیوں نے باہم وہ منفرد پیدا کر دیا کہ ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہو گئے۔ اور اب سکھ مسلمان کو اور مسلمان سکھ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا، ”اے اماند کے دوسرے شاگرد و شاہیں۔“

## سور داس

بہت ہی مشہور و معروف ہندو سے کبیر سے دوسرے درجے کا کہتے ہیں اسکے وقت تک زندگی پر پردہ پڑا ہوا ہے اسکے کچھ استاد گرتھ میں شامل کر دیے گئے ہیں اس کا زمانہ قریب سنہ ۱۶ء کا تھا۔ اسی نام کا ایک شخص دیوتا کی صورت میں کتاب ”سیکھت مالا“ میں بیان ہوا ہے۔ اگر یہ وہی شخص ہے اور غالباً وہی ہوگا تو قوم کا برہمن تھا۔ اور شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں سندلیہ ملک اودھ کے ایک پرگنہ کا امین یعنی مالگزاری وصول کرنے کے عہدہ پر مقرر تھا۔ اس نے غضب یہ کیا کہ مالگزاری کا روپیہ جمع کر کے اپنے مندر ”مدن موہن“ واقع برندا بان میں بھیج دیا۔ اور اکبر کو مالگزاری کے روپیہ کی جگہ پٹیلی میں پتھر بھر کے بھیج دیئے۔ یہ بات غصہ آنے کی تو بہت تھی لیکن اکبر نے اپنے غم و خسرانہ سے معاف کر دیا۔ اس عرصہ میں سور داس نکل کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی پھر نا بنیا بھی ہو گیا لیکن شہر اور آبادی کی طرف بالکل رخ نہیں کیا اور دشمنوں کے بھجن گاتا ہوا جنگل و جنگل پھرے لگا۔ ایک لاکھ پچیس ہزار اشعار اس نے نظم کیے ہیں وہ سب جمع کر لیے گئے ہیں اور ان کا نام ”سور ساگر“ رکھا ہے

ہ سکھوں کا چیتا ہے انکی اگر تھ اصل میں کیر کی تصانیف کا ایک دیباچہ ہے۔  
 ۱۲۶۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۴۸ء میں انکی موت ہو گئی۔ ایک بہایت دہیں اور حلا  
 پرست شخص تھا اور ماک کو کیر کا تعری یا عیالات آخری میں ایک پیر و بھٹا چائے  
**کیر کی تصانیف**

تعداد میں زیادہ میں کیر کے مت والوں کے پاس انکی پوری تصانیف موجود ہیں  
 عجیب بات یہ جو حالاکہ وہ بجا مسلمان تھا لکن اُس کے مرید سد و بہت میں اور اُسے  
 مثل دیدتا کے سمجھتے ہیں۔ سد و ستاں میں کیر کی تصانیف کے بہت سے حصے چھپ  
 چکے ہیں۔ اسکی سب سے مادی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ ساکیر سعدیں اور ریختہ۔  
 سام طور پر لوگ ان کتابوں کو سپمد و مطروں سے دیکھتے ہیں۔ بہت سی کتابیں ایسے  
 علاوہ کیر کی سیاں کی عالی ہیں لیکن وہ دراصل انکی ہیں میں۔ ہاں اُسکے شاگردوں  
 نے انھیں تصنیف کر یا سے مثلاً ”سجک کتاب“ بھاگو داس کی لکھی سے اور سکھ پان  
 سریت گرواں کی تصنیف سے جو۔ کیر کے، یہی اصول کے ارت سکھ ہیں جو اُس کا  
 نام تعظم سے لیتے ہیں۔ اُس کے مدسی اُصولوں کو دس لے اچی کتاب میں پورے  
 طور پر اور وضاحت یاں کیا ہے۔ کیر کے بعض شاگرد۔

### خدا ہی پیشوا

میں ہو کر سے میں مثلاً دالود ایک ٹرے ست کا انی ہے جو اس وقت راجپوتانہ میں بھیا  
 ہوا سے اور انکی مت سی مدی کتابیں میں اود نے زیادہ تر اپنے گرو کیر ہی کے  
 اصول کی تعلیم کی سے اور آج تقہ سے دیکھا جاتا ہے کہ اُس کے مریدوں کی تعداد  
 ہزاروں لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے سکھ حالاکہ ایک صورت سے داؤد مت

ہے جنگی ہزار ہا نظمیں موجود ہیں اور یہ لوگ اہل الہد اور علی اللہ اہل ہندو ہیں ماسنے جاتے ہیں۔ ان بھگتوں کا اصول شاعری "راما نو جا" کے اصول پر مبنی ہے جسکو فاضل نوٹس نے بارہویں صدی عیسوی کے وسط کا بتایا ہے۔ یہ جنوبی ہند کا باشندہ تھا۔ اور اسکے کئی شاگرد شمالی ہند کے رہنے والے تھے۔ رامانند ایک شاعر نے اشعار کا نیا رنگ پیدا کر دیا۔ نوٹس اور فاضل ٹرمپ نے اس شخص کو چودھویں صدی عیسوی کا بتایا ہے۔ رامانند کی مختصر نظم ہیں گرنٹھ میں ملتی ہے جو اسکی جدت طبع کا ادنی نمونہ ہے۔ راما نو جو اور رامانند کے بین بین ہم جے دیو (۱۲۵۷ء) اور نام دیو (۱۳۱۷ء) کو پاتے ہیں۔ جنگی تصانیف کا کچھ حصہ گرنٹھ میں موجود ہے۔ جے دیو قوم کا برہمن تھا۔ اور سنسکرت سے خوب واقف تھا۔ لیکن رامانند اصل میں چھپی قوم کا تھا جو کپڑوں پر پھول بوٹے رنگا کرتے ہیں اور اب بھی اسکی قوم کے لوگ کثرت موجود ہیں پہلے ہندو ہی اس کام کو کیا کرتے تھے۔ مگر اب مسلمان بھی چھپی موجود ہیں۔ یہی مذکورہ بالا چھپی پہلا شخص ہے جس نے ہری کی پرستش کی ہندو میں بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد

### کبیر

کا درجہ ہے جو قوم کا جلا ہا تھا۔ لیکن وشنو کے اساتذہ میں اس کا سب سے پہلے شمار کیا گیا ہے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ فی الحقیقت مسلمان تھا۔ رامانند کے بارہ شاگردوں میں ایک شاگرد یہ بھی تھا۔ لیکن جے دیو اور رامانند اسکی طرز شاعری بالکل انوکھی ہے۔ یہ اس کا غیام بنا جس میں تھا اور پھر وہ گھر میں جا رہا تھا جو گورکھپور کے ضلع کا ایک متحہ بنی۔ سکندر شاہ موہی کے زمانہ سلطنت (۱۴۸۷ء سے ۱۵۱۷ء) تک زندہ رہا۔ مگر

گرونانک



قصے میں آئے ہوئے دو سو سال ہو چکے تھے خیال ہوتا تھا کہ اس لئے مسلمانوں کی سلطنت میں اپنی نظم لکھی سدی اشعار میں جا کا فارسی کے الفاظ بھرے ہیں اور رماں کا طرز و امداد زیادہ تر موجودہ چامی سے بہت ہی مشابہ ہے۔ چید کی تصنیف معریتا گروءا کی سسکرت سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتی دونوں کی علیحدہ علیحدہ دستان سے۔ ہاں ایک کتاب "مو آدی گرتھ" سے جو پڑائی سدی کا مور سے لیکر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہدی نظم میں پہلی تصنیف یہی ہے چید کی کتاب جس میں کچھ اقصاء تواریخی بھی درج ہیں ایک عجیب کتاب جو پرستوی راج کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلائع ملائیے ہیں اور لکھا ہے کہ جب پرستوی کی سلطان محمد عوی سے جنگ ہوئی تھی تو ہر دودھ سلطان کو سچا دیکھا پڑتا تھا۔ پھر وہ اپنی لوح کے ساتھ قید کر لیا جاتا تھا اور یہ یہی ہے کے بعد اس کی رہائی ہوتی تھی۔ حالانکہ یہ بالکل کہانی ہے "۹" کی جگہ راؤ دیا تھا میر کے قریب سے ملحق ہوئی تھی اسے ایک عالم جانتا ہے۔ قدیم سدی کا دوسرا سوہ

### تصانیف بھگت

ہے۔ اسکی نظموں میں پد ماؤتی کا ذکر سے حورا حرت میں واپسے چٹوٹن میوی تھی۔ جب ۱۳۰۰ء میں سلطان علاء الدین نے چٹوڑ کا قلعہ فتح کیا تو حسین راہی نے اسے کو ملا دیا تھا یہی واقعہ بھگت کی نظم میں بھی موجود ہے لیکن اس کتاب میں بھی لکھا ہے کہ میر ہرارا اور راسیاں اور رئیسوں کی پریشیاں مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھیں پھر عو شاعر نے حلا میاں دکھائی ہیں اور صوٹ کے توڑے طرعاں مادر سے ہیں اعظمتہ بعد قدیم ہدی کے شعراء کا ایک گروہ۔

بھگتوں کا گروہ

علم ادب ایک حد تک علمی مذاق سے پر ہیں اور ان دونوں نے اُس زمین پر قبضہ کیا ہے جس پر علم و فضیلت کی زبانیں سنسکرت اور فارسی قابض تھیں۔ جو لوگ سنسکرت کے دلدراوہ ہیں اور اُسکے علم ادب کو اپنا موروثی فن سمجھتے ہیں ان میں سنسکرت کا نام و نشان مٹ چکا ہو مگر اس کے مقابلے میں فارسی ابھی تک زندہ ہے اور کم مسلمان ایسے ہونگے جو فارسی نہ جانتے ہوں۔ ساتھ ہی لاکھوں ہندو اب بھی ایسے نکلیں گے جو فارسی اچھی طرح بول اور لکھ سکتے ہیں۔

### اجتہاد فی ہندی

میں علمیت کی جھلک معلوم ہونے لگی تھی اور اس میں زیادہ تر راجپوت بہادروں کے کارنامے درج ہیں اور ساتھ ہی بھگتوں اور روشنوں کے حالات شامل ہیں۔

### وسطی ہندی

میں اعلیٰ درجے کی نظم کا آغاز ہوا۔ اور ۱۷۵۷ء سے ۱۷۷۵ء تک اس کا عروج رہا اور وہ کے علم ادب نے سولہویں صدی عیسوی سے نشوونما شروع کی لیکن اس کا عروج اٹھارہویں صدی سے بہت ہوا اور ابھی تک اس میں برابر ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ نظم اور شردونوں کتابیں برابر لکھی جا رہی ہیں اور ایک بڑی تعداد ہر سال اچھی تصانیف کی شامل ہو جاتی ہے۔ ہندی میں بھی بعد ازاں نشوونما ہوئی۔ ورنہ بتلانی ہندی علم ادب بہت ہی اونی درجے کا تھا مثلاً چندر پر بھتوی راج راسٹوڈہ کی مرتبہ کتاب کو دیکھا جاتا ہے تو ہندی علم ادب کی کوئی خوبی نہیں معلوم ہوتی۔ اصل میں چند راجہ پر بھتوی راج کا بھاٹ تھا۔ لاہور کا باشندہ تھا اور لاہور کو مسلمانوں کے



## شاہجہاں

کی سلطنت ہوئی تو اردو و بجاے خود ایک مستقل زبان کی صورت میں آگئی اور  
بتدریج اس میں ترقی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ یہ دینی زبانوں کے الفاظ اس  
میں شامل ہونے لگے۔ مثلاً کچرہ جو اصل میں پتگیزی لفظ کیرا ہے  
مارنول" یہ لفظ بھی پتگیزی ہے جو بڑھتی کے اکہ اوزار کا نام ہے۔ نیلام یہ لفظ  
بھی پتگیزی ہے۔ عام طور پر لوگ نیلام بھی بولتے ہیں۔ خراسانی ہندوستان  
کے ایک حصہ پر حکومت کی ہے۔ اسی طرح ٹوچوں کا بھی تہ تک کوئی نہ کوئی اثر  
رہا لیکن زبان پران کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ لیکن ہاں  
انگریزی الفاظ

اردو میں لکے اردو بن گئے ہیں مثلاً کمشنر جج۔ اپیل۔ ڈگری۔ ایچ۔ اسمیشن۔ ریل۔  
اسٹامپ وغیرہ۔ اب رہے وہ انگریزی و اس نوجوان جو ہندی یا اردو کے الفاظ  
ہونے پر جس زبانی انگریزی لفظ اردو میں داخل کر دیتے ہیں اسے زبان کی کوئی  
خوبی سمجھتی نہ چاہیے جس طرح اردو میں انگریزی لفظ آئے ہیں اسی طرح انگریزی میں  
اردو الفاظ چلے گئے ہیں۔ مثلاً لکھی بہشتی وغیرہ اگرچہ یہ الفاظ ابھی تک اعلیٰ  
حرف میں لکھے جاتے ہیں لیکن زبان گزر رہی ہے انگریزی زبان کا ایک جزو ہو جائیگا  
اور رفتہ رفتہ وہ متاثرات جاتی رہے گی جو اب دیکھنے میں آتی ہے۔ اردو کے

## صرفی و نحوی قواعد

اکمل ان ہی اصول پر مبنی ہیں جن اصول پر ہندی کے ہیں۔ ہم اردو پر لکھے چکے ہیں کہ  
اردو ہندی جی سے نکلی ہے اس لیے اس کے قواعد صرفی و نحوی میں کوئی بڑا فرق

تو سدی بالکل دم توڑے لگی تھی۔ اس پر بھی تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ سولہویں  
 صدی سے پہلے اردو کی میاد ہی قائم نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ قطب الدین ایبک  
 کے مدد کی شہنشاہی سلوں میں فارسی ہی دمار اور جاماں کی رماں رہی۔ اور  
 معنوی اقوام میں اپنی انہی ہمدی کار و اح تھا۔ جسکی عمارت اب مہدم ہوتی پٹی  
 تھی۔ جب مسلمانوں کو ہندوستان میں یا وہ دن ہو گئے۔ تو وہ بہت صاف  
 ہمدی دے گئے مگر ہمدی میں مسلمانوں کی طرف سے فارسی کا کوئی لفظ محظوظ  
 نہیں ہوا۔ خود مدوں نے اپنی رماں میں فارسی کے الفاظ کیے ہمدی کو گھی کھڑی  
 کر دیا۔ اتنا اسکی راحہ ٹوڑ مل سے ہوئی جو ریر مال سایا گیا تھا۔ اور جب جدید  
 مالگہ اری کا سلسلہ سا ہے تو اس میں راجہ مذکورے بہت سے الفاظ فارسی کے  
 شامل کر دیئے +

اس کے بعد میر آقاں و ملوی نے چار درویش یا ماع و بہار تصنیف کی۔ اور  
 گویا اردو کی میاد و ہندوستان میں ڈال دی۔ یہ کتاب ملک ابو ہندوستان میں تیار  
 ہوئی۔ چونکہ مسلمانوں کو ہندوستان میں ایک رما۔ گر چکا تھا اور اب ہمدوں سے  
 ان کا میل جول بہت تر ہو گیا تھا اس لئے دونوں قوموں کی رما میں ماہم جو  
 مل جل گئیں اور اب ان میں کوئی علالت نہیں رہی۔

### اکبر

کے مائے میں محاصل کے قواعد پر سے مصطوف گئے تھے اور مدوں کو مد ہی  
 آزادی استعد ویدی گئی تھی کہ مسلمانوں میں اور ان میں کوئی فرق نہ رہا تھا تو  
 اردو کی کوئی خاص صورت پیدا ہوئی تھی۔ ہاں جب

بکثرت شامل ہو گئے۔ لیکن یہ بات ضرور ہونی کہ عربی۔ فارسی وغیرہ کے الفاظ ملنے سے اسکی اصل میں کچھ فرق نہیں آیا۔ یعنی براج بھاشا کے الفاظ کا رنگ نہیں بدلا جیسا ولی اور سودا کے کلام سے پایا جاتا ہے اور وہی رنگ تلسی واس اور بہار علی کے اشعار میں موجود ہے۔ اس کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ بعض تحریروں میں اردو کی اصلی شان میں فرق آ گیا ہے کیونکہ وہاں فارسی اور عربی کی مناسبت زیادہ آگئی ہے۔ مثلاً بجائے ”خوشی سے“ کہنے سے ”منجوشی“ بولا جائے ”سرکاری حکم سے“ کہنے کے بجائے ”بحکم سرکار“ استعمال کیا جائے۔ تو بھی جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے یہ کوتاہیاں اردو میں سے دور ہوتی جاتی ہیں اور وہ زمانہ قریب آنے والا ہے کہ اردو میں ان سچیدگیوں کا نام و نشان بھی نہ رہے گا۔

جو لوگ ہندی کو اردو کی اصل نہیں مانتے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ ہماری پہلی کی زبان میں صد ہا الفاظ خاص زمانہ ویدک کے موجود ہیں مثلاً لفظ ”اچھوتا“ ہے ہم اس لفظ کا استعمال اس چیز پر کرینگے جو کسی کے استعمال میں نہ آئی ہو۔ سنسکرت میں یہ لفظ اچھوتیا تھا جو اس لڑویا مٹھائی پر استعمال ہوتا تھا جو کسی دیوی یا دیوتا کو بھوک یعنی نذر چڑھائی جاتی تھی اور دیوتا کے منہ سے لگا کے الگ کر لی جاتی تھی اور اُسے بہت ہی متبرک گنا جاتا تھا اردو میں وہ لفظ ”اچھوتا“ ہو گیا جس میں اب بھی سنسکرت کے الفاظ کی پوری شان پائی جاتی ہے۔ اکٹھویں اور نویں صدی سیمی میں خاص ہندی زبان میں بھی۔

### غیر قوموں کے الفاظ مخلوط

ہونے لگے تھے۔ اور اخیر یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ بارھویں صدی عیسوی میں

# اردو کی تاریخ

حسن طرح پیار کے مارے بچوں کا اصلی نام کے علاوہ دوسرا نام رکھ لیتے ہیں۔  
 اسی طرح اردو پیار کا نام ہو جو کائنات "ہندوستانی" کے لولا کا نام ہے۔ مطلب یہ ہو  
 عیسے کی کل ترکسماں کی رماں ہے۔ یا انگریزی رماں کہے سے ہم یہ مطلب سمجھ  
 جائیں گے کہ یہ کل انگریزوں کی بولی ہے اسی طرح "ہندوستانی" کہے سے یہ  
 یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ۔ رماں حوا ہے۔ دوسرے نام اردو کے ساتھ متہور ہے۔  
 تمام ہندوستان کی رماں ہے۔ کسی رماں کی محال ہیں کہ اسکو آکھ بھر کے بھی دیکھ سکے  
 اردو کی اصل

مہدی پر حوا یا بہت رماں میں سے ایک رماں ہے عثمانی ہند میں اس کو کہیں  
 کہیں بولی جاتی ہے ماتی کی جو رماں ہیں۔ ہمالی۔ سندھی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ گجالی۔  
 اور آریا ہیں۔ مگر یہ رماں محدود مقامات میں بولی جاتی ہیں اور اس کا رواج زیادہ  
 ہیں سے سرح سمجھتا ہو کسی رماں میں اگر۔ مگر اس اور دلی کے گرد و نواح میں  
 بولی جاتی تھی اردو کی مادر مہراں ہے۔ تمام صوبے۔ سکون طریقے اور کلیات غیر  
 اح سمجھتا ہے سے لئے گئے ہیں اس کے بعد اردو میں فارسی عربی اور ترکی الفاظ





# چراغِ دہلی

اُردو کی پوری تاریخ ہندی اور اُردو کے قدیم نامور شعرا کا  
تذکرہ۔ دہلی کے قدیم حالات غرضتہ کے با تفصیل واقعات  
دہلی کا محاصرہ اور فتح۔ بہادر شاہ شاہ دہلی کا مقدمہ اور حکیم  
احسن اللہ خان۔ حسن عسکری۔ غلام عباس وغیرہ کے اظہار  
آثار الصنادید کل شاہی عمارتوں کی تصویریں اور حالات  
دربار دہلی کی لطیف اور مختصر کیفیت وغیرہ۔

مصنف میرزا حیرت دہلوی

کرشن دیشی نے مصنف کے اس نام پر چھپی  
حسرت دہلی

قیمت

ہر کدہ لکھنؤ دہلی کے جو عمارت دہلی میں ہے اس عمارت کی قیمت چار روپے (چھ روپے) میں

